٢
في الباطن والظاهر
المسمى
جلاء الخاطر
الشيخ عبد القادر الجيلاني
عربی اردو
اردو ترجمه

اُردُو ترجمہ

جلاء الخواطر

پینتالیس ۴۵ مواعظ و مجالس کا مجموعہ

بہ اضافہ وصایا غوثیہ

غوثِ اعظم حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

مُترجِم

ڈاکٹر مولوی محمد عبدالکریم طفلی

ایم اے ایم او ایل (پنجاب) ایم۔ ڈی (ہومیو)

سابق میر مترجم اسلامی مشاورتی کونسل، لاہور

بسعی واہتمام

جناب شفقت جیلانی خان صاحب

مکتبہ نبویہ

گنج بخش روڈ ○ لاہور

نام کتاب ——— جلاء الخواطر

مواعظِ حسنہ ——— حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ

مرتب ——— حضرت سید عبدالرزاق گیلانی قدس سرہ

مترجم اردو ——— ڈاکٹر محمد عبدالکریم طفلی ایم اے

تاثرات ——— پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری

سعی و اہتمام ——— شفقت جیلانی خاں

طابع ——— کارواں پریس لاہور

ناشر ——— مکتبہ نبویہ۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور

سال تالیف ——— ۵۴۵ھ

سال طباعت ——— ۲۰۰۰ء

صفحات اردو ——— ۲۸۰

قیمت، اردو ——— [illegible] روپے

فہرست عنوانات

مختصر رُوداد

متعلقہ "جلاء الخواطر"

یہ مخطوط جو حضرت غوث الاعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے پینتالیس مواعظ و مجالس پر مشتمل ہے۔ زینت تھا میرے معظم و مخدوم مولانا مولوی علی احمد صاحبؒ ساکنہ بستی شیخ درویش خاں جالندھر شہر کے ذاتی کتب خانہ کا جو انہوں نے ورثہ میں پایا تھا اپنے جدِ بزرگوار حضرت مولانا غلام حسین بن محمد اعظم انصاریؒ سے۔ مولوی علی احمد صاحبؒ بیعت تھے اور نسبت چشتیہ رکھنے کے باوصف والہ و شیدا تھے کلامِ غوثِ پاکؒ کے۔ حضرت غوث پاکؒ کی کتاب "الفتح الربانی (عربی)" بعد از کلام ربانی ان کی حرزِ جان رہتی تھی۔ اسی کتاب کی سمجھئے کہ بہن، جیسی قلمی کتاب "جلاء الخواطر" ان کے خیالوں میں بسی ہوئی تھی اور وہ چاہتے تھے کہ کسی طور پر یہ بھی مثل کتاب "فیوضِ یزدانی ترجمہ الفتح الربانی" بہ لباس زبان اردو جلوہ گر ہو جائے۔

چنانچہ ۱۹۳۰ء کے آس پاس کے زمانہ کی بات ہے کہ ایک روز موقع کی مناسبت سے فرمایا "بھئی! تم جو اپنے کام سے میرٹھ جا رہے ہو یہ ایک دو قلمی کتابیں ______ ایک یہی "جلاء الخواطر" دوسری "توراۃ شریف کی چند سورتیں" جو حضرت غوث پاکؒ کے ذاتی مکشوفات پر مبنی ہیں ______ مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی کے پاس لے جاؤ، ان کے تاریخی پس منظر اور دیگر ضروری معلومات سے مطلع کرو اور خصوصاً "جلاء الخواطر" کے اردو ترجمہ کرنے کی درخواست کرو بشرطیکہ وہ قلمی نسخہ کی صحت سے مطمئن ہوں۔ میں میرٹھ پہنچا۔ مولاناؒ کی ملاقات سے مشرف ہوا۔ اور ان کی غیر معمولی توجہ اور کرم کا مورد بنا۔ مجھے بٹھایا۔ اپنے ہمراہ کھانا کھلایا۔ میرے مخدوم مولوی علی احمد صاحبؒ کا پیغام موصول کیا

اور دیگر معلومات حاصل کیں۔ " جلاء الخواطر" کو دیر تک ملاحظہ کرتے رہنے کے بعد فرمایا جو مفہوماً یہ تھا "مجھے حضرت غوث پاک اور ان کے کلام سے نسبتِ باطنی حاصل ہے میں کہہ سکتا ہوں بلاشبہ یہ کلام، کلام شیخ رحمۃ اللہ علیہ ہی ہے۔ البتہ کتابت کی اغلاط بے شمار معلوم ہوتی ہیں۔ میں ایک وقت میں ایک کام کرنے کا عادی ہوں، اور وہ بھی اس طور پر کہ سر پر کاتب سوار ہو اور کام طلب کر رہا ہو۔ تب میرا قلم رواں ہوتا ہے۔ اس وقت میں کلام اللہ کے کام میں مصروف ہوں۔ آپ یہ چھوڑ جائیے۔ اور دلجمعی رکھیے۔ حضرت مولوی علی احمد صاحب کو میرا سلام پہنچائیے اور کہیئے کہ ذرا بھی فراغت پاتے ہی میں آپ کی فرمائش انشاء اللہ پوری کرنے کی کوشش کروں گا۔

ایک عرصہ کے بعد انہوں نے ادھر توجہ کی، جس کا علم مجھے اس کے ثمرہ سے ہوا کہ (شاید) اول مکشوفاتِ غوثیہ پیراہنِ اردو میں سامنے آئی، پھر "جلاء الخواطر" کی صرف دس مجالس کا اردو ترجمہ "کحل الجواہر" کے نام سے سامنے آیا۔ اس کے ابتدائی تین صفحات جامع و مانع تعارفی اور تشریحی نوعیت کے حامل ہیں۔ جن کا کوئی مخصوص عنوان نہیں رکھا گیا ہے۔ ہم یہ تینوں صفحات اپنے ترجمے کے ساتھ منسلک کرنے کا شرف حاصل کرتے لیکن طوالت کے خوف سے بقدرِ ضرورت پر کفایت کرتے ہیں۔ وَھُوَ ھٰذا

یہ نسخہ جلاء الخواطر اسی کتب خانہ کا ہے جس کو حضرت مرحوم کے نواسہ حضرت مولانا علی احمد صاحب مدظلہٗ نے جو اس خاندان کے ماشاء اللہ چاند، کم گو عزلت نشین، عابد، زاہد، متقی، مشفقم شفقت جیلانی صاحب کے ہاتھ میرے پاس اس غرض سے پہنچایا کہ الفتح الربانی کی طرح اس کا ترجمہ بھی کر دوں مگر دیکھنے سے معلوم ہوا کہ کتابت کی صدہا غلطیاں ہیں جن کی اصلاح اس لیے زیادہ مشکل ہے کہ دوسرا نسخہ نہیں جس سے تصحیح یا مقابلہ کیا جا سکے۔ اس لیے میں نے عذر کر دیا کہ اب میرا دماغ اس عمیق غور و فکر کو تحمل نہیں کر سکتا۔ چند ہی روز گذرے تھے میں نے خواب

دیکھا کہ حضرت غوث سید عبد القادر جیلانی تشریف لائے اور مجھے اپنے سینہ سے لگانا چاہتے ہیں میں جھجکتا ہوں کہ میرا قلب ان فیوضات کا متحمل نہ ہو سکے گا اور شق ہو جائے گا۔ آخر حضرت نے چھاتی سے چپٹا ہی لیا اور اسی حالت میں آنکھ کھل گئی۔ میں نے سمجھا کہ حق تعالیٰ شانہ کو یہ اہم کام مجھ ناچیز ہی سے لینا منظور ہے اس لیے اسی دن اس کی تصحیح و ترجمہ اور ساتھ ہی ساتھ کتابت و طباعت کا انتظام شروع کر دیا۔ کتابت میں لفظوں کی معمولی فروگذاشت کو تو میں نے غلطی میں شمار ہی نہیں کیا لیکن لفظی غلطی اور وہ تصحیف جس کی حقیقت معلوم کرنے میں دماغ پر زور دینا پڑا ان کی فہرست ضرور مرتب کرتا رہا۔ مگر ان کی تعداد بھی دو ہزار سے متجاوز ہو گئی اور سب کو درج کرنے کے لیے چالیس صفحات درکار ہوتے تو میں نے انتخاب کیا اور اغلاط میں بھی صرف ان کو درج کرنا ضروری سمجھا جن کی تصحیح میں بعض جگہ ایک ایک ہفتہ میرا دماغ چکر کھاتا رہا ہے۔ اگرچہ اب اصلاح کے بعد اس کا اندازہ ہونا مشکل ہے کہ اس غلط لفظ سے صحیح لفظ نکالنے میں کتنی دردسری ہوئی ہے۔ میں ان کو آخر میں اس لیے درج کرتا ہوں کہ اصل نسخہ بھی محفوظ رہے اور میری تصحیح اگر غلط ہو تو بعد میں کوئی صاحب اس کی صحیح تصحیح فرما سکیں۔ تاہم بعض جگہ دماغ نے بالکل کام نہیں دیا اور بعض جگہ شرعی احتیاط مانع ہوئی۔ ایسے مواقع پر میں نے اصل عبارت نقل کر کے اوپر خط کھینچ دیا ہے۔ بہرحال جتنا میری طاقت میں تھا اس کو خرچ کر چکا مگر یہ سب وجدانی اور دماغی کام ہے اس لیے دعا ہے کہ جہاں غلطی ہوئی ہو حق تعالیٰ معاف فرمائے اور اس کو مخلوق کے لیے نافع اور میرے لیے صدقہ جاریہ بنا دے آمین۔"

(بندۂ ناچیز عاشق الٰہی غفرلہٗ والوالدیہ میرٹھی ربیع الاول ۱۳۶۰ھ اپریل ۱۹۴۰ء)

اس کے بعد مولانا عاشق الٰہی صاحبؒ واصل بحق ہو گئے۔ پاکستان کی تشکیل کے بعد مولاناؒ کے صاحبزادہ مولوی مسعود الٰہی صاحب سے مراسلت جاری رہی۔ ان کی تمنا تھی یا تاجرانہ تقاضا کہ بقیہ حصہ کا بھی اسی پایہ کا ترجمہ ہو کر ——— شائع ہو جائے۔ لیکن جب،

وہ عرصہ تک ایسا نہ کر پائے تو میں نے بوسیلہ حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ امانت واپس منگوالی۔ اب یہ بارِ گراں میرے اپنے کندھوں پر آ پڑا۔ جو سوچنے میں آسان نظر آتا تھا، لیکن جب عملاً کرنا چاہا تو یہ بھی سمجھ میں نہ آئے کہ کس سے کہوں، کیسے کہوں اور کیا کہوں !؟

؎ کہ عشق آساں نمود اول ولے افتاد مشکلہا !

اگر کسی سے جرأت کر کے ذکر کیا بھی تو اس نے ایسی نظروں سے دیکھا گویا کوئی نادان بڑائی حاصل کرنے کے شوق میں اپنی اوقات بھول گیا ہو۔ میں جان گیا یہ کام میرے کرنے کا نہیں ہے۔ اگر کسی پبلشر کے ہتھے چڑھ گیا تو کتاب کے ساتھ مجھ سادہ دیہاتی کو بھی نگل جائے گا۔

آخر غیب سے مدد ہوئی۔ مسلم مسجد کے نیچے، مشہور و معروف پرانی کم یاب کتب کے تاجر مولوی شمس الدین مرحوم نے ایک روز یکایک بعجلت مجھ سے مخطوطہ طلب کیا اور میرے روبرو کراچی سے تشریف لائے ہوئے ایک صاحب، جن سے میری شناسائی نہیں تھی کے حوالے کیا اور اس کا اردو زبان میں ترجمہ کرنے کی فرمائش کی۔ مولوی صاحب نے میرا خدشہ بھانپتے ہوئے مسکرا کر فرمایا، مطمئن رہیئے ! اب انشاء اللہ ترجمہ بھی جلد از جلد ہو جائے گا اور نسخہ بھی محفوظ رہے گا۔

لیکن افسوس کہ ایک مدت گزر گئی اور گلِ مراد حاصل نہ ہوا۔ اوپر سے یہ حادثہ پیش آیا کہ مولوی صاحب موصوف کا اچانک انتقال ہو گیا جس کے بعد مترجم صاحب سے میرا رابطہ قائم نہ ہوا۔ اور میں نسخہ کے کھوئے جانے کے غم میں گھلنے لگا۔ تاہم امید کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہ پایا۔ حتیٰ کہ کم و بیش تین برس کے بعد ایک روز پنجاب پبلک لائبریری میں معمول کے مطابق مردِ درویش پروفیسر عبدالحمید صدیقی سے ملا تو فرطِ مسرت سے حلق کے اندر ہی رہنے والا قہقہہ لگاتے ہوئے یہ مژدۂ جانفزا سنایا کہ آپ کا لاپتہ مخطوطہ

مل گیا ہے اور یہ اس وقت میرے ہم وطن گوجرانوالہ کے مشہور ہومیو ڈاکٹر طفیلی صاحب کی تحویل میں ہے۔ ڈاکٹر صاحب تک یہ نسخہ یوں پہنچا کہ مولوی شمس الدین مرحوم نے کراچی کے جن صاحب کو ترجمہ کرنے کے لیے دیا تھا، ایک عرصہ کے بعد، اپنی ذاتی صوابدید سے، آگے چلا دیا اور ڈاکٹر صاحب موصوف ترجمہ کر چکنے کے بعد خود منتظر بیٹھے تھے کہ مالک کا پتہ چلے تو مخطوطہ مع اردو ثمرہ اس کے حوالے کروں اور اپنا بھی حق الخدمت حاصل کروں، چنانچہ صدیقی صاحب مرحوم کی وساطت سے معاملہ طے پایا، میرا مخطوطہ مجھے مل گیا، ڈاکٹر صاحب کا حق الخدمت انہیں پہنچ گیا۔

اب میرے لیے اگلا مرحلہ کتابت اور طباعت کا تھا۔ جو بجائے خود وادئ ہفت خواں طے کرنے سے کم نہ تھا۔ تاہم یہ کام بھی بہ اعانت خاص خواجہ سیف الدین ضیا، رکن ادارہ منہاج القرآن اور سید شوکت علی صاحب پایہ تکمیل کو پہنچا۔ اور کتاب کاروان پریس میں طبع ہو کر، مجلد صورت میں، بفضلِ ایزدی و بہ کرامتِ حضرت غوث الاعظمؓ منظرِ عام پر جلوہ افروز ہو گئی ہے۔

کتاب کی قیمت کے بارے میں اتنی گذارش ہے کہ میں نے یہ کام مالی منفعت کی غرض سے ہرگز نہیں کیا ہے۔ میری دلی مراد آج تک برابر وہی رہی ہے جو میرے مخدوم حضرت مولانا مولوی علی احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تھی۔ کہ اس کتاب کو یعنی طلاء اس کے متن کو، نابود ہو جانے سے بچانے کی اپنی سی کوشش کر دی جائے باقی حوالے اللہ کے کر دیا جائے کہ حافظِ حقیقی وہی ہیں۔

شفقت جیلانی خان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

پیش لفظ

آج سے تقریباً بیس سال پہلے ایک رات کے پچھلے حصہ میں اس ناچیز نے خود کو ایک قبر کے پائیں کھڑے پایا۔ اچانک قبر کا تعویذ شق ہو کر ایک سفید داڑھی والے پتلے سے بزرگ نمودار ہوئے، جن سے میں بڑھ کر بغلگیر ہو گیا۔ اسی طرح تین اور بزرگ قبر کے بائیں طرف کھڑے دیکھے، جو فرماتے تھے کہ یہ پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

اگلی صبح بعد از تلاوتِ قرآن، اس خواب کا اپنی نیک بخت بیوی سے ذکر کیا اور کہا کہ اگر یہ سچ اور صحیح ہے تو اس کی تعبیر تو یہ بنتی ہے کہ اس عاجز کو ان سے کوئی فیض ہو، کہاں وہ بزرگ ہستی اور کہاں یہ گنہگار بندہ۔ بات آئی گئی ہو گئی۔

اس کے چند ماہ بعد میرے عزیز دوست مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی کراچی سے لاہور تشریف لائے مجھے ملنے گوجرانوالہ پہنچے، ہمراہ لاہور لے گئے، اپنے محب و مربی سید سعید علی مرحوم منیجر نیشنل بنک آف پاکستان کے ہاں ٹھہرے، اگلے روز فجر کی نماز کے بعد بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہنے لگے، میاں کوئی کام للّٰہ فی اللہ بھی کر دیا کرو، میں نے کہا بتاؤ کیا کام ہے؟ کہا کہ پیران پیر عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عربی کتاب "جلاء الخواطر" کا اردو میں ترجمہ کر دو، میں نے مندرجہ بالا واقعہ سنایا اور عرض کیا کہ نہیں بھی کرنا تھا تب بھی کرتا، یہی تو میرے خواب کی تعبیر تھی اور ہے، ساتھ ہی کتاب کا مطالبہ کیا۔

دوسرے روز مجھے مولوی شمس الدین مرحوم کے ہاں لے گئے ان کا انار کلی میں ایک مینارہ مسجد کے نیچے کتب خانہ تھا جو خانقاہ شمسیہ کے نام سے مشہور تھا۔ بڑے بڑے علماء اور صوفیاء کی ہر وقت مجلس و محفل رہتی تھی۔ میرا تعارف کرایا، کتاب کا نسخہ مانگا۔ فرمانے لگے ایک دو روز میں صاحب نسخہ سے بات کر کے لے دوں گا۔ چنانچہ میں پھر حاضر ہوا اور انہوں نے کتاب مجھے عنایت کر دی۔

ان دنوں میں بالکل فارغ تھا چونکہ اسلامی مشاورتی کونسل سے علیحدہ کیا جا چکا تھا جہاں میں محقق و مترجم کی حیثیت سے کام کرتا تھا۔ دورانِ کار یہ مسئلہ کہ شادی شدہ جوڑے کو

زنا پر سنگسار کرنا قرآنی سزا ہے یا نہیں؟ زیر بحث آیا۔ کونسل کے چیئرمین اور جملہ اراکین نے فرمایا کہ یہ قرآنی سزا نہیں، حدیث میں آتی ہے اور میں نے چودہ صفحات پر مشتمل ریسرچ نوٹ لکھ کر اسے قرآنی سزا ثابت کیا۔ بس پھر کیا تھا، خوب چلی، میں بفضلہ تعالیٰ حق کی صحیح ترجمانی کرتا ہوا ڈٹ گیا، ترغیب و ترہیب کو ٹھکرا دیا اور وزارتِ قانون پر مقدمہ کر کے پیروی کرنے لگا۔

بہرحال میں نے فرصت و فراغت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے نہایت ذوق و شوق اور نہایت محنت و مشقت سے ایک سال میں "جلاء الخواطر" کا اردو ترجمہ "عطاء الخواطر" کے نام سے مکمل کر لیا۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔ اس اثنا میں مولوی شمس الدین سے رابطہ قائم رہا مگر یہ بشریت کا پیکر اور آدمیت کا نمونہ قضائے الٰہی سے بہ مرض قولنج ترجمہ کی تکمیل سے ایک ماہ پہلے انتقال کر گیا اللہ مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا۔ قبل ازیں مولانا عاشق الٰہی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کی چالیس میں سے صرف دس مجالس کا ترجمہ کیا تھا اور اس کے دیباچہ میں محترم شفقت جیلانی صاحب کا ذکر کیا تھا۔ مرحوم نے اصل نسخہ انہی سے حاصل کر کے دیا تھا۔ بعد از تلاش میں نے اصل نسخہ اور ترجمہ مع متن اپنے ایک محترم دوست محمد اسلم خاں غوری، انڈر سیکرٹری ہوم ڈیپارٹمنٹ (پنجاب) پاکستان لاہور کے ذریعہ سے ان کے حوالے کر دیا۔

پچھلے سال محترم ڈاکٹر چشتی صاحب کے چھوٹے بھائی عزیزم مظفر لطیف سلمہٗ ملاقات کے لیے تشریف لائے، انہیں سارا ماجرا سنایا اور محترم شفقت خان جیلانی صاحب سے ملنے اور کتاب مع ترجمہ چھاپنے کی بات کرنے کے لیے عرض کیا۔ وہ لاہور تشریف لے گئے۔ بات کی تو انہوں نے بھی ارادہ فرمایا۔ اب ایک دو مہینہ پہلے عزیزم مظفر لطیف سلمہٗ پھر تشریف لائے تو پتہ چلا کہ محترم شفقت جیلانی صاحب کتابت وغیرہ کرا چکے ہیں اور عنقریب کتاب شائع ہونے والی ہے۔ فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَاء

احقر: ا۔ ایم اے۔ کریم۔ حکیم

نشیمن۔ نزد مسجد مائی لتو چوک تھانیوالا۔ گوجرانوالہ (پاکستان)

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری

حضرت غوث اعظمؒ کے جملہ ارشادات و ملفوظات بلاشبہ اسلامی ادب کا عظیم سرمایہ ہیں۔ ایمانی زوال کے موجودہ دور میں حضور غوثیت مآب کی دینی و علمی اور روحانی تعلیمات کو عام کرنے کی جس قدر ضرورت آج ہے شاید پہلے کبھی نہ تھی۔ فاضل مترجم نے ایک نایاب کتاب کو ترجمہ کے ذریعے اردو دان طبقے تک پہنچانے میں جو خدمت سرانجام دی ہے لائق قدر ہے۔ میں اپنی عدیم الفرصتی کی بنا پر مخطوطہ اور اس کے اردو ترجمہ کو صرف جستہ جستہ دیکھ پایا ہوں۔ زبان ترجمہ سادہ، آسان اور عام فہم ہے۔ شفقت خان جیلانی صاحب کو اللہ تبارک و تعالیٰ جزائے خیر عطا کرے جن کے اہتمام سے یہ مستور بلکہ نایاب نسخہ "فرمودات غوث اعظمؒ" افادۂ خلق کے لیے منصۂ شہود پر آگیا۔ آمین۔ بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ایک نظر

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

چھٹی صدی ہجری مسلمانوں کے اقتدار کے عروج کا زمانہ تھا۔ سلطنت عباسیہ کے جاہ و جلال کے پرچم کائنات ارضی پر سایہ فگن تھے۔ دنیا بھر کی حکومتیں یا تو ان کے زیرنگیں تھیں یا باجگذار۔ دارالسلطنت بغداد سے علوم و فنون کے چشمے پھوٹ پھوٹ کر یورپ اور ایشیا کو سیراب کر رہے تھے۔ دنیاوی فتوحات کی وجہ سے مسلمان قوم امارت اور ثروت میں ڈوبی ہوئی تھی پھر امارت و ثروت کے تمام منحوس اثرات مسلمان معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے رہے تھے۔ اخلاقی قدروں کے انحطاط اور معاشرتی ناہمواریاں مسلمانوں کے گھر گھر میں پہنچ رہی تھیں۔ اور ہر حساس مسلمان یہ سوچ رہا تھا کہ اس معاشرے کا کیا بنے گا۔ جو تیغ و سنان لے کر ابھرا اور طاؤس و رباب کی نذر ہو گیا ہے۔ ان حالات میں حضرت غوث الاعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ عراق کے بیابانوں میں تجرید و تفرید کی تنہائیاں چھوڑ کر عروس البلاد بغداد پہنچے اور معاشرے کی اصلاح کے لیے زبردست تقاریر اور خطابات سے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ آپ نے لوگوں کو اخلاقی پستی سے اٹھانے میں اہم کردار ادا کیا۔ اپنے خطابات میں دنیا پرستوں اور اقتدار پسندوں کو للکارا آپ کی تقاریر کا یہ اثر ہوا۔ پانچ سو یہودی دامن اسلام میں آ گئے۔ اور ایک لاکھ مسلمانوں نے شرعی بے راہ روی سے توبہ کی۔ ۵۴۵ھ کے کئی خطابات کو آپ کے بیٹے سید عبدالرزاق گیلانی اور خلیفہ شیخ عفیف الدین مبارک نے قلمبند کر لیا۔ شیخ عفیف الدین کے مرتبہ خطبات تو فتح الربانی کی شکل میں علمی دنیا کے سامنے آ چکے ہیں۔ مگر آپ کے صاحبزادے

سید عبدالرزاق گیلانی قدس سرہ السامی کے مرتبہ خطابات جلاء الخواطر کے نام سے ابھی تک
مخطوط کی صورت میں محفوظ تھے اور زیور طبع سے آراستہ نہیں ہوئے تھے۔

دنیائے علم وفضل کی یہ خوش بختی ہے کہ نسلاً بعد نسلاً یہ خطابات جناب غوث پاک
کے عقیدت مندوں میں منتقل ہوتے آئے اور جناب غوث کے ایک شیدائی اور
عقیدت مند جناب شفقت خان جیلانی نے گذشتہ چالیس برسوں سے اس کتاب کو
محفوظ رکھا۔ اور اب ان کی سعادت کا ستارہ چمکا تو اس کتاب جلاء الخواطر کو عربی اور
اردو ترجمہ میں زیور طبع سے آراستہ کر کے علمی اور روحانی دنیا میں ایک نہایت ہی
اہم اور نایاب دستاویز کا اضافہ کر دیا ہے۔ جلاء الخواطر کے بعض خطابات فتح الربانی میں بھی
آ گئے ہیں۔ مگر بعض ابھی تک اہل مطالعہ کی نظروں سے اوجھل تھے۔ وہ حضرت جیلانی صاحب
کی مساعی جمیلہ سے سامنے آ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے انہوں نے اصل
کتاب کو عربی میں پھر اس کا ترجمہ اردو میں یکجا اور علیحدہ علیحدہ لا کر علمی دنیا پر بڑا احسان کیا ہے۔

میں نے عربی خطابات کو پڑھا تو مجھے جناب غوث پاک کی خانقاہ بغداد کی مشام
جانفزا نے گھیر لیا۔ میں نے ان خطابات کی معنوی کیفیتوں پر غور کیا۔ تو یوں محسوس ہوا کہ
جناب غوث اعظم کے سامعین کے بے پناہ مجمع کی صفِ نعال میں مجھے بھی جگہ مل گئی ہے۔

میں نے اپنی دل کی گہرائیوں پر نگاہ ڈالی تو برملا پکار اٹھا ؎

کس کی زلفوں کی مہک لائی ہے بطحا سے نسیم
دل و جاں وجد کناں جھک گئے بہر تعظیم

اللہ تعالیٰ میرے دوست شفقت خان جیلانی کو جزائے خیر دے۔ انہوں نے اس
کتاب کو قادریت کے گلستانِ عقیدت میں گلدستہ بنا کر پیش کیا ہے۔

اظہارِ تشکر

اس کتاب کی اشاعت میں اعانت کی سعادت حاصل کرنے والوں میں سب
سے پہلے خواجہ سیف الدین ضیاء رکن ادارہ منہاج القرآن کا ممنون ہوں کہ انہوں نے کتاب
کی کتابت اور طباعت میں انتہائی محنت و مشقت برداشت کی۔ پھر سید شوکت علی صاحب
ہیں جنہوں نے اردو ترجمہ کی "پروف ریڈنگ" کا کام سرانجام دیا۔ کتاب کی "روداد"
جو میں نے تحریر کی ہے اس کی نوک پلک کی درستی میرے عزیز دوست علامہ مرزا غلام قادر
کی ناقدانہ لیکن ہمدردانہ نگاہ کی مرہونِ منت ہے۔ میری درخواست پر پروفیسر ڈاکٹر
محمد طاہر القادری نے بھی اپنی شدید مصروفیت کے باوجود، وقت نکال کر، کتاب پر ایک
طائرانہ نظر ڈالی اور دو حرفی تقریظ لکھ کر ممنون فرمایا۔

اسی طرح میں ان تمام احباب، مثلاً، حکیم محمد موسیٰ صاحب بانی "مرکزی مجلس رضا"
"مکتبہ نبویہ" کے پیرزادہ محمد اقبال احمد فاروقی صاحب اور بالخصوص حاجی باغ علی صاحب
نسیم اور کراچی کے مظفر لطیف صاحب اور سید نفیس رقم صاحب کا بھی شکرگذار
ہوں جنہوں نے ہماری گذارش پر کتاب کا نہایت دیدہ زیب ٹائیٹل تیار کر دیا
ہے۔ آخر میں اپنے عزیز معمر دوست محمود احمد خاں کا بھی ممنون ہوں جن کی دعائیں
میرے شامل حال رہیں۔

شفقت جیلانی خاں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے اور اللہ ہمارے آقا جناب محمدؐ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی آل پر اور اصحاب پر رحمت بھیجے (آمین ثم آمین)

حضرت ابو صالح جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے۔ عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے۔ حضرت امامِ عالم۔ دانشورِ عظیم۔ زاہد و عابد۔ عارف و متقی، شیخ المشائخ، حجتِ اسلام، قطبِ انام، حامیٔ سنت، قامع بدعت، تاج و محبت اہلِ معرفت و سلوک۔ رکنِ شریعت، ستونِ حقیقت و علم طریقت، سردارِ اولیاء، و پیشوائے اصفیاء، و مشعل بردارِ طریقِ ہدایت و رئیس اتقیاء، و چراغِ اہلِ تقویٰ و صفا شیخ محی الدین ابو محمد عبدالقادر رضی اللہ عنہ اللہ ان کی روح کو مقدس اور ان کی قبر کو روشن رکھے اور ہمیں ان کی جماعت میں اٹھائے اور ان کی محبت پر مارے اور ان کے اقوال کی برکات سے دنیا اور آخرت میں فائدہ پہنچائے۔ اور اللہ ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل پر اور ان کے اصحاب پر رحمت بھیجے اور بہت بہت سلام کہہ کر سلامتی بھیجے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

آپ نے اپنی مجلسوں (جو ۹ ماہ رجب جمعہ سے ۱۴ رمضان المبارک ۵۴۶ھ تک جاری رہیں) میں فرمایا:۔

"اپنے آپ کو حسد سے بچاؤ۔ وہ بُرا ساتھی ہے اور یہ حسد ہی تھا جس نے ابلیس کا گھر برباد کیا اور اس کو ہلاک کیا اور اس کو دوزخی بنایا اور اس کو خدائے بزرگ و برتر اور اس کے فرشتوں اور اس کے نبیوں اور اس کی مخلوق کا ملعون بنایا۔

کسی سمجھدار آدمی کے لیے حسد کرنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے، جبکہ اس نے ارشاد سن لیا۔ "ہم نے دنیا کی زندگی میں ان کی روزی ان میں بانٹ دی ہے یا وہ لوگوں پر اس چیز سے حسد کرتے ہیں جو اللہ نے ان کو اپنی مہربانی سے دی۔" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ خشک لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔"

اے صاحبزادے! حسد کے بارہ میں علماء ربانی کا فرمان کس قدر انصاف کرنے والا ہے۔ اپنے ساتھی ہی سے شروع کرتا ہے، پس اُسی کو مارتا ہے اور حسد کرنے والا پناہ بہ خدائے بزرگ و برتر۔ خدا کے ساتھ اس کے فعل پر اور اس کی تخلیق پر اور اس کی تقسیم پر بھی جھگڑا کرتا ہے۔

بلاشبہ میں اپنی بات میں تم سے اور تمہارے گھروں کے مال و اسباب اور تمہارے تحفوں سے بے نیاز ہوں، چنانچہ جب تک میں اس امر پر قائم رہوں گا انشاء اللہ میری بات سے تم کو فائدہ پہنچے گا۔ جب تک بات کرنے والے کی نظر تمہاری روٹیوں، کپڑوں اور جیبوں پر رہے گی تمہیں اس کی بات سے فائدہ نہ ہوگا۔ جب تک تمہارے (چولہے کے) دھواں اور تمہارے کوچہ کو تاکتا رہے گا تمہیں اس کی بات سے فائدہ نہ پہنچے گا۔ اس کی بات ایسا چھلکا ہوگی جس میں گری نہیں، ایسی ہڈی ہوگی جس پر گوشت نہیں، تلخی ہوگی، بلا مٹھاس صورت ہوگی، بلا معنی۔ طمع کرنے والے کی بات حرص اور رُو رعایت سے خالی نہیں ہوتی۔ اس کو ڈر کی وجہ سے مخالفت پر قدرت نہیں ہوتی۔ طمع کرنے والا طمع کے حروف کی طرح خالی ہے۔ "طمع" کے حروف "ط" اور "م" اور "ع" سب کے سب نقطوں سے خالی ہیں۔

اے اللہ کے بندو! سچے ہو، یقیناً فلاح پاؤ گے۔ سچا (اللہ کی بندگی سے) پھرا نہیں کرتا۔ اللہ کو ایک کہنے میں سچا ہونے والا اپنے نفس جو اس کا شیطان ہے

کی بات پر (اللہ کے دروازہ سے) لوٹا نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور نیکیوں کی محبت میں سچا ہوتا ہے۔ سچا ملامت پر کان نہیں دھرتا اور نہ ہی یہ اس کے کان میں سماتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم اور اس کے بندوں میں سے نیکیوں کی محبت میں سچا کسی منافق ملعون و مبغوض کی بکواس پر (اپنے کام سے) باز نہیں آتا۔ سچا (اپنے دوست اور دشمن کو) پہچانتا ہے اور جھوٹا نہیں پہچانتا۔ سچے کی ہمت آسمان تک بلند ہوتی ہے۔ کسی کی ایسی ویسی بات کو خاطر میں نہیں لاتا۔ بلاشبہ خدائے بزرگ و برتر کو اپنی بات پر قدرت ہے، جب تجھ سے کوئی کام لینا چاہے گا تجھے اس کے قابل بنا دے گا۔ اے عالم! اگر تیرے پاس علم کے پھل اور اس کی برکت سے کچھ ہوتا تو نفس کے مزوں اور لذتوں کی خاطر بادشاہوں کے دروازوں کی طرف کبھی نہ دوڑتا۔ عالم کے وہ پاؤں ہی نہیں ہوتے جن سے لوگوں کے دروازوں کی طرف دوڑے اور زاہد کے وہ ہاتھ ہی نہیں ہوتے جن سے لوگوں کا مال لے۔ اور محب کی وہ آنکھیں ہی نہیں ہوتیں جن سے محبوب کے سوا کسی کو دیکھے سچا اگر ساری مخلوق سے بھی ملے تو اسے ان کی طرف نگاہ کرنا جائز نہیں چونکہ اس کے لیے محبوب کے سوا کسی پر نظر کرنا حلال ہی نہیں۔ نہ اس کے سر کی آنکھوں میں دنیا بڑی معلوم ہوتی ہے اور نہ اس کے سر کی آنکھوں میں آخرت ہی بڑی ہوتی ہے اور نہ ہی اس کے سر کی آنکھوں میں اللہ کے سوا کوئی بڑا نظر آتا ہے۔

اے صاحبزادے! منافق کی پہچان اس کی زبان اور سر سے ہوتی ہے اور سچے کی پہچان اس کے دل سے ہوتی ہے اور اس کے باطن کا بھید خدائے بزرگ و برتر کے دروازہ پر ہوتا ہے اور باطن اللہ کے حضور دروازہ پر کھڑا چیختا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ اندر داخل ہو جاتا ہے۔ خدا کی قسم! تم بہرحال جھوٹے ہو۔ خدائے بزرگ و برتر کے دروازے کی راہ تم خود نہیں جانتے دوسرے کو کس طرح بتاؤ گے۔ اور تم خود اندھے

ہو۔ اپنے سوا کسی اور کی لاٹھی کس طرح تھاموگے۔ تمہاری خواہش اور تمہاری
طبیعت اور تمہاری اپنے نفس کی پیروی اور تمہاری اپنی دنیا۔ اپنی ریاست اور
اپنی لذتوں کی محبت نے تمہیں اندھا کر رکھا ہے تمہاری خرابی ہو تمہیں دنیا میں رہنا
محبوب ہے مگر تمہارے کوئی چیز ہاتھ نہ آئے گی۔ اپنی دکان پر اپنی نماز کو کب ترجیح
دوگے۔ آخرت کو اپنی دنیا پر کب مقدم رکھوگے۔ اپنے خالق کو اپنی مخلوق پر کب
مقدم رکھوگے اور اپنے نفس کی بجائے سائل کو کب ترجیح دوگے۔ خدائے بزرگ و
برتر کے حکم کو اور اس کی منع کی ہوئی چیز سے رُکنے کو اور اس پر جو مصیبتیں آتی ہیں
ان پر صبر کو اپنی خواہش اور عادت پر کب ترجیح دوگے۔ لوگوں کا کہنا ماننے کی
بجائے اس کا کہا ماننے کو کب مقدم رکھوگے۔ عقل سیکھو۔ تم ہوس میں پھنسے ہو ایسے
باطل کی جس میں حق نہیں۔ ایسے ظاہر کی جس میں باطن نہیں۔ ایسے علانیہ کی جس میں سر
نہیں۔ جب تک گناہ ظاہر جسم پر ہیں میری طرف قدم بڑھاؤ اس سے پہلے کہ وہ تمہارے
دل تک پہنچ جائیں۔ پھر تم اصرار کرو اور اصرار میں مشغول رہو تو کافر بنو۔ غلطی کی تلافی
کرلو۔ تھوڑی (زندگی یا تکلیف) سے بڑی (زندگی یا تکلیف) کو محفوظ کرلو۔ جب تک
رسّی کے دونوں کنارے تمہارے ہاتھوں میں ہیں تلافی کرلو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا: گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں اگرچہ
ستر مرتبہ دین میں پھر کرے۔ جب تم نے رسولِ کریمؐ سے سن لیا اور اُن کی بات پر عمل
کیا اور آپ کے اصحاب کی پیروی کرکے آپ کے ساتھ بہتر برتاؤ کیا تو تمہارے دل
کو تمہارے خدائے بزرگ و برتر کے سامنے کریں گے اور ان کا کلام تمہیں سنوائیں گے
جس کی طاعت اور عبودیت اللہ کی خاطر ثابت ہو جاتی ہے وہ اللہ کی کلام سننے پر
قادر ہو جاتا ہے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ ان پر
اور تمام نبیوں پر درود و رحمت ہو۔ اپنی قوم کے پاس آئے۔ ان کے پاس توریت

تھی جس میں امر اور نہی تھی۔ لوگوں نے کہا، ہم اسے قبول نہ کریں گے جب تک
کہ ہم اللہ کا چہرہ نہ دیکھ لیں گے اور اس کا کلام نہ سن لیں گے۔ آپؑ نے ان سے فرمایا
اپنی ذات کو تو اس نے مجھے بھی نہیں دکھایا پھر تمہیں کیسے دکھا دوں۔ اس پر وہ کہنے
لگے کہ جب آپ نہ اس کا منہ دکھائیں اور نہ اس کا کلام سنوائیں ہم اس کی بات کیسے
مان لیں۔ تب خدائے بزرگ و برتر نے موسیٰ۔ ہمارے نبی اور ان پر درود و رحمت ہو
کو وحی کی کہ ان کو کہہ دیجئے کہ اگر ان کا میری کلام سننے کا ارادہ ہے تو تین دن روزے
رکھیں۔ جب چوتھا روز ہو خوب نہائیں اور پاک کپڑے پہنیں۔ پھر ان کو لے کر آجاؤ۔
تاکہ میری کلام سنیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان کو اس بات کی خبر کر دی۔ پس انہوں نے
ایسا ہی کیا۔ پھر پہاڑی کے اس مقام پر آئے جہاں وہ (موسیٰ علیہ السلام) اپنے خدائے
بزرگ و برتر سے باتیں کیا کرتے تھے۔ اور انہوں نے اپنی قوم کے عالموں اور پرہیزگاروں
میں سے ستر آدمی لیے۔ جب حق تعالیٰ ان سے مخاطب ہوئے تو سب کے سب
بے ہوش ہو کر مر گئے۔ موسیٰ ہمارے نبی اور ان پر درود و رحمت ہو۔ اکیلے رہ گئے۔
اور رو کر عرض کی اے پروردگار! آپ نے میری امت کے بہترین لوگوں کو مار دیا۔
اللہ کو ان کے رونے پر رحم آیا۔ تو انہیں اللہ نے زندہ کر دیا وہ اپنے پاؤں پر اٹھ
کھڑے ہوئے اور کہا موسیٰ علیہ السلام، ہمیں اللہ تعالیٰ کا کلام سننے کی طاقت نہیں
آپ ہی ہمارے اور ان کے درمیان واسطہ بنیے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام
سے کلام کی اور موسیٰ علیہ السلام ان کو سناتے اور ان کے لیے دہراتے جاتے تھے۔
موسیٰ علیہ السلام محض اپنے ایمان کی قوت اور اپنی طاقت اور اپنی عبودیت کے
ثابت ہونے کی بنا پر اللہ تعالیٰ کا کلام سننے پر قادر ہوئے اور وہ لوگ محض اپنے
ایمان کی کمزوری کی بنا پر اللہ کا کلام سننے پر قادر نہ ہو سکے۔ پس اگر وہ توریت میں
آئے ہوئے اللہ کے احکام کو قبول کر لیتے اور امر و نہی میں اطاعت کرتے اور ادب

کرتے اور جو کیا اس کے کہنے کی جرأت اور تحریک نہ کرتے تو خدائے بزرگ و برتر
کا کلام سننے پر قادر ہو جاتے ۔

اپنے مولیٰ کی اطاعت میں ہر طرح کوشش کرو۔ اور کوشش کرو کہ تم نہ دینے والے
کو دو اور توڑنے والے سے جوڑو۔ اپنے پر ظلم کرنے والے کو معاف کر دو۔ اور کوشش
کرو کہ تمہارا بدن بندوں کے ساتھ ہو اور تمہارا دل بندوں کے پروردگار کے ساتھ ہو۔
اور کوشش کرو کہ سچے بنو، جھوٹے نہ بنو۔ اور کوشش کرو، اخلاص برتو، نفاق نہ برتو۔
لقمان حکیم اپنے بیٹے سے کہا کرتے تھے، اے بیٹے! لوگوں سے دکھاوا نہ کرو کہ تمہیں
خدائے بزرگ و برتر سے۔ ایک بدکار دل سے ملو تمہاری خرابی ہو۔ دو منہ، دو زبانوں
اور دو کاموں والے مت بنو کہ اس کے سامنے اور اُس کے سامنے کچھ۔ مَیں مسلط
ہوا ہوں ہر جھوٹے منافق دجال پر۔ مسلط ہوا ہوں خدائے بزرگ و برتر کے ہر نافرمان
پر، جن کا سب سے بڑا ابلیس ہے اور سب سے چھوٹا بد اعمال۔ میری جنگ ہے
تم سے اور ہر گمراہ سے۔ گمراہ کنندہ اور باطل کی طرف دعوت دینے والے سے۔
اس پر لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم سے مدد لیتا ہوں۔ نفاق تمہارے دل پر
جم گیا ہے، تمہیں اسلام، توبہ اور زنار (کفر) توڑنے کی ضرورت ہے، عقل سیکھو۔
جب تم سے غبار چھٹ جائے گا تو دیکھو گے اور تھوڑی دیر بعد تمہیں خبر معلوم ہو
جائے گی۔ جس نے میری بات سنی اور اس پر عمل کیا اور اخلاص برتا وہ مقربین میں
سے بنا۔ اس واسطے کہ ایسی بات ہے، کیا مغز جس میں چھلکا نہیں۔ تمہاری خرابی ہو،
اللہ کی محبت کا دعویٰ کرتے ہو اور اپنے دلوں سے اس کے سوا اوروں کی طرف
متوجہ ہوتے ہو۔ مجنوں کو جب لیلیٰ کی محبت سچی ہو گئی تو اس کا دل لیلیٰ کے سوا کسی
کو قبول نہ کرتا تھا۔ ایک دن لوگوں پر اس کا گزر ہوا۔ تو انہوں نے پوچھا، کہاں سے
آئے ہو؟۔ کہا، لیلیٰ کے پاس سے۔ پوچھا۔ کہاں کا ارادہ ہے۔ بولا۔ لیلیٰ کی

طرف کا۔

جب دل خدائے بزرگ و برتر کی محبت میں سچا ہوتا ہے، تو موسیٰ۔ ہمارے
نبی اور ان پر درود و سلام ہو، جیسا ہو جاتا ہے۔ کہ خدائے بزرگ و برتر نے ان کے
حق میں فرمایا، ہم نے پہلے سے ہی ان پر پستانوں کو ممنوع قرار دیا تھا۔ تم جھوٹ
نہ بولو۔ تمہارے دو دل نہیں بلکہ ایک ہی ہے، جس چیز سے بھی بھر جائے گا پھر
اس میں دوسری نہیں سما سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :- اللہ نے کسی شخص کے سینہ
میں دو دل نہیں رکھے۔ جس دل میں خالق کی محبت ہو گی۔ صحیح نہیں ہو گا کہ اس میں
دنیا اور آخرت ہو۔ اللہ سے ناآشنا رہنا نفاق برپا کرتا ہے۔ اور اس سے آشنا۔
ایسا نہیں کرتا۔ اور احمق خدائے بزرگ و برتر کی نافرمانی کرتا ہے اور عاقل اس کی
اطاعت کرتا ہے اور بغض رکھنے والا نافرمانی کرتا ہے اور محبت رکھنے والا اطاعت
کرتا ہے اور دنیا اکٹھی کرنے کی حرص کرنے والا دکھاوا کرتا اور نفاق برتا کرتا ہے۔
اور کوتاہ امید ایسا نہیں کرتا۔ اور موت کو بھلا دینے والا دکھاوا کرتا ہے اور یاد
رکھنے والا دکھاوا نہیں کیا کرتا۔ اور غافل دکھاوا کرتا ہے اور بیدار دکھاوا نہیں کرتا
ہے۔ اولیاء اللہ کو (غیبی فرشتہ) متنبہ کرتا اور (غیبی) معلم تعلیم دیتا رہتا ہے، اور
حق تعالےٰ وسائلِ علم ان کے لیے مہیا فرما دیتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا، کہ مومن اگر پہاڑ کی چوٹی پر بھی ہو گا تو اللہ اس پر (غیبی) عالم متعین فرمائے
گا جو اس کو (رضیاتِ الٰہیہ کی) تعلیم دیتا رہے گا۔ نیکوں کی باتیں مستعار لے کر
ان پر اپنا دعویٰ کر کے باتیں نہ کیا کرو۔ مانگی چیز چھپا نہیں کرتی۔ اپنے مال سے
کمائی کرو۔ مانگی چیز سے نہیں۔ اپنے ہاتھ سے کپاس کاشت کرو اور اسے اپنے ہاتھ
سے پانی دو۔ اور اس کی اپنی کوشش سے پرورش کرو۔ پھر اسے بُن لو، سی لو اور
پہن لو۔ دوسروں کی مِلک اور دوسروں کے کپڑوں پر مت اِتراؤ۔ جب دوسرں

کا کلام لے کر بات کرو گے اور اس کو اپنا بتاؤ گے تو نیکوں کے دل تمہارے سے نفرت کریں گے۔ جب تجھے فعل نصیب نہیں تو قول بھی تیرے مناسب نہیں۔ ظاہر ہے حکم کا تعلق عمل سے ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے: اپنے اعمال کی وجہ سے جنت میں داخل ہو جاؤ۔

اے صاحبزادے! فرشتے حرص اور طمع اور لایعنی قسم کی بہت سی باتوں کے لکھنے کے سوا کسی بات سے نہیں اکتاتے۔ بلکہ جس کا دل حق تعالےٰ سے ڈرتا ہے تو لامحالہ اس کے ہاتھ پاؤں بھی ڈرنے لگتے ہیں۔ اُس کا دل اس کے ڈر سے بجھ جاتا ہے۔ تو ہاتھ پاؤں بھی وہی تاثر لیتے ہیں۔ چنانچہ فرشتے راحت و اکرام میں رہتے ہیں۔ تمہاری باتیں ایک پر دوسری گناہوں کے ڈھیر ہیں۔ جن کی عاقبت بھی مہمل ہے۔ تم یہ جانے بغیر باتیں کیے جاتے ہو کہ فائدہ مند ہوں گی یا نقصان دہ۔ موت سے خبردار ہو تمہارے لیے موت سے فرار نہیں۔ تم جس کہنے سننے اور لایعنی کاموں میں لگے ہو انہیں چھوڑ دو۔ اپنی لمبی لمبی امیدوں کو کوتاہ کرو اور حرص کو کم کرو۔ اس واسطے کہ عنقریب تمہیں مرنا ہے۔ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ تمہیں یہیں بیٹھے بیٹھے موت آجاتی ہے۔ یہاں تک اپنے پاؤں پر چل کر آئے تھے۔ تمہارے گھر کی طرف جنازہ اٹھایا جاتا ہے۔ صحیح ایمان والا اپنی جان سے بدلہ لے کر اطمینان حاصل کرتا ہے۔ جب اس کی جان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اسے کہتا ہے، میں نے تو تجھے نصیحت کی مگر تم نے قبول ہی نہ کی۔ او نہ جاننے والی، او نہ ماننے والی، او اللہ کی دشمن میں نے تجھے اس چیز سے ڈرایا تو تھا۔ جو کوئی اپنے نفس سے باز پرس کھو دکریدا اور خیر خواہی نہیں کرتا کبھی فلاح نہیں پاتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے نفس کا خود واعظ نہ بنے اس کو کسی واعظ کا وعظ نفع نہیں دیتا۔ جو فلاح چاہے اپنے نفس کو نصیحت کرے۔ اس کو توبہ سکھائے اور مجاہدہ کرائے،

زہد یہ ہے۔ پہلے حرام چیزوں کو چھوڑے۔ پھر شبہ والی چیزوں کو چھوڑے۔ پھر مباح چیزوں کو چھوڑے۔ پھر ہر حالت میں خالص حلال چیزوں کو بھی چھوڑ دے غرض کوئی چیز نہ رہے، جسے چھوڑ نہ دے۔ حقیقی زہد یہ ہے۔ دنیا چھوڑے، آخرت چھوڑے، خواہشات و لذات چھوڑے۔ غرض کوئی چیز نہ رہے جسے چھوڑ نہ دے۔ حالات و درجات۔ کرامات اور مقامات طلب کرنا چھوڑے اور خالق کائنات کے سوا ہر چیز کو چھوڑے۔ حتیٰ کہ خالق بزرگ و برتر کے سوا کوئی نہ رہے۔ جو ہماری منتہیٰ اور غایت مقصود ہے۔ اسی کی طرف پھر جانے میں سارے کام باتیں کرنے والوں میں سے کوئی اپنے دل سے بات کرتا ہے۔ کوئی اپنے باطن سے بات کرتا ہے اور ان میں سے کوئی اپنے نفس اور اس کی خواہش اور اس کے شیطان کی بات کرتا ہے۔ ایمان والوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ پہلے سوچتا ہے پھر بات کرتا ہے۔ نفاق والا پہلے بات کرتا ہے پھر سوچتا ہے۔ مومن کی زبان اس کی عقل اور دل کے پیچھے (ماتحت) ہوتی ہے۔ اور منافق کی زبان اس کی عقل اور دل کے آگے۔ اے ہمارے اللہ! ہمیں ایمان والوں میں کر اور نفاق والوں میں نہ کر اور ہمیں دنیا میں نیکی دے اور آخرت میں نیکی دے اور آگ کے عذاب سے بچا۔

دوسری مجلس :-

جب دل کتاب و سنت پر عمل کرتا ہے تو نزدیکی حاصل ہوتی ہے جب نزدیکی حاصل ہوتی ہے تو فائدہ اور نقصان کو اور خدائے بزرگ و برتر کے لیے کیے اور اس کے ماسوا کے لیے کیے اور حق کے لیے کیے اور باطل کے لیے کیے کام کو جان اور دیکھ لیتا ہے۔ جب مومن کے لیے نور ہوتا ہے جس سے دیکھتا ہے

توصدیق مقرب کا کیا پوچھنا۔ مومن کے لیے ایک نور ہوتا ہے جس سے وہ دیکھتا
ہے اور اسی واسطے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ڈرایا ہے اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مومن کی فراست سے ڈرو اس واسطے
کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے اور عارف مقرب کو بھی ایک نور عطا ہوتا ہے
جس میں وہ اپنے قدرے بزرگ و برتر سے اپنے نزدیکی کو دیکھتا ہے اور خدائے
بزرگ و برتر کو اپنے دل سے دیکھتا ہے۔ سو فرشتوں کی روحوں اور نبیوں کی رُوحوں
صدیقین کے دلوں اور ان کی روحوں اور ان کے حالات اور مقامات کو دیکھتا
ہے اور یہ سب چیزیں اس کے دل کے درمیان اور باطن کی پاکیزگی میں ہوتی
ہیں اور وہ ہمیشہ اپنے پروردگار کے ساتھ فرحت میں ہوتا ہے اور یہ ایک
واسطہ ہے جو اس سے کہتا ہے اور مخلوق میں بکھیر دیتا ہے۔ بعض ان دونوں میں
زبان اور دل دونوں کے فصیح ہوتے ہیں اور بعض ان میں دل کے فصیح مگر زبان
کے لکنت والے ہوتے ہیں اور منافق زبان کا فصیح اور دل کا گونگا ہوتا ہے۔
اس کا سارا علم زبان میں ہوتا ہے۔ اور اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
سب سے زیادہ جس کا مجھے اپنی امت کے بارہ میں ڈر ہے۔ زبان کا
فصیح منافق ہے

اے صاحبزادے! جب تم میرے پاس آؤ تو اپنے عمل اور نفس سے
نظر اٹھا کر آیا کرو۔ نادار مفلس آیا کرو۔ جب تم اپنے عمل اور نفس کو دیکھتے ہوئے
آؤ گے تو اس (نعمت) سے محروم رہو گے جس کی طرف میں اشارہ کر رہا ہوں۔
تمہاری خرابی ہو۔ مجھ سے اس لیے بغض رکھتے ہو کہ میں حق بات کہتا ہوں اور
تمہاری حقیقت کھول دیتا ہوں۔ مجھ سے تو دشمنی میں بغض رکھتا ہے اور مجھ سے
وہی ناواقف ہے جو خدائے بزرگ و برتر سے ناواقف، زیادہ بات اور تھوڑا

عمل کرنے والا ہو۔ اور مجھ سے وہی محبت کرے گا جو خدائے بزرگ و برتر سے
واقف بہت عمل کرنے والا اور تھوڑی بات کرنے والا ہو۔ مخلص مجھ سے محبت
کرتا ہے اور منافق مجھ سے بغض رکھتا ہے۔ سُنی مجھ سے محبت کرتا ہے اور
بدعتی مجھ سے بغض رکھتا ہے۔ اگر تم مجھ سے محبت کرو گے تو اس کا سارا فائدہ
تمہیں ہی پہنچے گا اور اگر تم مجھ سے بغض رکھو گے تو اس کا سارا نقصان تمہیں ہی پہنچے
گا۔ میں تو لوگوں کی تعریف اور برائی کو کچھ بھی نہیں جانتا ہوں اور زمین کی سطح پر کوئی
نہیں جس سے میں ڈروں یا کوئی امید رکھوں۔ جنوں۔ انسانوں۔ حیوانوں۔ زمین
پر رینگنے والوں اور پیدا ہونے والی کسی بھی چیز سے ماسوائے اللہ تعالیٰ کے میں
نہیں ڈرتا۔ اللہ جتنا مجھے اطمینان دلاتا ہے اتنا ہی ڈر بڑھتا ہے۔ کیونکہ وہ جو چاہے
کر ڈالے۔ جو کرے اس سے کوئی پوچھ نہیں اور باقی سب سے پوچھ ہونی ہے۔

اے صاحبزادے! اپنے بدن کے کپڑے دھونے میں نہ لگے رہو۔ اور
تمہارے دل کے کپڑے میلے کچیلے پڑے رہیں۔ پہلے دل کو دھوؤ۔ پھر کپڑوں کو
دھوؤ۔ دونوں کی دھلائی اور پاکی اکٹھی کرو۔ اپنے کپڑوں کی میل دھوؤ اور اپنے
دل کو گناہوں سے دھوؤ۔ کسی بھی چیز سے دھوکا نہ کھاؤ اور مغرور نہ ہو چونکہ تمہارا
پروردگار جو چاہے کر سکتا ہے۔ کسی بزرگ سے نقل ہے کہ وہ اپنے ایک دینی
بھائی سے ملنے گیا اور کہا۔ اے بھائی۔ آؤ۔ ہم اپنے متعلق علمِ الٰہی پر روویں۔ (کہ
نہ معلوم ہمارے خاتمہ کے متعلق کیا طے فرمایا ہے) اس بزرگ نے کتنی اچھی بات
کہی۔ اور حقیقت میں وہ عارف باللہ تھے۔ اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کا ارشاد سنا تھا کہ تم میں سے ایک جنتیوں کے سے عمل کرتا رہتا ہے۔ یہاں
تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک دو ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا
ہے (یعنی مرنے میں)، کہ تقدیر کا لکھا غلبہ کرتا ہے اور وہ جہنمیوں (یعنی کفر)

کا عمل کر بیٹھتا ہے جس کی وجہ سے دوزخ میں چلا جاتا ہے اور اسی طرح ایک
جہنمیوں کے کام کرتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کے اور آگ کے درمیان صرف
ایک دو ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ تقدیر کا لکھا غلبہ کرتا ہے اور وہ جنتیوں
کے عمل کرتا ہے اور اس کی وجہ سے وہ جنت میں چلا جاتا ہے۔ (الحدیث)
تمہارے بارہ میں اللہ کا علم اس وقت ظاہر ہو سکتا ہے جب تم اپنے پورے
دل اور اپنی پوری ہمت سے اس کی طرف رجوع کرو۔ اور اس کی رحمت کے
دروازہ کو لازم پکڑ لو۔ اپنے اور اپنی لذتوں کے درمیان ایک لوہے کی دیوار
کھڑی کر دو۔ اور قبر اور موت کو اپنے سر کی آنکھوں اور اپنے دل کے پیش نظر
رکھو اور خیال رکھو کہ خدائے بزرگ و برتر کی نظریں تمہاری طرف ہیں اور وہ
تمہیں جانتے ہیں اور تمہارے پاس موجود ہیں۔ اور فقر کو امارت سمجھو اور افلاس
پر راضی رہو۔ اور (اللہ کی) حدود کی حفاظت کے ساتھ تھوڑے پر قناعت کرو
اور یہی شریعت کے حکموں کی تعمیل ہے۔ اور منع کی ہوئی چیزوں سے رُک جانا
ہے۔ جو بھی تقدیر سے تم پر وارد ہو۔ اس پر صبر کرو۔ جب تم اس پر قائم ہو جاؤ
گے تو اپنے پروردگار سے ملو گے اور اپنے باطن سے حضوری پاؤ گے۔ اس
وقت تمہارے پر ایسی چیزیں کھلیں گی جن کو تم یقین کی نگاہ سے دیکھو گے اور
صبر کرو گے۔ جیسا امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہٗ نے فرمایا کہ
اگر (غیب کا) پردہ اٹھا دیا جائے تو میرے یقین میں اضافہ ہو گا (یعنی چھپی چیزوں
کا جو یقین اس وقت حاصل ہے وہ مشاہدہ کے یقین سے کم نہیں ہے)۔
کسی شخص نے پوچھا۔ آپ نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے۔ فرمایا۔ میں ایسے پروردگار
کی پرستش ہی کرنے والا نہیں ہوں جس کو میں نے دیکھا نہ ہو۔ کسی بزرگ سے پوچھا
گیا۔ کیا آپ نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے۔ کہا۔ کہ اگر اس کو نہ دیکھتا تو کبھی کا

پاش پاش ہو جاتا۔ اگر کوئی کہے۔ اس کو دیکھنے کی کیا صورت ہے تو میں کہوں
گا کہ جب بندہ کے دل سے خلق نکل جاتی ہے اور حق تعالیٰ کے سوا باقی کچھ
نہیں رہتا تو جس طرح چاہتا ہے۔ دکھاتا ہے اور نزدیک کرتا ہے۔ باطن سے
ایسے ہی دیکھتا ہے جیسے ظاہر سے۔ اور ایسے دیکھتا ہے جیسے نبی کریم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے شبِ معراج میں دیکھا۔ (اگرچہ دونوں کے دیکھنے میں بہت
فرق ہے مگر نوعیت ایک ہے)۔ جس طرح وہ چاہتے ہیں اپنے آپ کو
اس بندہ کو دکھاتے ہیں۔ نزدیک کرتے ہیں۔ اس سے نیند کی حالت میں بات
کرتے ہیں اور کبھی بیداری میں بھی اس کے دل اور باطن سے بات کرتے ہیں۔
کبھی اس کے وجود کو قبض کر لیتے ہیں۔ تو اللہ کو اس کی شانِ ظاہری پر[1] دیکھتا ہے۔
اور ایک دوسرے معنی بھی دیتا ہے جس سے اس کی صفات۔ اس کی کرامات۔
اس کے فضل و احسان اور اس کے لطف و کرم کو دیکھتا ہے۔ اس کے حُسنِ سلوک
اور آغوشِ حفاظت کو دیکھتا ہے۔ جس کی عبودیت ثابت ہو جاتی ہے۔ یہ نہیں
کہتا کہ مجھے خود کو دکھا۔ مجھے (فلاں چیز) دے۔ فنا اور مستغرق ہو جاتا ہے۔ اس
لیے بعض بزرگ جو اس درجہ کو پہنچ گئے تھے۔ کہتے تھے۔ مجھ پر میری طرف سے
ہے ہی کیا۔ کیا اچھی بات کہی۔ جس نے کہا۔ میں اس کا بندہ ہوں اور بندہ کو
آقا کے سامنے اختیار اور ارادہ نہیں ہوتا۔ ایک شخص نے ایک غلام خریدا اور
یہ غلام دیندار اور نیک تھا۔ پھر (گھر پہنچ کر) پوچھا۔ اے غلام! کیا چیز کھانی
چاہتے ہو۔ اس نے کہا جو کھلا دو۔ کیا۔ پھر کہا۔ کون سا کام کرنا پسند کرتے ہو۔
کہا جس کا آپ حکم فرمائیں۔ تو وہ شخص رو پڑا۔ اور کہنے لگا۔ خوش خبری ہو تمہیں۔

---

[1] دنیا میں ان آنکھوں سے اللہ پاک کو دیکھ سکنے میں علماء کا اختلاف ہے۔ حضرت جیلانیؒ کا
مسلک جواز کا بلکہ کاملین کے لیے وقوع کا معلوم ہوتا ہے۔

اگر میں اپنے پروردگار کے ساتھ ایسے ہوتا جیسے تم میرے ساتھ ہو۔ تو غلام نے کہا۔ اے میرے آقا! کیا غلام کو آقا کے سامنے ارادہ اور اختیار ہوتا ہے۔ کہنے لگا۔ تم اللہ کے لیے آزاد ہو۔ اور میں چاہتا ہوں کہ تم میرے پاس رہو۔ تاکہ میں اپنی جان اور مال سے تمہاری خدمت کروں۔ بے شک جو اللہ کو پہچان لیتا ہے اس کے لیے ارادہ اور اختیار باقی نہیں رہتا۔ اور یہی کہتا ہے کہ مجھ پر میری طرف سے ہے ہی کیا۔ اپنے کاموں میں اور اپنے سوا اوروں کے کاموں میں تقدیر سے نہیں لڑتا۔ اے اعتراض کرنے والو۔ اے لڑنے جھگڑنے والو۔ اے بے ادبو۔ سنو اور مجھ سے سنو کیونکہ میں اس گروہ میں سے ہوں جنہوں نے انبیاء سے ادب سیکھا ہے۔ ان کی پیروی کرنے والوں اور ان کی سیرت کو بلند کرنے والوں میں سے ہوں۔ جس کتاب اور سنت کی موافقت کا حکم کرتا ہوں۔ پھر ہر اس (ولی کامل کی موافقت کا) جس کو ایسا دل ملا ہے جس کو اللہ سے نزدیکی حاصل ہے اور اس پر میرے کہے (بے ادبی اور تقدیر سے جھگڑا) کا اندیشہ نہیں۔ ایسے اللہ کے بندے شاذ و نادر ہی ہوتے ہیں جو مخلوقِ خدا سے بے رغبتی اختیار کرتے ہیں اور قرآن پڑھنے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام پڑھنے سے جی لگاتے ہیں۔ تو لامحالہ ان کے دل اللہ تعالیٰ سے لَو لگانے والے اور نزدیکی والے

ـہ حق تعالیٰ کے احکام دو قسم کے ہیں۔ ایک تکوینی جس کا نام تقدیر ہے۔ اس کے خلاف کسی نہ کسی میں طاقت ہے نہ مجال۔ دوسرا تشریعی۔ جس کا نام شریعت ہے اور اس کا تعلق انسان کے ارادہ اور عمل سے ہے۔ پس دینی امور میں تو بندہ کا فرض ہے کہ اپنی ساری جد و جہد ارادہ سے خدا اور رسول کی اطاعت میں صرف کرے اور دنیوی امور مثلاً حوادث۔ امراض اور افلاس وغیرہ میں بندگی کا متقضایہ ہے کہ ایسا بے حس اور بغیر ارادہ ہو جائے جیسے مردہ بدست غسال۔ اس کا نام فنا اور رضا بقضا ہے کہ بے صبری اور

تنگ دلی گویا اللہ پر اعتراض ہے اور اس کے دفع کرنے کی دوڑ دھوپ تقدیر سے لڑنا ہے۔ رہا معالجہ اور طلب وغیرہ کی تدبیر کا قصہ۔ سو بعض اکابر نے تو اس کو بھی سُوئے ادب سمجھ کر بالکل ترک کر دیا ہے۔ اللہ کی تجویز جب اس کے علم ازلی اور شفقت بر خلق کی بنا پر اس تجویز سے یقیناً بہتر ہے تو اس کو بدلنے کا ارادہ بلکہ خیال کرنا بھی عبدیت کے منافی ہے۔ حضرت جیلانی قدس سرہٗ کا یہی مسلک ہے۔ اور اسی پر سارے مواعظ بھرے ہوئے ہیں اور بعض اکابر کا طریقہ یہ ہے کہ تدبیر کو ضرور اختیار کیا جائے تو تشریعی حکم کے ماتحت صرف کی نیت سے۔ کیونکہ جب دنیا کو اللہ نے عالم اسباب بنایا ہے تو اسباب کا اختیار کرنا بھی اس کی تجویز کی موافقت اور اپنی غلطی کا ثبوت ہے۔ خلاصہ یہ کہ اصلاح و فلاح آخرت کے متعلق تقدیر کی آڑ نہ لی جائے اور یہ نہ کہا جائے کہ جو مقدر ہے خود ہی ہو رہے گا۔ اور دنیوی ترقیات کے متعلق دائرۂ شریعت کے اندر رہتے ہوئے اپنا اپنا مزاج ہے کہ ہمت ہو تو مسلوب الارادہ اور تارک اسباب بنے کہ اصلاحی توکل اسی کا نام ہے اور چاہیئے بحسن نیت صرف بدن سے اسباب کا پابند اور تشریح پر عامل اور قلب سے تکوین کا غلام اور راضی بہ قضاء کہ تدبیر سے اگر ناکامی ہو تو طبیعت پر گرانی اور افسردگی نام کو بھی نہ آئے۔ مگر یہ جامعیت کیونکہ مشکل ہے اور بندۂ اسباب جس نے کامیابی کو اپنے ہاتھ میں سمجھ رکھا ہے۔ اپنے آپ کو پابندِ اسباب بنا کر شریعت کی آڑ پکڑ لیتا ہے۔ اس لیے نائبینِ رسالت نے دنیوی امور میں ترکِ اسباب اور موجودہ حالت پر رضا اور خوشدلی کی تعلیم پر زور دیا ہے جو سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا رنگ تھا۔ ورنہ جامعیت کے افضل ہونے کا سب کو اعتراف ہے کہ سید الانبیاء کی شان بھی یہی تھی۔ اس کو خوب غور کے ساتھ سمجھ لیجئے۔

بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ :-

ہو جاتے ہیں جن سے وہ اپنے آپ کو اور دوسروں کو دیکھتے ہیں۔ چونکہ ان کے
دل صحیح ہو جاتے ہیں اس لیے ان پر تمہارے اندر کی حالت چھپی نہیں رہتی۔
تمہارے دلوں کی باتیں کرتے ہیں چونکہ ان کے دل صحیح ہو جاتے ہیں اور تمہارے
گھروں کی چیزوں کی خبر دیتے ہیں۔ افسوس تمہارے پر۔ عقل سیکھو۔ اپنی جہالت کے
ساتھ (اہل اللہ) کی جماعت میں مت گھسو۔ تم مدرسہ سے نکلتے ہی (منبر پر) چڑھ
بیٹھتے ہو۔ نیک لوگوں (اہل اللہ) کی باتیں سنانے لگے ہو۔ ابھی (دوات) کی سیاہی
تمہارے بدن اور کپڑوں پر لگی ہے اور لوگوں کو نصیحتیں کرنے کے منتظر ہو بیٹھے۔
اس بات کے لیے ظاہر اور باطن کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ پھر سب
سے بے پرواہ ہو جانے کی۔ اے غافلو! تم کو تو یہ بھی خبر نہیں کہ پیدا کرنے کا مقصد
کیا ہے۔ خصوصی قیامت اور عمومی قیامت کو یاد کرو۔ خصوصی قیامت تم میں سے ہر
ایک کی علیحدہ موت ہے اور عمومی قیامت وہ ہے جس کا خدائے بزرگ و برتر نے
وعدہ فرمایا۔ یاد کرو اور سبق لو۔ خدائے بزرگ و برتر کے اس فرمان سے۔ اس
دن پرہیزگاروں کو خدائے رحمٰن کا وفد بنا کر لائیں گے اور گناہ گاروں کو دوزخ کی
طرف پیاسے ہانکیں گے۔ جُدا جُدا جماعت اور سوار۔ دوزخ کے گھاٹ پر اور
پیاسے پرہیزگاروں کو جمع کیا جائے گا۔ اور گناہگاروں کو (جانوروں کی طرح مار
مار کر) ہانکا جائے گا۔ سو اللہ رحم کرے اس بندہ پر جو اُس دن کو یاد کرے
اور آج ہی اہل اللہ کی جماعت میں آشامل ہو۔ تاکہ اس دن انہی کے ساتھ جمع
ہو۔ اے پرہیزگاری کے چھوڑنے والو! قیامت کے دن پرہیزگار رحمٰن کی طرف
سوار لائے جائیں گے۔ اور فرشتے ان کے اردگرد ہوں گے۔ ان کے اعمال
صورتیں اختیار کرلیں گے۔ وہ اصیل گھوڑوں پر سوار ہوں گے۔ اصیل گھوڑا

ان کا عمل ہو گا اور اس کا پٹہ ان کا علم۔ سارے اعمال اچھی اور بُری صورتیں
قبول کریں گے۔ پرہیزگاری کی کنجی توبہ کرنا اور اس پر قائم رہنا ہے۔ اور
خدائے بزرگ و برتر سے نزدیکی کی کنجی ہے اور توبہ ہی ہر بھلائی کی اصل اور فرع ہے
اسی واسطے بزرگوں نے اس سے کسی بھی طرح کاہلی نہیں برتی۔ اے (خدا سے)
پیٹھ پھیرنے والو توبہ کرو۔ اے نافرمانو! اپنے پروردگار سے توبہ کے ذریعہ صلح
کرو۔ یہ دل خدائے بزرگ و برتر کے قابل نہ ہو گا جبکہ اس میں ذرہ بھر بھی دنیا
اور مخلوق میں سے کسی ایک سے طمع موجود ہو۔ پس اگر تم اسے صحیح کرنا چاہتے ہو
تو ان دونوں چیزوں کو اپنے دلوں سے نکال باہر کرو۔ اور اس سے تمہارا
نقصان نہ ہو گا۔ کیونکہ جب تم واصل باللہ ہو جاؤ گے تو تمہارے پاس دنیا اور
مخلوق (دونوں خود خادم بن کر) آئیں گے اور تم اللہ کے ساتھ اس کے
دروازہ پر ہو گے۔ یہ آزمودہ چیز ہے۔ دنیا سے کنارا کرنے والے
اور اسے چھوڑنے والے اور پرہیزگار سب آزما چکے ہیں۔

اے صاحبزادے! تمہارے لیے تمہارے ہر عمل نماز۔ روزہ۔ حج اور زکوٰۃ
میں خدائے بزرگ و برتر کے لیے اخلاص لازم ہے۔ اس تک پہنچنے سے پہلے
اس سے عہد لے لو۔ یہ عہد کیا ہے۔ یہی اخلاص۔ توحید۔ اہلِ سنت و جماعت
(کے عقائد) اور صبر و شکر۔ تسلیم (و رضا بخدا) اور مخلوق کو چھوڑنا اور (محض)
اسی کو ڈھونڈنا اور دوسروں سے منہ پھرانا اور اپنے دل اور باطن سے خدا
کی طرف منہ کرنا۔ پس (اگر تم ان باتوں کے پابند ہو جاؤ تو عہد کے مطابق
حق تعالیٰ) لامحالہ تمہیں دنیا میں نزدیکی عطا کریں گے اور سب سے بے نیازی
اور اپنی محبت اور اپنا شوق اور آخرت میں تمہیں اپنی نزدیکی اور اپنی نعمت
سے وہ چیزیں دیں گے جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور

نہ ہی کسی انسان کے دل پر گزریں۔ اس لیے اپنے پروردگار سے تعلق قائم کرو۔ پھر جب شیطان تمہارے پاس آئے، تمہیں پھرائے اور تمہیں بدلے۔ تو تم اللہ سے فریاد کرو۔ جیسے تمہارے سے پہلے لوگ فریاد کرتے رہے۔ اپنا عمل سنوارو۔ پھر اپنے پروردگار سے حُسنِ ظن رکھو۔ اس سے حسنِ ظن اس کا کہا ماننے کے ساتھ رکھو۔ تمہارے بہت سے کام سنوار دے گا۔ خدائے بزرگ و برتر سے اور اس کے نبیوں سے اور اس کے رسولوں سے اور اس کے بندوں میں سے حسنِ ظن رکھو اس میں بڑی بھلائی ہے۔

اے صاحبزادے! تو صوفی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور تو گندلا ہے۔ صوفی وہ ہے جس نے اللہ کی کتاب اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی کر کے اپنے باطن اور ظاہر کو (ہر میل کچیل سے) صاف کر لیا۔ ان ہی دو چیزوں سے صفائی بڑھے گی اور وہ اپنے وجود کے سمندر سے نکلے گا اور اپنے ارادہ اور اختیار کو چھوڑے گا۔ جس کا دل صاف ہو جاتا ہے اس کے اور اس کے خدائے بزرگ و برتر کے درمیان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (اس طرح) سفیر بن جاتے ہیں جس طرح (ان کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان) وحیٔ حق کے سلسلہ میں جبریل علیہ السلام تھے۔ اور یہ ہر قول اور فعل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے ہوتی ہے۔ جب بندہ کا دل صاف ہو جاتا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا ہے کسی بات کا اس کو حکم فرماتے ہیں اور کسی چیز سے اس کو منع کرتے ہیں۔ وہ سارے کا سارا دل بن جاتا ہے اور جسم معزول ہو جاتا ہے سرتاپا باطن ہو جاتا ہے۔ بلا ظاہر۔ اور صفا بلا کدورت۔ سب کا دل سے نکال دینا گڑے پہاڑوں کا اکھاڑنا ہے۔ جس کے لیے مجاہدوں کے کدالوں مصائب و آفات پر صبر و تحمل۔ آفات و بلیّات کو زائل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

خبردار! ایسی چیز نہ طلب کرو۔ جو تمہارے ہاتھ نہ پڑے۔ خوشخبری ہو تمہارے لیے کہ تم سیاہ سفید (احکامِ شریعت) پر عمل کر لو اور (سچے) مسلمان بن جاؤ۔ خوشخبری ہو تمہارے لیے قیامت کے دن مسلمانوں کی جماعت میں آجاؤ۔ اور کافروں کی ٹولی میں نہ رہو۔ خوشخبری ہو تمہارے لیے کہ جنت کی زمین اور اس کے دروازہ پر بیٹھنا مل جائے۔ اور جہنم والوں میں نہ ہوں۔ تواضع کرو، تکبّر نہ کرو۔ تواضع بلند کرتی ہے اور تکبر پست کرتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع کی اللہ تعالیٰ اسے بلند کریں گے۔ اللہ کے ایسے بندے (اب بھی) موجود ہیں جو پہاڑوں کے برابر نیک اعمال کرتے ہیں۔ ایسے اعمال جیسے کہ پہلوں نے کیے اور خدائے بزرگ و برتر کے سامنے تواضع کرتے اور کہتے، ہمارا کوئی عمل نہیں جو ہمیں جنت میں داخل کر دے۔ اگر ہمیں جنت میں داخلہ مل گیا تو خدائے بزرگ و برتر کی رحمت سے، اور اگر ہمیں جنت میں داخل نہ فرمایا گیا تو یہ بھی اس کا عدل و انصاف۔ (کہ فی الواقع ہم اس کے قابل نہ تھے) وہ ہر وقت اس کے سامنے اخلاص کے پاؤں پر کھڑے رہتے ہیں (نیک اعمال سے خالی سمجھتے ہوئے اور اس کی نگاہ عفو و کرم کا انتظار کرتے ہوئے) توبہ کرو اور اپنی کوتاہی کو مان لو۔ توبہ اللہ تعالےٰ کی (دی ہوئی) زندگی ہے۔ زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد بارش سے زندہ کرتا ہے۔ اور دلوں کو موت کے بعد توبہ اور بیداری کے ساتھ زندہ کرتا ہے۔

اے نافرمانو! توبہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ اور اس کے فضل سے مایوس نہ ہو۔ اے مُردہ دلو ہمیشہ خدائے بزرگ و برتر کو یاد کرو۔ اس کی کتاب کی تلاوت کرو۔ اس کے رسولؐ کی سنت کی پیروی کرو۔ اور ذکر کی مجلسوں میں حاضر ہوتے رہو۔ یقیناً یہ چیز تمہارے دلوں کو اس طرح زندہ کر

دے گی جیسے کہ مردہ زمین کو بارش پڑنے سے زندگی مل جاتی ہے۔ ذکر کی ہمیشگی دنیا اور آخرت کی دُوری خیر کا سبب بنتی ہے۔ جب دل صحیح ہو جاتا ہے تو اس میں ذکر دائمی قائم ہو جاتا ہے۔ اس کے سارے دل اور اس کی اطراف میں لکھا جاتا ہے۔ چنانچہ اس کی آنکھیں سوتی ہیں اور اس کا دل اپنے خدائے بزرگ و برتر کو یاد کیا کرتا ہے۔ یہ اس کو اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میراث میں ملتی ہے جو ہر وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کیا کرتے تھے۔ ایک بزرگ کے پاس ایک تسبیح تھی جس سے اللہ کا ذکر کیا کرتے تھے۔ ایک رات تسبیح پڑھتے پڑھتے سو گئے۔ اور وہ ان کے ہاتھ میں ہی تھی۔ تو اچانک (لوگوں نے دیکھا کہ) وہ ان کے ہاتھ میں چل رہی ہے۔ بغیر اس کے کہ وہ اسے چلائیں۔ اور ان کی زبان سے سبحان اللہ، سبحان اللہ نکل رہا ہے۔ اللہ والوں کا سونا اونگھ کے غلبہ سے ہوتا ہے اور ان میں بعض ایسے بھی ہیں کہ رات کے کچھ حصہ میں بہ تکلف سوتے ہیں تاکہ اس سے رات کے بقیہ حصّہ میں جاگنے کے لیے مدد ملے۔ وہ نفس کو اس کا حق دیتے ہیں تاکہ اسے سکون ہو جائے۔ اور تکلیف نہ دے۔ ایک بزرگ کی تو یہ شان تھی کہ رات میں نیند کو بلایا کرتے اور اس کا بلا ضرورت سامان کیا کرتے۔ کسی نے ان سے اس کی وجہ پوچھی تو کہا، مجھے خدائے بزرگ و برتر اپنا دیدار کراتے ہیں۔ سچ بات کہی۔ کیونکہ سچا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوتی ہے۔ چنانچہ ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک سونے میں تھی۔ خدائے بزرگ و برتر کے مقرب پر ہر وقت (اس کی حفاظت کے لیے) فرشتے مقرر ہوتے ہیں۔ اگر وہ سو جاتا ہے تو اس کے سر کے قریب اور پاؤں کے پاس بیٹھے رہتے ہیں اور اس کی آگے اور پیچھے سے حفاظت کرتے ہیں۔ شیطان ایک طرف رہتا ہے مقرب کو اس کے پاس ہونے کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ اللہ اس کی حفاظت

کرتا ہے۔ اللہ کی حفاظت میں سوتا ہے اور اللہ کی حفاظت میں ہی جاگتا ہے۔ اس کی حرکت اور سکون سب اللہ کی حفاظت میں ہوتا ہے۔ اے اللہ! ہم کو ہر حال میں اپنی حفاظت میں رکھ اور ہمیں دنیا اور آخرت میں نیکی دے۔ اور آگ کے عذاب سے بچا۔

تیسری مجلس :-

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے۔ آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ لایعنی کاموں (جن میں نہ دنیا کا فائدہ ہو نہ دین کا) کو چھوڑ دے۔ اور لایعنی کاموں میں مشغول ہونا (دنیا) طلب کرنے والوں اور ہوس کرنے والوں کا (پیشہ) ہے۔ محروم وہ ہے جس نے وہ نہ کیا جس کا (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) حکم کیا گیا تھا۔ یہی اصل محرومی۔ پوری بیزاری اور مکمل سقوط ہے۔ اے صاحبزادے! حکم کی تعمیل کرو۔ منع کی ہوئی چیز سے باز رہو اور (مشیتِ ایزدی) کی موافقت کرو۔ پھر بلا چوں و چرا خود کو دستِ تقدیر کے حوالہ کر دو۔ یہ جانتے ہوئے کہ تمہارے خدائے بزرگ و برتر کی نظر خود تمہاری جہالت کے لیے تمہاری اپنی نظر سے بہتر ہے۔ اس کے عطا پہ قناعت کرو۔ اور اس پر شکر میں لگے رہو۔ اور اس سے زیادہ نہ طلب کرو۔ کیونکہ تم نہیں جانتے کہ تمہارے لیے خیریت کس چیز میں ہے۔ زہد زاہدوں اور فرمانبرداروں کی راحت ہے۔ زہد کا بوجھ بدن پر ہوتا ہے اور معرفت کا بوجھ دل پر ہوتا ہے۔ اور قرب کا بوجھ باطن پہ ہوتا ہے۔ زہد اختیار کرو۔ قناعت کرو۔ شکر کرو۔ اور اپنے خدائے بزرگ و برتر سے راضی رہو۔ اور اپنے نفس سے راضی نہ رہو۔ دوسروں کے ساتھ حسنِ ظن رکھو اور دوسروں کا غم چھوڑ دو۔ اور اپنے نفس کے ساتھ حسنِ ظن مت رکھو۔ لذتوں کو چھوڑ دو۔

کہ ان کے چھوڑنے میں دلوں کی صحت ہوتی ہے۔ پیٹ بھر کر حلال کھانا
دل کو اندھا اور مدہوش کر دیتا ہے تو حرام سے کیا کچھ نہ ہوگا۔ اسی واسطے ہمارے
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ پرہیز اصل دوا ہے اور پیٹ بھر کر کھانا
اصل بیماری ہے۔ ہر بدن کو وہ چیز دو جس کی اسے عادت ہو۔ اور بلاشبہ ان
تین باتوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدنوں کی حفاظت کو جمع فرما دیا۔
پیٹ بھر کر کھانا زکاوت کی روشنی کو۔ دانائی کے دیئے کو اور ولایت کے نور
کو بجھا دیتا ہے۔ جب تک تم دنیا اور مخلوق کے ساتھ ہو تمہارے لیے پرہیز لازم
ہے چونکہ تم بیمار خانہ میں ہو۔ البتہ جب تمہارا دل حق تعالےٰ تک پہنچ جائے تو معاملہ
اس کے حوالہ ہے تب وہ خود والی ہوگا۔ اور تم ایک کنارے ہوگے۔ کیسے تمہارا
والی نہ ہوگا جب تم اس کے قابل ہوگئے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا؛ بے شک میرا
کارساز میرا اللہ ہے جس نے کتاب حق نازل فرمائی اور وہ نیکوں کا کارساز
ہوا کرتا ہے۔

اے صاحبزادے! تقدیر کی بات ہو جانے پر تنگدل نہ ہو۔ نہ اسے کوئی
ٹال سکتا ہے اور نہ اسے کوئی روک سکتا ہے۔ جو طے ہو چکا، ہونا ہی ہے۔
کوئی راضی ہو یا ناراض۔ تمہارا دنیا کے دھندوں میں لگنا صحیح نیت کا محتاج ہے
وگرنہ تو تم مبغوض ہو۔ اپنے سب کاموں کو اللہ کے سپرد کرو کہ کوئی طاقت اور
کوئی زور اللہ برتر وباعظمت کے بغیر نہیں۔ کچھ وقت دنیا کو دو (یعنی کمانے اور
کھانے کے لیے) اور کچھ وقت آخرت کو دو (شرعی فرائض کی ادائیگی کے لیے)
اور کچھ وقت اپنے بیوی بچوں کو دو (ہنسنے بولنے کے لیے) اور باقی سارا وقت
اپنے خدائے بزرگ وبرتر کے لیے رکھو۔ پہلے اپنے دل کی صفائی میں لگ جاؤ۔
کیونکہ یہ فرض ہے۔ پھر معرفت کے درپے ہو۔ چونکہ اگر تم نے اصل کو ضائع کر

دیا تو تمہارا فرع میں مشغول ہونا قبول نہ ہوگا۔ دل کی ناپاکی کے ساتھ ہاتھ پاؤں
کی پاکی فائدہ نہیں دیتی۔ اپنے ہاتھ پاؤں کو سنت کے ذریعہ پاک کرو اور اپنے
دل کو قرآن پر عمل کے ذریعہ سے۔ اس کی حفاظت کرو تاکہ یہ تمہارے ہاتھ پاؤں
کی حفاظت کرے۔ ہر برتن سے وہی کچھ چھلکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے۔ جو چیز
تمہارے میں ہوگی تمہارے ہاتھ پاؤں پر ٹپکے گی۔ تواضع کرو۔ جتنا جھکوگے اتنے
ہی پاک۔ بڑے اور بلند ہوگے۔ اگر تم نے تواضع نہ کی تو تم خدائے بزرگ و برتر
اور اس کے رسولوں اور اس کے نیک بندوں اور اس کے حکم سے اور اس کے
علم سے اور اس کی تقدیر سے اور اس کی قدرت اور اس کی دنیا اور اس کی آخرت
سے ناواقف ہوگے۔ (کتنی نصیحتیں) سنتے ہو مگر سمجھتے نہیں۔ سمجھتے ہو مگر عمل نہیں
کرتے (عمل بھی کرتے ہو) تو خالص اللہ کے لیے نہیں۔ پھر میرے پاس آتے ہی
کیوں ہو۔ تمہارا وجود اور عدم دونوں برابر ہیں۔ جب تم میرے پاس آؤ اور میری
بات پر عمل نہ کرو تو حاضرین پر (جگہ ہی) تنگ کرتے ہو۔ تم ہر وقت اپنی دکان
پر بیٹھے اپنے بدن کو ضائع کرنے لگے رہتے ہو۔ جب تم میرے پاس آتے ہو
تو محض تفریح کے لیے آتے ہو۔ ایسے سنتے ہو جیسے سنا ہی نہیں۔ اے دولت والو!
اپنی دولت کو بھول جاؤ۔ آؤ۔ فقیروں میں بھی بیٹھو۔ اللہ کے لیے اور ان کے لیے
جھکو۔ اے صاحب نسب! اپنے نسب کو بھول جاؤ اور پہلے آؤ۔ صحیح نسب
تقویٰ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا۔ اے محمدؐ! (صلی اللہ علیہ وسلم)
آپؐ کی آل کون ہے۔ آپ نے فرمایا جس نے تقویٰ اختیار کیا۔
آؤ، تقویٰ کو آگے کرکے آؤ۔ عقل سیکھو۔ اللہ کی نعمتیں فقط نسب کے ذریعہ
تمہارے ہاتھ نہ آئیں گی۔ بلکہ اس وقت ہاتھ آئیں گی جب تمہارے لیے تقویٰ کا
نسب صحیح ہوگا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا، تم میں اللہ کے نزدیک سب سے بزرگ

وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو۔

اے لڑکے! اے جوان، اے بوڑھے اور اے مرید! تم میں کوئی بھلائی نہیں جب تک تمہارا لقمہ حرام سے صاف نہ ہو۔ تم میں سے اکثر بالعموم شبہ والی یا صاف حرام غذا کھاتے ہیں۔ جو شخص حرام کھاتا ہے اس کا دل سیاہ ہوجاتا ہے جو شبہ والی چیزیں کھاتا ہے اس کا دل مکدر (گدلا) ہوجاتا ہے۔ نفس اور نفسانی خواہشات تمہارے لیے حرام کھانے کو آسان بنائے ہوئے ہیں۔ نفس اور خواہشات ہی لذتوں اور مزوں کی طرف لپکتے ہیں۔ اور اس کے حاصل کرنے میں کوئی اعانت ہوگی جب نفس کو جَو کی روکھی روٹی کھلاؤ۔ جبکہ تم اس کو گندم کی روکھی روٹی کھلا رہے ہو اور وہ تم سے شہد مانگ رہا ہو۔ یہاں تک کہ اس کی انتہائی آرزو یہ ہو کہ کاش گندم کی روکھی ہی ملتی رہے۔ جب نفس کھانے پینے میں محتاط نہیں ہوتا۔ تو اس کی مثال اس مرغی کی سی ہوتی ہے جو کوڑوں پر چلتی پھرتی ہے اور گندی اور پاک (سب چیز) کھاتی جاتی ہے۔ (تو اس کے متعلق یہ حکم ہے) جو اس کو اور اس کے انڈوں کو کھانا چاہے تو (چند روز) اس کو گھر میں بند رکھے پاک غذا کھلائے (جب شک والی غذا کا اثر گوشت سے نکل جائے) پھر اس کو کھائے۔ اپنے آپ کو حرام کھانے سے بچاؤ اور خود کو (اتنے دنوں) حلال پاک چیز کھلاؤ۔ کہ جتنا گوشت حرام غذا کھانے سے بڑھا تھا۔ وہ زائل ہوجائے اور (پھر آئندہ) اپنے نفس کو حرام کھانے سے بچاؤ۔ اس کے بعد اس کو نفس کی خواہشات سے حلال کھانے سے بھی باز رکھو۔ جب تمہارے میں سے کسی شخص سے پوچھا جاتا ہے کہ کیا تم اس عمل پہ مرنا پسند کرتے ہو جس کو کر رہے ہو۔ تو وہ جواب دیتا ہے۔ نہیں۔ جب اس کو کہا جاتا ہے۔ توبہ کر۔ اور نیک عمل کر۔ تو کہتا ہے۔ اگر خدائے بزرگ و برتر نے مجھ کو توفیق بخشی۔ کروں گا۔ توبہ کرنے میں تقدیر کو حجت بناتا ہے مگر مزوں اور

لذتوں میں حجت نہیں ٹھہراتا۔ غرض (توبہ کے متعلق)، آج کل، عنقریب اور ہاں ہوں میں رہتا ہے کہ اچانک موت آجاتی ہے پھر اس کا گلا گھونٹ دیتی ہے۔ اور وہ اپنے عیش و آرام اور مزہ میں لگا ہوتا ہے۔ عزوجاہ کی مسند سے پکڑ اٹھاتی ہے۔ دکان اور اس کے نفع سے کھینچ لیتی ہے۔ موت اچانک آجاتی ہے اور وصیت بھی لکھی نہیں ہوتی اور نہ ہی حساب تحریر کیا ہوتا ہے اور امیدیں اس کی لمبی چوڑی تھیں۔ یہی صحیح فکر ہے کہ نیک لوگوں کو آبادی سے ویرانہ کی طرف دوڑایا اور ان کی خوشی اڑائی اور ان کے غم کو ہمیشگی بخشی۔ جو خدائے بزرگ و برتر کو پہچان لیتا ہے اس کا غم بڑھ جاتا ہے اور اس کا اندر ہی ہمکلام ہوتا ہے۔ جس سے (دل ہی دل میں اندر ہی) باتیں کرتا رہتا ہے اور اس کو (رنج و فکر کا ایک دھندا مصروف رکھتا ہے۔ تمنا رکھتا ہے کہ مخلوق میں سے نہ کسی کی بات سنے اور نہ کسی سے ملے۔ تمنا کرتا ہے اپنے بیوی بچوں اور مال سے چھوٹ جائے۔ آرزو کرتا ہے کہ اس کا مقسوم دوسروں کی طرف منتقل کر دیا جائے۔ چاہتا ہے اس کی طبیعت اور خلقت بدل کر فرشتہ بنا دیا جائے لیکن جونہی ان سب (بشری تقاضوں) سے خلاص پانے کا ارادہ کرتا ہے تو جو (تشریعی) حکم اس کے لیے ہے وہ روک دیتا ہے (کہ یہ رہبانیت ہے جو کہ حرام ہے) اور ازلی تحریر اور علم الٰہی کا قید کرنے والا فرمان اس کو مقید کر دیتا ہے (کہ تقدیر کے حکم کے مطابق بشریت کی تبدیلی ناممکن ہے) پس وہ رات اور دن گونگا بنا رہتا ہے اور دنیا سے (رخ پھیر کر) اپنا منہ اپنے خدائے بزرگ و برتر کی طرف کر لیتا ہے۔ پھر اس کی معرفت اس پر غلبہ کرتی ہے اس کے ظاہر اور باطن کو گونگا بنا دیتی ہے۔ حضرت فتح موصلی رحمۃ اللہ علیہ دعا میں یوں عرض کیا کرتے تھے۔ مجھے دنیا میں کب تک محبوس اور مقید رکھو گے۔ اپنی طرف کب

منتقل فرماؤ گے۔ تاکہ میں دنیا اور مخلوق سے راحت پاؤں۔ تمہاری مثال ایسی ہے۔ جیسے نوح۔ ہمارے نبی اور ان پر درود سلام اور تمام نبیوں پر ہو۔ نے اپنے بیٹے سے فرمایا۔ اے صاجزادے۔ اے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جاؤ اور کافروں کے ساتھ نہ ہو۔ اس نے جواب دیا۔ میں پہاڑ پر جگہ لے لوں گا۔ جو مجھے پانی (میں ڈوبنے سے) سے بچا دے گا۔ واعظ تمہیں کہتا ہے کہ میرے ساتھ کشتیٔ نجات میں سوار ہو جاؤ اور تم کہتے ہو کہ میں پہاڑ پر اپنا ٹھکانہ کر لوں گا۔ جو مجھے پانی میں ڈوبنے سے بچالے گا۔ تمہارا پہاڑ تمہاری امیدوں کی درازی اور تمہاری دنیا کی حرص ہے۔ مگر عنقریب موت کا فرشتہ آئے گا اور تم اپنے (تساہل و توقع) کے پہاڑ میں غرق ہو جاؤ گے۔ عقل کرو اللہ کے بندو اور اپنی جہالت کی حدود سے نکلو۔ تم نے اپنے اچھے دین کی دیواروں کو بغیر بنیاد کے کھڑا کر دیا ہے اور تم نے اپنی ٹوٹی ہڈی کی بندش بے قاعدہ کی ہے۔ تمہیں کھولنے اور پھر باندھنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ ابھی تک دنیا تمہارے دلوں میں ہے۔ مجھے اپنے آپ پر اختیار دو۔ تاکہ میں تمہیں پاک اور صاف کر دوں۔ چند گھونٹ ہیں جو میں تمہیں پلاؤں گا۔ تمہیں پرہیزگاری، دنیا سے دُوری، تقویٰ و طہارت، ایمان و یقین اور علم و معرفت۔ سب کو بھلا دینا اور سب سے فنا ہو جانا پلاؤں گا۔ اس وقت تم کو اپنے خدائے بزرگ و برتر کے ساتھ ہستی اور اس سے نزدیکی اور اس کی یاد نصیب ہو گی۔ جو اللہ کے قابل بن جاتا ہے وہ مخلوق کے لیے سورج، چاند اور رہبر بن جاتا ہے۔ اور ان کا ہاتھ پکڑ کر دنیا کے کنارے سے آخرت کے ساحل پر کھینچ لاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر فن میں اس کے ماہرین سے مدد لیا کرو۔

اے صاجزادے! تم کمانے۔ کھانے۔ پینے اور نکاح کرنے کے لیے نہیں

پیدا کیے گئے۔ پس خیال کرو اور توبہ کرو۔ اور اپنے پاس موت کے فرشتہ کے آنے سے پہلے ہمارے نبی کریم۔ اور تمام نبیوں اور فرشتوں (ان سب پر درود و سلام ہو) کی طرف رجوع کرو۔ کہیں تمہیں آپکڑے اور تم اس بدعملی میں ہو۔ تم میں ہر شخص (شرعی) امر و نہی اور تقدیر سے آئی (مصیبتوں) پر صبر کرنے کا مکلف ہے۔ لوگوں کی اور پڑوسیوں کی تکلیفوں پر صبر کرو۔ اس واسطے کہ صبر میں بڑی بھلائی ہے۔ تم میں سے ہر شخص کو صبر کرنے کا حکم ہے اور تم سے اس بارہ میں اور تمہارے زیرِ اثر لوگوں کے بارہ میں پوچھ ہو گی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر شخص افسر ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اس کے زیرِ اثر لوگوں کے بارہ میں پرسش ہو گی۔ تقدیر کی تلخی کو (دوا سمجھ کر) برداشت کرو۔ کہ یقیناً وہ شفا بن جائے گی۔ صبر پر بھلائی کی بنیاد ہے۔ فرشتوں کی آزمائش ہوئی تو انہوں نے صبر کیا۔ نبیوں کی آزمائش ہوئی تو انہوں نے صبر کیا اور نیک لوگوں کی آزمائش ہوئی تو انہوں نے صبر کیا۔ تم ان لوگوں کے تابع ہو تو ان کی طرح کا ہی کام کرو۔ اور ان ہی جیسا صبر کرو۔ دل جب صحیح ہو جاتا ہے تو نہ وہ مخالفت کی پرواہ کرتا ہے نہ موافقت کی۔ نہ تعریف کرنے کی نہ برائی کرنے والے کی۔ نہ دینے والے کی اور نہ نہ دینے والے کی۔ نہ قریب کرنے والے کی نہ دور کرنے والے کی۔ نہ مقبول بنانے والے کی نہ دھکے دینے والے کی۔ کیونکہ صحیح دل تو توحید، توکل۔ یقین، ایمان اور خدائے بزرگ و برتر کی نزدیکی سے بھر جاتا ہے۔ وہ ساری مخلوق کو عاجزی۔ انکساری اور محتاجی کی آنکھ سے دیکھتا ہے۔ باوجود اس کے اپنے آپ کو کسی چھوٹے بچے سے بھی بڑا نہیں سمجھتا۔ کافروں، منافقوں اور نافرمانوں سے ملنے کے وقت اللہ واسطہ کی عزت سے درندہ بن جاتا ہے۔ نیک لوگوں۔ پرہیزگاروں اور محتاط لوگوں سے تواضع اور انکساری سے پیش آتا

ہے۔ جن کا یہ حال ہے اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف کی ہے۔ چنانچہ صاحب
عزوجلال نے فرمایا۔ کافروں کے لیے سخت گیر ہیں اور آپس میں نرم دل ہیں
اس وقت یہ بندہ عام لوگوں کی سمجھ سے بالا ہو جاتا ہے۔ اور عالم ظہور سے
ماورا اس (نرالی مخلوق سے) بن جاتا ہے جو خدائے بزرگ و برتر کے اس
فرمان سے ظاہر ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ انہیں پیدا کرتے ہیں جنہیں تم جانتے نہیں۔
یہ سب توحید، اخلاص اور صبر کا پھل ہوتا ہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے جب (ہر تکلیف اور مصیبت پر) صبر کیا تو ساتویں آسمان پر بلائے گئے اور
انہوں نے خدائے بزرگ و برتر کو دیکھا اور اس سے نزدیک ہوئے۔ اور یہ
(عالی شان) عمارت صبر کی بنیاد کو مضبوط کرنے کے بعد ہی درست ہوئی۔ تمام
خوبیاں صبر پر ہی مرتب ہوتی ہیں۔ اس واسطے خدائے بزرگ و برتر نے اس کو
بار بار دہرایا اور اس حکم کی تاکید فرمائی۔ اے ایمان والو! صبر کرو۔ صبر دلایا کرو۔
اور جمے رہو۔ اور اللہ سے ڈرو۔ تاکہ تم فلاح پاؤ۔ اے ہمارے اللہ! ہمیں صبر
کرنے والوں اور ان کا قول میں۔ فعل میں۔ خلوت میں۔ جلوت میں۔ صورت
میں۔ سیرت میں۔ ہر حال میں اچھی طرح اتباع کرنے والا بنا۔ اور ہمیں دنیا اور
آخرت میں نیکی دے اور آگ کے عذاب سے بچا۔

چوتھی مجلس :-

مرید توبہ کے سایہ کے نیچے کھڑا ہوتا ہے۔ اور "مراد" خدائے بزرگ و برتر
کی عنایت کے سایہ تلے کھڑی ہوتی ہے۔ "مرید" چلا کرتا ہے "مراد" اڑا کرتی
ہے۔ "مرید" دروازہ پر ہوتا ہے۔ اور "مراد" خلوت خانہ قرب کے دروازہ
کے اندر ہوتی ہے۔ "مرید" مجاہدہ کرکے "مراد" بن جاتا ہے۔ بغیر عمل کے نزدیکی

چاہنے والا ہُوا پرست ہوتا ہے۔ ہم نے یہ بات شاذ و نادر نہیں بلکہ اکثریت
کے قاعدہ کے مطابق بیان کی ہے۔

اے صاحبزادے! آنحضرت موسیٰ۔ ہمارے نبی اور ان پر اور تمام نبیوں پر
درود و سلام ہو۔ کو کب قرب و محبت نصیب ہوئی مصیبتیں اٹھانے اور مجاہدے
کرنے کے بعد۔ جب فرعون کے گھر سے بھاگ نکلے۔ برسوں بکریاں چرانے کی محنت
برداشت کی۔ تب دیکھا جو کچھ دیکھا۔ کتنی کچھ مصیبتیں جھیل کر نزدیکی کے قابل ہوئے۔
جب بھوک۔ پیاس اور غربت برداشت کی اور ان کا جوہر کھل گیا تب حضرت
شعیب علیہ السلام کی بیٹی کو ان کی بیوی بنایا۔ ان کو بھلائی عورت کے ذریعہ ملی۔
کہ یہی ان کی مشقت اور اپنی بکریاں چرانے کا سبب بنی۔ قصہ یہ ہُوا۔ آپ بھوکے
تھے اور بھوک بھی اپنا کام کر چکی تھی۔ جب ان کی بکریوں کو پانی پلایا اور شرم نے درخت
کے نیچے لا بٹھایا اور اس محنت پر اجرت طلب کرنے سے باز رکھا۔ تو ازل کے لکھے
نے ان کی کمر مضبوط کی اور خدا کی حفاظت نے مدد فرمائی۔ اور خدائے بزرگ و برتر
کی نظر عنایات نے چست بنایا اور اپنے پروردگار محترم و معظم سے سوال کے لئے
گویا ہوئے۔ چنانچہ انہوں نے عرض کیا۔ اے پروردگار! جو اچھی چیز مجھ پر اتاریں
میں اس کا محتاج ہوں۔ اس طرح (دعا) کی حالت میں تھے کہ حضرت شعیبؑ
کی بیٹی اپنے باپ کی اجازت لے کر آموجود ہوئی اور ان کو اپنے ساتھ لے گئی۔
جہاں اُن کے والد تھے۔ انہوں نے حال پوچھا تو آپ نے ان کو پورا قصہ بیان
کر دیا۔ تب انہوں نے فرمایا۔ ڈرو نہیں۔ تم ظالم لوگوں سے بچ گئے ہو۔ پھر اپنی
بیٹی سے شادی کر دی۔ اور (اور مہر کی رقم کے بدلہ) بکریاں چرانے کے لیے رکھ
لیا۔ تو فرعون کو بھول گئے اور اس میں دلالت محض رکھوالی اور چرانا نہیں تھا بلکہ
وہ رات دن بکریوں کے ساتھ تھے۔ پس جنگل میں اس نہ بولنے والی مخلوق کے

ساتھ رہے۔ فقر و افلاس سے زہد اور خلوت سیکھی۔ پس ان کا دل سب سے پاک ہو گیا۔ اور ان دس برسوں میں ان کا کام پکا ہو گیا۔ فرعون کی بادشاہت ان کے دل سے نکل گئی اور جتنی دنیا اپنی تمام چیزوں کے ساتھ ان کے دل میں تھی سب نکل گئی۔ پس جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس مدت کو پورا کر دیا جو ان کے اور حضرت شعیب علیہ السلام ہمارے نبی اور ان پر درود و سلام ہو۔ کے درمیان طے پائی تھی۔ اور اس عہد سے آزاد ہو گئے جو ان کے ذمہ تھا۔ اور خدائے بزرگ و برتر کا عہد یا اس کا حق ان کے دل میں باقی رہ گیا تو حضرت شعیب علیہ السلام سے رخصت ہوئے۔ اپنی بیوی کو ساتھ لیا اور مدین سے تین دن یا چند میل کی مسافت پر ان کی رات نے آلیا اور ان کی بیوی حاملہ تھی تو اسے دردِ زہ شروع ہو گئی تو اس نے ان سے آگ طلب کی کہ اس کی روشنی سے کام لیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چقماق پتھر پر رگڑا۔ تاکہ اس سے آگ نکالیں۔ اس سے کوئی چیز نہ نکلی۔ رات کافی ہو گئی اور اندھیرا زیادہ ہو گیا تو ان کو ہر جانب سے حیرت نے گھیر لیا۔ اور دنیا باوجود اپنی فراخی کے ان پر تنگ ہو گئی۔ اس راستہ میں اجنبی اور اکیلے رہ گئے۔ جسے وہ جانتے بھی نہیں اور ان کی بیوی اس تکلیف میں تھی۔ تو تُوسن لے ایک اونچی جگہ کھڑے ہو کر دائیں بائیں اور آگے پیچھے دیکھنے لگے کہ کوئی آواز سنیں یا کہیں آگ دیکھیں تو طُور کی جانب ایک آگ دیکھی۔ اپنی بیوی سے فرمایا۔ چین سے رہو۔ اس واسطے کہ میں نے ایک آگ دیکھ پائی ہے۔ شاید میں تمہارے پاس اس میں سے کچھ لے آؤں۔ اور آگ والوں سے سیدھی راہ بھی جان لوں۔ پس جب آگ کے پاس آئے تو اپنی وادی کے کنارہ سے ایک پکار سنی۔ جب اس کے قریب ہوئے اور اس سے ایک شعلہ لینے کا ارادہ کیا تو بات ہی بدل

گئی۔ عادت رخصت ہوئی اور حقیقت کے سامان آموجود ہوئے۔ بیوی اور اس کی سب ضروریات کو بھول گئے۔ (اُدھر) ان کی بیوی کے پاس وہ (غیبی فرشتہ) آیا جس نے ان کا احترام کیا اور ان کے لیے سارا سامان تیار کر دیا اور جو درکار تھا فراہم کر دیا۔ تو ایک پکارنے والے نے ان کو پکارا۔ ایک مخاطب کرنے والے نے خطاب کیا اور ایک بات کرنے والے نے بات کی اور وہ خود اللہ تعالیٰ تھے۔ کہ وادی کے داہنی جانب کے کنارہ مبارک ٹکڑا سے ان کے دل کے درخت سے ان کو آواز سنائی اور فرمایا۔ اے موسیٰ۔ میں ہی اللہ رب العالمین ہوں۔ فرمایا کہ میں ہوں اللہ۔ یعنی فرشتہ نہیں ہوں۔ نہ ہی جن ہوں نہ ہی انسان ہوں۔ بلکہ پروردگارِ عالم ہوں۔ مطلب یہ کہ فرعون اپنی بات (انا ربکم الاعلیٰ) میں جھوٹا ہے میں تمہارا ربِ اکبر ہوں اور خدائی میرے ہی شایانِ شان ہے۔ خدا تو فقط میں ہی ہوں جو فرعون اور اس کے علاوہ مخلوق۔ جن۔ انسان۔ فرشتوں اور عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک کی کائنات کو پیدا کرنے والا ہوں۔ تمہارے زمانے کو جاننے والا ہوں۔ اور تمہارے اور قیامت تک آنے والی چیزوں کا جاننے والا ہوں۔ میں ان کا (بغیر مثال کے) پیدا کرنے والا ہوں۔ کس کی قدرت ہے۔ کہے۔ کہ میں اللہ ہوں۔ خدائے بزرگ و برتر بولنے والے ہیں گونگے نہیں ہیں۔ اس واسطے خدائے بزرگ و برتر نے اپنی کلام میں تاکید فرمائی اور موسیٰ علیہ السلام نے بول کر بات کی۔ اللہ تعالیٰ کے لیے کلام ثابت ہے جو سنا اور سمجھا جاتا ہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کا کلام سنا۔ آپ کی جان نکلنے والی ہو گئی اور ہیبت کی وجہ سے منہ کے بل گر پڑے۔ اور ایسا کلام سنا جو پہلے کبھی نہ سنا تھا۔ آپ کو بشری کمزوری ہوئی اور اس نے گرا دیا۔ حق تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا۔ جس نے ان کو کھڑا کیا اور

اپنا ایک ہاتھ آپ کی چھاتی پر رکھا اور دوسرا پیٹھ کے نیچے رکھا تو کھڑا ہونے کے قابل ہوئے۔ عقل حاضر ہوئی۔ یہاں تک کہ اللہ کا کلام سمجھنے بوجھنے کے قابل ہوئے۔ مگر یہ قابلیت اس وقت ہوئی جب ان پر قیامت برپا ہوگئی اور زمین باوجود اپنی فراخی کے ان پر تنگ ہوگئی۔ پھر ان کو فرعون اور اس کی قوم کے پاس جانے کا حکم دیا۔ تاکہ ان کے لیے رسول ہوں۔ تب عرض کیا۔ اے پروردگار میری زبان کی گرہ کھول دیجئے تاکہ وہ لوگ میری بات سمجھ سکیں اور میری کمر میرے بھائی (ہارون علیہ السلام) کو میرے ساتھ رسالت عنایت کرنے سے مضبوط کیجئے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان میں لکنت تھی۔ صاف بات کرنے پر قدرت نہ تھی۔ اس واقعہ کی بناپر جو اُن کو فرعون کے ساتھ بچپن کی حالت میں پیش آیا تھا۔ تو یہ حال تھا۔ کہ جب کوئی لفظ بولنا چاہتے۔ ٹھہرتے۔ اور اتنا عرصہ میں حروف نکالنے کی کوشش کرتے۔ جتنے میں دوسرا ستر لفظ ادا کر دے اور اس کا سبب بھی وہ واقعہ تھا۔ جو ان کو بچپن کی حالت میں فرعون کے گود میں پیش آیا تھا۔ فرعون کی بیوی حضرت آسیہ نے ان کو فرعون کے سامنے کیا اور اس سے کہا کہ یہ میرے تمہارے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔ اسے قتل مت کرو۔ تو اس نے ان کو لیا۔ اور چھاتی سے لگا کر چومنا چاہا۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو داڑھی سے پکڑ لیا اور اس کو خوب ہلایا۔ اس پر فرعون نے کہا۔ یہی وہ بچہ ہے جس کے ہاتھوں پر میری سلطنت کا زوال ہوگا۔ میرے لیے اس کا قتل کرنا ضروری ہے۔ اس پر حضرت آسیہ نے کہا، یہ ننھا سا بچہ ہے۔ نہیں سمجھتا کہ کیا کرتا ہے۔ (جب فرعون کو اپنی ضد پر جما دیکھا) تو حضرت آسیہ نے مشورہ دیا کہ اس کے سامنے ایک موتی اور ایک انگارہ رکھ دو۔ پس اگر دونوں میں فرق سمجھے اور اپنے ہاتھ موتی کی طرف بڑھائے اور آگ سے ڈرے تو اسے قتل کر دیجئے۔

اور اگر دونوں میں فرق نہ سمجھے اور اپنے ہاتھ آگ کی طرف بڑھائے تو اسے قتل نہ کیجئے اور دونوں نے اس پر ایک دوسرے سے شرط لگائی۔ اور دونوں چیزیں ان کے سامنے لا رکھی گئیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا ہاتھ آگ کی طرف بڑھایا اور اس سے ایک چنگاری لے کر اپنے منہ میں رکھ لی۔ جس سے زبان میں چھالا پڑ کر گرہ لگ گئی اور صاف) بولنا جاتا رہا۔ تب حضرت آسیہ نے کہا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ جو کرتا ہے اس کو سمجھتا نہیں۔ اور اپنے ارادہ سے نہیں کرتا۔ چنانچہ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چھوڑ دیا اور خدائے بزرگ و برتر نے ان کی پرورش اس کے گھر میں کی۔ سبحان اللہ۔ زبان کی آزمائش کی او اس سے ان کے لیے ہر غم۔ فکر اور تنگی کے کھلنے اور اس سے نکلنے کا سامان کر دیا۔ اللہ کا ارشاد ہے۔ جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے راستہ کھول دیتا ہے۔ اور اس کو ایسے طریقہ سے رزق پہنچاتا ہے جہاں اس کا خیال بھی نہیں جاتا۔ اور جو کوئی اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو اللہ اس کے لیے کافی ہوتا ہے یہ دل جب صاف اور صحیح ہو جاتا ہے تو خدائے بزرگ و برتر کی پکار کو اپنی چھ طرفوں سے سنتا ہے۔ ہر چیز کی پکار سنتا ہے۔ اور رسول اور ولی اور صدیق اس وقت اس کے نزدیک ہو جاتے ہیں۔ اور اس کی زندگی اللہ سے نزدیکی والی بن جاتی ہے۔ اور اس کی موت اس سے دُور ہو جاتی ہے۔ اس کی خوشی اس سے راز و نیاز میں ہوتی ہے۔ اس وجہ سے ہر ایک چیز سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ نہ دنیا کے جاتے رہنے کی پرواہ کرتا ہے۔ نہ ہی بھوک۔ پیاس۔ بیماری اور ہر پیش آنے والی چیز کی پرواہ کرتا ہے۔ شریعت کے احکام پر جمے رہو۔ اس کی بدولت تمہارے لیے علم الٰہی سے پردہ اٹھ جائے گا۔ خدائے بزرگ و برتر نے تمہیں صبر کا حکم دیا ہے اور تمہیں عام طور پر یہ حکم دیا۔ حکم ان کے لیے

بھی ہے اور تمہارے لیے بھی۔ چنانچہ اللہ تعالٰے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاص طور پر صبر کا حکم دیا ہے اور تمہیں عام طور پر یہ حکم دیا ہے۔ چنانچہ اللہ نے فرمایا۔ آپ اس طرح صبر کیجئے جیسے اولوالعزم پیغمبروں نے صبر کیا۔ اے محمدؐ! (صلی اللہ علیہ وسلم) اس طرح صبر کیجئے۔ جس طرح انہوں نے اپنے بیوی بچوں اپنے مال و اولاد اور مخلوق سے اپنی تکلیف پر میرے قضا و قدر کے فیصلوں پر صبر کیا تھا۔ چنانچہ ان سب چیزوں کا (نہایت قوت اور) برداشت کے ساتھ مقابلہ کیا۔ تم میں کتنی کم برداشت دیکھتا ہوں۔ تم سے کوئی اپنے کسی دوست کی بھی ایک بات برداشت نہیں کرتا۔ اور نہ ہی اس کے عذر کو مانتا ہے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کی پیروی کرنے کے لیے اخلاق و افعال سیکھو اور آپ کے نقشِ قدم پر چلو۔ شروع کے بوجھ پر صبر کرو کہ آخر میں راحت نصیب ہو۔ شروع میں تنگی ہوا کرتی ہے مگر آخر میں سکون۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو (شروع میں۔ نبوت سے پہلے) خلوت محبوب تھی۔ ایک دن آپ کو ایک آواز سنائی دی۔ کوئی پکارتا ہے۔ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سو آپ اس آواز سے بھاگے۔ اور نہ جانا کہ یہ کیا ہے۔ ایک زمانہ اس حالت میں رہے۔ پھر جانا۔ کہ وہ کیا ہے۔ تو جمے رہے۔ بعد میں جب یہ آواز بند ہوگئی تو آپ کا دل تنگ ہوا۔ اور (گھبرا کر) پہاڑوں میں گھومنے لگے۔ بس قریب تھا کہ آپ اپنے آپ کو پہاڑ سے گرا دیں[1]۔ پہلے بھاگا کرتے تھے اور پھر (بعد میں) اس کو خود ڈھونڈا

[1] یہ ارادہ خودکشی نہیں۔ جو عصمت کے خلاف ہو۔ بلکہ وجد و غلبہ حال کی ایک غیر اختیاری حالت ہوتی ہے جو وقوع میں بھی آئے تو بدن کو ذرہ برابر نقصان نہیں دیتی۔ اقطاب و اغواث پر یہ حال گزرتا ہے اور وہ جوشِ محبتِ الٰہیہ میں پہاڑ سے گرتے ہیں تو زمین پر ایسے آ پڑتے ہیں جیسے ہوا میں پرند یا دریا میں مچھلی۔

کرتے تھے۔ ابتدا میں اضطراب تھا اور انتہا میں سکون۔ مرید (اپنے محبوب کا) طالب ہوتا ہے۔ اور مراد (خود محبوب کا) مطلوب بنتا ہے۔ حضرت موسٰی علیہ السلام طالب تھے اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مطلوب تھے۔ حضرت موسٰی علیہ السلام اپنے وجود کے سایہ کے نیچے رہے اور طور سینا کے پہاڑ پر دیدارِ الٰہی کے طالب ہوئے اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ مطلوب تھے۔ بلا مانگے دیدار ملا۔ اور شوق اور درخواست کے بغیر نزدیک کیے گئے۔ اور تونگری کی استدعا کے بغیر تونگر بنا دیئے گئے۔ اور آپ نے (دوسروں سے) چھپائی چیزوں کو بلا طلب کے دیکھا۔ حضرت موسٰی۔ ہمارے نبی اور ان پر درود و سلام ہو۔ نے دیدارِ الٰہی طلب کیا۔ عطا نہ کیا گیا۔ اور سینا میں (بے ہوش ہو کر) گر پڑے۔ شاید ایسی چیز کے مانگنے کی پاداش میں جو ان کے لیے دنیا میں مقدر نہ کی گئی تھی۔ اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حُسنِ ادب برتا اور اپنی قدر کو سمجھا (کہ اللہ کا غلام ہوں۔ آقا سے دیدار کی طلب بے ادبی ہے) تواضع اور انکساری کی اور بے تکلفی نہیں کی تو وہ چیز عطا ہوئی جو اوروں کو عطا نہ ہوئی۔ اس لیے کہ آپ نے اللہ کے سوا ہر چیز کو بھلا دیا۔ اور موافقت اختیار کی۔ حرص بُری چیز ہے۔ خدائے بزرگ و برتر نے جو تمہارے لیے تجویز کر دیا اس پر قناعت کرو اور راضی ہو جاؤ۔ جس نے صبر کیا (اللہ تک) پہنچ گیا۔ جس نے صبر کیا اس کا دل غنی ہوا اور اس کا فقر جاتا رہا۔ خلوت اختیار کرو کہ عبادت اور اخلاص پر قدرت پاؤ گے۔ بُرے ساتھیوں کے بجائے تنہائی بہتر ہے۔ ایک بزرگ سے منقول ہے کہ ان کے پاس ایک کتا پلا ہوا تھا۔ کسی نے پوچھا کہ اپنے پاس اس کتے کو کیوں رکھ چھوڑا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بُرے ساتھی کی نسبت اچھا ہے۔ نیک لوگ خلوت کیوں پسند نہ کریں۔ جبکہ ان کے دل اپنے خدائے بزرگ و

برتر کی محبت سے لبریز ہوتے ہیں۔ اور مخلوق سے کیوں نہ بھاگیں۔ جبکہ ان کے
دل اپنے نفع اور نقصان پر نظر کرنے سے غائب ہو چکے ہوتے ہیں اور نفع
اور نقصان کو اپنے خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے سمجھنے لگتے ہیں۔ قربِ الٰہی
کی شراب ان کو زندہ کرتی ہے۔ اور غفلت ان کو مارتی ہے۔ شریعت ان کو
گویائی دیتی ہے۔ اور بھیدوں سے واقف ہونا ان کو رُلاتا ہے۔ مخلوق کے نزدیک
تم ان کو دیوانے سمجھتے ہو۔ مگر اپنے خدائے بزرگ و برتر کی نسبت سے وہ
عقل و حکمت اور علم و فہم والے ہوتے ہیں۔ جو زاہد بننا چاہے ایسا بنے وگرنہ
تو مشقت میں نہ پڑے۔

اے تکلف و تصنع کرنے والے۔ تم جس چیز میں ہو۔ یہ سب بکواس ہے
نفس۔ خواہش۔ جہالت۔ نظر بد خلق کے ہوتے ہوئے دن کا روزہ رکھتے۔ رات
کو کھڑے ہونے اور کھانے اور پہننے میں روکھا پن اختیار کرنے سے بات نہیں
بنتی۔ اور یہ تو محض سب چیزوں سے بے تکلفی سے حاصل ہوتی ہے۔ اخلاص
اختیار کر۔ (ریا و خلق سے) خلاصی پاؤ گے۔ اصلی بات پر غور کرو۔ (کہ مالک اور
وہی ایک ہے) تو بے شک اخلاص نصیب ہو جائے گا۔ سچے بنو۔ پہنچ
جاؤ گے۔ اور نزدیک ہو جاؤ گے۔ اپنی ہمت بلند رکھو۔ یقیناً بلندی پاؤ گے۔
خود کو ہر حال میں اللہ کے حوالہ کرو۔ سلامت رہو گے۔ (امر مقدر) کی موافقت
کرو۔ یقیناً تمہاری بھی موافقت کی جائے گی۔ (یعنی جو مانگے گا۔ ملے گا) تو (تقدیر
الٰہی) پر راضی ہو جا۔ یقیناً تمہارے سے اللہ راضی ہو جائے گا۔ شروع تو کرو۔
یقیناً اللہ پورا کر دے گا۔ اے اللہ! ہمارے دنیا اور آخرت کے سب معاملات
کا کفیل اور کارساز بن جا۔ اور ہمیں خود ہمارے سے بچا۔ اور نہ ہی اپنی مخلوق میں
سے کسی کے حوالہ نہ فرما۔ اور ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائی دے اور آگ کے

عذاب سے بچا۔

پانچویں مجلس :۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک کلام میں فرمایا جھوٹا ہے جو میری محبت
کا دعویٰ کرے۔ مگر جب اس پر رات آئے تو سو جائے۔ (یعنی تہجد کی نماز
کے لیے اٹھنے کا ارادہ بھی نہ کرے)۔ اگر تو خدائے بزرگ و برتر کے پیاروں میں
سے ہو گا تو ضرور اٹھ کھڑا ہو گا۔ اور سونا غلبہ ہی کے وقت ہو گا۔ محب محنت میں
رہتا ہے اور محبوب راحت میں۔ محب طالب ہوتا ہے۔ (اس لیے محبوب کی
طلب میں سرگرداں رہتا ہے) اور محبوب مطلوب ہوتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ
وآلہٖ وسلم سے منقول ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جبرائیل علیہ السلام سے
فرماتے ہیں کہ اے جبریل! فلاں کو جو کہ محب ہے (تہجد کے لیے) اٹھا دو۔ اور
فلاں کو جو کہ محبوب ہے۔ سلا دو۔ چونکہ اس نے میری محبت کا دعویٰ کیا ہے۔
ضروری ہے کہ میں اس کو آزماؤں اور اس کو اس کی جگہ کھڑا کروں تاکہ میرے سوا
اوروں کے ساتھ اس کی ہستی کے تمام پتے گر جائیں۔ لہٰذا اس کو اٹھاؤ۔ تاکہ
اس کے دعویٰ کی دلیل ظاہر ہو جائے۔ اور اس کی محبت ثابت ہو جائے۔ اور
فلاں کو جو کہ محبوب ہے۔ سُلا دو۔ کہ وہ دیر تک مشقت اٹھا چکا ہے اور اس کے
پاس میرے سوا کسی اور کا کوئی حصہ باقی نہیں رہا اور اس کی محبت میرے ساتھ
صحیح ہو گئی ہے اور ثابت ہو گئی ہے۔ اب میری نوبت آئی ہے اور میری وعدہ
وفائی کا نمبر آیا ہے۔ وہ (میرا) مہمان ہے اور مہمان سے خدمت اور محنت نہیں
لی جاتی۔ اس کو میری آغوشِ لطف میں سلا دو۔ اور اس کو میرے دسترخوانِ فضل
پر بٹھا دو۔ اور اس کو میرے قرب سے مانوس کرو۔ اس کی محبت صحیح ہو گئی ہے۔

جب محبت صحیح ہو جاتی ہے تو تکلیف زائل ہو جاتی ہے ۔ دوسری طرح یہ ہے
کہ فلاں کو سلا دو کہ وہ میری عبادت کر کے مخلوق کو متوجہ کرنا چاہتا ہے ۔ فلاں کو
اٹھا دو ۔ چونکہ وہ میری عبادت سے میری ذات (خوشنودی) چاہتا ہے ۔ فلاں کو
سُلا دو کہ مَیں اس کی آواز سننی ناپسند کرتا ہوں ۔ اور فلاں کو اٹھا دو کہ مَیں اس کی
آواز سننی پسند کرتا ہوں ۔ محب محض اس وقت محبوب بنتا ہے جبکہ اس کا دل
خدائے بزرگ و برتر کے علاوہ سے پاک ہو جائے ۔ پھر اللہ کو چھوڑ کر اس کے
غیر کی طرف آنے کی تمنا جاتی رہتی ہے ۔ اس مقام پر دل کا پہنچنا اس وقت ہوتا
ہے کہ تمام فرائض ادا کرے ۔ حرام اور شبہ والی چیزوں سے رُک جائے اور نفس،
شہوت اور وجود کے تقاضوں سے جائز اور حلال چیزوں کے کھانے کو بھی چھوڑ
دے ۔ اور پوری احتیاط اور پورا زہد استعمال میں لائے اور یہ خدائے بزرگ و برتر
کے علاوہ سب کو چھوڑنا ہے ۔ نفس ۔ شہوت اور شیطان کی مخالفت کرنا ہے اور
مخلوق کو دل کو اس طرح پاک کر لینا ہے کہ تعریف اور بُرائی ملنا اور نہ ملنا اور
پتھر اور ڈھیلے سب برابر ہو جائیں ۔ اس کی پہل یہ گواہی دینا ہے کہ اللہ کے سوا
کوئی معبود نہیں ۔ اور اخیر یہ ہے کہ پتھر اور مٹی یعنی چاندی سونا اور مٹی کنکر سب
برابر ہو جائیں ۔ جس کا دل صحیح ہو جائے اور اپنے خدائے بزرگ و برتر سے واصل
ہو جائے اس کے نزدیک پتھر اور مٹی ۔ تعریف اور برائی ۔ بیماری اور تندرستی ۔
ناداری اور مالداری اور دنیا کی توجہ اور بے رخی سب برابر ہو جاتی ہے اور جس
کو یہ بات نصیب ہو اس کا نفس اور خواہش مر جاتی ہے ۔ اور طبیعت کی تیزی
ماند ہو جاتی ہے اور اس کا شیطان مطیع ہو جاتا ہے ۔ دنیا اور اہلِ دنیا کو حقیر
سمجھتا ہے اور اس کا دل مخلوق کے اندر رہتے اندر ہی اندر سرنگ بنا لیتا ہے
جس میں چل کر خالق تک پہنچ جاتا ہے ۔ دائیں بائیں سے سب ہٹ جاتے ہیں ۔

اور الگ ہو کر اس کے لیے راستہ چھوڑ دیتے ہیں ۔ اس کی سچائی اور ہیبت
سے بھاگتے ہیں ۔ اس وقت وہ عالم ملکوت میں سردار کے نام سے پکارا جاتا
(اور افسر خلق قطب یا غوث قرار دیا جاتا) ہے ساری مخلوق اس کے دل کے
قدموں کے نیچے ہوتی ہے اور اس کے سایہ میں پناہ پکڑتی ہے (اے ریاکار
واعظ) تم اس ہوس میں مت پڑو ۔ جو بات تمہاری نہیں اور نہ تمہارے پاس
ہے اس کا دعویٰ مت کرو ۔ تمہارا تو یہ حال ہے کہ تمہارا اپنا نفس تم پر غلبہ کیے
ہوئے ہے ۔ خدائے بزرگ و برتر کی نسبت مخلوق اور دنیا تمہارے نزدیک بڑی
ہے ۔ تم اللہ والوں کی قطار اور شمار سے خارج ہو ۔ اگر تمہیں اس چیز تک پہنچنے
کی چاہت ہے جس کی طرف مَیں نے اشارہ کیا اور تمام چیزوں سے اپنے دل
کو پاک کرنے میں مشغول ہو جاؤ ۔ تمہارا تو حال یہ ہے کہ اگر ایک نوالہ تمہارے
ہاتھ سے جاتا رہے یا تمہارا ایک دانہ ضائع ہو جائے یا ذرا آبرو کو بٹہ لگ
جائے تو تمہارے لیے قیامت برپا ہو جاتی ہے اور اپنے خدائے بزرگ و برتر
پر اعتراض کرنے لگ جاتے ہو اور تمہارا غصہ اپنے بیوی اور بچوں کو پیٹ
کر اترتا ہے اور اپنے دین اور نبی کو بھول جاتے ہو ۔ اگر تم بیدار اور صاحبِ
نظر لوگوں میں سے ہوتے تو تم اللہ تعالےٰ کے سامنے گونگے بن جاتے اور اسے
سارے افعال اپنے حق میں نعمت اور اپنی طرف نظر (کرم) سمجھتے ۔ یاد کرو ۔
بھوکوں کی بھوک کو ۔ ننگوں کے ننگ کو ۔ بیماروں کی بیماری کو اور قیدیوں کی قید
کو (کہ وہ لوگ کیسی کیسی سخت مصیبتوں میں مبتلا ہیں) تو تمہارے لیے تمہاری اپنی
بلا نیکی ہو جائے گی ۔ قیامت کی ہولناکیوں اور قبروں کے مُردوں کو یاد کرو اپنے
بارہ میں اللہ کے علم کو اور اپنی ذات پر اس کی (فضل و کرم اور غیض و غضب)
کی نگاہوں کو اور یاد کرو ازلی تحریر کو تاکہ (ان باتوں کے تصور سے) تمہیں شرم آئے

لگے۔ جب کسی کام میں تنگی پیش آئے تو اپنے گناہوں کو سوچا کرو اور ان سے توبہ کیا کرو۔ اور اپنے نفس سے کہا کرو کہ تمہارے گناہ کی وجہ سے ہی خدائے بزرگ و برتر نے تمہیں تنگی دی ہے۔ جب تم گناہوں سے توبہ کرو گے اور حق تعالٰے سے ڈرو گے تو وہ تمہارے لیے ان سب سے اور ہر تنگی سے نکلنے کی راہ بنا دیں گے۔ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں۔ جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے (مصیبت سے چھٹکارے کی) راہ نکال دیتے ہیں۔ اور اسے ایسی جگہ سے روزی دیتے ہیں جہاں اس کا گمان بھی نہیں ہوتا۔ اور جو کوئی اللہ پر بھروسہ کرے وہ اس کے لیے کافی ہو جاتے ہیں۔ عقلمند وہ ہے جو (محبت کے دعوٰی) میں سچا ہے اور جھوٹوں سے اپنی سچائی کی وجہ سے ممتاز ہو جائے۔ اور کفر کے بدلہ سچائی کو فرار کے بدلہ قرار کو۔ بے رُخی کے بدلے توجہ کو۔ بے صبری کے بدلہ صبر کو۔ ناشکری کے بدلہ شکر کو۔ ناراضی کی جگہ رضا کو۔ لڑائی جھگڑے کی جگہ موافقت کو اور شک کی بجائے یقین کو اختیار کرے۔ جب تم (مقدر کی باتوں میں) موافقت کرو گے اور چوں وچراں نہ کرو گے۔ شکر کرو گے اور نہ شکری نہ کرو گے۔ راضی رہو گے ناراض نہ ہو گے اور مطمئن ہو گے اور شک نہ کرو گے (تو تمہاری ہر تکلیف میں) تمہیں کہا جائے گا۔ کیا اللہ اپنے بندہ کو کافی نہیں؟

یہ سب حالات جن میں سے تم گزر رہے ہو اور قائم ہو۔ (اللہ کی نظروں سے گرے ہوتے ہیں) اور ان میں سے کسی ایک پر بھی اللہ نگاہ نہ کریں گے۔ یہ چیز (کہ اللہ کی رحمت کی نظر پڑے) بدن کے اعمال سے حاصل نہیں ہوا کرتی۔ یہ تو محض دل کے اعمال سے حاصل ہوا کرتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اللہ تعالٰی کا یہ ارشاد پڑھو کہ اللہ تعالٰے ایمان والوں کو دنیا کی زندگی اور آخرت میں پکی بات پر ثابت قدم رکھتے ہیں اور یہ ارشاد کہ تجھے دشمنوں سے بچانے کیلئے

اللہ کافی ہے اور وہ سننے جاننے والا ہے۔ اور یہ ارشاد کہ اللہ بندہ کو کافی نہیں ہے؟۔ اور کثرت سے لاحول پڑھو کہ سوائے اللہ برتر و باعظمت کے نہ کسی میں طاقت ہے نہ زور۔ اور استغفار اور سبحان اللہ کا وِرد رکھو اور خدائے بزرگ و برتر کو سچے دل سے یاد کرو۔ کہ لشکرِ آفات نفس۔ شہوت اور شیطان کی فوجوں سے مامون رہو۔ مَیں تمہیں کتنا سمجھاتا ہوں مگر تم نہیں سمجھتے۔ جس کو اللہ ہدایت دے۔ تو اسے کوئی نہیں بھٹکا سکتا اور جس کو وہ بھٹکا دے تو اسے کوئی راہ پر نہیں لا سکتا ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گمراہوں کا ہدایت پانا بہت پسند تھا۔ اور (ہر وقت) اس کی تمنا تھی۔ پس اللہ تعالٰے نے ان کو وحی بھیجی۔ جسے آپ محبوب سمجھیں۔ آپ اسے ہدایت نہیں دے سکتے۔ لیکن اللہ جسے چاہے ہدایت دے۔ چنانچہ اس وقت آپ نے فرمایا کہ مَیں ہدایت کے لیے بھیجا گیا ہوں مگر ہدایت میرے اختیار میں نہیں۔ اور ابلیس گمراہ کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے۔ مگر گمراہی اس کے اختیار میں نہیں۔ اللہ کی کتاب اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی پیروی کرنے والوں کا یہ عقیدہ ہے کہ تلوار بذات خود (کسی چیز کو) نہیں کاٹ سکتی بلکہ اللہ تعالٰی اس کے (ذریعہ سے) کاٹتے ہیں۔ اور آگ بذاتِ خود نہیں جلا سکتی۔ بلکہ اللہ تعالٰے اس کے (واسطہ سے) جلانے والے ہیں۔ اور کھانا بذاتِ خود (بھوکے کا) پیٹ نہیں بھر سکتا۔ بلکہ اللہ تعالٰے اس کے (ذریعہ سے) پیٹ بھر دیتے ہیں۔ اور پانی بذاتِ خود (پیاسے کو) سیراب نہیں کر سکتا بلکہ اللہ تعالٰے اس کے (ذریعہ سے) سیراب کرتے ہیں۔ اور یہی حال مرفوع کی ہر چیز کا ہے اس میں اور اس سے تصرف فرمانے والے اللہ تعالٰی ہی ہیں اور یہ سب چیزیں ان کے سامنے ہیں۔ ان سے جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ۔ ہمارے نبی اور ان پر درود وسلام ہو کہ جب آگ میں پھینکا گیا اور اللہ تعالٰے نے چاہا کہ

یہ اس سے نہ جلیں تو یہ ان پر ٹھنڈی ہوگئی اور سلامتی والی بنادی۔ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن (پل صراط پر سے گزرنے کے وقت) دوزخ کہے گی۔ اے ایمان والے! جلدی گذر جاؤ۔ کہ تمہارا نور میرے شعلوں کو بجھائے جاتا ہے۔ کمینہ کو لاٹھی سے پیٹنے کی ضرورت ہوتی ہے اور شریف کو اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔ اے اللہ کے بندو! پانچ نمازوں کو ان کے وقت پر اور ارکان و شرائط کے ساتھ ادا کرنے کا اہتمام کرو۔ اور کسی نماز سے غافل نہ ہو۔ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں سنا کہ ان نمازیوں کے لیے تباہی ہے جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں خدا کی قسم۔ (جن کے بارہ میں یہ آیت نازل ہوئی) انہوں نے نماز کو ترک نہیں کیا تھا۔ ہاں وقت سے مؤخر کر دیا تھا۔ توبہ کرو۔ اللہ تمہارے پر رحم فرمائے۔ اور اپنی توبہ میں توبہ قبول کرنے والے سے ڈرو۔ گزشتہ کوتاہی سے توبہ کرو۔ اور نماز کو اپنے وقت سے مؤخر کرنے سے توبہ کرو۔ اے شیطان کی چال اور فریب میں آنے والو۔ اور اے شیطان کے دھوکہ میں پھنسنے والو۔ (کہ وقت کی تاخیر کے حیلے بہانوں پر خود کو معذور سمجھ لیتے ہو) اس کے آگ کے عذاب کو یاد کرکے نافرمانی نہ کرو۔ اس (ذات) سے غرور نہ کرو۔ جو دنیا میں (بطور عذاب) اندھا، بہرا، لنجا۔ بے صبر محتاج اور سخت دل مخلوق کا ضرورت مند بنا دیتی ہے اور آخروی عذاب دوزخ ہے اور یہ سب نافرمانیوں اور لغزشوں کی شامت ہے۔ ہمیں اللہ اپنے انتقام۔ اپنی گرفت۔ اپنی پکڑ۔ اپنی گرفت و غضب سے اپنی پناہ میں رکھے۔ اے اللہ! ہمیں معاف فرما۔ اور ہمارے ساتھ حلم و کرم کا برتاؤ فرما۔ نہ کہ عدل کا۔ اور ہمیں اپنی موافقت نصیب فرما۔ (کہ تیری تجویز اور تقدیر پر بے صبر نہ بنیں) آمین۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ حق تعالیٰ نے جہنم میں سپاہیوں کی ایک کثیر جماعت پیدا کی ہے جن کے ذریعہ سے اپنے دشمنوں کافروں سے انتقام لے گا۔ پس جب کسی کافر کو پکڑنا چاہے گا تو فرمائے گا۔ اسے پکڑلو۔ جس پر ستر ہزار سپاہی جھپٹیں گے اور جس کے ہاتھ میں وہ آپڑے گا تو اس طرح پگھل جائے گا جیسے آگ پر چربی پگھلتی ہے تو اس کے جسم میں سوائے چکناہٹ کے کچھ باقی نہ رہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ دوسرا جسم دے دیں گے تو وہ اس کے گلے میں طوق اور پاؤں میں آگ کی بیڑی ڈال دیں گے اور اس کے سر پیروں کے ساتھ ملا کر باندھ دیں گے۔ پھر جہنم میں جھونک دیں گے۔ کسی پوچھنے والے نے "خواطر" دل میں گزرنے والی باتوں کے متعلق سوال کیا۔ (یعنی کس بات کو اللہ کا الہام سمجھا جائے) تو آپ نے جواب دیا۔ تم کیا سمجھے۔ کہ خاطرِ حق کیا چیز ہے۔ تمہارے "خواطر" تو سب شیطان اور طبیعت اور تقاضا نفس اور دنیا کی طرف سے ہیں۔ تمہارے دل میں وہی پڑے گا جس کا تمہیں ہر وقت دھیان رہے گا۔ تمہارے "خواطر" بھی تمہارے تفکرات ہی کی جنس سے ہیں۔ وہ کام کیا دے سکتے ہیں۔ خاطرِ حق تو محض اسی دل میں آتا ہے جو ماسوائے اللہ سے خالی ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

جس کے پاس ہم نے اپنی چیز[1] پائی ہے۔ جب تمہارے پاس اللہ اور اس کی

---

[1] حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی بنیامین کو پاس رکھنے کی تدبیر میں جب پیالہ ان کی خرجی میں رکھوا دیا۔ اور برادرانِ یوسفؑ کے قافلہ کو روکا گیا کہ تم چور ہو۔ تلاشی دلاؤ۔ اور پیالہ بنیامین کے اسباب میں سے برآمد ہوا تو بھائیوں نے درخواست کی کہ ان کے بدلہ ہم میں سے کسی کو رکھ لو۔ تو اس وقت حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ جس کے پاس سے ہمارا مال برآمد ہوا ہے سزا کے طور پر اسے ہی روکا اور رکھا جائے گا۔ دوسروں کو نہیں۔

یاد ہو۔ تو لامحالہ تمہارا دل اس کے قرب سے لبریز ہو جائے گا۔ خاطرِ شیطان
خاطرِ دنیا اور خاطرِ ہویٰ تمہارے پاس سے بھاگ جائے گا۔ جب تم خاطرِ نفس۔
خاطرِ ہویٰ۔ خاطرِ شیطان اور خاطرِ دنیا سے رُخ پھیر لو گے تو تمہارے پاس خاطرِ
آخرت۔ پھر خاطرِ نیکی اور پھر سب سے آخر میں خاطرِ حق آئے گا کہ منتہا وہی ہے۔
اے لوگو! خدائے بزرگ و برتر تمہیں نعمتیں اس لیے بخشتا ہے تاکہ دیکھے۔ تم شکر
کرتے ہو یا ناشکری آشنا بنتے ہو یا ناآشنا۔ اطاعت کرتے ہو یا نافرمانی۔ ایسے
مت بنو۔ کہ (دنیا میں) تعریف پھیلی ہوئی ہو۔ اور (باطن میں) عیب چھپا ہوا ہو۔ اس
(تعریف) پر مت پھولو۔ کہ عنقریب رسوائی پیش آئے گی۔ یا تو جلدی ہی (دنیا میں)
یا بدیر (آخرت میں۔ بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے۔ اے اللہ! آپ نے
مجھے میری حیثیت سے زیادہ دیا ہے اور میری شہرت و تذکرہ کو لوگوں میں پھیلا
دیا ہے۔ اے اللہ! قیامت کے دن مجھے ان کے سامنے رسوا نہ کیجئے گا کیونکہ
مجھ میں عیب چھپا ہوا ہے اور شہرت پھیلی ہوئی ہے۔ (اگر عیب کو ظاہر فرما دیا
تو ثنا خوانوں میں بڑی ذلت ہوگی)۔ تمہارے نفاق۔ تمہارے لسانیت۔ تمہارے
لہو ولعب۔ تمہارے چہرہ کے زرد بنانے، گدڑی میں پیوند لگانے اور تمہارے
کندھے اور کپڑے سکیڑنے سے حق تعالیٰ کی طرف سے کچھ ہاتھ نہ پڑے گا۔ یہ
(بزرگ بننے کی باتیں) سب تمہارے نفس۔ تمہارے شیطان۔ تمہارے مخلوق سے
شرک کرنے اور ان سے دنیا طلب کرنے کی بنا پر ہیں۔ دوسروں کے ساتھ حسن ظن
رکھو اور اپنے نفس کے ساتھ سوء ظن۔ اور اپنے آپ کو حقیر سمجھو اور اپنے حال
کو چھپاؤ۔ اور اسی پر قائم رہو۔ یہاں تک کہ (اللہ ہی کی طرف سے) تمہیں حکم دیا
جائے کہ جو نعمت تمہیں اللہ نے دی ہے۔ اسے ظاہر کرو۔ (یعنی ارشاد و ہدایت
کی کھلی مسند پر بیٹھو۔) حضرت شمعون رحمۃ اللہ علیہ سے جب کسی کرامت کا ظہور

ہوتا۔ تو فرمایا کرتے۔ یہ دھوکا ہے۔ یہ شیطان کی طرف سے ہے۔ (تاکہ میں اپنے
آپ کو بزرگ سمجھ بیٹھوں) یہاں تک کہ ان کو ارشاد ہوا۔ کہ تم کون۔ تمہارا باپ
کون۔ پس ہماری نعمت کا اظہار کرو۔ (یعنی اتنا انکسار اور اتنی بدظنی مت کرو)
اے (اللہ کی) محبت رکھنے والو۔ اے ارادت رکھنے والو۔ ڈرو کہیں حق تعالیٰ
(کا دامن) تمہارے ہاتھ سے نہ چھوٹ جائے۔ اگر یہ ہاتھ سے چھوٹا۔ تو ہر چیز ہاتھ
سے چھوٹی۔ حضرت عیسیٰ۔ ہمارے نبی اور ان پر درود و سلام ہو۔ کی طرف اللہ
نے وحی فرمائی۔ اے عیسیٰ! (علیہ السلام) اس سے ڈرو کہ میں تمہارے ہاتھ سے
چھوٹ جاؤں۔ اگر میں تمہارے ہاتھ سے چھوٹا۔ تو ہر چیز تمہارے ہاتھ سے چھوٹی۔
اور حضرت موسیٰ اور ہمارے نبی پر درود و سلام ہو نے اپنے خدائے بزرگ و
برتر سے دعا کے دوران عرض کیا۔ اے پروردگار! مجھے کچھ نصیحت فرمائیے۔
ارشاد فرمایا گیا کہ تمہیں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ میرے ہو جاؤ۔ اور مجھے ہی چاہو۔
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سوال کو چار مرتبہ دہرایا۔ اور ہر مرتبہ جواب وہی
فرمایا اور ان کو پہلے کی طرح جواب دیا۔ نہ ان کو یہ فرمایا کہ طالب دنیا بنو۔ نہ ان
کو یہ فرمایا کہ طالب آخرت بنو۔ بلکہ یہ فرمایا کہ میں تمہیں اپنی اطاعت کی نصیحت کرتا
ہوں۔ اپنی توحید کی نصیحت کرتا ہوں اور خالصتاً ہر عمل اپنے لیے (کرنے کی
نصیحت کرتا ہوں) اور تمہیں اپنے ماسوا سے رخ پھیر لینے کی نصیحت
کرتا ہوں۔

اے فقر والو! اپنے فقر پر صبر کرو۔ تمہیں دنیا اور آخرت میں تونگری نصیب
ہوگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ فقر اور
صبر کرنے والے قیامت کے دن اللہ کے ساتھ بیٹھنے والوں میں سے ہیں۔
فقر اور صبر والے آج اپنے دلوں سے اور کل (قیامت میں) اپنے جسموں سے

اللہ کے ساتھ بیٹھے ہوں گے ۔ فقر والے اللہ تعالیٰ کے ہو کر اسی پر انحصار رکھتے ہیں ۔ نہ کہ اس کے سوا کسی اور پر ۔ ان کے دل اس سے مطمئن اور منقاد ہوتے ہیں ۔ کسی اور کو قبول نہیں کرتے ۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ ، ہمارے نبی اور ان پر درود وسلام ہو ۔ کے بارہ میں فرمایا ۔ ہم نے ان پر (ان کی ماں کے سوا) دوسری چھاتیوں کو پہلے ہی سے ممنوع قرار دیا تھا ۔ جب دل صحیح ہو جاتا ہے تو حق تعالےٰ کو پہچان لیتا ہے تو اور کو اوپرا سمجھتا ہے ۔ اور اللہ ہی سے مانوس ہوتا ہے اور دوسروں سے وحشت کھاتا ہے اور اللہ کے ساتھ رہنے سے راحت پاتا ہے اور دوسروں کے ساتھ ہونے میں تکلیف اٹھاتا ہے ۔

اے لوگو ! موت اور موت کے بعد کے واقعات یاد کرو ۔ دنیا اور فنا ہونے والی چیزوں کو جمع کرنے کی حرص چھوڑ دو ۔ اپنی آرزوؤں کو کوتاہ کرو ۔ اور حرص کو کم کرو ۔ سب سے زیادہ نقصان دینے والی چیز بڑی آرزو اور زیادہ حرص ہی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ جب انسان مرتا ہے اور اپنی قبر میں داخل ہو جاتا ہے تو چار فرشتے اس کی قبر کے کنارے آتے ہیں ۔ ایک فرشتہ سر کی جانب کھڑا ہوتا ہے ۔ اور ایک فرشتہ دائیں جانب اور ایک فرشتہ بائیں جانب اور ایک فرشتہ اس کے پیروں کے پاس ۔ تو جو اس کے سر کی طرف ہوتا ہے ، کہتا ہے ۔ اے انسان ! جاتے رہے اموال اور باقی رہ گئے اعمال ۔ اور اس کی دائیں جانب والا کہتا ہے ۔ پوری ہو گئیں مدتیں ۔ اور باقی رہ گئیں امیدیں ، اور بائیں جانب والا کہتا ہے ۔ گذر گئیں لذتیں باقی رہ گئیں مشقتیں ۔ اور اس کے پیروں کے پاس والا کہتا ہے ۔ اے انسان ! مبارک ہو تمہیں اگر تم نے کمائی کی ہے حلال ۔ اور عطا کی گئی ہے تمہیں مجال ۔ اے لوگو ! ان واعظوں سے نصیحت سیکھو ، اور خصوصاً اللہ اور اس کے رسولوں (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کے واعظوں سے ۔

اے میرے اللہ ! گواہ رہو ۔ میں تمہارے بندوں کو نصیحت کرنے میں انتہا کر رہا ہوں ۔ اور ان کی اصلاح کے لیے پوری کوشش کر رہا ہوں ۔ اے عبادت خانوں اور خانقاہوں والو ! آؤ اور میری باتیں سنو ۔ چاہے ایک ہی حرف ۔ ایک دن یا ایک ہفتہ میری صحبت میں رہو ۔ کیا عجب ہے ۔ کوئی بات سیکھ لو ۔ جو تم کو فائدہ بخشے ۔ تم سے اکثر ہوس میں مبتلا ہیں ۔ کہ تم عبادت خانوں میں بیٹھ کر مخلوق کی پوجا کر رہے ہو ۔ یہ بات محض جہالت کے ساتھ خلوتوں میں بیٹھنے سے حاصل نہیں ہوتی ، علم اور علماء کی تلاش میں اتنا چلو کہ چلنے کی سکت نہ رہے ۔ اتنا چلو ۔ اور طاقت رفتار جواب دے بیٹھے ۔ پھر جب تھک جاؤ تو پہلے اپنے ظاہر کاموں سے بیٹھ جاؤ اور پھر اپنے باطن سے اور پھر اپنے دل سے اور پھر اپنے اندر سے (کہ اپنے آپ کو عاجز پاکر اللہ کی رہبری پر نظر ڈالیں) جب ظاہر اور باطن تھک کر بیٹھ جاؤ گے تب اللہ تعالےٰ کا قرب اور وصول تمہارے طرف آئے گا ۔ تمہیں اذان کا حق حاصل نہیں جبکہ (ابھی) تم انڈوں میں بچوں کی (مانند) ہو ۔ تمہیں بات کرنے کا حق نہیں ، یہاں تک کہ تمہاری پیدائش مکمل ہو جائے اور تم انڈے چھوڑ کر باہر آجاؤ ۔ اور اپنی ماں کے پروں کے نیچے چوزے بن کر آؤ ۔ یعنی اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پروں کے نیچے ۔ کہ وہ تمہیں چگا دے تاکہ تمہارے ایمان کو مکمل کرے ۔ اور جب تم میں (خود چگنے) کی صلاحیت ہو جائے گی تو تم اپنے بزرگ وبرتر رب کی مہربانی سے دانے چنو گے ۔ پھر اس وقت مرغیوں کے لیے مرغ بن جاؤ گے ۔ ان کو اپنے ساتھ مانوس کر کے دانہ کے لیے ترجیح دو گے ۔ اور ان کے لیے محافظ بن جاؤ گے ۔ مصیبتوں کا سامنا کرو گے ۔ اور ان کو بچانے کے لیے اپنی جان قربان کر دو گے ۔ بندہ جب صحیح ہو جاتا ہے مخلوق کا بوجھ اٹھاتا ہے اور ان کے لیے "قطب" بن جاتا ہے ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے

فرمایا۔ جس نے علم سیکھا اور اس پر عمل کیا اور دوسروں کو سکھایا۔ وہ عالم ملکوت میں "عظیم" کے نام سے پکارا گیا۔ مَیں وہی بات کہتا ہوں جو امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے فرمائی۔ کہ میرے سینے میں ایک علم ہے۔ اگر مَیں اس کے اٹھانے والے پاتا تو مَیں اس کو پھیلا دیتا۔ اگر مَیں تمہارے اندر اہلیت پاتا تو (اللہ کے) بھیدوں کے دروازہ کو کیوں بند کرتا۔ اور اس کے دروازے کھول دیتا۔ اور اس کی کنجیاں ضائع کر دیتا۔ (کہ بند کرنے کی صورت ہی نہ رہتی) مگر (افسوس کہ اہل نہیں ملتے اور اب) بھلا اسی میں سمجھتا ہوں کہ بھید محفوظ رکھو یہاں تک کہ کوئی اہلیت والا آئے جو تمہارے پاس ہے تم (بھی) اس کی حفاظت کرو اور جب تم سے کوئی چاہے تو اسے تناسبِ حد تک ظاہر کرو۔ اور جو کچھ تمہارے پاس ہے۔ سبھی نہ کھول دو۔ کیونکہ بعض حالات چھپائے رکھنے کے قابل ہوتے ہیں حضرت شمعون رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ایمان ہی اصل ولایت ہے۔ اور جس کا قدم اس میں مضبوط ہو۔ وہی اضافہ ہے۔ یہ بات کہتے بھی تھے اور اس پر یقین بھی رکھتے تھے اور اس پر عمل بھی فرماتے تھے۔ اور جو شریعت کا خادم بنا اور اس پر عمل کیا اور اس میں مخلص ہوا۔ اور یہ (شریعت) تو قرآن وحدیث ہی ہے۔ وہ کام نکال لے گیا۔ خدا کی قسم! جس نے ان دونوں کے مطابق پرورش پائی۔ اور انہی (کے ماتحت) بڑھا پھولا۔ اور دونوں کی حدود کو پامال نہ کیا وہ کامیاب ہوا۔

اس بات سے ڈرو۔ کہ کہیں تمہیں ایمان اور اسلام سے عار محسوس ہو۔ اس سے تمہارے لیے خوفِ خدا، نماز روزہ، شب بیداری میں ترقی ہوگی، (اور آخر کار ایمان پر تمہارا مالکانہ قبضہ ہو جائے گا) اسی وجہ سے اللہ والے سرگرداں پھرے اور (آبادی چھوڑ کر) جنگلی جانوروں میں جا گھسے۔ اور زمین کے

خود رو گھاس پات کھانے اور قدرتی تالابوں کا پانی پینے میں ان کے مقابل ہوئے اور دھوپ ان کا سایہ بنی۔ اور چاند اور ستارے ان کے چراغ بنے۔ کوشش کرو کہ تمہارے پہنچنے سے پہلے اللہ کے ہاں تمہاری کی ماضی اور نزدیک کرنے والی باتیں پہنچ جائیں۔ اللہ کی نافرمانی اور اس پر بے باکی کر کے اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو۔ اے ہمارے اللہ! ہمیں اپنی اطاعت کی توفیق دے۔ اور اپنی نافرمانیوں سے بچا لے اور ہمیں دنیا اور آخرت میں نیکی دے۔ اور ہم کو آگ کے عذاب سے بچا۔

چھٹی مجلس :-

بہت بکنا۔ کہنا سننا اور پیسہ لٹانا چھوڑ دو۔ اور بلاوجہ پڑوسیوں۔ دوستوں اور آشناؤں کے پاس زیادہ نہ بیٹھو۔ اس واسطے کہ یہ خود پرستی ہے۔ جھوٹ بولنا دو کے درمیان ہی چلتا ہے اور نافرمانی بھی دو کے بغیر پوری نہیں ہوتی۔ تم میں سے کسی کو اپنے گھر سے نہیں نکلنا چاہیئے۔ سوائے کسی ایسی بات کے لیے جس کے بغیر چارہ نہ ہو۔ اور اپنی بہتری اور گھر والوں کی بہتری ضروری ہو۔ کوشش کرو۔ کہ تم بات شروع نہ کرو۔ بلکہ تمہاری بات جواب ہو۔ جب کوئی پوچھنے والا کسی بات کے بارہ میں تم سے پوچھے تو اگر اس کا جواب دینا تمہارے لیے مصلحت ہو تو جواب دو۔ ورنہ اس کو جواب مت دو۔ جب اپنے کسی مسلمان بھائی سے ملو تو یہ مت پوچھو کہاں جا رہے ہو اور کہاں سے آ رہے ہو۔ چونکہ ممکن ہے وہ تمہیں اس کی اطلاع دینا پسند نہ کرے اور جھوٹ بول دے۔ تو تم ہی اس کو جھوٹ پر ابھارنے والے ہو۔ "کراماً کاتبین" سے شرماؤ۔ جو بات تمہارے لیے جائز نہیں وہ ان سے (اپنے نامہ اعمال میں) مت لکھواؤ۔ صرف وہ لکھواؤ جسے

تم پڑھ کر خوش ہو جاؤ۔ تسبیح ۔ تلاوتِ قرآن اور اپنی ذات کی اور مخلوق کی بہتری کی باتیں ان سے لکھواؤ ۔ اپنے آنسوؤں سے ان کی روشنائی پھیکی کر دو۔ اور اپنی توحید سے ان کے قلم بجا دے ۔ اور پھر ان کو دروازہ پر بٹھا کر خود اپنے بزرگ و برتر پروردگار کے سامنے ہو۔ (کہ سارے اعمال نیّت اور دل سے ہوں جن کی فرشتوں کو بھی خبر نہ ہو) موت کو اپنے پیشِ نظر رکھو۔ جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو دیکھے تو اسے ایسا رخصتی سلام کرے جیسے رخصت ہونے والا (مسافر۔ آخری) سلام کیا کرتا ہے ۔ اور اس طرح سے جب اپنے گھر سے نکلے ۔ تو اپنے دل سے ان کو رخصت کر کے نکلے ۔ چونکہ ممکن ہے کہ موت کا فرشتہ پکار بیٹھے ۔ (اور گھر جانا نصیب نہ ہو) کیا خبر۔ موت اسے راستہ ہی میں آ ملے ۔ اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ہر شخص کو ایسی حالت میں رات گذارنی چاہیئے کہ اس کا وصیت نامہ لکھا ہُوا سر کے نیچے ہو۔ اگر کسی پر کچھ قرض ہو اور اس کے ادا کرنے پر قادر ہو تو ادا کر دینا چاہیئے ۔ اور اس کو ادا کرنے میں دیر نہ لگانی چاہیئے ۔ کیونکہ پتہ نہیں کہ بعد میں کوئی ادا کرے گا۔ یا نہیں ۔ اور جو کوئی باوجود ادا کرنے کے قابل ہونے کے ادا نہ کرے ۔ وہ ظالم ہے ۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ توانگر کا (ادائے قرض میں) ٹال مٹول کرنا ظلم ہے ۔ اللہ والے تکلیفوں پر صبر کرنے کے عادی ہو جاتے ہیں اور تمہاری طرح سے پریشان نہیں ہُوا کرتے ۔ ایک بزرگ کا قصہ ہے ۔ کہ وہ روزانہ ایک نئی مصیبت میں مبتلا ہُوا کرتے تھے ۔ اور جس دن مصیبت پیش نہ آتی تو کہتے ۔ الٰہی ! آج مجھ سے کوئی گناہ ہُوا ہے کہ میری طرف مصیبت نہیں بھیجی ۔ مصیبتیں مختلف قسم کی ہوتی ہیں ۔ بعض کا تعلق محض بدن سے ہوتا ہے اور بعض کا دل سے اور بعض کا مخلوق سے اور بعض کا خالق سے ۔ جس کو کوئی تکلیف نہ پہنچی ۔ (سمجھ لو) اس میں کوئی بھلائی نہیں ۔ مصیبتیں خدائے بزرگ و برتر کے آنکڑے ہیں ۔

(کہ ان سے خدا اپنے پیاروں کو پکڑ کر کھینچ لیتا ہے) (دنیا دار اور خشک قسم کے) زاہد عابد کی تمنا تو یہ ہوتی ہے ۔ کہ دنیا میں کرامتیں پاؤں ۔ اور آخرت میں جنت ۔ اور عارف کی انتہائی آرزو یہ ہوتی ہے کہ دنیا میں ایمان قائم رہے اور آخرت میں عذاب سے چھٹکارا نصیب ہو ۔ وہ ہر وقت اسی تمنا اور خواہش میں لگا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے دل سے کہا جاتا ہے ۔ تجھے کیا ہُوا ہے ۔ سکون و قرار پکڑ ۔ تیرا (اپنا) ایمان سلامت ہے اور دوسرے ایمان والے تمہارے سے ایمان کا نور حاصل کر رہے ہیں ۔ تم کل قیامت میں شفاعت کرو گے اور تمہاری شفاعت قبول اور تمہاری درخواست منظور کی جائے گی ۔ تم بہت سی مخلوق کے لیے جہنم سے خلاصی کا سبب بنو گے ۔ تم اپنے نبی کے سامنے ہو گے ۔ جو اہلِ شفاعت کے سردار ہیں ۔ لہٰذا کسی اور کام میں لگو ۔ یہ یقین و معرفت کی بقا اور آخرت میں سلامتی اور ان نبیوں رسولوں اور سچوں کے ہمراہ چلنے کا فرمانِ سلطانی ہے جو مخلوق میں سے خاصانِ خدا ہیں ۔ اے منافق ! یہ (مرتبہ) تمہیں اپنے نفاق اور ریاکاری سے کب ہاتھ آ سکتا ہے تم تو اپنی وجاہت اور لوگوں میں مقبولیت دیکھنا چاہتے ہو ۔ اپنے ہاتھوں کو چومتے چماتے دیکھنا چاہتے ہو ۔ تم اپنے لیے دنیا اور آخرت دونوں میں منحوس ہو (بلکہ اپنے مریدوں کے لیے بھی) جو تمہارے زیرِ تربیت ہیں ۔ اور جن کو تم اپنی اتباع کا حکم کرتے ہو ۔ تم ریاکار ہو ۔ جھوٹے ہو ۔ لوگوں کا مال لوٹنے والے ہو ۔ آخرکار نہ تمہیں قبول ہونے والی دعا مل سکتی ہے اور نہ ہی سچوں کے دلوں میں کوئی مقام مل سکتا ہے ۔ تمہیں اللہ نے علم دے کر گمراہ کر دیا ہے ۔ جب غبار چھٹ جائے گا تو دیکھو گے کہ گھوڑے پر سوار ہو یا گدھے پر ۔ جب غبار چھٹ جائے گا (اور میدانِ حشر سامنے آئے گا) تو خدائے بزرگ و برتر کے بندوں کو گھوڑوں اور اونٹوں پر سوار دیکھو گے ۔ اور تم ان کے پیچھے کوئے پھٹے گدھے پر سوار ہو گے ۔ شیطان اُڑ

ابلیس تمہیں چاروں سے پکڑتے ہوں گے ۔ اللہ والے تو (تسلیم و رضا) کی ایسی
حالت پر پہنچتے ہیں کہ نہ دعا باقی رہتی ہے نہ درخواست ۔ نہ ہی نفع اٹھانے کے
بارہ میں سوال کرتے ہیں ۔اور نہ ہی نقصان کے دفع کرنے کے بارہ میں ۔ان کی
دعا دلوں کو حکم کی بنا پر ہوتی ہے ۔کبھی تو اپنی ذات کے لیے دعا مانگتے ہیں اور
کبھی مخلوق کے لیے ۔چنانچہ دعا ان کے منہ سے نکلتی ہے اور وہ اس سے بے خبر
ہوتے ہیں ۔ اے ہمارے اللہ ! ہمیں ہر حال میں اپنی ذات سے حُسنِ ادب کی
توفیق عطا فرما ۔ (یعنی اپنے نفس کے تقاضا سے دعا مانگ کر آپ کے علم اور آپ
کی شفقت پر کبھی حملہ نہ کریں) اور ہمیں دنیا اور آخرت میں نیکی دے اور ہمیں
آگ کے عذاب سے بچا ۔

ساتویں مجلس :-

خدائے بزرگ و برتر کی مخلوقات میں ایک ایسی مخلوق بھی ہے ۔جن کو وہ
عافیت میں ہی زندہ رکھتا ہے اور انہیں عافیت میں ہی مارتا ہے ۔اور قیامت
میں عافیت کے ساتھ ہی حشر فرمائے گا اور وہ رضا بر قضا والے ۔اللہ کے
وعدوں کی طرف رجوع کرنے والے اور اس کی وعیدوں سے ڈرنے والے
ہیں ۔ اے اللہ ! ہمیں بھی ان میں سے کر دے ۔آمین ۔ اللہ والے اللہ کی
عبادت میں رات اور دن ایک کر دیتے ہیں ۔ (اور باوجود اس ریاضت اور
عبادت کے) ہر وقت خوف اور خطرہ میں رہتے ہیں ۔ اور انہیں خاتمہ کے بُرا
ہونے کا ڈر لگا رہتا ہے ۔کیونکہ معلوم نہیں کہ اللہ کا علم ان کے بارہ میں کیا ہے ۔
نہ ان کو انجام کی خبر ۔(کہ خاتمہ ایمان پر ہو گا یا کفر پر) اس لیے دن رات رنج و
غم اور گریہ میں رہتے ہیں ۔ ساتھ ہی نماز ۔ روزہ ۔حج اور تمام اطاعتوں پر ہمیشگی اختیار

کر کے خدائے بزرگ و برتر کو اپنے دلوں اور اپنی زبانوں سے یاد کرتے رہتے ہیں ۔
چنانچہ جب یہ آخرت میں پہنچیں گے ۔جنت میں داخل ہوں گے ۔خدائے بزرگ و
برتر کا دیدار اور اُس کا احترام پائیں گے ۔ (تو مطمئن و مسرور ہو کر) اس پر اللہ کی
تعریف کریں گے اور کہیں گے ۔سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمارا غم
دور کیا ۔جب تم ایمان پختہ کر لو گے تو خود سے اور مخلوق سے فنا ہونے کی وادی
میں پہنچو گے ۔پھر تمہاری ہستی اللہ سے ہو گی نہ کہ خود تم سے اور نہ مخلوق سے ۔تو
اس وقت تمہارا غم زائل ہو جائے گا ۔ حفاظتِ الٰہیہ تمہارا پہرہ دے گی اور
نگہبانی تمہارا احاطہ کرے گی ۔اور توفیق آگے آگے ہو ، بچو کھتی چلے گی اور فرشتے
(جلوس کی شکل میں) تمہارے چاروں طرف چلیں گے ۔ اور (نیک) روحیں تمہارے
پاس آئیں گی تجھے سلام کریں گی اور خدائے بزرگ و برتر فرشتوں کے سامنے تمہارے
پر فخر کریں گے (کہ دیکھو ۔یہ وہی ہیں ۔جن کو تم نے خلافت کے قابل نہ سمجھا تھا)
اور ان کی توجیات تمہاری محافظ ہوں گی ۔ اور اپنے قرب وانس اور راز و نیاز
کے گھر کی طرف تمہیں کھینچیں گی ۔

اے نافرمانو ! تم اپنی نافرمانی سے توبہ کرو ۔کہ تمہارے خدائے بزرگ و برتر
بڑے بخشنے والے اور رحم کرنے والے ہیں ۔ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتے ہیں ۔
گناہ بخش دیتے ہیں اور ان کو مٹا دیتے ہیں ۔اپنے دل اور زبان سے دعا کرو ۔
اے ہمارے اللہ ! ہم ہر گناہ سے اور ہر غلطی سے آپ کی جناب میں توبہ کرتے
ہیں (اور وعدہ کرتے ہیں) کہ اب کبھی نہ کریں گے ۔ اے ہمارے رب ! اگر ہم
بھول یا چوک سے گناہ کر بیٹھیں تو ہمیں پکڑ نا مت ۔ اے ہمارے رب ! ہدایت
دینے کے بعد ہمارے دلوں کو پھیر نہ دینا ۔ اے گناہوں کے بخشنے والے ہمیں
بخش دے ۔ اے پردہ ڈالنے والے ہم پر پردہ ڈال ۔ اور ہمارے عیبوں کو ڈھانپ

لے ۔ اللہ سے مغفرت مانگو ۔ وہ سب گناہ بخش دے گا ۔ تھوڑے عمل کی بھی قدر فرمائے گا اور اس پر اس سے کہیں بہتر بدلہ دے گا ۔ کیونکہ وہ بڑا سخی داتا ہے ۔ وہ بلا عوض اور بلا سبب دیتا ہے ۔ پھر عمل پر تو کیا کہنا اس سے ۔ توحید اور اعمال صالحہ سے ۔ دنیا چھوڑ کر اور اس سے رُخ پھیر کر ۔ آخرت اختیار کر کے اور اس طرف رغبت سے توجہ کر کے ۔ گناہ اور لذتوں کو چھوڑ کر اور ان سے منہ موڑ کر معاملہ کرو ۔ خدائے بزرگ و برتر کا چاہنے والا ۔ جنت نہیں چاہتا ۔ اور دوزخ سے نہیں ڈرتا بلکہ محض اس کی ذاتِ حق کی آرزو رکھتا ہے ۔ اس کی نزدیکی چاہتا ہے اور اپنے سے اس کی دُوری سے ڈرتا ہے ۔ تم شیطان ، شہوت ، نفس ، دنیا اور لذتوں کے قیدی بنے ہو ۔ اور تمہیں لذاتِ توحید کی خبر نہیں ۔ تمہارے دل کے پاؤں میں بیڑی پڑی ہے اور تمہیں اس (لذت کی) کیا خبر ۔ اے میرے اللہ ! اسے اس قید سے رہائی دے اور ہماری بھی خلاصی کر ۔ تمہارے لیے لازم ہے کہ روزہ اور پانچوں نمازوں کو ان کے وقت پر (ادا کرنے) کا خیال رکھو ۔ اور شریعت کی ساری حدود کی حفاظت کرو ۔ جب تم فرض ادا کر چکو ۔ تو نوافل کی طرف منتقل ہو جاؤ ۔ عزیمت[1] کو اختیار کرو ۔ اور رخصت کا خیال نہ کرو ۔ جو رخصت کا پابند اور عزیمت کا تارک بن جاتا ہے ۔ اس کے دین کی بربادی کا ڈر ہوتا ہے ۔ عزیمت مردوں کے لیے ہے کیونکہ یہ راہ خطروں کی سواری کی ہے ۔ تکلیف دہ اور تلخ ہے اور رخصت بچوں اور عورتوں کے لیے ہے کیونکہ زیادہ سہولت بخش ہے ۔

تم پہلی صف کی پابندی کرو ۔ چونکہ یہ مردوں اور بہادروں کی صف ہے ۔

[1] مثلاً نفل نماز کا کھڑے ہو کر پڑھنا عزیمت ہے اور بیٹھ کر پڑھنا رخصت ہے کہ جائز ہے ۔ گو ثواب آدھا ہے ۔ پس حریصِ آخرت کو پورے اور زیادہ نفع کا اہتمام کرنا چاہیئے ۔

اور آخری صف کو چھوڑ دو ۔ اس واسطے کہ وہ بزدلوں کی صف ہے ۔ اس نفس سے خدمت لو ۔ اور اس کو عزیمت کا عادی بناؤ ۔ چونکہ جو بوجھ اس پر لاد دو گے یہ اس کو اٹھا لے گا ۔ اس کے اوپر سے لاٹھی نہ ہٹاؤ ۔ کہ یہ سو جائے ۔ اور اپنے اوپر سے بوجھ اٹھا کر پھینک دے ۔ اس کو اپنے دانتوں اور اپنی آنکھوں کی سفیدی (یعنی مسکراہٹ اور محبت مت جتاؤ ۔ بلکہ ہر وقت منہ چڑھائے نیلی پیلی آنکھیں دکھاؤ) مت دکھاؤ ۔ کیونکہ یہ ایک بُرا غلام ہے اور بُرا غلام لاٹھی کے بغیر کام نہیں کیا کرتا ۔ اس کو پیٹ بھر کر کھانا کبھی نہ دو ۔ مگر اس وقت جب تمہیں معلوم ہو جائے کہ پیٹ بھر کر کھانا اس کو سرکش نہیں بناتا ۔ اور یہ اپنے پیٹ بھرنے کے بعد مقابلہ کا کام کرے گا ۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ عبادت بھی بہت کرتے تھے اور کھاتے بھی بہت تھے ۔ اور جب پیٹ بھر جایا کرتا ۔ تو فرمایا کرتے ۔ کہ حبشی کو کھلاؤ اور خوب اس کو رگیدو ۔ کہ حبشی کی مثال گدھے کی سی ہے (کہ کمہار جتنا اس کو کھلاتا ہے ۔ اتنا ہی اس پر بوجھ لادتا اور محنت لیتا ہے) پھر عبادت کے لیے کھڑے ہو جاتے تو اس سے پورا حصہ لیا کرتے (یعنی خوب عبادت کرتے) ایک بزرگ سے منقول ہے کہ میں نے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ۔ انہوں نے اتنا کھایا کہ میں بیزار ہو گیا ۔ پھر انہوں نے نماز پڑھی اور اتنا روئے کہ مجھے ان پر رحم آ گیا ۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی زیادہ کھانے میں پیروی نہ کرو ۔ اس کی کثرتِ دعا (لمبی نماز) میں پیروی کرو ۔ چونکہ تم سفیان رحمۃ اللہ علیہ نہیں ہو (کہ زیادہ کھا کر بھی نفس کو پھولنے نہ دو) اپنے نفس کو اس طرح پیٹ بھر کر مت کھلاؤ جس طرح وہ پیٹ بھر کر کھلاتے تھے ۔ چونکہ تم اس کو اس طرح قابو نہ کر سکو گے جس طرح وہ اس کو قابو کرتے تھے ۔ جب دل درست ہو جاتا ہے تو گویا درخت بن جاتا ہے جس میں شاخیں ، پھل اور پتے ہوں ۔ اور اس میں انسانوں ، جنوں اور فرشتوں کی

مخلوق کے لیے فائدے ہوں. جب دل درست نہ ہو تو وہ جانوروں کے دل
کی طرح ہوتا ہے. کہ محض صورت ہے. بلامعنی. برتن ہے بغیر پانی. درخت ہے.
بے پھل. نگینہ ہے بغیر انگوٹھی. پنجرہ ہے بلا پرند. مکان ہے بلا مکین. خزانہ ہے.
جس میں جواہرات، دینار و درہم سب کچھ ہیں مگر خرچ کرنے والا کوئی نہیں. جسم ہے
بلا روح. جیسے وہ اجسام تھے جن کو مسخ کر دیا گیا تھا. کہ صرف صورت جسم کی تھی مگر
حقیقت سے خالی تھے. خدائے بزرگ و برتر سے رُخ پھیرنے والے اور ناشکری
کرنے والے درحقیقت مسخ شدہ ہے. اسی لیے حق تعالیٰ نے اس کو پتھر کے ساتھ
تشبیہ دی ہے. چنانچہ فرمایا ہے. کہ پھر اس کے بعد ان (یہودیوں) کے دل سخت
ہو گئے. پس وہ پتھر کی طرح ہیں. بنی اسرائیل نے جب تورات پر عمل نہ کیا. تو
اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو پتھروں کی طرح (بے حس) بنا دیا. اور اپنی بارگاہ
سے راند دیا. اسی طرح. اے مسلمانو! جب تم قرآن پر عمل نہ کرو گے. اور اس کے
احکام کو مضبوط نہ پکڑو گے. تمہارے دلوں کو مسخ کر دے گا اور اپنے دروازہ سے
ہانک دے گا. ان میں سے مت بنو. جو جان بوجھ کر گمراہ ہو گئے. جب تم مخلوق
کے لیے علم سیکھو گے تو مخلوق کے لیے ہی عمل کرو گے. اور جب اللہ تعالےٰ کے لیے
علم سیکھو گے تو اسی کے لیے عمل کرو گے. اطاعت عمل ہے جنت والوں کا اور
معصیت عمل ہے. دوزخ والوں کا. اس کے بعد معاملہ اللہ کے ہاتھ ہے. وہ
اگر چاہے تو کسی کو عمل کیے بغیر ثواب بخش دے اور اگر چاہے تو کسی کو عمل کیے بغیر
سزا دے دے. کہ سب اسی کے قبضہ میں ہے. اس واسطے کہ اللہ (با اختیار
حاکم ہے) کر ڈالتا ہے. جو چاہے وہ کرے. اس سے پوچھ نہیں ہو سکتی. اور
(باقی) سب سے پوچھ ہو گی. صدیق نورِ الٰہی سے دیکھتا ہے نہ کہ آنکھ کے نور
سے اور سورج اور چاند کے نور سے. یہ اللہ کا نورِ علم ہے (علمِ شریعت) اور

صدیق کے لیے ایک خاص نور (بھی) ہے. یہ دوسرا نور (نورِ فراست) اس
کو اللہ تعالیٰ نورِ علم کے مستحکم ہونے کے بعد عنایت فرماتے ہیں. اے ہمارے
اللہ! ہمیں اپنا حلم. اپنا علم اور اپنا قرب نصیب فرما. اور ہمیں دنیا اور آخرت میں
نیکی دے اور ہمیں دوزخ کی آگ سے بچا.

آٹھویں مجلس:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مروی ہے کہ حیا اثر ہے ایمان کا. اپنے
خدائے بزرگ و برتر سے تم کس قدر بے شرم اور بے باک ہو. مخلوق سے شرمانا
اور خالق برحق سے نہ شرمانا دیوانہ پن ہے. حقیقی حیا یہ ہے کہ اپنی خلوت اور
جلوت میں خدائے بزرگ و برتر سے شرماؤ. تاکہ مخلوق سے شرمانا تابع ہو. کہ
اصل مومن خالق سے شرماتا ہے. خدا تمہیں برکت نہ دے اے منافقو! کہ تم
میں اکثر کی پوری مشغولیت اس تعلق کے آباد کرنے کی ہے جو تمہارے اور مخلوق
کے درمیان ہے اور اس تعلق کو برباد کرنے کی ہے جو تمہارے اور خالق کے
درمیان ہے. اگر تم نے میرے سے دشمنی کی. تو (یہ ایسا ہے. گویا) تم نے خدائے
بزرگ و برتر اور اس کے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دشمنی کی. چونکہ میں
انہی دونوں (کے دین) کی مدد کے لیے کھڑا ہوں. شرارت نہ کرو. کہ اللہ کو اپنا
کام پورا کرنے کی بڑی طاقت ہے. یوسف. ہمارے نبی اور ان پر درود و
سلام ہو. کے بھائیوں نے ان کو مار ڈالنے کی بہتیری کوشش کی مگر قابو نہ پا سکے.
اور کس طرح قابو پا سکتے تھے جبکہ وہ اللہ کے نزدیک (مصر کے) بادشاہ اور
اس کے نبیوں میں سے نبی اور اس کے دوستوں میں سے ایک دوست (قرار
پائے ہوئے) تھے. ان کو کون فنا کر سکتا تھا. جبکہ علمِ الٰہی ان کے متعلق یہ تھا کہ

مخلوق کے فائدے ان کے ہاتھوں سے ہوں گے۔ اسی طرح یہود نے قصد کیا
کہ مریم کے بیٹے عیسیٰ۔ ہمارے نبی اور اُن سب پر درود و سلام ہو۔ کو قتل کر دیں
کیونکہ انہوں نے ان سے (محض) اس لیے حسد کیا۔ کہ ان کے ہاتھ پر کھلی نشانیاں
اور معجزے ظاہر ہوتے۔ تو خدائے بزرگ و برتر نے ان کو وحی بھیجی کہ ان کا ملک
چھوڑ کر مصر چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ ہجرت فرما گئے۔ اور اس وقت ان کی عمر تیرہ سال
کی تھی۔ ان کے ایک رشتہ دار نے ان کو لیا۔ اور ان کے ساتھ فرار ہو گیا۔ اور
انہوں نے قوت پکڑی اور اطراف میں ان کی شہرت ہو گئی۔ تو (یہود) نے مل کر یہ
تجویز پختہ کر لی کہ ان کو مار ڈالیں۔ مگر قابو نہ پا سکے۔ اور اللہ تعالےٰ اپنی تجویز پر
غالب رہے۔ اور تم ہو، اے دورِ حاضر کے منافقو! چاہتے ہو۔ کہ مجھے مار ڈالو۔
تمہارے لیے کوئی کرامت نہ ہو۔ تمہارے[1] ہاتھ اس سے قاصر رہیں گے۔ فرمانبرداری
کے کام کرنے اور نافرمانیوں اور بُری باتوں کے چھوڑنے کے لیے اپنی طبیعت
کو مجبور کرو۔ کہ یہی مجبوری (آخر) طبیعت بن جائے گی۔ اپنے خدائے بزرگ و برتر
کے کلام کو سمجھو۔ اور عمل کرو۔ اور اپنے اعمال میں اخلاص اختیار کرو۔ ہمارے خدائے
بزرگ و برتر متکلم ہیں اور ان کا کلام سنا اور سمجھا جاتا ہے۔ دنیا میں ان کا کلام
حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا۔ اور آخرت میں

[1] فرقہ معتزلہ کلام کو حق تعالےٰ کی صفت نہیں مانتا خلیفہ معتصم باللہ کے زمانہ میں بعض معتزلی
خلیفہ کے مصاحب و مقرب بن گئے اور اچھا خاصا اثر و رسوخ پیدا کر لیا تھا۔ چنانچہ امام احمد بن حنبلؒ
کو اسی مسئلہ پر حق گوئی کی سزا میں دُرّے کھانے اور مدت تک قید رہنا پڑا۔ حضرت غوث اعظمؒ بھی
حنبلی المذہب ہیں اور آپ کے زمانہ میں بھی معتزلہ کا یہ شر و فساد چل رہا تھا۔ اور چاہتے تھے کہ
امیر المومنین کے کانوں میں حضرت ممدوح کی تکفیر پختہ کر کے ارتداد قتل کا حکم نافذ کرائیں۔ یہاں اسی کی طرف
اشارہ ہے اور کلام اور رویتِ باری تعالےٰ کے مسئلہ کو بلا خوف و جھجک وضاحت فرما کر خوب رسالت کا حق ادا
کیا ہے۔

اس کے کلام کو اس کی مخلوق میں سے سب مومن سنیں گے۔ ہمارے رب کی
رویت ہو سکتی ہے۔ کل قیامت میں ان کو اس طرح دیکھیں گے جیسا کہ آج
سورج اور چاند کو دیکھتے ہیں۔ جس طرح آج ان کے دیکھنے میں شک نہیں ہوتا
اسی طرح کل (قیامت) کو اللہ کی رویت میں ہمیں کوئی شبہ نہ ہوگا۔ خدائے بزرگ و
برتر کے کچھ ایسے بندے بھی ہیں جو ایک نظارہ کے بدلے جنت اور مافیہا کو
بیچ دیتے ہیں۔ جب اللہ تعالےٰ نے اس معاملہ میں ان کی نیتوں کی سچائی کو
جان لیا کہ انہوں نے ایک نظارہ کے بدلے جنت کو بیچ دیا ہے تو (اپنے دیدار
کے) نظارے ان کے لیے دائمی کر دیئے اور اپنا قرب ان کے لیے دائمی کر دیا۔
اور جنت کی لذتوں کے معاوضہ میں اپنے قرب کا مزہ بخشا۔

اے خدائے بزرگ و برتر اور اس کے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اس
کے بندوں کو نہ جاننے والو۔ افسوس تمہارے پر۔ اپنے دلوں کے پاؤں سے
فضلِ الٰہی کے کھانے کی طرف ایک قدم تو بڑھاؤ۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ کس طرح
وہ کھانائیں تمہارے سامنے رکھ رہا ہوں۔ تم میں سے جو بھی مجھے جھٹلائے گا۔
اسے خود اس کے کپڑے اور اس کا گھر اور وہ فرشتے جھٹلائیں گے جو اس کے
آس پاس ہیں۔ میں تمہارے جھٹلانے کی مطلق پرواہ نہیں کرتا۔ جھوٹ کہتے ہو۔
اے منافق۔ اے دجال۔ تم مجسم نفس۔ طبیعت اور خواہشِ نفس بنا ہوا ہے۔
تم نامحرم عورتوں اور بچوں کے پاس بیٹھتے ہو۔ پھر تم کہتے ہو کہ میں ان کی پرواہ
نہیں کرتا۔ جھوٹ کہتے ہو۔ نہ شرع تمہاری موافقت کرتی ہے۔ نہ عقل۔ تم آگ
پر آگ اور ایندھن پر ایندھن بڑھا رہے ہو۔ لامحالہ تم اپنے دین و ایمان کے
گھر کو جلا ڈالو گے۔ اس سلسلہ میں شرع کا انکار عام ہے۔ اس میں کسی کا استثناء
نہیں۔ ایمان باللہ۔ معرفتِ الٰہی اور قوتِ قرب حاصل کرو۔ پھر نہایتِ الٰہی میں

مخلوق کے لیے طبیب بن کر بیٹھو۔ تمہاری خرابی ہو۔ تم کس طرح سانپوں کو پکڑتے
اور الٹ پلٹ کرتے ہو۔ حالانکہ تمہیں سپیرے کا فن معلوم نہیں ہے اور نہ تم نے
تریاق کھایا ہے۔ اندھا شخص بھلا دوسروں کی آنکھوں کا علاج کیا کرے گا۔ گونگا
بھلا دوسروں کو کیسے پڑھائے گا۔ جاہل شخص بھلا دینی تعلیم کیونکر دے گا۔ جسے
دربان سے واقفیت نہیں وہ لوگوں کو بادشاہ کے دروازے تک کیسے پہنچائے
گا۔ بس۔ بات مت کرو۔ یہاں تک کہ قیامت آئے اور تم عجیب وغریب
چیزیں دیکھو۔ اپنے اعمال خالص اللہ کے لیے کرو۔ ورنہ (ایمان کا) دعویٰ نہ کرو۔
جب تمام تعلقات منقطع کر دو گے اور تب دروازے بند کر دو گے۔ تب اللہ
کی جہت اور اس کی نزدیکی راہ تمہارے لیے کھلے گی۔ اور اس تک تمہارے لیے
راستہ تیار ہو جائے گا۔ اور سب چیزوں میں تمہیں بلند، بہتر اور روشن چیز حاصل ہوگی۔
یہ دنیا فنا ہونے والی، جانے والی اور نہ رہنے والی ہے۔ یہ مصیبتوں، تکلیفوں، غموں
اور فکروں کا ٹھکانہ ہے۔ اس میں کسی کی بھی زندگی صاف اور سیدھی نہیں ہوتی خاص
کر جب کوئی عقل والا ہو۔ جیسا کہ مثل مشہور ہے کہ دنیا میں موت کو یاد رکھنے والے
عقلمند کی آنکھ کبھی ٹھنڈی نہیں ہوتی۔ جس شخص کے سامنے درندہ منہ کھولے پاس
ہی کھڑا ہو وہ قرار کیسے پکڑ سکتا ہے۔ اور اس کی آنکھ کیسے سو سکتی ہے۔ اے غافلو!
قبر بھی منہ کھولے ہے اور موت کا درندہ اور اژدہا دونوں منہ کھولے ہیں۔ سلطانِ
قدرت کا جلاد اپنے ہاتھ میں تلوار لیے ہوئے حکم کا منتظر کھڑا ہے۔ لاکھوں میں کوئی
ایک ہوتا ہے جو اس حالت میں بیدار اور خبردار ہوتا ہے۔ جو بیدار ہوتا ہے۔
وہ ہر چیز سے پرہیز کرتا ہے اور عرض کرتا ہے اے میرے اللہ! آپ کو معلوم
ہے جو میں چاہتا ہوں۔ یہ (دنیا کی نعمتوں کے ہزاروں) خوان اپنی دوسری مخلوق کو
دیجئے۔ میں تو آپ کے خوانِ قرب سے ایک لقمہ چاہتا ہوں۔ میں تو وہ چیز چاہتا

ہوں جو خاص آپ کی ہو۔ اے سبب کو شریکِ خدا سمجھنے والے۔ اگر تم توکّل کے
کھانے کا مزہ چکھ لیتے تو سبب کو کبھی شریکِ خدا نہ بناتے۔ اور متوکل بن کر اور اس
پر پورا بھروسہ جما کر اس کے دروازے پر بیٹھ جاتے۔ مجھے تو کھانے کی محض دو
ہی صورتیں معلوم ہیں۔ یا تو شریعت کی پابندی کے کسب کے ذریعہ۔ یا توکّل کے
ذریعہ۔ تمہاری خرابی ہو تم خدائے بزرگ و برتر سے نہیں شرماتے۔ اپنے کسب کو
چھوڑتے ہو اور لوگوں سے بھیک مانگتے ہو۔ کسب ابتدا ہے اور توکّل انتہا ہے
مگر تمہارے لیے تو نہ ابتدا دیکھتا ہوں نہ انتہا۔ میں تمہارے سے حق بات کہتا
ہوں۔ اور تمہارے سے شرماتا نہیں ہوں۔ سنو اور مانو۔ اور جھگڑا نہ کرو۔ میرے
سے جھگڑنا اللہ تعالیٰ سے جھگڑنا ہے۔ نماز کی پابندی کرو۔ کیونکہ یہ تمہارے اور
تمہارے پروردگار کے درمیان ایک جوڑ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی
ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب مومن نماز میں داخل اور اس کا دل اپنے خدائے بزرگ و
برتر کے سامنے حاضر ہوتا ہے تو اس کے اِرد گرد "لا" کے بعد "حول" کی ضرب
مار دیتے ہیں اور فرشتے اس کے چاروں طرف کھڑے ہوتے ہیں اور اس پر
آسمان سے برکت نازل ہوتی ہے اور حق تعالےٰ اس کی وجہ سے فرشتوں پر فخر کرتے
ہیں۔ بعض نمازیوں کی یہ شان ہوتی ہے کہ ان کا دل حق تعالےٰ کی طرف اس طرح
کھنچ جاتا ہے۔ جیسے کہ پرندہ کو پنجرہ میں بند کر دیا جاتا ہے۔ جیسے بچہ کو ماں کا ہاتھ
کھینچ لیتا ہے۔ چنانچہ اس کو اپنی پسندیدہ چیزوں اور معلوم باتوں۔ سب سے اس
طرح بے خبری ہو جاتی ہے کہ اگر اسے کاٹ دیا جائے۔ ٹکڑے کر دیا جائے اسے
خبر نہ ہو۔ اس قسم کی بات ایک بزرگ سے منقول ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
کے بھانجے حضرت عروہ بن زبیر بن عوام رحمۃ اللہ علیہ تابعی (اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا
کے صاحبزادے تھے) تھے۔ ان کے پاؤں میں گوشت خور (پھوڑا) ہو گیا۔ اس

پر (طبیب کی طرف سے) اُن کو حکم ہُوا کہ پاؤں کا کاٹ دینا ضروری ہے ۔ ورنہ تو یہ سارا بدن کھا جائے گا ۔ آپ نے طبیب سے فرمایا ۔ جب میں نماز میں مشغول ہوں تو اسے کاٹ دو ۔ چنانچہ اس نے اسے اس وقت کاٹ دیا جب وہ سجدہ (کی حالت) میں تھے ۔ آپ کو تکلیف محسوس نہ ہوئی ۔ تم پہلوں کے مقابلہ میں دیوانے ہو ۔ تم صرف بات ہو ۔ بے عمل صورت ہو ۔ بے معنی منظر ہو ۔ بغیر اطلاع ۔ افسوس تم پر ۔ لوگوں کی مدح سرائی پر مغرور نہ ہو ۔ جس چیز میں اور جس حال پر تم ہو ۔ تم خوب جانتے ہو ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔ بلکہ خود انسان اپنے نفس سے زیادہ واقف ہے تم عوام کے نزدیک کتنے اچھے ہو ۔ اور خواص کے نزدیک کتنے بُرے ہو ۔ ایک بزرگ نے اپنے دوستوں سے فرمایا ۔ جب تم پر ظلم کیا جائے تو تم ظلم نہ کرو ۔ اور جب تمہاری مدح کی جائے تو تم خوش نہ ہو ۔ اور جب تمہاری مذمت کی جائے تو غمگین نہ ہو ۔ اور جب تم کو جھٹلایا جائے تو غصہ مت کرو ۔ اور جب تمہارے سے خیانت کی جائے تو تم خیانت نہ کرو ۔ یہ کتنی اچھی نصیحت ہے ۔ ان کو نفوس و خواہشات کے ذبح کر دینے کا حکم فرمایا ۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے اخذ کیا گیا ہے کہ میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہا ۔ کہ حق تعالیٰ آپ سے فرماتے ہیں ۔ اس کو معاف کرو جو تم پر ظلم کرے ۔ اس سے جوڑو ۔ جو تم سے توڑے ۔ اور اس کو دو جو تمہیں محروم رکھے ۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں ، کاریگریوں اور مخلوق سے اس کی کارگزاریوں پر غور کرو ۔ جب تم دنیا سے پرہیز کرو گے اور اس سے تمہاری بے رغبتی ثابت ہو جائے گی تو (دنیا) خواب میں تمہارے پاس عورت کی شکل میں آئے گی ۔ تمہاری تواضع کرے گی اور تمہارے سے کہے گی ۔ مَیں تو تمہاری لونڈی ہوں ۔ میرے پاس کچھ تمہاری امانتیں ہیں ۔ تم انہیں مجھ سے لے لو ۔ تمہارا مقسوم کم ہے یا زیادہ ایک ایک کر کے گنوائے گی ۔ اور جب تمہاری معرفت الٰہیہ مضبوط ہو جائے گی تو

یہ تمہارے پاس بیداری میں آئے گی ۔ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ابتدائی حالت الہام کی تھی اور دوسری حالت سچے خواب کی ۔ جب ان کی حالت مضبوط ہو گئی تو فرشتہ ان کے پاس ظاہراً آنے لگا ۔ کہتا ۔ حق تعالیٰ تمہارے سے یہ فرماتے ہیں اور یہ فرماتے ہیں ۔

عقل سیکھو ، اور اپنی ریاست کا غرور چھوڑو ۔ اور آؤ ۔ عام لوگوں کی طرح یہاں بیٹھو ۔ تاکہ تمہارے دل کی زمین میں میری باتوں کا بیج اُگے ۔ اگر تمہیں عقل ہوتی تو تم میری صحبت میں بیٹھتے ۔ اور میرے سے ایک لقمہ کھا کر قناعت کرتے ۔ اور میری سخت کلامی کو برداشت کرتے ۔ ہر وہ شخص جس کے پاس ایمان ہوتا ہے ۔ میرے پاس جمتا ہے اور جس کے پاس ایمان نہیں ہوتا وہ مجھ سے بھاگتا ہے ۔ تمہاری خرابی ہو ۔ ارے ۔ تم دوسرے کی حالت کے جاننے کا دعویٰ کرتے ہو ۔ تم کس طرح تمہیں سچا جانیں ، حالانکہ تمہیں خود اپنے حال کا پتہ نہیں ۔ یہ (صریح) جھوٹ ہے ۔ اپنے جھوٹ سے توبہ کرو ۔ اے ہمارے اللہ ! ہمیں تمام حالتوں میں سچائی نصیب فرما اور ہمیں دنیا میں اور آخرت میں نیکی دے ۔ اور ہمیں دوزخ کی آگ سے بچا ۔

نویں مجلس :-

نفس کو دنیا (کے دھندوں) کے لیے چھوڑو ۔ اور دل کو آخرت (کے کاموں) کے لیے ۔ اور (دل کے) بھید کو مولیٰ کے لیے ۔ دنیا سے مطمئن نہ ہو ۔ یہ سجایا ہوا سانپ ہے ۔ (پہلے) اپنی سجاوٹ سے لوگوں کو بلاتا ہے ۔ پھر ان کو ہلاک کرتا ہے ۔ اس سے پورے طرح سے رُخ پھیر لو ۔ اپنے بزرگ و برتر خدا کی اطاعت میں ، اپنے نیک بھائیوں کی صحبت اور ان کی خدمت میں اور مُردوں سے منہ پھیرنے میں اخلاص اختیار کرو ۔ حق تعالیٰ کے یہاں تک موحّد ہو ۔ کہ تمہارے دل میں ذرہ

برابر بھی کوئی مخلوق باقی نہ رہے۔ اور جس کو توحید قبول نہ کرے۔ ایسی چیزوں کا
ارادہ بھی نہ کرو۔ ہر مرض کی دوا حق تعالےٰ کو ایک ماننے اور دنیا کی محبت سے منہ
پھیر لینے میں ہے۔ تمہارے میں کوئی خوبی نہیں، جب تک تمہیں اپنے نفس سے
آگاہی نہ ہو۔ اور اس کو لذت سے باز نہ رکھو۔ یہاں تک کہ باطن کو حق تعالےٰ کے
ساتھ اطمینان ہو۔ اپنے نفس کے سر سے مجاہدہ کی لاٹھی نہ ہٹاؤ۔ اور اس کی
عاجزی سے دھوکا نہ کھاؤ۔ اس کی تمہارے سے (کوئی بات۔ قبول کرنے اور) لے
لینے سے دھوکہ نہ کھاؤ۔ تمہاری طرف سے درندہ کے سونے پر دھوکہ نہ ہو۔ کیونکہ وہ
تمہیں دکھاتا ہے کہ سویا ہوا ہے۔ حالانکہ وہ شکار کا انتظار کر رہا ہے۔ (کہ پاس
آوے اور وہ) اسے پھاڑ کھائے۔ اس سے اس کی سونے کی حالت میں اسی طرح
ڈرتے رہو۔ جس طرح تم اس سے اس کے جاگنے کی حالت میں ڈرتے ہو۔ اپنے نفوس
سے ڈرتے رہو۔ اپنے دلوں کے کندھوں سے ہتھیار نہ اتارو۔ یہ نفس بھلائی کے
معاملہ میں اطمینان۔ انکساری۔ عاجزی اور تابعداری کا اظہار کرتا ہے اور اس کے
خلاف پیٹ میں چھپائے رکھتا ہے۔ اس کے بعد اس سے جو نتیجہ ظاہر ہوگا۔ اس
سے ڈرتے رہو۔ غم زیادہ کرو۔ خوشی کم کرو۔ چونکہ یہ بات (اللہ تک رسائی) غم اور
پریشانی پر مبنی ہے۔ یہی حال تھا۔ انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام اور بزرگان
متقدمین علیہم الرحمۃ کا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بڑے غم اور بہت فکر (میں رہنے)
والے تھے۔ ہنستے نہ تھے، مگر مسکراہٹ سے۔ خوش نہ ہوتے تھے مگر تکلیف سے۔
تمہارے میں سے عقلمند وہ ہے۔ جو نہ دنیا پہ ریجھے۔ اور نہ بچوں، بیوی، مال، کھانے
پینے کی چیزوں۔ سواریوں اور عورتوں پر۔ یہ سب ہوس ہے۔ مومن کی خوشی ایمان و
یقین اور اس کے دل کی اپنے خدائے بزرگ و برتر کی نزدیکی کے دروازہ تک
رسائی سے ہوتی ہے۔ اپنے دل کی آنکھ کھولو۔ اور اس سے اپنے خدائے بزرگ و

برتر کی طرف دیکھیں کہ تمہیں وہ کس نظر سے دیکھتا ہے۔ دیکھو۔ اس نے تمہارے
سے پہلے بادشاہوں اور امیروں کو کس طرح ہلاک کیا۔ جیلوں کے بچھڑنے کو یاد کرو۔
جنہوں نے دنیا پر قبضہ کیا اور خوب اس کے مزے لوٹے۔ پھر یہ ان کے ہاتھوں
سے چھین لی گئی۔ اور وہ دنیا سے چھین لیے گئے۔ اور آج عذاب کے جیل خانہ میں
قید ہیں۔ ان کے محل مسمار پڑے ہیں اور ان کے گھر برباد پڑے ہیں اور ان کے
روپے پیسے تو چلے گئے مگر ان کے اعمال باقی رہ گئے۔ مزے گئے اور خمیازے
باقی رہ گئے۔ خوش مت ہو۔ جیل میں خوشی کا کیا موقع۔ تمہاری بیوی، تمہارے بچے
اور تمہارے گھر کا حسن اور تمہارے مال کی کثرت تمہیں نہ لبھائے۔ اس چیز پر
خوش مت ہو جس پر گذشتہ انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام اور بندگانِ صالحین
علیہم الرحمۃ خوش نہیں ہوئے۔ خدائے بزرگ و برتر نے فرمایا۔ خوش ہونے والوں
کو اللہ پسند نہیں کرتا۔ یعنی دنیا۔ اہل دنیا اور اس کے ماسوئے پر خوش ہونے والوں
کو (پسند نہیں کرتا) اور اس سے اور اس کی نزدیکی سے خوش ہونے والوں کو پسند
کرتا ہے۔ اللہ والوں کی خوشی ان کا یہ غور و فکر کرنا ہے کہ آخرت کے معاملہ میں
انہیں کیا کرنا چاہیئے۔ نہ کہ شہوات۔ لذات اور خرافات میں۔ اے ہوس پرست!
تمہیں اس سے سروکار ہی نہیں کہ تمہیں کیا ہونا ہے۔ اے غافلو! آخرت میں اس
کے لیے سخت عذاب ہے، جس نے اللہ کی اطاعت پر عمل نہ کیا۔ جب بندے
کا دل سیدھا ہو جاتا ہے اور وہ سب کو الوداع کہہ دیتا ہے اور ہر چیز کو پس پشت
پھینک دیتا ہے تو اسے ملکِ دنیا اور ملکِ آخرت دونوں حقیر معلوم ہوتے ہیں
اور غار اور درندوں کے سامنے ہوتا ہے۔ جنگلی جانوروں سے ملتا جلتا ہے۔ اور
مخلوق سے بھاگتا ہے۔ اور اپنے نفس کو بیابانوں کی بھوک۔ پیاس اور ہلاکت
کے حوالے کرتا ہے۔ اور عرض کرتا ہے۔ کہ اے حیران و پریشان مخلوق کے راہنما۔

مجھے اپنی راہ بتا دے۔

اے اللہ! میرا غم ایک ہی بنا دے۔ اور یہ نہیں ہوتا مگر یہ کہ حرام چھوٹے۔
آخر مطلق حلال بھی چھوٹے۔ مَیں تو تجھے مزوں اور لذتوں، مخلوق اور دنیا اور اسباب
پر اعتماد میں مبتلا دیکھتا ہوں۔ تم کیوں نیکوں کے حالات کے بارہ میں گفتگو کرتے
ہو اور ان کو اپنا ذاتی بتانے کا دعویٰ کرتے ہو۔ تم ہمیں دوسروں کے حال کی خبر
دے رہے ہو۔ اور ہم پر اوروں کی کمائی کو خرچ کر رہے ہو۔ کتابوں کا مطالعہ کرتے
ہو اور ان سے بزرگوں کی باتیں نکال کر تقریر کرنے لگتے ہو۔ اور سننے والوں کو یہ
وہم ڈالتے ہو کہ یہ تمہارے دل سے، تمہاری قوتِ حال سے اور تمہارے دل
کے بولنے سے ہے۔ اے صاحبزادے! پہلے اُس پر عمل کرو جو انہوں نے فرمایا
ہے۔ پھر زبان سے نکالو۔ اس وقت تمہاری بات تمہارے دل کے درخت کا
پھل ہو گی۔ یہ بات محض نیکوں کے دیدار اور ان کی باتیں محفوظ کرنے سے نہیں
حاصل ہوتی۔ بلکہ جو وہ فرمائیں اس پر عمل کرنے سے اور ان کی صحبت میں نہایت
ادب سے اور ان کے بارہ میں حُسنِ ظن سے اور تمام حالات میں اس کی پابندی
سے حاصل ہوتی ہے۔ عوام کو پاؤں سے چلنے کی مقدار پر ثواب ملتا ہے۔ اور
خواص کو ان کے فکر کی مقدار پر ثواب ملتا ہے۔ جس کے سارے فکر ایک ہی
فکر بن جاتے ہیں۔ حق تعالیٰ بھی اس کے لیے یکتا ہو جاتے ہیں۔ جب وہ اپنے
دل سے غیر اللہ سے پیٹھ پھیر لیتا ہے۔ حق تعالیٰ اس کے والی بن جاتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ نے اپنی (سچی اور) پکی کتاب (یعنی قرآن مجید) میں ارشاد فرمایا ہے۔
بے شک میرا کارساز اللہ ہے جس نے کتاب اتاری ہے وہی نیکوں کا حمایتی
ہوتا ہے۔ جب اس بندے کا دل اپنے خدائے بزرگ و برتر سے مل جاتا ہے
تو خدا ہی اس کا معالج اور مونس ہوتا ہے۔ نہ کوئی دوسرا اس کا علاج کرتا ہے

اور نہ کوئی دوسرا اسے مانوس کرتا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام عرض کیا کرتے
تھے۔ اے میرے اللہ! مَیں تیرے بندوں کے سب طبیبوں کے پاس ہو آیا ہوں
تو سب نے مجھے آپ ہی کا پتہ بتایا ہے۔ اے حیرت زدہ بندوں کے رہنما مجھے
اپنا راستہ دکھا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے اس کا دل توسراپا شوق۔
مکمل یکسوئی اور کامل فنا بن جاتا ہے۔ اپنے آپ اس کے سارے فکر ایک ہی
فکر بن جاتے ہیں۔ کشف کی حقیقت پردوں سے باہر نکلنے کے بعد ہی پوری ہوتی
ہے۔ اگر (خدا تک) رسائی چاہتے ہو۔ تو دنیا۔ آخرت اور زیرِ عرش سے لے کر ثریٰ
(نیچے کی گیلی مٹی) تک سب کو چھوڑ دو۔ سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساری مخلوقات حجاب ہے۔ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو دروازہ ہیں۔
خدائے بزرگ و برتر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا ہے "جو تم
کو رسول دے اسے لے لو۔ اور جس سے تمہیں منع کرے اس سے باز آؤ۔ لہٰذا
آپ کی پیروی پردہ نہیں بلکہ یہ رسائی کا حیلہ ہے۔

اے صاحبزادے! تمہاری بات سمجھ کی کیسے ہو۔ اور تمہارا باطن کس طرح
صاف ہو۔ جب تم مخلوق کو شریک خدا بناتے ہو۔ تمہارا کام کیسے نکلے۔ جب تم ہر
رات یہی طے کرتے رہتے ہو کہ (صبح) کس کے پاس جانا اور اس سے (اپنی مصیبت
کی) شکایت کرنی اور بھیک مانگنی ہے۔ تمہارا دل کیسے صاف ہو سکتا ہے جبکہ
وہ توحید سے خالی ہے۔ اس میں ذرہ بھر بھی توحید نہیں۔ توحید ایک نور ہے۔
اور خالق سے شرک کرنا ظلمت ہے۔ تم کس طرح فلاح پا سکتے ہو۔ جبکہ تمہارا دل
تقویٰ سے خالی ہے۔ اور اس میں ذرہ برابر بھی تقویٰ نہیں۔ تم خالق سے محجوب
ہو۔ اور مسبب الاسباب سے اسباب کے حجاب میں ہو۔ مخلوق پر بھروسہ اور اعتماد
کرکے محجوب ہو۔ تم خالی دعویٰ ہو۔ حقیر چیز۔ تلچھٹ۔ کسی دعویٰ پر بغیر ثبوت کے

کے کچھ نہیں دیا جاتا۔ (رسائی۔ وصول الی اللہ) صرف دو طرح سے ہی ہو سکتی ہے
اوّل مجاہدہ اور ریاضت (ہر عبادت میں عزیمت اور) مشقت اور محنت والی شق
کا اختیار کرنا۔ اور یہی طریقہ بزرگوں میں زیادہ اور مشہور ہے۔ اور دوسری بلا مشقت
محض عطا اور یہ (طریقہ) مخلوق میں سے کسی کے لیے نادر ہے۔ ایمان کی کمزوری
کی حالت میں خاص طور پر اپنی ہی فکر کرو۔ (کہ اس حالت میں) تمہارے پر اپنے
گھر والوں کی۔ اپنے پڑوسیوں کی اور اپنے شہر اور ملک والوں کی (اصلاح کی)
ذمہ داری نہیں لیکن ہاں، جب تمہارا ایمان مضبوط ہو جائے۔ تو پھر (پہلے) اپنے
اہل وعیال کی طرف اور پھر عام مخلوق کی طرف نکلو۔ (یعنی مجاہد بن کر ان کو راہِ راست
پر لاؤ) تم مت نکلو (مگر اس صورت میں کہ) تم تقویٰ کی زرہ پہنے ہوئے ہو اور اپنے
سر پر ایمان کا خود رکھے ہوئے ہو۔ اور تمہارے ہاتھ میں توحید کی تلوار ہو۔ اور
تمہارے ترکش میں دعا کی قبولیت کے تیر ہوں۔ اور تم توفیقِ الٰہی کے گھوڑے
پر سوار ہو۔ اور تم نے بھاگ دوڑ۔ تلوار بازی اور تیر اندازی سیکھی ہوئی ہو (کہ طالبین
کے مشاغل و طبائع کے واقف ہو کر جہاں جو طریقِ ارشاد مناسب سمجھو عمل میں لاؤ)
پھر تم حق تعالےٰ کے دشمنوں پر حملہ کرو۔ تو اس وقت تمہارے پاس (اللہ کی) مدد و
معاونت تمہارے چھیوں طرفوں یعنی دائیں بائیں۔ اوپر۔ نیچے۔ اور آگے پیچھے سے
آئے گی۔ جس پر تم مخلوق کو شیطانوں (کے ہاتھوں) سے چھین کر حق تعالےٰ کے
دروازہ پر لا ڈالو گے۔ اور جو کوئی اس مقام تک پہنچ جاتا ہے اس کے دل سے
سب پردے اٹھ جاتے ہیں۔ اور اپنی چھیوں طرفوں میں جدھر دیکھتا ہے۔ اس
کی نظر پار ہو جاتی ہے۔ اور کوئی چیز اس سے چھپی نہیں رہتی۔ وہ اپنے دل کا سر
اوپر اٹھاتا ہے تو عرش اور افلاک کو دیکھ لیتا ہے اور جب نیچے گردن جھکاتا ہے
تو زمین کے سارے طبق اور جتنے جن۔ انسان اور جانور اس میں آباد ہیں سب کو

دیکھ لیتا ہے۔ جب تم اس مقام پر پہنچ جاؤ۔ تو مخلوق کو خدائے بزرگ و برتر کے
دروازہ کی طرف بلاؤ۔ اور اس سے پہلے تو تم سے کچھ بھی نہ بنے گا۔ جب تم مخلوق کو
بلاؤ اور تم خود خالق کے دروازہ پر نہ ہو تو تمہارا یہ بلاوا تمہارے پر وبال بنے گا۔ تم
ہلو گے اور گرو گے۔ بلندی چاہو گے اور پست ہو گے۔ تمہیں اللہ والوں کے حال
کا پتہ ہی نہیں۔ تم محض بک بک ہو۔ تم زبان ہو، بغیر خیال۔ تم ظاہر ہو بغیر باطن۔
تم جلوت ہو بغیر خلوت۔ تم طاقت ہو بغیر رعب۔ تمہاری تلوار لکڑی کی ہے۔ تمہارے
تیر (دیا سلائی) کے تیلے ہیں۔ تم بزدل ہو۔ تمہارے میں کوئی بہادری نہیں۔ ایک
معمولی تیر تمہیں مار ڈالتا ہے۔ اور تمہارے لیے قیامت برپا کر دیتا ہے۔ اے اللہ!
اپنے قرب سے ہمارے دین اور ایمان کو محفوظ فرمائیے۔ اور ہمیں دنیا اور آخرت
میں نیکی دیجئے۔ اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائیے۔

دسویں مجلس:۔

بندہ جب اپنے نفس اور اپنی نفسانی خواہش سے فنا ہو جاتا ہے تو باعتبارِ
معنی آخرت میں اور باعتبارِ صورت دنیا میں ہوتا ہے۔ علمِ الٰہی کے قبضہ میں اس
کی قدرت کے سمندر میں تیرنے والا بن جاتا ہے۔ جب اس پر مخالف کا خوف
زیادہ ہو جاتا ہے۔ اور اپنے دل کو خوف کے امن سے کٹتا دیکھتا ہے تو حق تعالےٰ
اسے قریب کر لیتے ہیں۔ اور اپنی ذات پہچانوا دیتے ہیں۔ اور اس کو بشارت
دیتے ہیں۔ اور اس کے دل کا ڈر جاتا رہتا ہے۔ جیسے حضرت یوسف علیہ السلام
نے اپنے بھائی بنیامین سے کیا۔ اُن کی طرف دیکھا۔ کہ اس کے پیچھے جمع ہیں۔ ان
کو بٹھایا۔ ایک ہی جگہ (بیٹھے) کھا رہے تھے اور اس کو اپنے ساتھ بٹھایا۔ اور
اس کے ساتھ (خود) کھانا کھایا۔ جب کھانے سے فارغ ہوئے۔ تو پوشیدہ طور پر

اشارہ کیا۔ اس سے کہا، مَیں ہی یوسف ؑ ہوں۔ پس وہ خوش ہو گیا۔ پھر اس سے
کہا کہ مَیں تمہیں چرانا اور تہمت لگانا چاہتا ہوں۔ تو تم اس مصیبت پر صبر کرنا۔ تو جو
کیفیت اس کی یوسف علیہ السلام کے ساتھ گذری۔ اس کے بھائیوں نے اس پر
تعجب کیا۔ اور اس سے یونہی حسد کیا جس طرح پہلے یوسف علیہ السلام سے حسد
کیا تھا۔ چنانچہ جب اس کی چوری اور عیب ظاہر ہوا۔ کرامت پیش آئی اور اس کو
اپنے نزدیک کر لیا۔ اسی طرح یہ مومن جب اس کو حق تعالیٰ دوست بنا لیتے ہیں
اس کو تکلیفوں اور مصیبتوں سے آزماتے ہیں، جب وہ ان پر صبر کرتا ہے تو بزرگی
اور نزدیکی عنایت فرماتے ہیں، بات پہنچنے پر کوشش کی۔ بخار آنے پر بیمار بن گیا۔
تقدیر اور تکلیف کی (باتیں) پیش آنے پر خاموش رہا۔ امیر المؤمنین حضرت علی
بن ابی طالب کرم اللہ وجہہٗ نے فرمایا۔ اپنے سے تکلیف دور کرنے اور اپنے لیے
نفع اٹھانے کے سلسلہ میں اس طرح رہو۔ گویا تم قبر میں مردہ پڑے ہو۔ پیارا
حق تعالیٰ کی نسبت سے سنتا اور دیکھتا ہے۔ اور مخلوق کی نسبت سے وہ اندھا
اور بہرہ ہوتا ہے، شوق اس کے حواسِ خمسہ کو گھیر لیتا ہے۔ جسم اس کا مخلوق کے
ساتھ ہوتا ہے اور باطن خالق کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس کے پاؤں زمین پر ہوتے
ہیں اور ہمت آسمان پر ہوتی ہے۔ اور اس کے دل میں فکرِ خدا ہوتا ہے اور لوگ
نہیں سمجھتے۔ اس کے پاؤں کو دیکھتے ہیں اور اس کی ہمت کو نہیں دیکھتے۔ اور نہ ہی
اس کے فکر کو۔ چونکہ یہ دونوں تو دل کے خزانہ میں ہوتے ہیں جو حق تعالیٰ کا خزانہ
ہے۔ (اس سے اندازہ کرو کہ) تم اس سے کہاں ہو۔ اے جھوٹے! تم اپنے مال،
اولاد، وجاہت، مخلوق اور اسباب کے ساتھ شرک پر ڈٹے ہو۔ اور اس پر تم حق تعالےٰ
سے نزدیکی کا دعویٰ کرتے ہو۔ (دیکھو) جھوٹ ظلم ہے۔ چونکہ ظلم کی حقیقت چیز کا دوسری
جگہ چھوڑنا ہے۔ اپنے جھوٹ سے توبہ کرو۔ اس سے پہلے کہ اس کی نحوست تمہاری

طرف لوٹے، جو اللہ والوں کے ساتھی ہوتے ہیں ان کی صفتوں میں سے تو یہ ہے کہ
جب وہ کسی شخص کی طرف نظر کرتے ہیں۔ اور اپنی توجہات اس کی طرف کرتے ہیں
اس سے پیار کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ منظور (نظر) یہودی، عیسائی یا مجوسی ہو۔ پس اگر
مسلمان ہو تو اس کے ایمان، یقین اور استقلال کو (اور) زیادہ کر دیتے ہیں۔ اے
حق تعالیٰ اور اس کے نیک بندوں سے غافلو! مال اور اولاد تمہیں حق تعالےٰ سے
نزدیک نہ کریں گے۔ تمہیں اس سے محض تقویٰ اور نیک عمل قریب کرے گا۔ کافر
لوگ اپنے مال اور اولاد سے بادشاہوں کے نزدیک ہوا کرتے تھے۔ پھر کہا کرتے
تھے۔ اگر حق تعالےٰ نے چاہا تو قیامت کے روز بھی ہم اپنے مال اور اولاد اور فعل
سے اس کے نزدیک ہو جائیں گے۔ جس پر حق تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:
"اور تمہارے مال اور تمہاری اولاد اس قابل نہیں کہ تمہیں کسی درجہ میں ہم سے
نزدیک کر دیں، مگر جو ایمان لایا اور نیک عمل کیا۔ ان سب کے لیے ان کے کیے
پر دوگنا ثواب ہے۔ اور وہ (جنت) کے جھروکوں میں اطمینان سے (بیٹھے)
ہوں گے۔" دنیا میں رہنے اور جینے کی صورت میں اگر تم اپنے مال سے اللہ
کے نزدیک ہو گے تو یہ چیز تمہیں فائدہ دے گی۔ جب تم نے اپنی اولاد کو لکھنا
اور (قرآن) پڑھنا اور عبادت کرنا سکھایا اور ارادہ حق تعالےٰ سے نزدیکی کا کیا۔
تو یہ چیز تمہیں تمہاری موت کے بعد تمہیں فائدہ بخشے گی۔ تمہیں خبر دے دی گئی ہے
کہ وہ سب چیزیں تم ہو۔ کوئی فائدہ نہ دیں گی۔ اور محض ایمان۔ عمل صالح اور
سچائی اور رسولوں۔ کتابوں اور فرشتوں کی تصدیق، فائدہ بخشے گی۔ اس مومن عارف
اللہ اور اس کا رسول اس سے راضی ہوں۔ کہ اس سے یہی معاملہ رہتا ہے یہاں
تک کہ اپنے دل کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے پیش ہونے کی اجازت مانگتا ہے۔
اس کے سامنے غلام کی طرح ہوتا ہے۔ جب خدمت کافی ہو جاتی ہے (تو کہتا ہے)

اے استاد۔ مجھے مالک کا دروازہ دکھاؤ۔ مَیں اُس سے مشغول ہوں۔ اور مجھے ایسی جگہ کھڑا کرو (کہ جہاں سے) مَیں اس کو دیکھوں۔ میرا ہاتھ اس کی نزدیکی کے دروازہ کی کنڈی میں کر دو۔ تو اس کو اپنے ساتھ لیا اور قریب دروازہ کر دیا۔ پوچھا گیا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اے پیغام دینے والے۔ اے راہ دکھانے والے۔ اے سکھانے والے۔ تمہارے ساتھ کیا ہے۔ تو فرمایا۔ آپ کو اُس کے رتبہ کی قدر و منزلت معلوم ہے اور آپ اس کی خدمت سے راضی ہو گئے ہیں۔ یہ ہے۔ پھر اس کے دل سے فرمایا۔ لو تم ہو۔ اور تمہارا رب۔ جیسے کہ آپ کے لیے جبریل علیہ السلام نے اس وقت کیا تھا۔ جبکہ آپ کو آسمان تک اٹھایا تھا۔ اور آپ اپنے خدائے بزرگ و برتر کے قریب ہو گئے تھے۔ لیجئے آپ ہیں۔ اور آپ کا رب۔ نیک عمل لاؤ۔ اور پروردگارِ عالم کی نزدیکی اختیار کرو۔ جو جنت والے ہیں وہ دنیا کی مصیبتوں سے اور ناداری۔ بیوی بچوں کی پریشانیوں بیماریوں اور غموں پر صبر کرنے سے محفوظ (جنت کے) جھروکوں میں (بیٹھے) ہوں گے۔ موت سے اور بعد میں ایک مرتبہ پھر اس کا پیالہ پینے اور منکر و نکیر کے سوال جواب سے نڈر ہوں گے۔ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ ان کے (داخل ہونے کے) بعد دروازے بند کر دیئے جائیں گے۔ ان کے لیے نکلنا نہ ہو گا۔ جنت والوں کی راحت ان کے اُس میں داخل ہونے کے بعد ان کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چھُوتی رہے گی۔ لیکن پیارے۔ ان کے دلوں کے لیے کوئی راحت نہیں۔ چاہے وہ لاکھ جنت میں داخل ہوں۔ جب تک وہ اپنے محبوب کو نہ دیکھیں۔ وہ مخلوق کو نہیں چاہتے۔ وہ تو محض خالق کو چاہتے ہیں۔ وہ نعمتوں کو نہیں چاہتے۔ بلکہ منعم (نعمتوں کے دینے والے) کو چاہتے ہیں۔ اصل کو چاہتے ہیں فرع کو نہیں چاہتے ہیں۔ اور وہ

ان کے دل کی زمین باوجود کشادہ ہونے کے تنگ ہو جاتی ہے۔ ان کے پاس مخلوق سے بے خبر کرنے والا شغل ہوتا ہے۔ جب ان کے دل جنت میں ان کے کاٹنے کی چیز نہیں دیکھتے۔ ایک اشارہ کرتے ہیں جس کی تعبیر نہیں کی جا سکتی۔ ایک طرف اس طرح نکلتے ہیں گویا درندوں۔ بیڑیوں اور قیدخانوں کو دیکھتے ہیں۔ جو کچھ اس میں ہے۔ پردہ۔ وہم۔ عذاب ہے۔ اس سے اس طرح دوڑتے ہیں جس طرح مخلوق درندوں۔ بیڑیوں اور قیدخانوں سے بھاگتی ہے۔

اپنی امید کو کوتاہ کرو۔ اپنی حرص کو کم کرو۔ رخصت ہونے والے ایسی نماز پڑھو۔ میرے پاس رخصت ہونے والے کی طرح حاضر ہو۔ پس اگر تمہیں ایک اور دن کی حاضری میں موت آ گئی تو یہ تمہارے حساب سے ہو گی۔ کسی مومن کیلئے مناسب نہیں کہ وہ سوئے۔ مگر یہ کہ لکھی ہوئی وصیت اس کے سر کے نیچے ہو۔ چونکہ اگر حق تعالیٰ نے اس کو اس کی نیند میں ہی اٹھا لیا تو لوگ اس کی موت کے بعد جانیں کہ اس میں کیا ہے۔ اور اس پر رحم کیا جائے۔ تمہارا کھانا رخصت ہونے والے کا کھانا ہونا چاہیئے۔ تمہارا اپنے بیوی بچوں میں بیٹھنا رخصت ہونے والے کا بیٹھنا ہونا چاہیئے۔ تمہاری اپنے بھائیوں اور دوستوں سے ملاقات رخصت ہونے والے کی ملاقات ہونی چاہیئے۔ اور ایسا کیوں نہ ہو۔ جبکہ تمہارا معاملہ دوسرے کے ہاتھ میں ہے۔ مخلوق میں ایک دو ہی فرد ہوتے ہیں۔ جن کو معلوم ہو۔ کہ ان سے یا ان کے لیے کیا ہونے والا ہے۔ انہیں کس وقت مرنا ہے۔ یہ بات ان کے دلوں میں ہوتی ہے۔ اس کو اس طرح سامنے دیکھتے ہیں جس طرح تم نفس کو دیکھتے ہو۔ ان کی زبانیں اس کو بیان نہیں کرتیں۔ سب سے پہلے اس باطن کو واقفیت ہوتی ہے اور باطن قلب کو اور قلبِ مطمئنہ کو مطلع کرتا ہے اور وہ اس کو چھپاتا ہے۔ اس پر اس کی اجازت کے بغیر اور اس کی دل کی خدمت بغیر کسی کو مطلع نہیں کرتا اور اس کا قیام

اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہاں تک مجاہدوں اور ریاضتوں کے بعد رسائی ہوتی ہے اور جو اس مقام تک پہنچ جائے وہ زمین میں حق تعالیٰ کا نائب اور اس میں اس کا خلیفہ ہوتا ہے۔ یہ بھیدوں کا دروازہ ہے۔ اس کے پاس دلوں کے خزانوں کی کنجیاں ہیں جو حق تعالیٰ کے خزانے ہیں۔ یہ چیز مخلوق کی عقل سے بالا ہے۔ جو اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس کے پہاڑ کا ایک ذرہ ہے۔ اور اس کے سمندر کا ایک قطرہ ہے اور اس کی روشنی سے ایک چراغ ہے۔ اے میرے اللہ! میں آپ سے عذر کرتا ہوں۔ اور اس کی قدرت کہاں۔ لیکن جب میں اس درجہ تک پہنچ گیا۔ تو تم سے غائب ہو جاتا ہوں۔ چنانچہ میرے دل کے مقابلہ میں کوئی چیز باقی نہیں رہتی جو اس کی طرف عذر کرے اور اس سے محفوظ رکھے۔ یہ دل جب صحیح ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر اپنے پاؤں جما لیتا ہے تو تکوین کے صحرا اور اس کی وادیوں میں گر پڑتا ہے۔ اور اس کے سمندر میں کبھی اپنے کلام سے ہوتا ہے اور کبھی اپنی ہمت سے۔ اور کبھی اپنی نظر سے (یہ سب) اللہ تعالیٰ کا فعل ہو جاتا ہے۔ اور وہ ایک طرف علیحدہ ہو جاتا ہے۔ اس کے بقایا کو وہ باقی رکھتا ہے۔ تم میں تھوڑے ہیں جو اس کو مانیں۔ اور تم سے اکثر اس کو ایمان سے جھٹلاتے ہیں۔ یہ ولایت ہے اور اس پر عمل کرنا منتہی ہے۔ بزرگوں کے حالات سے محض منافق۔ دجال اور اپنی نفسانی خواہشات کا سوار ہی انکار کرتا ہے۔ یہ بات صحیح اعتقاد پر مبنی ہے۔ پھر (شریعت) کے حکم کے ظاہر پر عمل کرنے پر۔ عمل معرفت الٰہی کا وارث بنا دیتا ہے۔ علم اس کے اور اس کے پروردگار کے درمیان (ذریعہ ہوتا) ہے۔ اس کے ظاہر اعمال باطنی اعمال کے پہاڑ کی نسبت سے ذرہ بھر ہوتے ہیں اس کے اعضاء کو سکون ہوتا ہے مگر دل کو سکون نہیں ہوتا۔ اس کا سر سوتا ہے اور اس کے دل کی آنکھیں نہیں سوتیں۔ اپنا دل سے عمل اور ذکر کرتا ہے۔ اور

وہ سویا ہوتا ہے۔ تم دنیا کو کب پہچانتے ہو۔ کہ اس کو چھوڑ دو۔ اور اس کو طلاق دینے والے بنو۔ تم اپنے بھائیوں سے حسد کرنے کو اور جو چیز ان کے ہاتھوں میں ہے۔ اس کی تمنا کرنے کو کب چھوڑتے ہو۔ تمہاری خرابی ہو۔ تم اپنے مسلمان بھائی سے اس کی بیوی۔ اس کے بچے۔ اس کے گھر پر اور جو کچھ اس کے ہاتھ میں دنیا سے ہے اس پر حسد کرتے ہو۔ اور یہ تو ایک بنی بنائی چیز ہے۔ اور اس میں تمہارا کوئی حصہ نہیں ہے۔ تم اس کی بیوی کی تمنا کرتے ہو۔ اور حالانکہ وہ تو دنیا اور آخرت میں اسی کے لیے ہی بنائی اور پیدا کی گئی ہے۔ تم رزق کی فراخی کی تمنا کرتے ہو۔ حالانکہ علم الٰہی میں اس کی تنگی پہلے ہی ہو چکی۔

چونکہ تم وہ چیز چاہتے ہو۔ جو تمہارے لیے نہیں لکھی گئی۔ دنیا کی طلب میں تم کتنی محنت اٹھاتے ہو اور کتنا لالچ کرتے ہو۔ حالانکہ تمہارے لیے تو اس کا وہی حصہ ہے۔ جو تمہارے لیے لکھا گیا۔ اے ہمارے اللہ! ہمارے دلوں کو ان کی غفلتوں سے بیدار کر دیجئے۔ ہمیں اپنے لیے بیدار کر دیجئے۔ اور ہمیں اپنی خدمت کے لیے کھڑا کر دیجئے۔ اور ہمیں دنیا میں اور آخرت میں نیکی دیجئے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائیے۔

گیارھویں مجلس :-

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ہر چیز میں اس کے ماہرین سے مدد لو۔ یہ عبادت اور خوبی ہے۔ اور اس کے ماہرین اعمال کے نیک اور احکام پر عمل کرنے والے ہوتے ہیں۔ عمل کرنے والے مخلوق کو اس کی معرفت کے بعد رخصت کرنے والے ہوتے ہیں۔ مخلوق میں رہ کر اپنے دلوں اپنے بھیدوں اور اپنے معنوں کی طرف بڑھ کر اپنی جان۔ اپنے مال۔ اپنی اولاد

اور تمام ماسوائے اللہ سے بھاگنے والے ہوتے ہیں۔ اور ان کے دل جنگلوں
اور بیابانوں میں ہوتے ہیں۔ اور ان کے دل اسی حالت میں رہتے ہیں۔ کہ ان
کے بازو مضبوط ہو جاتے ہیں تو اس آسمان کی طرف نظر کرتے ہیں جس کی انہیں ہمت
ہوتی ہے۔ پھر ان کے دل اڑتے ہیں اور حق تعالٰے کے ہاں پہنچتے ہیں۔ چنانچہ
وہ ان میں سے ہو جاتے ہیں جن کے بارہ میں حق تعالٰے نے فرمایا :۔ کہ "وہ سب
ہمارے نزدیک چُنے ہوئے نیک لوگوں میں سے ہیں۔" مومن ڈرتا رہتا ہے۔
یہاں تک کہ اس کے باطن کو امان تحریر کر دی جاتی ہے۔ پس اس کو اپنے دل
سے چھپاتا ہے۔ اور اس کو اس سے مطلع نہیں کرتا۔ اور یہ رکے رکے ہوتے ہیں۔

افسوس بدنصیبی تمہارے پر۔ اے مخلوق کے ذریعہ سے شرک کرنے والے۔
تم بہت سے ایسے دروازے کھٹکھٹاتے ہو۔ جن کے پیچھے تمہارے گھر نہیں۔ بہت
دفعہ لوہا بغیر آگ کوٹتے ہو۔ نہ ہی تمہیں عقل، نہ ہی تمہیں فکر، نہ ہی تمہیں تدبیر۔ خرابی
ہو تمہاری۔ میرے نزدیک ہو جاؤ اور میرے کھانے سے ایک لقمہ کھاؤ۔ اگر تم نے
میرا کھانا چکھ لیا تو تمہارا دل اور تمہارا باطن مخلوق کے کھانے سے باز رہے گا۔
یہ ایسی چیز ہے جو کپڑوں، گوشت کی بوٹیوں اور کھالوں کے پیچھے دلوں میں ہوتی
ہے۔ اور یہ دل نہیں سنورتا۔ جب تک مخلوق کے گھروں میں سے کوئی باقی ہو۔
اور یقین بھی صحیح نہیں ہوتا۔ جبکہ دل میں دنیا کی محبت کا ایک ذرہ بھی ہو۔ جب
ایمان یقین اور یقین معرفت بن جاتی ہے اس وقت معرفت حق تعالٰے کے لیے
سعی ہوتی ہے۔ امیروں کے ہاتھ سے لیتا ہے۔ اور فقیروں کی طرف لوٹا دیتا
ہے۔ باورچی خانہ کا (مالک) بن جاتا ہے۔ رزق اور روزی تمہارے دل اور
باطن کے ہاتھ پر بٹتی ہے۔ تمہارے لیے کوئی بزرگی نہیں۔ اے منافق! کہ تم
ایسے ہو جاؤ۔ خرابی تمہاری۔ اللہ کے حکم سے تمہاری کسی پرہیزگار۔ زاہد۔ عالم

بزرگ کے ہاتھ پر نہ تربیت ہوئی۔ نہ تعلیم۔ خرابی تمہاری۔ تم بلا کسی چیز کے کچھ
چاہتے ہو۔ یہ تمہارے ہاتھ نہ پڑے گی۔ جب دنیا بھی بلا محنت و مشقت حاصل
نہیں ہوتی تو (کوئی چیز) اللہ تعالٰے کے ہاں کس طرح۔ کہاں تم اور کہاں وہ لوگ
جن کی اللہ تعالٰے نے کثرتِ عبادت کے سلسلہ میں اپنی کتاب میں تعریف
کی ہے۔ چنانچہ فرمایا :۔ " رات کو بہت کم سوتے ہیں اور صبح کے وقتوں میں بخشش
مانگتے تھے۔" جب اللہ نے انہیں اپنی عبادت میں سچا جانا تو ان کے لیے اپنے
فرشتوں میں سے ایک کو کھڑا کر دیا۔ جو ان کو ان کے بستروں سے اٹھاتا ہے۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالٰی جبریل علیہ السلام سے فرماتے ہیں۔
اے جبریل! فلاں کو اٹھا دے اور فلاں کو سُلا دے۔ اللہ والے جب بیدار
ہو جاتے ہیں تو ان کے دل حق تعالٰے کی طرف بڑھتے ہیں۔ نیند میں وہ چیزیں
دیکھتے ہیں جن کو حالتِ بیداری میں نہیں دیکھا ہوتا۔ ان کے دل اور ان کے
باطن ایسی چیز دیکھتے ہیں جس کو وہ بیداری میں نہیں دیکھتے۔ روزے رکھتے ہیں
نمازیں پڑھتے ہیں۔ اپنی جان سے کوشش کرتے ہیں۔ (مخلوق) سے زیادہ رُخ
پھراتے ہیں۔ طرح طرح کی عبادت کرکے دن کو رات کر دیتے ہیں۔ یہاں تک
کہ ان کو جنت حاصل ہو جاتی ہے۔ جب انہیں یہ حاصل ہو جاتی ہے۔ انہیں
بتایا جاتا ہے کہ ایک راہ اور بھی ہے اور وہ حق تعالٰے کے چاہنے کی ہے۔
چنانچہ ان کے اعمال دلوں کے مطابق ہو جاتے ہیں۔ جب حق تعالٰے مل جاتے
ہیں تو قرار پکڑ لیتے ہیں۔ اور اس کے ہاں جم جاتے ہیں جو اپنے مطلوب کو جان
لیتا ہے تو اس پر اپنی طاقت کا خرچ کرنا آسان ہو جاتا ہے اور وہ حق تعالٰے
کی اطاعت میں کوشش کرتا ہے۔ اس واسطے مومن مشقت میں ہی رہتا ہے۔
یہاں تک کہ اپنے خدائے بزرگ و برتر سے ملاقات کرتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب آدمی مرجاتا ہے اور قبر میں داخل ہوجاتا ہے تو منکر نکیر اس سے سوال کرتے ہیں وہ جواب دیتا ہے۔ پھر اس کی روح کو بارگاہِ خداوندی کی طرف جانے اور اس کو سجدہ کرنے کا حکم ہوتا ہے اور اس روح کے ساتھ فرشتوں کی ایک جماعت ہوتی ہے۔ وہ اس کو لے لیتی ہے۔ اور اس کے لیے ان باتوں سے پردہ اٹھاتی ہے جو اس سے چھپی ہوئی تھیں۔ پھر اس کو نیکوں کی روحوں کے ساتھ جنت میں لے جایا جائے گا۔ چنانچہ اور بہت سی روحیں استقبال کریں گی۔ اور اس سے حالات اور دنیا کے دھندوں کا پوچھیں گی۔ پس جو چیز اس کو معلوم ہوگی ان کو خبر دے گی۔ فلاں نے کیا کیا۔ وہ کہے گی وہ تو مجھ سے پہلے مرچکا۔ اس پر وہ کہیں گی۔ وہ ہمارے تک تو نہیں پہنچا۔ لاحول ولا قوۃ الاّ باللہ العلی العظیم۔ اس کو اس کی ماں ہاویہ (دوزخ) کے پاس لے کر چلے گئے تھے۔ پھر اس نیک روح کو سبز پرندہ کی پوٹ میں ڈال دیں گے۔ وہ جنت میں کھاتی پھرا کرے گی۔ اور آسمان کے نیچے لٹکے ہوئے پنجرہ میں پناہ لیا کرے گی۔ اکثر مومنین علیہم السلام کی ملاقات کی یہ صورت ہُوا کرے گی۔ اے اللہ! ہمیں ان میں سے کردے۔ اور ہمیں ان کے جینے کی طرح جیتا رکھ۔ اور ہمیں ان کی سی موت مار۔ آمین۔

بارھویں مجلس :-

اے فقیرو۔ اے مصیبتوں میں مبتلا ہونے والو! موت اور اس کے بعد کی چیزوں کو یاد کرو۔ تمہارا افلاس اور تمہاری مصیبتیں ہلکی ہوجائیں گی اور تمہارے لیے دنیا کو چھوڑنا آسان ہوجائے گا۔ میری یہ بات قبول کرلو۔ چونکہ میں نے اس کو آزمایا ہُوا ہے۔ اور اللہ والوں (کی راہ) چلنے والے تو ذاتِ خداوندی کے علاوہ

(کچھ بھی) نہیں چاہا کرتے۔ جنت سے اٹھتے ہیں اور جنت کے پیدا کرنے والے کے سامنے جا کھڑے ہوتے ہیں۔ ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں (محض) اس کی ذات اور اس کی خوشنودی کی طلب میں۔ ان کے دلوں اور ان کی امنگوں کے درمیان رکاوٹ ہوتی ہے۔ ان کے (سامنے) ان کی ہمتوں کی بات آتی ہے۔ ان کی دکانوں کو بند کردیتی ہے۔ اور ان کو ویرانوں اور بیابانوں میں بسا دیتی ہے۔ ان کو قرار نہیں ہوتا۔ نہ ان کی رات رات ہوتی ہے۔ اور نہ ان کا دن دن ہوتا ہے۔ ان کے پہلو ان کے بستروں سے الگ ہو لیتے ہیں۔ ان کے دل گرم بھٹی میں دانہ کی طرح ہوتے ہیں۔ جدا ہوتا ہے اور اس سے بھاگتا ہے۔ ان کے دل محاسبہ، مناقشت اور مخافقت کی فکر کی بھٹی میں ہوتے ہیں۔ وہی ازلی عقل اور سمجھ والے ہوتے ہیں۔ جنہوں نے دنیا اور دنیا والوں کو پہچانا۔ اور اس کی چالبازیوں، مکر و فریب۔ جادوگریوں، سحر آفرینی۔ بے وفائیوں اور اس کے اپنے بیٹوں کو ذبح کرنے کو خوب جانا۔ اللہ والوں کے دلوں کو پکارا گیا۔ تو ان کے پہلو ان کے بستروں سے الگ ہوگئے۔ یعنی صورتوں کی باتیں سننے کے بعد اپنے عیبوں کی باتیں بھی سنیں۔ پنجروں کی باتیں سننے کے ساتھ ساتھ پرندوں کی بھی باتیں سنیں۔ حق تعالٰے کی بعض باتوں میں سے یہ بات بھی سنی۔ جھوٹا ہے، جس نے میری محبت کا دعویٰ کیا اور جب رات پڑی تو مجھ سے غافل ہوگیا۔ اس موافقت (گویا قول اور فعل کے تضاد سے) سے شرمندگی محسوس کرو۔ شرم کرو۔ (دوسری طرف اللہ والوں کا تو یہ حال رہا) کہ رات کی تاریکی میں صدق و صفا کے ساتھ اس کے حضور کھڑے ہوگئے۔ اور آنسوؤں کو اپنے رخساروں پر چھوڑ دیا اور اس کو اپنے آنسوؤں سے ہی مخاطب کیا اور (عبادت) کے رد سے ڈر کر اور (عبادت) کی قبولیت کی امید کرکے خوف و رجا (ڈر اور امید) کی منزل میں داخل ہوگئے۔

اے لوگو! (شریعت) کے اس ظاہر حکم میں داخل ہو جاؤ۔ خدائے بزرگ و
برتر کی کتاب اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرو۔ اور اپنے اعمال
میں اخلاص اختیار کرو۔ پھر دیکھو۔ کہ تم اس کے لطف و کرامت اور خوشگوار گفتگو
سے کیا کچھ دیکھتے ہو۔ اے یقینی طور پر مجرمو۔ اے بدنصیبو! آگے بڑھو۔ اے
دوڑنے والو! لوٹو۔ مصیبتوں کے تیروں سے مت بھاگو۔ یہ محض اوہام ہیں (ذرا)
ڈٹو۔ اس قسم کی بات اور اس کی شہرت کے لیے تم کافی (ثابت) ہو چکے ہو۔
ڈٹے رہو۔ تمہارے علاوہ کسی پر کوئی چیز نہ پڑے گی۔ اس کا ٹھکانہ تو صدیقین
(سچوں) کے دل ہیں۔ تم اس کے اہل نہیں ہو۔ نہ ہی وہ تمہارے لیے ہیں۔ اور
نہ ہی تم ان کے لیے ہو۔ تم تو (محض) نظارہ کرنے والے اور پیچھے آنے والے ہو۔
پس اللہ والوں کے عدد زیادہ کرو۔ اور جو اللہ والوں کے عدد کو زیادہ کرے
گا وہ انہی میں سے ہوگا۔ سر کی آنکھ سے دنیا کی طرف دیکھا جاتا ہے اور دل کی
آنکھ سے آخرت کی طرف دیکھا جاتا ہے۔ اور باطن کی آنکھ سے حق تعالٰے کی
طرف دیکھا جاتا ہے۔ سر کی آنکھ سے دنیا سے بے پرواہ ہُوا جاتا ہے۔ اور دل
کی آنکھ سے آخرت سے بے پرواہ ہُوا جاتا ہے۔ اور باطن کی آنکھ دنیا اور آخرت
میں حق تعالٰے کے ساتھ باقی رہتی ہے۔ چونکہ یہ دنیا اور آخرت میں اس کی
طرف دیکھتی ہے۔ جس مومن کی یہ شان ہوتی ہے۔ جب آبادی میں ہوتا ہے تو
آبادی والوں کے لیے رحمت ہوتا ہے۔ اگر وہ نہ ہو تو آبادی اس طرف سے
دھنس جائے۔ اور اگر آبادی والوں پر دیواریں کھڑی رہیں۔ اس کو سچا جانیں
اور اس پر ایمان لائیں اور وہ بلند ہو۔ دشمنی کرنے والے ان جاہلوں کے ساتھ
ہوں گے جنہوں نے انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کو قتل کیا۔ اور ان کے
دشمن اپنے پروردگار سے دور اوٹ میں پھینکے ہوں گے۔ اے اللہ! ہم پر

اور ان پر مہربانی کیجئے اور ہمیں اور ان کو ہدایت دیجئے۔ آمین

اے دنیا کے عیش و آرام سے فائدہ اٹھانے والو! عنقریب اس سے اس کا
آرام و عیش علیحدہ ہو جائے گا۔ ایک شاعر نے کیا عمدہ بات کہی۔ سنو۔ کہ (آج)
تمہیں (آواز) سننے کا مقدور ہے۔ تم نہیں سمجھتے۔ وہ فوت ہونے والی ہے۔ بلکہ جو
چاہے کھاؤ۔ اور اچھی طرح جیو۔ چونکہ ان سب کے بعد آخر موت ہے۔ عنقریب
تمہارا مال اور تمہاری زندگی فنا ہو جائے گی۔ اور تمہاری (آنکھوں) کی روشنی کم
ہو جائے گی اور تمہاری عقل میں فتور واقع ہو جائے گا۔ اور تمہارا کھانا پینا کم ہو
جائے گا اور تم مزوں کی چیزوں کو دیکھو گے۔ لیکن ان میں سے کچھ بھی کھانے
کے قابل نہ ہو گے۔ تمہاری بیوی اور تمہارا بچہ تم سے بغض رکھتے ہیں۔ اور تمہاری
موت کی تمنا کرتے ہیں۔ تمہیں رنج و غم کا سامنا ہوگا۔ اور دنیا چلی جائے گی اور
آخرت تمہارے سامنے آئے گی۔ پھر اس وقت اگر تمہارے پاس کوئی نیک عمل
ہوگا تو تمہارا استقبال کرے گی اور تمہیں اپنے سینے سے چمٹائے گی اور اگر نیک
عمل نہ ہُوا تو قبر تمہاری جگہ ہوگی اور آگ تمہاری سہیلی ہوگی۔ یہ ہوس نہیں؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ جینا تو آخرت کا جینا ہے اور
اس کو اپنی ذات اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے دہرایا کرتے۔ مجھ سے سیکھو۔
اے جاہلو۔ میری پیروی کرو۔ بلاشبہ میں تمہیں نیکی کی راہ کی ہدایت کروں گا۔
تمہاری خرابی ہو تم میری ارادت کا دعویٰ کرتے ہو اور اپنا مال مجھ سے چھپاتے ہو۔
تم اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہو۔ مرید کے پاس اپنے پیر کے مقابلہ میں نہ کُرتا ہوتا
ہے نہ پگڑی اور نہ سونا ہوتا ہے اور نہ ملکیت۔ اس کے بقال پر محض وہ کھاتا
ہے جس کے کھانے کا اسے حکم ہوتا ہے۔ وہ اس سے فانی ہوتا ہے۔ اس کے
امر و نہی کا منتظر ہوتا ہے۔ جانتا ہے کہ یہ اس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ کی مصلحت ہے۔

تم اپنے پیر پر تہمت لگاتے ہو، جب تم اسے ہی صحیح نہیں سمجھتے تو اس کی ارادت اور صحبت تمہارے لیے صحیح نہیں۔ بیمار جب اپنے معالج پر ہی تہمت لگاتا ہے تو اس کے علاج سے اچھا نہیں ہوتا ہے۔ جو کام تمہاری مدد نہیں کرتا اس میں مت لگو۔ کہیں وہ بھی رہ جائے جو تمہاری مدد کرتا ہے۔ دوسرے کے حالات اور ان کے عیبوں کا ذکر ایسی چیزوں میں سے ہے جو مدد نہیں کرتیں۔ اور اپنے نفس کے حالات کا ذکر ایسی چیزوں میں سے ہے جو تمہاری مدد کرتی ہیں۔ نفس، خواہش نفسانی اور طبیعت سے رفاقت کرو۔ پیر کی ساری بات ان کے حق میں نہیں، خلاف ہُوا کرتی ہے۔ مرید اندھیرے میں ٹٹولنے والے کی طرح ہوتا ہے، نہیں جانتا۔ اس کے ہاتھ میں کیا ہے۔ جب نفس مطمئن ہو جاتا ہے تو اس سے خواہش نفسانی اور طبیعت کی آگ بجھ جاتی ہے۔ عقل حرکت میں آتی ہے اور ایمان مضبوط ہو جاتا ہے۔ سکون ہوتا ہے اور حق اور باطل میں تمیز ہو جاتی ہے، چنانچہ باطل سے باز رہتا ہے۔ اور حق کی باتیں کرتا ہے۔ پھر اس کو حکم ہوتا ہے تو اس پر عمل کرتا ہے۔ اور اس کے تابع ہو جاتا ہے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امر اور نہی میں اتباع کرتا ہے۔ چونکہ حق تعالےٰ کی سنتا ہے۔ جو ارشاد فرماتے ہیں۔ "اور جو تم کو رسول دے، سو وہ لے لو۔ اور جس سے تم کو منع کرے، سو باز رہو"

یہ حکم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے تمام اوامر اور نواہی میں عام ہے۔ پس جب ان کے حکم کو بجا لاتا ہے اور لغزشوں میں ان کی منع کی ہوئی چیزوں سے باز رہتا ہے تو اس وقت متقی مسلمان بن جاتا ہے۔ جب اس میں پختہ ہو جاتا ہے تو عارف باللہ بن جاتا ہے۔ اس کے پاس سکون اور خاموشی ہوتی ہے اور جو کچھ اس کے دل میں ڈالا جاتا ہے۔ اس کی طرف کان کرتا ہے۔ اس کے پاس

دائمی گفتگو، دائمی سماعت اور دائمی فرحت ہوتی ہے۔ اے اللہ! ہمیں اپنے نزدیکی کا مزہ۔ اپنی بات چیت کی خوشگواری اور اپنی ذات سے خوشی نصیب فرمائیے۔ اور ہمیں دنیا اور آخرت میں نیکی دیجئے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائیے۔

تیرھویں مجلس :-

جس کی مخلوق سے بے رغبتی صحیح ہو جاتی ہے۔ اس سے اللہ والوں کو صحیح طور پر رغبت ہو جاتی ہے اور وہ اپنی بات چیت میں کمی اختیار کر لیتا ہے۔ اور اس لحاظ سے جب دل کی بے رغبتی مخلوق سے صحیح ہو جاتی ہے۔ اور سوائے قرب خداوندی کے ماسوائے اللہ سے باطن کی بے رغبتی صحیح ہو جاتی ہے تو "قرب (الہٰی)" دنیا میں اس کا دوست ہوتا ہے۔ اور آخرت میں اس کا رفیق ہوتا ہے۔ جب تم مخلوق کو جان لوگے۔ وہ اللہ کو جان لے گا۔ اور اللہ والوں کو اور ان کی صفتوں کو تم اپنی طرف سے خوب اچھی طرح پہچان لوگے۔ تمہارے پاس سے انسان اور جن معدوم ہو جائیں گے۔ اور فرشتہ تمہارے دل کو ایک دوسری صفت دے دے گا۔ اور اسی طرح تمہارا باطن تمہارے وجود کے اس چھلکے سے علیحدہ ہو جائے گا جو بنی آدم کی عادت ہے۔ حکم ہو گا۔ تو تمہارے پر کرتا ہو جائے گا۔ تو تم اپنے نفس کی بات۔ مخلوق خداوندی کی بات سے واقف ہو جاؤ گے اور علم وحی آئے گا۔ پس وہ تمہارے دل اور باطن پر کرتا بن جائے گا۔ اپنی خانقاہ میں جہالت کے ساتھ علیحدہ ہو کر نہ بیٹھ جاؤ۔ چونکہ جہالت کے ساتھ علیحدہ ہونا پورا فساد ہے۔ اسی واسطے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پہلے دین کی سمجھ پیدا کرو۔ پھر علیحدہ ہو کر بیٹھو۔ تمہارے لیے مناسب نہیں کہ اپنی خانقاہ میں علیحدہ ہو کر بیٹھ جاؤ اور زمین کی سطح پر ایک ایسا بھی ہو جس سے تم ڈرتے ہو اور اس سے

امید بھی لگائے ہوئے ہو۔ سوائے ذاتِ واحد کے خوف کے اور ایک ہی
خوف کے تمہارے لیے کوئی خوف مناسب نہیں۔ اور وہ خدائے بزرگ و برتر ہے۔
عبادت ترکِ عبادت ہے۔ نہ کہ عادت کہ عبادت کی جگہ لے لے۔ دنیا، آخرت اور
مخلوق سے تعلق مت چاہو۔ اور حق تعالےٰ سے تعلق پیدا کرو۔

چونکہ پرکھنے والا جاننے والا ہوتا ہے۔ کسوٹی (پر پرکھے) بغیر نہیں لیتا۔ جو
تمہارے پاس ہے۔ اس کو پھینک دو۔ اسے کچھ بھی شمار نہ کرو۔ وہ تم سے نہیں
لے گا۔ (لوگ) دعویٰ کرتے ہیں اخلاص کا اور ہوتے ہیں (نرے) منافق۔ اگر
امتحان نہ ہوتا کرتا تو دعووں کی تو کثرت ہو جاتی۔ جو کوئی علم کا دعویٰ کرتا ہے غصّہ
والی باتوں سے آزمایا جاتا ہے۔ اور جو سخاوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ سوال سے
آزمایا جاتا ہے۔ اور جو کوئی بھی کسی چیز کا دعویٰ کرتا ہے۔ اس کی ضد سے آزمایا
جاتا ہے۔ جب بندہ اللہ تعالیٰ کے سوا دنیا اور آخرت کو چھوڑ دیتا ہے اور اس
کے دل کو اللہ تعالیٰ کی قرب و محبت، لطف و احسان کا گھر حاصل ہو جاتا ہے تو
حق تعالیٰ اس کو کھانا۔ پینا۔ پہننا اور بہتری کی چیز کے حاصل کرنے کی تکلیف
نہیں دیتے ہیں اور اس کے دل کو ان چیزوں کی لگاوٹ سے پاک کر دیتے ہیں
بدبختی تمہاری۔ تم بلا کسی چیز کے کوئی چیز چاہتے ہو۔ یہ تمہارے ہاتھ نہ پڑے گی۔
قیمت ادا کرو۔ اور قیمت کی چیز لے لو۔ مبارک بات ہے۔ دنیا کا رنج و غم برداشت
کر لو تاکہ تمہیں آخرت کی خوشی حاصل ہو جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بڑے غم
والے اور ہمیشہ فکر کرنے والے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ عبادت
کرنے والے تھے۔ حالانکہ آپ کے اگلے اور پچھلے گناہ بخشے گئے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم اس کی فکر کرتے تھے کہ ان کے بعد امت سے کیا بنے گی۔ اور حسن بصریؒ
جب اپنے گھر سے نکلا کرتے تھے تو آپ کے دل سے ان کے چہرہ غم واندوہ کے

عمل سے غم کا اثر پھیلتا تھا۔ غم سب حالات میں مومن کی عادت ہے۔ یہاں
تک کہ اپنے خدائے بزرگ و برتر سے ملاقات کرتا ہے۔ اللہ والے تو گونگوں کی
طرح ہی رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کو بات کرنے کی اجازت مل جائے۔ اور
یہاں تک کہ انہیں اور نیکیوں کو اکٹھا کر دیا جائے۔ پھر وہ مخلوق کے سامنے بات
کریں۔ ان کی مراد کی طرف رہنمائی کریں۔ ان کے لیے سراپا نطق بن جائیں۔ پھر
جب ان کے دل مخلوق کی طرف مائل ہوتے ہیں تو غیرتِ (خداوندی) کا ہاتھ
ان کی طرف گرفت اور لگام (کی شکل میں) آتا ہے۔ ان کی طرف سے (رحمتِ
خداوندی کا) دروازہ بند کر دیتا ہے یہاں تک کہ وہ معذرت کریں اور توبہ
کریں۔ جب ان کی توبہ ثابت ہو جاتی ہے تو ان کے لیے دروازہ کھولتا ہے۔
اور ان کے دلوں کو قرب حاصل ہوتا ہے۔

اے دل کے مرو! تمہارا میرے پاس بیٹھنے کا کیا (مطلب یا فائدہ)
اے دنیا اور بادشاہوں کے بندو۔ اے امیروں کے غلامو۔ اے غلہ کی
مہنگائی (اور ارزانی) کے بندو۔ اگر گندم کے ایک دانہ کی قیمت ایک دینار تک
ہو جائے۔ میں کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ مومن کو اس کے قوتِ یقین اور اپنے خدائے
بزرگ و برتر پر بھروسہ کی بنا۔ پر اس کا رزق غم میں نہیں ڈالتا۔ تم اپنی ذات
کو مومنین میں نہ شمار کرو۔ (جب ایمان ویقین اس قدر کم اور کمزور رہے تو) ان
سے علیحدہ ہو جاؤ۔ پاک ہے وہ ذات جس نے مجھ کو تمہارے درمیان کھڑا کر
دیا ہے۔ جب کبھی میرا بازو لمبا ہو جاتا ہے تو قدرت کا ہاتھ اسے کوتاہ کر دیتا
ہے۔ اور جب کبھی علم کا بازو لمبا ہو جاتا ہے تو حکمِ شریعت کی قینچیاں اس
کو کتر دیتی ہیں۔ تمہارے سامنے جو دلائل توحید اور صدیقین و اولیاء کی باتوں
کی طرف کان لگانے کی بات کرتا ہوں اور جو تمہارے لیے نصیحت کرتا ہوں

قبول کرو۔ ان کی باتیں حق تعالیٰ کی وحی کی مانند ہیں۔ حاصل جو اس سے کرتے ہیں اور وہ ان کو عالمِ کلام کے ماورا مقام سے حکم کرتا ہے۔ تم تو (نری) ہوس ہو۔ کتابوں سے باتیں جمع کرتے ہو۔ اور ان سے وعظ کہتے ہو۔ (فرض کرو) اگر تمہاری کتاب ضائع ہو جائے تو تم کیا کرو۔ یا (خدا نخواستہ) تمہاری کتابوں میں آگ لگ جائے یا وہ چراغ جس سے تم دیکھتے ہو۔ بجھ جائے اور تمہارا مٹکا ٹوٹ جائے۔ پھر اس پانی کا پتہ چل جائے جو اس میں تھا۔ تمہارا پیالہ۔ تمہارا مٹکا۔ تمہاری دیا سلائی اور تمہارا مددگار کہاں ہیں۔ جو سیکھتا اور سکھاتا۔ اور مقرر مقدم عبادت میں اخلاص پیدا کرتا ہے۔ اس کے دل میں حق تعالیٰ کی طرف سے ایک نور پیدا ہو جاتا ہے جس سے وہ خود اور دوسرا روشن ہو جاتا ہے۔ ہٹو۔ بچو۔ ایک طرف ہو جاؤ۔ اے قلموں کے بیٹو۔ اے نفوس و امداد کے ہاتھوں جمع شدہ صحیفوں کے بیٹو۔ خرابی تمہاری۔ تم خطوط اور تنقیص پر جھگڑتے کرتے ہو اور خط کی تبدیلی کی بنا پر ہلاک کر دیتے ہو۔ اور تمہاری کوشش سے پہلا خط اور علم کس طرح بدل سکتا ہے۔ تابعدار بن جاؤ۔ کیا تم نے حق تعالےٰ کی بات نہیں سنی۔ "جنہوں نے ہماری باتوں پر یقین کیا اور تابعدار ہوئے۔" اسلام کی حقیقت اور اللہ والوں کی تابعداری یہ ہے کہ اپنے پروردگار کے سامنے گر پڑے۔ اور کتنا۔ کیسا۔ کرو اور نہ کرو (سب) بھول گئے۔ طرح طرح کی عبادت اور فرمانبرداری کرتے رہے۔ اور (پھر بھی) ڈرتے رہے۔ اور اسی واسطے حق تعالےٰ نے ان کی تعریف فرمائی، " دیتے ہیں۔ جو وہ دیتے ہیں۔ اور ان کے دل ڈر رہے ہیں کہ وہ اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے والے ہیں۔" میرے احکام بجا لاتے ہیں اور میری منع کی ہوئی باتوں سے رکتے ہیں۔ اور میری مصیبتوں پر صبر کرتے ہیں۔ اور میری دی ہوئی چیزوں پر شکر کرتے ہیں اور اپنی جانوں۔ اپنے

مالوں۔ اپنے بچوں اور عزتوں کو میرے ہاتھ کی لکھی (تقدیر) کے حوالہ کر دیتے ہیں اور ان کے دل میرے سے سہمے ہوئے ڈرتے رہتے ہیں۔ اے اللہ کی بخشش اور پاکیزگی سے دھوکہ میں پڑنے والو۔ جلد ہی تمہاری پاکیزگی کدورت سے تمہاری امارت فقیری سے اور تمہاری فراخی تنگی سے بدل جائے گی۔ جس (کام) میں تم لگے ہو۔ اس سے دھوکہ نہ کھاؤ۔ اور مجالسِ ذکر کی پابندی اور عمل کرنے اور علم حاصل کرنے اور ان کی باتیں سننے اور ان کی کسی باتوں پر کان دھرنے کے سلسلہ میں بزرگوں سے حُسنِ ظن کو ضروری سمجھو۔ اور جب مرید کی شیخ سے صحبت ہوگی تو یہ صحبت شیخ کے دل کی معرفت کے کھانے پینے سے نوالہ اور کھانا دے گی۔ اے بے نصیبو! اپنے دلوں کو مخلوق سے خالی کر لو۔ کل قیامت کو تم عجیب و غریب چیزیں دیکھو گے۔ جنت والوں سے کہا جائے گا۔ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ اس دن جب حق تعالیٰ اپنے خاص بندوں کے دلوں میں جھانک لیں گے۔ اور ان کو دنیا۔ جنت اور اپنے ماسوائے سے خالی پائیں گے۔ ان سے فرمائیں گے۔ جنت میں داخل ہو جاؤ یعنی میرے قرب کی جنت میں۔ جلد یا بدیر۔ خرابی تمہاری۔ اپنے دلوں سے اپنے خدائے بزرگ و برتر کی دشمنی میں موافقت نہ کرو۔ تمہارے دل جو تمہارے پہلوؤں میں ہیں۔ تمہارے دشمن ہیں۔ جب بھی تم انہیں پیٹ بھر کر کھلاؤ گے۔ اور ان کا خیال کرو گے اور ان کو موٹا کرو گے تمہیں کھا جائیں گے۔ کاٹنے والا درندہ بن جائیں گے۔ ان سے ان کی لذتیں اور مزے کاٹ دو۔ اور (ویسے) ان کے حقوق ان کو پورے دے دو۔ اور یہ چیز تو ان کے لیے لابدی ہے۔ ایک ٹکڑا جو بھوک کو بند کرے اور (کپڑے) کا پھٹا ٹکڑا جو ستر کو ڈھانپ دے۔ اور یہ بھی اللہ تعالےٰ کی طاعت کی شرط پر۔ اپنے دل کو کہو۔ میں تمہیں تمہارا حق نہ دوں گا جب تک تم اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری نہ کرو۔ نماز۔ روزہ

اور ہر وہ عبادت کا کام نہ کرو۔ جس کا تمہیں اللہ تعالےٰ نے حکم کیا ہے اس پر پوری نظر رکھو۔ جب تم اس پر قائم رہو گے تو اس کی برائی مٹ جائے گی اور اس کی بھلائی باقی رہ جائے گی۔ (ہمیشہ) اس کو حلال کھلاؤ۔ (پھر بھی یہ کہ) وہ مر چکا۔ اس سے مامون نہ رہو۔ چونکہ نفاق اس کی عادت ہے۔ اور اپنے لیے نماز روزہ کرتا اور مشقتیں اٹھاتا ہے۔ تاکہ مخلوق سے اپنی تعریف سنے۔ اور مجلسوں میں اس کا ذکر ہو۔ جس نے بھلائی والا نہ دیکھا۔ اس کی بھلائی نہ ہوئی۔ جب کسی مومن بندے کا دل ریا اور نفاق سے نجاست سے پاک ہو جاتا ہے تو اس کی دو رکعتیں اس شخص کی ہزار رکعتوں سے اچھی ہوتی ہیں۔ جس کا دل ان دونوں سے پاک نہ ہوا۔ اے منافق۔ تیرا سارا نفاق تیرے دل سے ہے۔ اپنے دل کے مواد کو نکال دو۔ اور تم اس کے پیدا کرنے والے کے ہو جاؤ گے۔ اور اس کی برائی ختم ہو جائے گی۔ دل کو سکھانے اور سنوارنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ تاکہ تمہارا کجاوہ اٹھا سکے۔ اور اس کو ایسی چیز اٹھانے کی سکت ہو۔ جیسی اس ایسے اٹھا لیتے ہیں جیسے اونٹ جس کو تم نے خریدا ہو۔ اور وہ چھوٹا ہو۔ تو تمہیں اور تمہارے کجاوہ کو اٹھانے کے کب قابل ہوتا ہے۔ کیا تم اس کو پالتے۔ بڑھاتے۔ اور ایک چیز سے دوسری چیز کی طرف نہیں چلاتے۔ یہاں تک کہ اسے اطمینان ہو جاتا ہے اور تمہارا سامان اٹھاتا ہے۔ اور تمہارے نیچے جنگلوں اور بیابانوں میں چلتا ہے۔ تم اپنے دل کے عاشق ہو۔ تمہیں اس کی مخالفت نہیں کر سکتے۔ وہ دن بدن تمہیں جہاں چاہتا ہے کھینچ لے جاتا ہے۔ یہاں تک کہ تمہارا گلا گھٹنے اور تمہاری موت (کا وقت) آ جاتا ہے۔ اور تم نے تو اپنی اطاعت کو گا۔ گے۔ گی میں رکھ چھوڑا ہے۔ تم کہتے ہو۔ آج توبہ کرتا ہوں۔ کل توبہ کرتا ہوں۔ عنقریب اپنے پاک پروردگار کی اطاعت کے لیے فارغ ہو جاؤں گا۔ جلدی ہی اپنے گناہوں سے شرمندگی کو

پہنچوں گا۔ ذرا دیکھو! میں ایسا کروں گا۔ ویسا کروں گا۔ چنانچہ تم اسی طرح خود فریبی کی بے ہوشی میں پڑے رہتے ہو کہ اچانک تمہیں موت آن پکڑتی ہے۔ پھر تمہیں اس سے چھوٹنے کی قدرت کہاں۔ اور تمہارے قرض۔ تمہارے گناہ اور تمہاری نافرمانیاں تمہارے ذمہ باقی رہ جاتی ہیں۔ بدنصیبی تمہاری۔ تم روپیہ پہ روپیہ جمع کیے جاتے ہو۔ اور تمہارے اس جمع کرنے کی کوئی انتہا نہیں۔ یہ سب تمہارے لیے بچھو (ثابت) ہوں گے۔ اور سانپ ہیں جو تمہیں کاٹیں گے۔ روپیہ پیسے کا ٹھکانہ دنیا ہے۔ دنیا مصروفیتیں ہیں اور آخرت ہولناکیاں ہیں۔ اور بندہ ان کے درمیان ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ قرار پکڑے۔ پھر (اس کی راہ) یا جنت کی طرف یا دوزخ کی طرف۔ جس کی اصل اور تفصیل تمہیں معلوم نہیں۔ اسے نہ کھاؤ۔ حرام کا کھانا دل کی سیاہی ہے۔ جس شخص کو صبر نہ ہو وہ حلال کیسے کھائے۔ حلال تو محض وہ کھاتا ہے جو اپنے دل۔ خواہش نفسانی اور شیطان سے جنگ کرنے کے لیے ڈٹا ہوا ہو۔ جنگ کرنے والا صابر ہوتا ہے اور حلال کھاتا ہے۔ اے اللہ! ہمیں حلال کی روزی دیجئے۔ اور ہمارے اور حرام کے درمیان دُوری کر دیجئے۔ اور ہمیں اپنی مہربانی۔ اپنی بھلائی اور اپنی نزدیکی سے (کچھ) نصیب فرمائیے اور اس سے ہمارے دلوں۔ ہمارے باطنوں اور ہمارے ہاتھ پاؤں کو روزی عطا فرمائیے۔ آمین۔

چودھویں مجلس :-

اے اللہ کے بندو۔ عقل سیکھو۔ اپنے معبود کو اپنی موت سے پہلے پہچاننے کی کوشش کرو۔ اپنی حاجات مانگو۔ تمہارا دن اور رات اس سے مانگنا اس کی عبادت ہے۔ اگرچہ دے یا نہ دے۔ اس کا اہتمام کرو۔ اور جلدی نہ کرو۔ اور مانگنے سے اُکتا نہ جاؤ۔ اس سے ذلت کے ساتھ مانگو۔ اگرچہ دیر ہو۔ تمہاری پکار کو پہنچے گا۔ چنانچہ

اللہ تعالٰے پر اعتراض نہ کرو۔ چونکہ وہ تمہاری مصلحتوں کو تمہارے سے زیادہ جانتا ہے۔ اس بات کو سنو اور سمجھو۔ اور اس پر عمل کرو۔ یہ سیدھی راہ کی بات ہے۔ آزمائی ہوئی بات ہے۔ افسوس تم پر۔ تم اپنے ربِ جلیل کو پہچانے بغیر کیسے مرجاتے ہو۔ حیف ہے تمہارے پر۔ جس کی طرف نہ تم پلٹے۔ نہ اس سے معاملہ کیا اور نہ اس کے مہمان ہوئے۔ اس کی طرف بڑھتے ہو۔ لیکن اس کی ضیافت کے ذکر سے کھاتے ہو۔ اس سے معاملہ کرو۔ اور تمہارا یہ معاملہ جو تم نے اس کے ساتھ اپنے پہنچنے سے پہلے کر لیا ہے۔ نفع بخش ہوگا۔ فقیروں اور مسکینوں کی عزت کرو کہ ان کو اللہ پر زور ہے۔ اور ان کے ساتھ اپنے مالوں سے غمخواری کرو۔ تمہیں بھی اللہ پر زور ہوگا۔ اگر تم نے ایسا کیا۔ اللہ تمہاری عزت کرے گا۔ اور تمہارے لیے تمہاری دنیا اور آخرت اچھی کردے گا۔ یہ مال جو تمہارے ہاتھوں میں ہے۔ یہ تمہارے لیے نہیں۔ یہ تمہارے پاس امانت ہے۔ یہ تمہارے اور فقیروں کے درمیان مشترک ہے۔ امانت والے (کی موجودگی میں) امانت کے مالک مت بنو۔ کہ وہ اس کو تمہارے ہاتھوں سے چھڑا لے۔ تم میں سے جب کوئی (سالن کی) ہنڈیا پکائے۔ تو اس سے اکیلا ہی نہ کھائے۔ بلکہ اس میں سے اپنے پڑوسی کو بھی کھلائے اور اس سائل کو جو اس کی اور اس کے دروازہ کی طرف آئے۔ اور اس مہمان کو اس سے جو مہمانی چاہے۔ ان پر اور ان کے کھلانے پر قدرت رکھنے کے باوجود سوال کو رد نہ کرے۔ چونکہ اس کے سوال کا ردّ کرنا نعمتوں کے زوال کا باعث ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ جس نے بغیر عذر کے سائل کو اپنے دروازے سے لوٹا دیا۔ امان کے فرشتے چالیس روز تک اس کے دروازہ پر نہیں پھٹکتے۔ اگر فقیروں کے آنے کے وقت تم نے اپنے دلوں کو اس کی عادت ڈال لی تو اللہ تعالٰے تمہارے لیے تمہاری مدد میں وسعت کردیں گے۔ دینے کی قدرت کے باوجود تم ان کو لوٹا دیتے ہو۔ کس چیز نے تمہیں

نڈر بنا دیا۔ (کہ اللہ تعالٰے اپنی روزی) اس (سائل) کے لیے فراخ کردیں اور تمہارے لیے تنگ کردیں۔ کم بختی تمہاری۔ تم فقیر تھے۔ ایک ذرہ تمہارے پاس نہ تھا۔ اللہ تعالٰے نے تمہیں بے پرواہ کردیا۔ اور تمہاری غربت دور کردی اور تمہاری بھلائی اور تمہارے رزق کو اتنا زیادہ کردیا کہ تمہارے خیال میں بھی نہ تھا۔ پھر تمہاری طرف ایک فقیر بھیجا۔ اس کو تمہارے گرد گھمایا۔ تاکہ تم اس کی اس چیز سے غمخواری کرو۔ جو اللہ نے تمہیں دی۔ تم اس کو خالی ہاتھ لوٹاتے ہو۔ اور متوجہ نہیں ہوتے۔ خدا کی قسم جلدی ہی اللہ تمہارے ہاتھ سے وہ سب کچھ چھین لے گا جو تمہیں دیا ہے اور تمہیں غربت اور تنگی کی طرف لوٹا دے گا۔ اور تمہارے تھوڑے صبر کے ساتھ تمہارے لیے مخلوق کے دلوں میں سختی ڈال دے گا۔ اے اللہ! ہمیں موت سے پہلے بیداری موت سے پہلے ہدایت۔ موت سے پہلے معرفت۔ موت سے پہلے اپنے سے معاملہ اور اپنے دروازہ کی طرف لوٹنا اور موت سے پہلے اپنے نزدیکی کے گھر میں داخل ہونا نصیب فرمایئے۔ آمین۔

پندرھویں مجلس :-

اے صاحبزادے! اپنے ہاتھ میں توحید کی تلوار اور تقویٰ کی ڈھال پکڑو۔ اور اپنے صدق و ارادت کے گھوڑے پر سوار ہو اور اپنے دل۔ نفسانی خواہش اور طبیعت اور مخلوق۔ دنیا اور شیطان کے ساتھ شرک پر حملہ اخلاص سے حملہ آور ہو۔ یقیناً اللہ تعالٰی کی طرف سے مدد نصرت آئے گی۔ اللہ والوں نے اپنے دلوں کو قید کیا۔ تھوڑے پر تبلیغ کی۔ یہاں تک کہ کثرت کو پہنچے۔ انہوں نے اپنے لیے تیار شدہ پوشاکوں کو تقدیر کی کیلوں پر لٹکتے دیکھا۔ تو انہوں نے مخلوق کی آسانی پر صبر کیا۔ یہاں تک کہ ان کے لیے دنیا اور آخرت کے حصہ سے جو کچھ ان

کے لیے تیار ہوا تھا۔ آگیا۔ مل گیا۔ جب دل حق تعالےٰ کے ماسویٰ سے پرہیز کرتا ہے تو معرفت کے جنگلوں اور علم کے بیابانوں کی طرف بڑھتا ہے۔ ماسویٰ اللہ سے امان کے گھر میں آجاتا ہے۔ چنانچہ اس پر نافرمانی۔ شیطان کی پیروی اور رحمٰن کی مخالفت غلبہ نہیں کرتی۔ اے جلدی کرنے والو جمے رہو۔ اے چیزوں کا اپنے وقت سے پہلے آنا چاہنے والو! جہالت مت کرو۔ کیا تم نے نہیں سنا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جلدی شیطان کی طرف سے اور دیری رحمان کی طرف سے ہوتی ہے۔ بوجہ اس کے تمہاری مصلحتوں کو جاننے کے۔ جو اللہ تعالےٰ سے محبت کرتا ہے اس کے لیے کوئی ارادہ باقی نہیں رہتا۔ چونکہ محب کا محبوب کے سامنے کوئی ارادہ نہیں ہوتا۔ جیسا کہ غلام کا اپنے آقا کے سامنے۔ اپنے آقا کا عقلمند غلام کسی بھی چیز میں نہ اپنے آقا کی مخالفت کرتا ہے نہ اس سے معارضہ۔ بدنصیبی تمہاری۔ تم نہ محب ہو۔ نہ محبوب۔ اور تم نے نہ محبت کا ذائقہ چکھا۔ اور نہ محبوبیت کا ذائقہ۔ محب پریشان دل اور ڈرتا ہوتا ہے اور محبوب سکون سے ہوتا ہے۔ محب مشقت میں ہوتا ہے اور محبوب آرام سے ہوتا ہے۔ تم محبت کا دعویٰ کرتے ہو۔ اور اپنے محبوب کی طرف سے (نیند میں غافل) سو رہے ہو۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے کلام میں فرمایا۔ جھوٹا ہے۔ جو میری محبت کا دعوےٰ کرے۔ اور جب رات آئے۔ مجھ سے غافل ہو جائے۔ اللہ والوں میں ایسے بھی ہیں جن کی آنکھ نیند کے غلبہ سے نہیں (بلکہ) اونگھ سے سوتی ہے۔ اپنے سجدوں میں سوتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ جب بندہ اپنے سجدوں میں سوتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس سے فرشتوں میں فخر کرتے ہیں اور فرماتے ہیں تم نہیں دیکھتے۔ اس کی روح میرے پاس ہے اور اس کا جسم میری اطاعت میں میرے سامنے ہے۔ جس شخص کو اپنی نماز میں نیند کا غلبہ ہو۔ وہ اپنی نماز ہی میں ہوتا ہے۔

اس واسطے کہ وہ اپنی نیت سے نماز میں ہے۔ اس پر (نیند) کا غلبہ ہوا جس نے اس کو دبا لیا۔ اور حق تعالےٰ صورت کی طرف نہیں دیکھتے وہ تو محض نیت اور معنی کی طرف نظر کرتے ہیں۔ عارف جب آخرت سے پرہیز کرتا ہے تو اس سے کہتا ہے۔ مجھ سے ایک طرف ہٹ جا۔ کیونکہ میں تو حق تعالےٰ کا دروازہ تلاش کر رہا ہوں۔ تم اور دنیا میرے نزدیک ایک ہی ہو۔ دنیا مجھے تمہارے سے روکتی تھی۔ اور تم مجھے میرے ربِ جلیل سے روکتی ہو۔ تمہیں کوئی بزرگی نصیب نہ ہو۔ کہ تم مجھے اللہ تعالیٰ سے روکتی ہو۔ اس بات کو سنو۔ چونکہ یہ اللہ تعالےٰ کے اپنی مخلوق سے علم اور ارادت سے ہے۔ اور یہ حال انبیاء و مرسلین اور اولیاء و صلحاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ہے۔

اے دنیا کے بندو۔ اے آخرت کے بندو۔ تم حق تعالےٰ اور اس کی دنیا اور آخرت سے جاہل ہو۔ تم خطا کار ہو۔ تم دنیا کی ہنسی ہو۔ حق تعالےٰ کے علاوہ تعریف وستائش اور قبولیت مخلوق تمہارا بت ہے۔ اللہ والے تو محض اس کی ذات کے طالب ہوتے ہیں۔ بدنصیبی تمہاری۔ قیامت تمہارے لیے قریب ہے۔ بیشک یہ مد و جزر ہے۔ بلاشبہ یہ تقدیر کا سونا اور اس کا جاگنا ہے۔ دراصل یہ اشیاء اور اقبال ہے۔ کیا صبح قریب نہیں ہے۔ قیامت کا دن متقین کی مدد کا دن ہے۔ متقین کی خوشی کا دن ہے۔ اور متقی لوگ وہی ہیں جو اللہ تعالےٰ سے اپنی پسند اور ناپسند کی چیزوں کے بارہ میں اپنی خلوت وجلوت۔ سختی اور تکلیف میں اللہ تعالےٰ سے ڈرتے ہیں۔ وہی عباد اللہ اور مردانِ خدا ہیں۔ وہی مرد اور بہادر لوگ ہیں وہی سیادت اور ریاست کے (مالک) ہیں۔ یہی ایمان کی جڑ ہیں۔ بنیاد اس کی یہ ہے کہ کھلے اور چھپے شرک اور نفاق سے بچتے ہیں۔ دنیا اور مخلوق سے پرہیز کرتے ہیں اور دلوں کے مطالب ختم کر دیتے ہیں۔

تم اللہ تعالےٰ سے قرب کا درجہ اس وقت تک نہیں پا سکتے جب تک
کہ ماسوی اللہ کو اور اپنی حرص کی چیز کو نہ چھوڑ دو، جب تم اس سے متفق ہو
جاؤ گے تو جو بھی تمہارے پاس ہوگا اسے جان بوجھ کر خرچ کرو گے۔ پہلے بزرگوں
میں سے ایک بزرگ (کی عادت) تھی، جب ان کے سامنے کھانا رکھا جاتا۔
اپنے غلام سے کہتے' یہ کھانا اٹھا کر فلاں فقیر کے گھر دے آؤ۔ افسوس تمہارے
لیے۔ تم نہیں شرماتے، جب تمہارے پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے، تو جو سونا
تمہارے پاس ہوتا ہے، اس میں سے ردّی نکال کر (دیتے) ہو۔ اپنی فرض
(زکوٰۃ کی ادائیگی میں) صحیح میں سے ردّی چیز نکال کر دیتے ہو۔ گوہروں میں سے
چاندی (دیتے ہو)۔ جب تمہارے پاس روپے برابر چیز ہوتی ہے، اور نصف کا
اندازہ کرتے ہو۔ تو جو تمہارے پاس فقیر کے لیے ہوتی ہے۔ اس کو کم کر دیتے ہو۔
جب تمہارے سامنے کھانا ہوتا ہے۔ تو اس میں سے سب سے خراب کا صدقہ
کرتے ہو اور سب سے اچھا آپ کھاتے ہو۔ اپنے دل کی پوجا کرتے ہو۔ تم
سے اس کی مخالفت کا امکان نہیں، تم اپنی خواہش نفسانی، اپنے شیطان اور اپنے
بُرے ساتھیوں کے تابعدار ہو۔

اس کے دسترخوان پر پاک آدمی کے سوا کوئی نہیں بیٹھتا۔ اس کے دسترخوان
پر تو وہی چیز حاضر ہوتی ہے جو کسی پرہیزگار کے ہاتھ پر ذبح کی گئی ہو۔ مردہ کو قبول
نہیں فرماتے۔ مخلوق کا اور دنیا کا طالب ایک مری مردہ گدھی ہوتا ہے۔ مخلوق
اور اسباب سے شرک نجاست ہوتی ہے۔ ہمارے رب جلیل وہی چیز قبول فرماتے
ہیں جس سے ان کی رضا کا ارادہ کیا گیا ہو۔ جو چیز تمہیں مدد نہ دے۔ اس کی
بات نہ کرو۔ اس چیز میں لگو، جس کا تمہیں رب جلیل نے حکم کیا ہے۔ اپنا وقت
ضائع نہ کرو۔ اپنے رب جلیل سے ڈرو، اور اس کی طرف لوٹو۔ جو اس سے ڈرا

اس کو اس نے بچا لیا۔ اور اپنی نزدیکی کے دروازہ تک چڑھا دیا۔ جو اسے
دائمی زندگی تک لے جاتا ہے۔ اسے پستیوں سے بلندی کی طرف بڑھا دیتا ہے،
اور اسے ساتویں آسمان تک چڑھا دیتا ہے۔ جلد ہی تم قیامت کو دیکھو گے۔
یہ بھی دیکھو گے کہ کس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے سے ڈرنے والے لوگوں کو
اپنے عرش کے سایہ تلے اکٹھا کر لیتے ہیں اور ان کو ستونوں پر بٹھاتے ہیں جس
پر شہید ہوں گے۔ بعض سمندر اور اس کی غرقابی میں ڈوب رہے ہوں گے۔ اور
وہ ان ستونوں پر بیٹھے مخلوق اور اس کے حالات پر خوش ہو رہے ہوں گے۔ کچھ
لوگوں کو جنت کی طرف اٹھایا جا رہا ہوگا۔ اور کچھ لوگ دوزخ کی طرف لے جائے
جا رہے ہوں گے۔ وہ وہاں بیٹھے ہوں گے اور جنت میں ان کے لیے اُن
کے ٹھکانے ان کے برابر ہوں گے۔ ان کے ایک طرف ان کی عورتیں اور
ان کے بچے ان کے پہنچنے سے پہلے دیکھ رہے ہوں گے۔ کوئی مومن نہیں جس
کی موت کے وقت اس کی آنکھ کا پردہ اٹھا نہ دیا جاتا ہو۔ تاکہ جنت میں جو کچھ
اس کے لیے ہے وہ اس کو دیکھے۔ عورتیں اور بچے اس کی طرف اشارے کریں۔
اور اس تک جنت کی خوشگواری پہنچے۔ تاکہ اس کے لیے موت اور موت کی سختیاں
خوشگوار بن جائیں۔ حق تعالےٰ کے اس کارنامہ سے جو کارنامہ اس نے فرعون کی
بیوی حضرت آسیہ رحمۃ اللہ علیہا سے فرمایا۔ (پہلے) فرعون نے اس کو عذاب دیا
پھر اس کے ہاتھوں اور پاؤں میں لوہے کی میخیں گاڑ دیں۔ تو (اللہ تعالےٰ نے)
اس کی آنکھ سے پردہ اٹھا دیا۔ اور اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول
دیئے گئے جس پر اس نے جنت اور اس کی چیزوں کو دیکھا۔ فرشتوں کو دیکھا
وہ اس کے لیے ایک گھر بنا رہے ہیں۔ تو اس نے کہا، اے پروردگار، میرے
لیے اپنے ہاں جنت میں ایک گھر بنا دے، جس پر اس سے کہا گیا، یہ تمہارے

لیے (رہی) ہے۔ چنانچہ وہ ہنس پڑیں۔ جس پر فرعون نے کہا۔ میں نے تم کو نہیں
کہا تھا کہ یہ پگلی ہے۔ تم اس کو نہیں دیکھتے۔ ہنس رہی ہے۔ حالانکہ اس عذاب
میں (مبتلا) ہے۔ اور ایسا ہی مومن سے ہوتا ہے۔ (فرشتے) ان کو وہ چیزیں دکھا
دیتے ہیں۔ جو اللہ تعالےٰ کے ہاں ان کے لیے ان کی موت کے نزدیک (مقدّر و
مہیا) ہوتی ہیں۔ اور ان میں سے بعض ان کو موت سے پہلے جان لیتے ہیں۔ اور
وہ تو نزدیکی والے۔ سبقت کرنے والے اور چاہے ہوئے لوگ ہوتے ہیں۔ اللہ
کی ذات کے لیے عمل کرو۔ اور نماز اور روزہ سے اور اخلاص کو ساتھ ملا کر نیکی کے
تمام کاموں سے مت تھکو۔ ظاہر کو مضبوط کرو۔ چونکہ یہ تمہیں ایمان و یقین بڑھا کر تمہیں
تمہارے ربِ جلیل کے دروازہ کے علم کی وادی تک عمل پر ابھارے گا تو اس
وقت تم وہ چیزیں دیکھو گے۔ جن کو نہ آنکھ نے دیکھا۔ اور نہ کان نے سنا اور نہ وہ
کسی انسان کے دل پر گزریں۔ اے دل والو۔ سنو۔ اور خوب سنو۔ اے عقل والو۔
سنو۔ حق تعالےٰ نے بچوں کو مخاطب نہیں فرمایا۔ بلکہ بڑوں اور بالغوں کو مخاطب
فرمایا۔ صورتوں کو مخاطب نہیں فرمایا بلکہ دلوں کو مخاطب فرمایا۔ مومنین نے اس کا
فرمان سنا۔ اور مشرکین اس کے فرمان سے بہرے بنے رہے۔ اے اللہ! ہمیں
ہمارے تمام حالات میں چھپائے رکھیے۔ ہماری اچھائی اور برائی کو چھپائے رکھیے۔
ہمارے اور اپنے سے غیر کے درمیان معاملہ نہ کرائیے۔ نہ مدح میں نہ رسوائی میں۔
نہ ہی مدح کے وقت کہ ہم اپنے آپ کو کچھ سمجھیں۔ اور نہ رسوائی کے وقت کہ ہم رسوا
ہوں۔ چنانچہ نہ یہ ہو۔ نہ وہ ہو۔ آمین

سولھویں مجلس :-

اور اے اللہ! ہمیں ان سے ان کے علوم سے نفع بخش۔ آمین -

آپ نے فرمایا۔ میں تم میں سے اکثر کو دیکھتا ہوں۔ جب برائی کو دیکھتے ہیں تو
اسے پھیلا دیتے ہیں اور جب بھلائی کو دیکھتے ہیں تو اس کو چھپا دیتے ہیں (ایسا)
مت کرو۔ تم لوگوں کے لیے وکیل نہیں ہو۔ لوگوں کو اللہ کے پردہ (تلے) ہی چھوڑو۔
اور لوگوں کو اپنے ہاتھوں سے چھوڑ دو۔ ان کا حساب ان کے پروردگار (کے حوالہ)
ہے۔ اگر تم خدائے بزرگ و برتر کو پہچان لیتے۔ تو مخلوق پر رحم کرتے۔ اور ان کے
لیے تم ان کے عیب چھپا دیتے۔ اگر تم نے اس کو پہچان لیا ہوتا۔ تو غیر اللہ سے منکر
ہو جاتے۔ اگر تم اس کا دروازہ پہچان لیتے تو تمہارے دل غیر اللہ کے دروازہ سے
پلٹ جاتے۔ اگر تم اس کی نعمتوں کو دیکھ لیتے تو تم اس کا شکریہ ادا کرتے۔ اور غیر اللہ
کے شکر کو بھلا دیتے۔ اس سے مانگو۔ اس کو ایک جانو۔ ایک کو ایک جان لینے
سے (سمجھو) کہ تم موحد بن گئے۔ جس نے چاہا اور کوشش کی۔ اس نے پالیا۔ جو اسلام
لایا اور اس کی تابعداری کی وہ بچ گیا۔ جس نے موافقت کی۔ توفیق دیا گیا۔ اور
جس نے تقدیر سے جھگڑا کیا۔ پیس دیا گیا۔ فرعون نے جب تقدیر سے لڑائی کی اور
علمِ الٰہی کو بدلنا چاہا۔ اللہ نے اس کو پیس دیا اور دریا میں غرق کر دیا۔ (دیکھیے) موسیٰ
اور ہارون علیہما الصلوٰۃ والسلام وارث ہوئے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی
ماں ان کے بارہ میں ذبح کرنے والوں سے ڈری۔ جن کو فرعون نے ہر بچہ کے لیے
کھڑا کر رکھا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے ان کو (موسیٰ کی ماں کو) بذریعہ الہام حکم کیا۔ کہ ان
کے بارہ میں اپنے ڈر کی وجہ سے ان کو دریا میں پھینک دے۔ چنانچہ ان کے لیے
ارشاد ہوا۔ "تم خطرہ (محسوس) نہ کرو۔ اور نہ (ہی) غم کرو۔ ہم اس کو تمہاری طرف
لوٹا دیں گے۔ اور اس کو رسول بنائیں گے۔" مت ڈرو۔ تمہارے دل میں ایمان
چاہیئے۔ اور تمہارا باطن میں سلوک ہونا چاہیئے۔ ان کے ڈوبنے اور مرنے کے
بارہ میں نہ ڈرو۔ پھر ان کو تمہاری طرف لوٹا دیں گے۔ اور ان کے ذریعہ سے

تمہیں غربت سے بے پرواہ کر دیں گے۔ چنانچہ اس نے ان کے لیے ایک صندوق تیار کیا۔ اور ان کو اس میں رکھ چھوڑا۔ اور اس کو دریا میں پھینک دیا۔ وہ پانی کی سطح پر چلتا رہا۔ یہاں تک کہ فرعون کے گھر پہنچا۔ جب ذرا آگے گیا تو اس کی طرف لونڈیاں بڑھیں۔ جن کو ان کی طرف رغبت ہوئی اور صندوق کو کھولا جس پر انہوں نے ایک ننھا دیکھا۔ چنانچہ ان سب نے اس کی چاہت کی۔ اور ان کے دلوں میں اس کی محبت پڑ گئی۔ اور اس کے (سر) کو تیل لگایا۔ اور اس کے کپڑے اور قمیض وغیرہ بدلی۔ اور وہ حضرت آسیہ رحمۃ اللہ علیہا اور ان کی لونڈیوں کو دنیا میں سب سے پیارا بن گیا۔ اور فرعون کی قوم میں سے جو کوئی بھی اس کو دیکھتا۔ اسے محبوب رکھتا۔ اور یہی معنی ہیں اللہ کے فرمان کے۔ "اور میں نے تجھ پر اپنی محبت ڈال دی" کہتے ہیں۔ اس کا یہ حال تھا۔ کہ جو بھی کوئی اس کی طرف آنکھ کی طرف نظر کرتا۔ اس کو محبوب رکھتا۔ پھر اس کو اس کی ماں کی طرف لوٹا دیا۔ اور اس کی مخالفت کے باوجود اس کی پرورش فرعون کے گھر کرائی۔ اور اسے اس کو مارنے کی قدرت نہ ہوئی۔ جس کو خداوند عزوجل نے اپنی ذات کے لیے چُن لیا تھا۔ کس طرح مارتا۔ کس طرح ذبح کرتا۔ اور کس طرح اس کو دریا میں غرق کرتا۔ جبکہ وہ (خدا کی طرف سے) محفوظ تھا۔ جس کو اللہ تعالےٰ محبوب رکھیں۔ اس سے کون دشمنی رکھے۔ اور جس کی وہ مدد کریں، اسے شکست دینے کی قدرت کسے ہے۔ جس کو وہ مالدار کر دے۔ اسے کون غریب بنائے۔ جس کو وہ بلند کرے۔ اسے پست کرنے کی کسے مجال۔ جس سے وہ دوستی کرے اس سے بھاگنے کا کسے یارا۔ جس کو وہ قریب کرے اس کو دور کرنے کی کسے سکت۔ اے ہمارے اللہ! ہمارے لیے اپنی نزدیکی کا دروازہ کھول دیجئے اور ہمیں اپنی فرمانبرداری۔ اپنے عاشقوں اور اپنے لشکریوں میں سے بنایئے اور ہمیں عذاب سے بچایئے۔ اپنی مہربانی کے حلقہ

میں بٹھایئے اور ہمیں اپنی محبت کی شراب پلایئے اور ہمیں دنیا میں اور آخرت میں نیکی دیجئے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچایئے۔

سترھویں مجلس :۔

اے اللہ کے بندو، ظلم سے بچو۔ چونکہ یہ قیامت کے دن تاریکیاں ہوگا۔ ظلم سے دل اور منہ سیاہ ہو جاتا ہے۔ مظلوم کی بددعا سے بچو۔ مظلوم کے رونے کرلانے سے بچو۔ اور مظلوم کا دل جلانے سے بچو۔ مومن اس وقت تک نہیں مرتا جب تک ظالم سے بچ نہ جائے۔ اور اس کی موت اور اس کے گھر کی بربادی اور اس کی اولاد کے یتیم ہونے اور اس کا مال چھننے اور اس کی چودھراہٹ کو دوسرے کی طرف منتقل ہوتا دیکھ نہ لے۔ مومن جب دل والا بن جاتا ہے۔ اس کے لیے اغلب (یہی ہوتا) ہے۔ کہ فیصلہ اس کے خلاف نہ ہو۔ بلکہ فیصلہ اس کے حق میں ہو۔ اس کی اہانت نہ ہو بلکہ اس کے لیے (کسی دوسرے) کی اہانت ہو۔ اس کی شان میں کمی نہ ہو۔ بلکہ اس کے لیے (کسی دوسرے) کی شان کم ہو۔ اس گھر پر (دست درازی) جائز نہ سمجھی جائے۔ اور نہ ہی ذلیل کیا جائے۔ اور نہ ہی ظالموں کے ہاتھوں کے حوالہ کیا جائے۔ اور محض اکے دکے لوگ ہی ہوں گے جن کے ذمہ گناہ باقی ہوں۔ اور ان کو آخرت میں تکلیفوں اور مصیبتوں سے پاک کیا جائے۔ ان کے لیے آخرت میں ایسے درجات ہوں گے جن کو تم رضا بالقضاء کے حکم کو پکا کر کے اور اپنی پسندیدہ اور ناپسندیدہ چیزوں میں سختی اور نرمی کے سب حالات میں نیک اعمال اختیار کر کے نہیں پہنچ سکتے۔

آپ نے فرمایا۔ جو اللہ کی قضا پر راضی نہ ہو۔ تو اس کی حماقت کا علاج نہیں جو اس نے فیصلہ کر دیا۔ وہ تو ہو گا (ہی) چاہے بندہ ناراض ہو کہ راضی خرابی تمہاری۔

اے اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرنے والے۔ (جب) تم راہ نہیں پاتے تو فضول بکواس
مت کرو، قضا رکو نہ کوئی لوٹانے والا لوٹا سکتا ہے اور نہ کوئی روکنے والا روک سکتا
ہے۔ (اسے) تسلیم کرو۔ یہ رات اور دن آرام کرتے ہیں۔ اور اسی طرح دونوں کے
دونوں تمہارے خلاف کے باوجود زندہ رہتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ نے
اپنی تقدیر کا تمہارے حق میں اور تمہارے خلاف فیصلہ کیا ہے۔ جب فقر کی رات
آئے تو اسے تسلیم کرو۔ اور امارت کے دن (کی یاد) کو چھوڑ و۔ اور جب ایسی رات
آئے جسے تم برا جانتے ہو تو اسے تسلیم کرو۔ اور اس دن (کی یاد) کو چھوڑو۔ جسے
تم پسند کرتے ہو۔ بیماریوں۔ خرابیوں اور ناداری کی رات کا اور مرادوں کے بر نہ
آنے کا راحت بھرے دل سے سامنا کرو۔ اللہ تعالےٰ کے فیصلہ اور تقدیر سے
کوئی بھی چیز نہیں ٹلتی۔ پس تم مرو گے۔ اور تمہارا ایمان جائے گا۔ اور تمہارا دل
سخت پریشان ہوگا۔ اور تمہارا باطن مردہ ہوگا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی
پاک کتاب میں فرمایا۔ میں ہی اللہ ہوں۔ میرے سوا کسی کی عبادت نہیں۔
جس نے میرے فیصلہ کو تسلیم کرلیا۔ اور میری دی مصیبت پر صبر کیا اور میری نعمتوں
پر شکر کیا۔ میں نے اس کو اپنے ہاں "صدیق" لکھ لیا۔ اور "صدیقوں" کے ساتھ
اس کا حشر کیا۔ اور جس نے میرے فیصلہ کو تسلیم نہ کیا اور میری دی مصیبت پر صبر
نہ کیا اور میری نعمتوں پر شکر نہ کیا۔ تو وہ میرے علاوہ کوئی اور پروردگار تلاش
کرے۔ جب تم قضا پر راضی نہ ہوئے۔ اور مصیبت پر صبر نہ کیا۔ اور نعمتوں پر شکر
نہ کیا۔ تو وہ تمہارے لیے پروردگار نہیں۔ تم اس کے علاوہ اور پروردگار ڈھونڈ لو
اور اس کے علاوہ اور پروردگار ہے (ہی) نہیں۔ اگر تم چاہو۔ تو قضا پر راضی ہو
جاؤ۔ اور اچھی۔ بُری میٹھی اور کڑوی تقدیر پر ایمان لاؤ۔ اگر تمہیں پہنچے تو ڈر اور
بچنے سے تمہارے سے خطا تھوڑا ہی ہو جائے گی۔ اور تمہارا خطا ہونا بھی کیا، کوشش

کرنے اور چاہنے سے تمہیں پہنچے گی نہیں۔ جب تمہارے لیے ایمان ثابت ہو جائے
گا تو تم ولایت کے دروازہ کی طرف بڑھو گے تو اس وقت اللہ تعالےٰ کے ان
آدمیوں میں سے ہو جاؤ گے جن کی عبودیت اس سے ثابت ہو چکی ہوتی ہے۔ ولی
کی علامت یہ ہے کہ اپنے سب حالات میں اپنے رب عزوجل کے موافق ہو۔
(احکام کو بجا لاکر اور منع کی ہوئی چیزوں سے رک کر) بغیر کیوں اور کیسے سراپا موافقت
ہو جائے۔ لامحالہ اس کی صحبت رہے۔ تم سینہ بلا پشت۔ نزدیکی بلا دُوری ستھرائی
بلا گندہ پن۔ بھلائی بلا برائی نہ ہو۔ تم نے اپنا اسلام مضبوط نہیں کیا۔ تم مومن کیسے ہو
گے۔ اور تم نے یقین مضبوط نہیں کیا۔ تم عارف۔ ولی و بدل کیسے ہو گے۔ اور تم
نے معرفت، ولایت اور بدست کے علم کو مضبوط نہیں کیا۔ تو محب فانی کیسے ہو
گے۔ تمہارا وجود ہی اس سے ہے۔ تم اپنی ذات کا مسلم کیسے نام رکھتے ہو۔ اور
قرآن وحدیث نے تمہارے لیے حکم کیا ہے لیکن تم ان دونوں کے حکم پر نہ عمل کرتے
ہو اور نہ دونوں کی پیروی کی جس نے اللہ تعالیٰ کی تلاش کی اس نے اس کو
پایا۔ اور جس نے اس (کی راہ) میں کوشش کی اس نے اس کو راہ دکھا دی۔ اس
واسطے کہ اس نے اپنی پکی کتاب میں فرمایا ہے :۔
اور نہ وہ ظالم ہے اور نہ ظلم کو پسند کرتا ہے۔ اپنے بندوں پر ذرا بھی ظلم کرنے
والا نہیں۔ بغیر کسی چیز کے کوئی چیز دے دیتا ہے۔ تو کسی چیز کے ساتھ کیسے (نہ دے
گا) اللہ تعالیٰ نے فرمایا "کیا بھلائی کا بدلہ بھلائی نہیں" جس نے دنیا کے اندر اپنا
عمل نیک کیا۔ اس سے اللہ دنیا اور آخرت میں نیکی کرے گا۔ تمہارے گناہ،
تمہاری جہالت، تمہارے گھروں کی خرابی اور تمہاری بدنصیبی ہی تم کو اس کی اطاعت
اور توحید سے باز رکھتی ہے۔ جلد ہی تمہیں ندامت ہو گی۔ قرآن کی آیات اپنے
دلوں کے (کانوں) سے سنو۔ اس کی طرف لپکو۔ تمام دروازے چھوڑ دو۔ اور اپنے

رب جلیل کے دروازہ کو لازم پکڑ لو۔ وہی تکلیف رفع کرنے والا ہے۔ وہی ہے جو بے بس کی پکار کو پہنچتا ہے۔ وہ وہ اسے پکارتا ہے۔ اس کے ساتھ صبر کرو۔ تم نے بھلائی کو دیکھ لیا۔ جب وہ تمہاری پکار کو پہنچے۔ تو اس کا شکر کرو۔ اور تمہاری پکار پر پہنچنے میں تاخیر پر اس کے ساتھ صبر کرو۔ بہادری صبر ہے۔ اے اللہ! آنے والی تکلیف کو رفع کرنے والے۔ ہماری تکلیفوں اور مصیبتوں کو رفع کر دیجئے۔ اس واسطے کہ آپ بے چین کی پکار کو پہنچنے والے ہیں۔ جب وہ آپ کو پکارے۔ کہ اے جو چاہے کر ڈالنے والے۔ اے ہر چیز کے سکنے والے۔ اے ہر چیز کے جاننے والے۔ ہماری حاجتوں سے آپ واقف ہیں۔ اور آپ ان کے پورا کرنے پر قادر ہیں۔ آپ ہمارے عیبوں سے خبردار ہیں اور ان کو مٹانے اور بخشش دینے پر قادر ہیں۔ ہمیں اپنے علاوہ کسی اور کے ہاں نہ اتارو۔ ہمیں اپنے علاوہ کسی اور کے حوالہ نہ کرو۔ ہمیں اپنے علاوہ کسی اور کے دروازہ کی طرف نہ دھکیلو۔ ہمیں اپنے علاوہ کسی اور کی طرف نہ لوٹاؤ۔ آمین

اٹھارھویں مجلس :-

اے لوگو! اپنے رب عزوجل کی عبادت میں ٹھہراؤ مانگو۔ اس واسطے کہ اس نے اپنے سامنے ادب سے کھڑے ہونے والوں کی تعریف کی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب بھی بندہ کا قیام اس کی نماز میں اس کے رب عزوجل کے سامنے طویل ہو جاتا ہے۔ اس کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جس طرح سخت آندھی کے دن خشک پتے جھڑتے ہیں۔ اور جب بندہ اپنے رب عزوجل کی اطاعت میں سچا ہو جاتا ہے اور اس کے ظاہر اور باطن سے اس کے گناہ جھڑتے ہیں۔ اور روشنی ہوتی ہے اور اس کا دل روشن ہو جاتا ہے اور باطن

پاک ہو جاتا ہے۔ صحیح بنو۔ فصیح بنو۔ اپنی خلوت میں صحیح ہو جاؤ۔ اور اپنی جلوت میں فصیح ہو جاؤ۔ جب تم دنیا میں صحیح ہو گے۔ تو آخرت میں (بھی) صحیح ہو گے۔ اور اپنے اللہ تعالٰے کے سامنے گفتگو میں فصیح ہو۔ شفاعت کرو۔ تمہاری شفاعت کے ساتھ اپنی مخلوق میں سے جس کی چاہے گا اپنی اجازت اور اپنے حکم سے اس کی شفاعت فرمائے گا۔ تمہارے سے (شفاعت) تمہاری کرامت اور اپنے ہاں تمہارا مقام ظاہر کرنے کے لیے قبول کرے گا۔ اور اپنے اور اپنے خدا کے درمیان صحیح (معاملہ) کرو۔ اس کی مخلوق کی تعلیم میں فصاحت اختیار کرو۔ اور ان کو پڑھانے اور ادب سکھانے والے بنو۔ بدنصیبی تمہاری۔ تم اس مقام پر قابض ہو۔ لوگوں کو وعظ کرتے ہو پھر ان کے سامنے ہنستے ہو۔ اور ان کو ہنسانے والی کہانیاں سناتے ہو۔ آخر کار نہ تم فلاح پاؤ گے اور نہ وہ فلاح پائیں گے۔ واعظ معلّم (علم پڑھانے والا) اور مؤدّب (ادب سکھانے والا) ہوتا ہے۔ اور سامعین بچوں کی مانند ہوتے ہیں اور بچہ بغیر روشنی اور محرومی اور ترشروئی لازم کیے بغیر نہیں سیکھتا۔ ان میں گنتی کے ہی افراد ہوتے ہیں جو بغیر اس کے (محض) اللہ تعالٰے کی عطا سے ہی سیکھ جاتے ہیں۔ اے لوگو! دنیا فانی ہے۔ دنیا جیلخانہ اور ویرانہ اور رنج و غم ہے۔ اور حق تعالٰے سے (روکنے والا) پردہ ہے۔ اس کی طرف سر کی آنکھوں سے نہیں بلکہ اپنے دل کی آنکھوں سے دیکھو۔ دل کی آنکھ معنی کی طرف نظر کرتی ہے اور سر کی آنکھ (محض) صورت کی طرف دیکھتی ہے۔ مومن سارے کا سارا اللہ تعالٰی کے لیے ہوتا ہے اور اللہ تعالٰی کی مخلوق کے لیے اس میں ایک ذرہ بھی نہیں ہوتا۔ وہ اپنے ظاہر اور باطن سے محض اسی کے (حکم) سے حرکت کرتا ہے۔ اور اسی کے ساتھ سکون پاتا ہے۔ چنانچہ وہ اسی سے ہے۔ اور اسی کی طرف سے ہے۔ اور پھر اسی میں ہے۔ اس کے قدم اس کے دروازہ کو کھٹکھٹاتے ہیں۔ اور وہ ان کی طرف سے صحیح سالم سو رہے

ہوتے ہیں۔ اور وہ اس کی خدمت میں کھڑا ہوتا ہے۔ تم نے اپنا شغل تنگی و پریشانی
اپنے حصے حاصل کرنا اور ان پر حرص کرنا بنا لیا ہے۔ تم نے موت اور اس کے بعد
کی چیزوں کو بھلا دیا ہے۔ حق تعالےٰ اور اس کے تغیر و تبدل کو بھلا دیا ہے اور اس
کو اپنی پشت پیچھے ڈال دیا ہے۔ اس سے تم نے روگردانی کی ہے۔ دنیا، مخلوق اُو
اسباب پر کھڑے ہو گئے ہو۔ تم میں سے اکثر روپے پیسے کی پوجا کرتے ہیں اور تم
خالق و رازق کی عبادت کو چھوڑ دیتے ہو۔ یہ سب مصیبتیں تمہاری اپنے نفوس کی
طرف سے ہیں۔ چنانچہ تمہیں لازم ہے۔ ان کو مجاہدات کی قید میں بند کرو۔ اور ان
کے مزوں کی چیزیں روک کر ان کی مراد کو ختم کرو۔ کہ ان کی آرزوئیں (محض روٹی کا)
ایک خشک ٹکڑا اور پانی کا ایک گھونٹ ہوں۔ یہ سب ان کے مزے ہو جاتے
ہیں۔ اگر تم نے ان کو طرح طرح کے مزوں سے موٹا کیا۔ تمہیں کھا جائیں گے۔ ایسا ہو
گا جیسے ایک بزرگ نے فرمایا۔ اگر تم نے اپنے کتے کو موٹا کیا وہ تمہیں کھا جائے گا۔
یعنی ان میں سے جرأت کرنے والے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں فرمایا ہے۔
"بے شک نفس تو برائی ہی سکھاتا ہے مگر جو میرا پروردگار رحم کرے" اے لوگو!
نصیحت قبول کرو۔ اور (اللہ کا قول) یاد کرو۔ کہ عقلمند ہی نصیحت قبول کرتے ہیں۔
اللہ والے ہی عقلمند ہوتے ہیں۔ جنہوں نے دنیا سے عقل برتی تو انہوں نے اس
کو چھوڑ دیا۔ پھر آخرت کے کام کی عقل لی اور اس میں لگ گئے۔ یہاں تک کہ ان
کے لیے (پھلوں کے) درخت اُگ گئے اور (پانی کی) نہریں بہہ گئیں۔ اور جاگتے
اور سوتے آخرت پر ہی جمے رہے۔ (یہاں تک کہ) ان کے پاس حق تعالےٰ کی
محبت آئی۔ چنانچہ اس سے (بھی) اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اس سے (بھی) سفر اختیار
کیا اور اس سے بھی نکل گئے۔ اور اپنے دلوں کی طنابوں کو باندھا اور اپنے رب
عزوجل کی طرف متوجہ ہو کر ان میں سے ہو گئے۔ جو اسی کی ذات کو چاہیں اور اس

کے علاوہ (کسی کو) نہ چاہیں۔ ان سب لوگوں کے ساتھ برکت حاصل کرو۔ ان کا
قصد کرو۔ اور ان کی خدمت کرو۔ ان کے پیش ہو جاؤ۔ اور ان کی صحبت میں ادب
سیکھو۔ اے ہمارے اللہ! ہمیں اپنے ساتھ اور اپنے بندوں میں سے نیکوں کے
ساتھ تمام حالات میں حسن ادب نصیب فرمایئے۔ اور ہمیں دنیا میں اور آخرت میں
نیکی دیجئے اور دوزخ کے عذاب سے بچایئے۔

انیسویں مجلس:۔

اے دنیا کے بندے۔ اے مخلوق کے بندے۔ اے قمیص۔ دوپٹہ۔ روپیہ۔ پیسہ
تعریف اور بندے مذمت کے۔ افسوس تمہارے پر۔ تم سراپا دنیا کے لیے ہو۔ تم
سارے کے سارے غیر اللہ اور اس کی عبادت کے لیے ہو۔ جس شخص کو عقل اور سمجھ
اور (علم) حاصل ہوتا ہے وہ اپنے خدائے بزرگ و برتر کی عبادت کرتا ہے۔ اور
اپنے بڑے بڑے کاموں میں اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور جس کو عقل نہیں ہوتی۔
وہ ایسا نہیں کرتا۔ اس کا دل منسوخ ہوتا ہے اور دنیا کی محبت زیادہ ہوئی ہے۔ پس
جو کوئی اپنے ظاہر میں اسلام کا دعویٰ کرے اور کافروں ایسی باتیں کرے ،، اور کچھ
نہیں، بس یہی ہمارا دنیا کا جینا ہے۔ ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں۔ اور ہمارا مرنا سودہ
زمانہ سے ہے۔" کافروں نے یہ بات کہی اور تم میں سے بہت سے یہ بات کہتے
ہیں۔ اور اس کو چھپاتے ہیں۔ اور اپنے ان افعال سے کہتے ہیں جو ان سے صادر
ہوتے ہیں۔ چنانچہ ان کی نہ میرے ہاں قدر ہے اور نہ مچھر کے پر جتنا وزن۔ تو
حق تعالےٰ کے نزدیک کیسے ہو سکتا ہے۔ نہ ان کو عقل اور نہ ان کو تمیز ہے۔ جس
سے نفع اور نقصان کے درمیان فرق کریں۔ اے اللہ کے بندو! موت اور اس
کے بعد کی چیزوں کو یاد کرو۔ اور ان پر اس وقت غور کرو۔ جب تم اپنے گھر والوں

حق تعالیٰ اور اُس کی مخلوق میں اور اس کی ربوبیت اور عظمت میں اس
کے تصرفات (کارگزاریوں کو یاد کرو۔ اور ان پر اس وقت غور کرو جب تم اپنے گھر
والوں سے علیٰحدہ ہوتے ہو۔ اور آنکھیں سوتی ہیں جب دل کی اصلاح ہو جاتی ہے۔
تو اللہ تعالےٰ اس کی خرید و فروخت اور اسباب کے ذریعے سے لینے کے لیے نہیں
چھوڑتے۔ اس کو علیٰحدہ کر لیتے ہیں۔ اور خالص اپنے لیے کر لیتے ہیں۔ اور اُس کو
اس کی پستی سے اٹھا لیتے ہیں۔ اور اس کو اپنے دروازہ پر اپنے آغوشِ کرم میں
بٹھا لیتے ہیں اور اس کو بلاتے ہیں۔ اے اپنے ربِ جلیل سے منہ پھیرنے والے۔
جلدی ہی جب غبار چھٹ جائے گا تو تم اپنے گھر کی خرابی اور حق تعالیٰ کی پکڑ کو دیکھو
گے۔ اگر تم نہ لوٹے۔ اور متوجہ اور متنبہ نہ ہوئے۔ کم بختی تمہاری۔ تمہارے اسلام کی
قمیص ٹکڑے ٹکڑے ہو رہی ہے اور تمہارے اسلام کی قمیص گندی ہے۔ تمہارا ایمان
خالی ہے۔ تمہارا دل ناواقف ہے۔ تمہارا اندر تاریک ہے۔ تمہارا سینہ اسلام سے
کھلا نہیں ہے۔ تمہارا باطن ویران ہے اور تمہارا ظاہر برباد ہے۔ تمہارے نوشتے سیاہ
ہیں۔ تمہاری دنیا جس کو تم پیار کرتے ہو تمہارے سے کوچ کرنے والی ہے۔ ایسا بھی
ہو سکتا ہے۔ آج ہی اور اسی گھڑی تمہاری موت ہو۔ تمہارے اور تمہاری امیدوں کے
درمیان حائل ہو جائے جو اپنی چاہی چیز کو جان لیتا ہے۔ اس پر وہ آسان ہو جاتی ہے
سچا اپنی محبت میں بدلا نہیں کرتا۔ محبوب کے علاوہ کسی کے ساتھ بیٹھا نہیں کرتا۔
جب مخلوق میں سے ایک کہے کہ میں نے جنت اور اس میں جو نعمتیں ہیں ان کی
بھلائی کو سنا ہے۔ اس کو اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں: "اور اس جنت میں تمہارے لیے
وہ چیز ہے جس کو تمہارے جی چاہیں اور تمہاری آنکھیں لطف اٹھائیں۔" تو ہم نے
اس سے کہا۔ اس کی قیمت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ "بے شک اللہ نے
مسلمانوں سے ان کی جان اور ان کا مال اُس قیمت پر خرید لیے کہ ان کے لیے

جنت ہے۔" جان اور مال حوالہ کرو۔ اور وہ تمہاری ہو جائے گی۔ دوسرے نے
کہا۔ مَیں تو ان لوگوں میں سے ہونا چاہتا ہوں جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں۔ میرا دل
قربِ الٰہی کے دروازہ کے قابل ہو گیا ہے۔ اور کون سے پیارے اس میں داخل
ہونے والے ہیں اور کون سے اس سے نکلنے والے ہیں۔ اور ان پر اپنی ملکیت
اور مال کے چھوڑنے کا غلبہ ہو گیا۔ تو اس میں داخل ہونے کی کیا قیمت ہے۔ ہم
نے اس کو کہا۔ اپنا سب کچھ خرچ کر دے۔ اور اپنے مزوں اور لذتوں کو چھوڑ دے
اور اپنے آپ سے اُس میں فنا ہو جاؤ اور جنت اور اس کی چیزوں کو چھوڑ دو۔
اور اس کو چھوڑ دو۔ اور نفس۔ خواہش نفسانی اور طبیعت اور دنیا اور آخرت کے مزوں
کو چھوڑ دے اور سب کچھ چھوڑ دو۔ اور اپنی پس پشت پھینک دو۔ پھر داخل ہو۔ تاکہ
تم وہ دیکھو جس کو نہ آنکھ نے دیکھا اور نہ کان نے سنا اور جو نہ ہی کسی انسان کے دل
پر گذری۔ اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا: "پھر ان کو چھوڑ دو۔ کہو۔ جس نے مجھے بنایا ہے
وہی مجھے راہ دکھلاتا ہے۔" اے دنیا سے بے رغبتی کرنے والے! جب تیرا دل
آخرت سے چاہتے ہوئے اس سے نکل جائے۔ تو پھر کہو" جس نے مجھ کو بنایا ہے۔
وہی مجھے راہ دکھاتا ہے۔" اور تم۔ اے حق تعالےٰ کے چاہنے والے۔ دنیا سے رغبت
رکھتے ہو۔ اور اس کے علاوہ سے بے رغبتی اختیار کرتے ہو۔ جب تمہارا دل اپنے مولیٰ
کو چاہتے ہوئے جنت کے دروازہ سے نکل جائے گا۔ پھر تم کہو: "جس نے مجھ کو بنایا
ہے۔ وہی مجھے راہ دکھلاتا ہے۔" راہ کی مصیبتوں سے اس کی ہدایت سے مدد مانگو۔
اے لوگو! میری پکار کو پہنچو۔ اس واسطے کہ مَیں اللہ تعالیٰ کی طرف بلا رہا ہوں۔
اپنے دلوں سے اپنے خالق کی طرف رجوع کرو۔ تم سب کے سب مردہ ہو۔ دوری
ہو۔ اللہ کی طرف رجوع کرنے اور اس کے سامنے معذرت کرنے کا دروازہ کھلوانا
چاہو۔ اسی کے منتظر رہو۔ (اس طرح) عمل کرو۔ کہ وہ نگہبان دیکھنے والا تمہارے سے

خبردار ہو۔ تم نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد نہیں سنا۔" کہیں تین کا مشورہ نہیں ہوتا جہاں وہ ان میں چوتھا نہیں ہوتا۔ اور پانچ کا مشورہ نہیں ہوتا۔ جہاں وہ چھٹا نہیں ہوتا۔ اور نہ اس سے کم اور نہ زیادہ۔ جہاں وہ ان کے ساتھ نہیں ہوتا۔ جہاں کہیں بھی ہوں۔" اس کی محبت کے کھانے سے کچھ کھاؤ اور اس کی الفت کی شراب سے کچھ پیو۔ اور اس کی نزدیکی سے مدد چاہو۔ اے مردہ دلو۔ اے ریا سے بیٹھ رہنے والو۔ اس سے پہلے اٹھو کہ تم سے منہ پھرالیا جائے۔ اس سے پہلے اٹھو۔ کہ تمہیں ہلاک کر دیا جائے۔ اے کئی جگہ بیٹھنے والو۔ اس سے پہلے اٹھو کہ تمہیں موت آجائے۔ اس سے پہلے اٹھو کہ پانی (بالکل) تمہارے (پاؤں) کے نیچے پہنچ جائے۔ اپنی شرک کی زمین سے اپنی توحید کی زمین کی طرف اٹھو۔ اے ہمارے پروردگار! ہمیں ایسے تجارت پر کھڑا کر دے جس سے آپ ہم پر راضی ہو جائیں۔ اور ہمارے دلوں کو ہدایت دینے کے بعد نہ پھیریئے۔ ہمارے دلوں کو حق سے نہ اکتایئے۔ نہ ان کو اپنی کتاب اور اپنے رسول کی سنت کی پیروی سے (باہر) اور ان دونوں پر عمل کرنے سے نکالیئے۔ اور ہمیں پہلے گزرے ہوئے انبیاء و مرسلین اور شہداء و صالحین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی راہ روشن سے نہ نکالیے۔ ہماری روحوں کو ان کی روحوں کے ساتھ کر دیجئے۔ اور آخرت سے پہلے دنیا میں اپنی نزدیکی کے دروازہ میں داخل فرمایئے۔ آمین۔

بیسویں مجلس :-

اگر قیامت کے دن پیاروں کے لیے جنت میں داخل ہونے سے بھاگنے کی راہ ہوتی۔ کب داخل ہوتے۔ اس واسطے کہ وہ کہتے ہیں۔ کہ ہم تکوین سے کیا چیز کریں۔ جو مکون چاہے۔ ہم حدث سے کیا چیز کریں۔ جو قدیم چاہے۔ یہ دل جب صحیح ہو جاتا ہے تو اس صفت پر ہوتا ہے۔ پھر خود بخود حق تعالیٰ سے قریب ہو جاتا ہے۔ اور دنیا

اور مخلوق کا چھوڑنا فی الجملہ صحیح ہو جاتا ہے۔ اور اس کے لیے قرب بھی صحیح ہو جاتا ہے۔ خرابی تمہاری۔ میں اپنے بچپن سے لے کر اس وقت تک حق تعالیٰ کے دروازہ پر کھڑا ہوں۔ اور تم ہو۔ کہ تم نے اس کو کبھی نہیں دیکھا۔ نہ تیرے دل نے دروازہ دیکھا نہ اس کے ساتھ رہا۔ تم مشرق میں۔ اور یہ جس کی طرف میں نے اشارہ کیا۔ مغرب میں۔ عقل کرو۔ پھر تمہاری تربیت اور پرورش ہوگی۔ میری عقل نے غفلت نہیں کی۔ چنانچہ میں اس کے بندوں میں سے خاص لوگوں کے ساتھ اس کے دروازہ پر ہوں۔ کہو۔ میں نے سچ کیا۔ اور تمہاری عقل اچھی ہوئی۔ اے یوسف کے پیالے۔ اپنے پاس سے باتیں کرتے ہو۔ اپنے پیچھے کی خبر دے۔ اپنے دل کی بات کرو۔ اور سچ کہو۔ پھر گونگے بن جاؤ۔ اپنے کان اور اپنے خزانہ سے اور اپنے گھر سے خرچ کرو۔ وگرنہ تو نہ چراؤ۔ نہ خرچ کرو۔ لوگوں کو اپنے خوان سے کھلاؤ۔ اور ان کو اپنے چشمہ سے پلاؤ۔ مومن عارف ایسے چشمہ سے پلاتا اور پیتا ہے جس کا پانی کبھی خشک نہیں ہوتا۔ ایسا چشمہ جو اس کے پاس اس کے مجاہدوں اور سچ (کی وجہ) سے حاضر ہو گیا ہے۔

جنت نہیں۔ کہو دنیا نزدیک ہے۔ اور جنت تو بندہ کے اس دنیا کے قریب ہونے سے نزدیک نہیں ہوتی۔ جس کو وہ چاہتا ہے۔ پھر اس کے اوپر اس کے عیب کھل جاتے ہیں۔ پھر اس سے بے رغبتی کرتا ہے۔ اور اس سے محض ایک نوالہ اور اس سے لابدی پر قناعت کرتا ہے۔ جس کو وہ تمہارے لیے اس سے شریعت۔ تقویٰ اور پرہیزگاری کے ہاتھ سے حاصل کرتا ہے۔ اس کے زہد کے ہاتھ سے دل کے ہاتھ سے لیتا ہے۔ نہ کہ نفس۔ خواہش نفسانی اور شیطان کے ہاتھ سے۔ جب اس کی یہ بات پوری ہو جاتی ہے۔ تو دنیا آتی ہے۔ چونکہ اس کی دنیا سے بے رغبتی جنت کے گوشوں کی قیمت سے ہے جب اس کا دل اس کو اس میں داخل کر دیتا ہے اور اس کے پاؤں اس میں جم جاتے ہیں۔ اور اس کا باطن جگہ پکڑ لیتا ہے تو اس پر اس کے کام

آسان ہو جاتے ہیں۔ پس وہ جب اس حال میں ہوتا ہے۔ وہ حق تعالیٰ کے بندوں کو اپنی طرف چلتے دیکھتا ہے۔ اس نے ان سے پوچھا۔ کدھر کو۔ جواب دیا۔ بادشاہ کے دروازہ کی طرف۔ پھر انہوں نے اس کی طرف اس کو بھی شوق دلایا۔ اور اس نے متنبہ کیا۔ اور جنت سے بے رغبتی اختیار کرتے ہیں۔ اور اس سے جس پر وہ ہے، اور رکھتے ہیں۔ ہم تو ان میں سے ہیں جن کے حق میں حق تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ اسی کی رضا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اس پر جنت کی زمین باوجود اپنی فراخی کے تنگ ہو گئی، اور اس سے واپسی چاہی۔

یہاں تک کہ نکلوں۔ مَیں تو پنجرہ میں قید پرندہ کی مانند ہو گیا ہوں۔ اور میرا دل تمہاری قید میں ہو گیا ہے۔ اس واسطے کہ دنیا مومن کا قید خانہ ہے۔ اور تم عارف کا قید خانہ ہو۔ چنانچہ وہ اس سے نکلتا ہے۔ ان سے ملتا ہے۔ جو اللہ والے ہیں۔ یہ طریقہ سالکین کا ہے۔ لیکن مجذوبین کا طریقہ تو یہ ہے کہ قربِ الٰہی کی بجلی بغیر کسی درجہ بدرجہ واسطہ کے پہلے قدم پر ہی قتل (مار۔ کاٹ) کر چھوڑتی ہے۔ اے اللہ! ہمارے دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیجئے۔ اور ہمیں دنیا اور آخرت میں نیکی دیجئے۔ اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچایئے۔

اکیسویں مجلس :-

اللہ والوں کے تو ایسے اعمال ہوتے ہیں۔ جیسے نیکی کا پہاڑ۔ پھر ان کو کوئی عمل شمار (بھی) نہیں کرتے۔ اپنے آپ کو متواضع اور حقیر (ہی سمجھتے اور رکھتے) ہیں تم اپنی عاجزی اور انکساری کے قدم پر ہی رہو۔ تم عاجزی۔ ڈر اور خوف کے قدموں پر رہو۔ ڈر کی بات ہے۔ کہ (کہیں) باطن کی صفائی گندی اور وہ اور سینہ تنگ ہو جائے۔ جب تم ہمیشہ اس پر ہو گے۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس امان

آئے گی اور تمہارے دل اور تمہارے باطن پر مہر کر دے گی۔ اور تمہاری خلوت کی دیواروں کو پوشاک پہنا دے گی۔ اس کے لیے اور تمہارے ہاتھ پاؤں کے لیے اشارہ زبان۔ تسبیح اور ذکر بن جائے گی۔ تمہارا دل عجیب وغریب (باتیں) سنے گا۔ اور تمہارے منہ کی طرف سے ایک لفظ بھی نہ نکلے گا۔ تمہارا ظاہر اور مخلوق اس سے ایک لفظ بھی نہ سنیں گے۔ یہ چیز تمہارے لیے مشکل نہ ہو گی۔ یہ ایک ایسی نعمت ہو گی۔ جسے جان کر تم اپنے آپ ہی میں بات کرو گے۔" اور جو تمہارے پروردگار کا احسان ہے سو تم اس کو بیان کرو۔" اے ولی! تمہیں اور تمہارے دل کو چاہیئے کہ ان باطنی نعمتوں کو بیان کرو۔ اور تم اپنے ربِ جلیل کی نعمت اور تنہائی میں اپنے ساتھ اس کی کرامت کو کس چیز کے ساتھ بیان کرتے ہو۔ اس واسطے کہ ولی ہونے کی شرط چھپانا ہے۔ اور نبی ہونے کی شرط اظہار ہے۔ ولی کا اظہار اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ پس اگر وہ اس کی بات کو ظاہر کر دیتا ہے۔ آزمائش میں پڑتا ہے۔ اور اس کی حالت جاتی رہتی ہے۔ جب اس کی بات کو محض اللہ تعالےٰ کے فعل سے ظاہر کرتا ہے۔ اس پر نہ گرفت ہوتی ہے اور نہ غصہ۔ یہ اس کے علاوہ ہے۔ نہ کہ وہ۔ ایک کسی پوچھنے والے نے مجھ سے پوچھا۔ مَیں ہر ایک کو دیکھتا ہوں۔ کہ جو کچھ اس سے گزرتی ہے۔ اس کو چھپاتا ہے اور تم ظاہر کرتے ہو۔ مَیں نے جواب دیا۔ افسوس تمہارے پر۔ ہم تو کوئی چیز بھی ظاہر نہیں کرتے۔ یہ جان بوجھ کر نہیں۔ غلبہ سے ظاہر ہو جاتی ہے جب میرا تالاب لبالب بھر جاتا ہے۔ مَیں اسے کم دیتا ہوں۔ جب اس پر رو آتی ہے اور غیر اختیاری طور پر وہ اپنے اردگرد سے بہہ نکلتا ہے۔ تو مَیں کیا کروں۔ بدبختی تمہاری۔ تم علیحدگی اختیار کرتے ہو کہ (کچھ تم پر بھی) کھل جائے۔ اور یہ تمہارے اور خانقاہوں والوں اور مخلوق کے لیے نہیں۔ تمہارے لیے تمہارا دل جنگلوں اور بیابانوں پر سے بھر گیا۔ پس جب تمہارے پاس نزدیکی کا خزانہ لائے تو پھر تم مخلوق کے درمیان بیٹھنے کے قریب ہو۔

تو اس وقت تم ان کے لیے روا ہو گے۔ اللہ رحم کرے۔ اس مومن پر جو میرے کہنے
کے مطابق اس کو چکھنے والا ہے۔ (بلکہ) میں کہتا ہوں۔ اپنی خلوت اور جلوت میں اس
پر عمل کرنے والا ہے۔ اے لوگو! کوشش کرو۔ خوب کوشش کرو۔ اور اس گھڑی کو (دیکھ
کر) فراخی کی گھڑی سے ناامید مت ہو جاؤ۔ کیا تم نے نہیں سنا۔ اللہ تعالیٰ کس طرح
فرماتے ہیں۔ شاید اللہ تعالیٰ اس کے بعد کوئی اور بہتر صورت پیدا کر دیں۔ اپنے
پروردگار سے ڈرو۔ اور اس سے امید رکھو۔ تم نے ان کی نہیں سنی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے
ہیں۔ اللہ تمہیں آپ ڈراتے ہیں۔ امان کو تم اپنے ڈرنے اور بچنے کے مطابق ہی
دیکھو گے۔ اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھو۔ اور اس سے ڈرتے رہو۔ کیا تم نے ان
کی نہیں سنی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اور جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے۔ اللہ
اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔ اے اللہ! ہمیں مخلوق سے بے پرواہ کر دے۔ ان
لوگوں سے بے پرواہ کر دے جنہوں نے بہت مال جمع کیا اور اس کو اپنے پاؤں
تلے چھوڑ گئے۔ اور اس پر غرور کیا۔ اور وہ ان کی محبت میں (حیران و پریشان)
کے میدان میں گھسے ہیں۔ اور فقیر ان سے مانگتے ہیں۔ اور انہیں فریاد کو پہنچنے کے لیے
کہتے ہیں۔ اور وہ بہرے بن رہے ہیں۔ اے اللہ! ہمیں ایسا کر۔ جو اپنی حاجتیں
تمہارے سامنے لاتا ہے۔ اور اپنی مشکلات میں آپ ہی سے فریاد کرتا ہے۔ آمین

بائیسویں مجلس :۔

حضرت سفیان علیہ الرحمۃ سے پوچھا۔ جاہل کون ہے۔ فرمایا۔ وہ جو اپنے پروردگار
کو نہیں پہچانتا۔ تاکہ اپنی حاجتیں اس سے مانگے۔ جو کوئی اپنی حاجتیں پروردگار سے
نہ مانگے۔ اس کی مثال اس مرد کی مانند ہے۔ جو کسی بادشاہ کے گھر میں کوئی ایسا کام
کرتا تھا۔ جس کے کرنے کا بادشاہ نے اس کو حکم دیا تھا۔ پھر اس نے کام کو چھوڑا اور

بادشاہ کے پڑوس میں کسی شخص کے دروازہ کی طرف چلا گیا۔ اس سے روٹی کا خشک
ٹکڑا مانگتا تھا جس کو وہ کھائے۔ کیا ایسا نہیں۔ جب بادشاہ کو اس کا علم ہوا۔ اس
سے بیزار ہوا۔ اور اس کو اپنے گھر میں گھسنے سے منع کر دیا۔ اے دل کے مُردو۔ سنو۔
اور میں اس کو تمہارے اوپر دیکھ رہا ہوں۔ تم کیسے مرتے ہو۔ اور تم نے اپنے رب جلیل
کو کبھی نہیں پہچانا۔ اے اللہ! ہمیں اپنی معرفت اور اپنے لیے اخلاص عمل اور اپنے
غیر کے لیے عمل چھوڑنا نصیب فرمایئے اور ہمیں اپنا ظاہر اور باطن کا علم عطا کیجئے۔
ہم نے صبر کیا اور ہم راضی ہو گئے۔ اور اپنی اس مصیبت جس کا علم ہمارے بارہ میں
آپ کو پہلے سے ہو چکا ہے کی تلخی کو ہمارے لیے خوشگوار بنا دیجئے۔ ہمارے دلوں کو
گوشت کو مردہ کر دیجئے۔ یہاں تک کہ تیری قدرت کی قینچیاں ہمیں ملول نہ کریں۔ تاکہ
ہمارے لیے ہمیشہ آپ ہی کی صحبت ہو۔ آمین

تیئسویں مجلس :۔

اے صاحبزادے! جو چیز تمہارے لیے ہے۔ تم سے فوت نہ ہو گی۔ نہ کوئی اُ
اسے کھائے گا۔ اور جو چیز دوسرے کے لیے ہے۔ وہ رغبت اور لالچ سے تمہارے
پاس نہ آئے گی۔ وہ تو محض کل ہے۔ جو گزر گئی۔ اور تمہارا دن یہ ہے۔ جس میں تم ہو۔
اور کل جو آئے گی۔ تمہاری (گذری ہوئی) کل تو تمہارے لیے عبرت بن چکی ہے۔ اور
تمہاری آج اور (آنے والی) کل ایسی مدت ہے جس میں تم ہو کہ نہ ہو۔ اس واسطے کہ
تم نہیں جانتے۔ کہ کون سی تمہاری (گذری ہوئی) کل ہے۔ تب تم یاد کرو گے۔ جو میں
تمہیں کہتا ہوں۔ اور شرمندہ ہو گے۔ بدنصیبی تمہاری۔ میرے ہاں اپنی حاضری کو ایک
یا چند دانوں کی خوشبو کے لیے بیچ دیتے ہو۔ جس چیز میں مَیں لگا ہوں اور جو کچھ میں
کہتا ہوں۔ تمہاری اس سے جہالت نے تم کو میرے سے کاٹ دیا ہے۔ تم اس کی جڑ

اور شاخ (دونوں) سے ناواقف ہو۔ تم نے بات کی اور تم نے پہچانا۔ لیکن تم باز نہیں رہے۔ کچھ وقت (گزرنے) کے بعد تم اس کو یاد کروگے۔ جو میں نے تمہارے لیے نصیحت کی۔ تم مرنے کے بعد میری بات کے نتیجہ کو دیکھ لوگے۔ پھر تم اس طرف دھیان کروگے۔ جو میں نے تم سے کہا۔ میں اپنا کام اللہ کے حوالہ کرتا ہوں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مومن کے نزدیک سب سے پیاری چیز عبادت ہے۔ اور اس کے نزدیک سب سے پیاری چیز نماز میں کھڑا ہونا ہے۔ وہ اپنے گھر میں بیٹھا ہوتا ہے اور اس مؤذن کا انتظار کر رہا ہوتا ہے۔ جو حق تعالٰے کی طرف بلانے والا ہوتا ہے۔ جب اذان سنتا ہے تو اس کے دل میں خوشی پیدا ہوتی ہے۔ مسجد اور جماعت کی جانب لپکتا ہے۔ اس سے مانگنے والا خوش ہوتا ہے۔ جب اس کے پاس کوئی چیز ہوتی ہے۔ اس کو دیتا ہے۔ چونکہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول سنا ہے کہ مانگنے والے کو اللہ تعالٰی اپنے بندے کی طرف راہ دکھاتے ہیں۔ کیوں خوش نہ ہو۔ اور رب جلیل نے تو اس بات کا حکم جاری کردیا۔ کہ اس سے فقیر کا ہاتھ طلب کرے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالٰی فرمائیں گے۔ تم نے اپنی دنیا پر اپنی آخرت کو ترجیح دی۔ اور تم نے اپنی لذتوں پر میری عبادت کو ترجیح دی۔ مجھے اپنی عزت اور اپنے جلال کی قسم! میں نے جنت کو پیدا ہی تمہارے لیے کیا ہے۔ یہ آپ کا ارشاد ان سب کے لیے ہے۔ اور اپنے لیے محبت کرنے والوں کے لیے آپ کا ارشاد ہے۔ تم نے مجھے دنیا کی تمام مخلوق اور آخرت پر ترجیح دی۔ تم نے مخلوق کو اپنے دلوں سے دور کردیا۔ اور ان سے اپنے بھیدوں کے بارہ میں بھی ان سے پرہیز کیا۔ میری رضا تمہارے لیے ہے اور میری نزدیکی تمہارے لیے ہے۔ اور میری محبت تمہارے لیے ہے۔ تم سچ مچ میرے بندے ہو۔ اللہ والوں میں ایسا

بھی ہے۔ جو دن کے وقت جنت کے کھانوں میں سے کھاتا ہے۔ اور اس کی شراب میں سے پیتا ہے۔ اور جو کچھ اس میں ہے، وہ سب کو دیکھتا ہے۔ ان میں ایسا بھی ہے جس کا کھانا پینا ختم ہو جاتا ہے۔ اور مخلوق سے الگ ہو جاتا ہے اور ان سے چھپ جاتا ہے۔ اور حضرت الیاس علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کی طرح مرے بغیر زمین پر بستا ہے۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا۔ اللہ والوں میں بہت سے ایسے ہیں جو زمین میں چھپ جاتے ہیں۔ لوگ نہیں دیکھتے۔ وہ لوگوں کو دیکھتے ہیں اور لوگ ان کو نہیں دیکھتے۔ ان میں اللہ والے بہت ہیں۔ اور ان میں خواص کم ہیں۔ چند لوگ تو بچے ہیں۔ اور سب ان کے پاس آتے ہیں اور ان کا قرب چاہتے ہیں۔ جن کی وجہ سے زمین اگاتی ہے اور آسمان بارش برساتا ہے۔ اور فرشتے مخلوق سے مصیبت دور کرتے ہیں۔ جن کا کھانا اور پینا حق تعالٰی کا ذکر اور تسبیح و تہلیل ہے۔ اور اللہ والوں میں چند لوگ ایسے ہیں۔ جن کا یہی کھانا ہو جاتا ہے۔ اے صحت اور فراغت والے۔ تمہارا زیادہ نقصان کا ہے سے ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ دو نعمتیں ہیں۔ جس میں اکثر لوگوں کو نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ صحت اور فراغت۔ تو اپنی صحت اور اپنی فراغت کو اللہ تعالٰی کی اطاعت کے لیے استعمال کرو۔ اس سے پہلے کہ تمہاری صحت کو کوئی مرض لگ جائے۔ اور کوئی کام تمہاری فراغت اڑا لے جائے۔ اپنی تنگدستی سے پہلے اپنی امیری کو غنیمت جانو۔ چونکہ امیری ہمیشہ نہیں رہتی۔ فقیروں کی عزت کرو۔ اور ان کو اپنے ہاتھوں کی چیزوں میں شریک کرو۔ اس واسطے کہ اللہ ان کو دیتا ہے۔ یہی چیز ہے۔ جو تمہارے پروردگار کے ہاں کام آئے گی۔ اور تمہاری آخرت میں تمہیں فائدہ دے گی۔ کمبختو۔ تم اپنی موت سے پہلے اپنی زندگی کو غنیمت جانو۔ موت جیسے واعظ سے سبق سیکھو۔ اس واسطے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ موت کافی واعظ ہوتی ہے۔ موت ہر نئی چیز کو پرانی بنا دیتی ہے اور

ہر دُور کو نزدیک کر دیتی ہے۔ اور ہر بچے کو جھوٹا بنا دیتی ہے۔ مرنا۔ نہیں اس سے بچنا۔ اِس وقت اور اِسی گھڑی اور آج ہی آجائے۔ یہ معاملہ تو دوسرے کے ہاتھ میں ہے۔ یہ تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے۔ ہر چیز۔ جو تمہارے لیے ہے۔ عارضی ہے۔ تمہاری جوانی۔ تمہاری صحت، تمہاری فراغت، تمہاری امیری، تمہاری غریبی اور تمہاری زندگی تمہارے ہاں عارضی طور پر ہے۔ پس اس کی تمہیں فکر ہونی چاہیئے۔ کم بختی تمہارے لیے کہ تم دوسروں کو صبر کا حکم کرتے ہو۔ اور خود تم بے صبر ہو۔ تم دوسرے کو رضا بالقضا کا حکم کیسے کرتے ہیں اور خود تم ناراض ہو۔ تم دوسرے کو دنیا سے بے رغبتی کا حکم کیسے کرتے ہو۔ جبکہ خود تم اس سے بے رغبتی اختیار کیے ہو۔ تم دوسرے کو اللہ تعالےٰ پر بھروسہ کرنے کا حکم کیسے کرتے ہو جبکہ خود تم غیر اللہ پر بھروسہ کیے ہو۔ تم ہو۔ اور اللہ کے بندوں میں سے سچوں اور نیکوں کے دلوں کی بیزاری ہے۔ کیا تم نے اللہ والوں میں سے ایک کی یہ بات نہیں سنی۔ اس بات سے لوگوں کو منع نہ کرو جس کو کہ تم خود کرتے ہو۔ تمہارے لیے (باعثِ) شرم ہے جب تم (ایسا) کرو۔ بُری بات ہے۔ تمہارے سارے (کارنامے) لوگوں کے لیے ہیں۔ اور تم مجسم نفاق ہو۔ چنانچہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہارا مچھر کے پَر جتنا بھی وزن نہیں۔ تم منافقوں کے ساتھ دوزخ کے سب سے نچلے درجہ میں ہوگے۔ میری بات پر قائم رہنا ایمان کی نشانی ہے اور اس سے بھاگنا نفاق کی نشانی ہے۔ اے اللہ! ہم پر مہربانی فرمایئے ہمیں دنیا اور آخرت میں رسوا نہ کیجئے اور ہمیں دنیا اور آخرت میں نیکی دیجئے۔ اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچایئے۔

چوبیسویں مجلس :-

اے لوگو! کہنا سننا چھوڑو۔ اور دنیا کا جمع کرنا اور اس پر لڑنا جھگڑنا گناہ ہے۔ جو مٹکا تمہارے ہاتھوں میں ہے جس سے تم نے فقیروں اور حاجتمندوں کے حقوق ادا

نہیں کیے اور بقیہ اللہ تعالےٰ کی اطاعت پر دھیان خرچ نہیں کیا۔ اس پر تمہیں سزا ملے گی۔ بدنصیبی تمہاری۔ تم تو ان مالوں کے سلسلہ میں اپنے پروردگار کے کارپرداز ہو۔ کیا تمہیں شرم نہیں آتی کہ تمہارے پڑوس میں فقیر ہیں جو بھوک سے مر رہے ہیں اور تم ان سے منہ پھیرے ہوئے ہو۔ کیا تم نے اپنے ربِ جلیل کی نہیں سنی۔ کیسے ارشاد فرمایا۔ اس چیز میں سے جس کا ہم نے تمہیں نائب بنایا ہے۔ خرچ کرو چنانچہ وہ تمہیں خبردار کر چکا ہے کہ تم اس میں (صرف) نائب ہوئے گئے ہو۔ اور تم نے اس پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور تم نے اس سے بہت سی چیزیں نکالی ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے تمہیں ساری نکال دینے کے لیے حکم نہیں فرمایا۔ اور اس نے فقیروں کے لیے ایک معلوم اور مقرر حصّہ رکھا ہے۔ اور وہ زکوٰۃ ہے۔ کفارے اور نذرانے ہیں۔ فقیروں کے حقوق پورے دو۔ پھر گھر والوں اور رشتہ داروں کے حقوق پورے کرو۔ (پوری) زکوٰۃ نکالنے کے بعد غمخواری کرنا مومن کے اخلاقِ (کریمانہ) سے ہے۔ جس نے اللہ تعالیٰ سے معاملہ کیا۔ فائدہ (ہی) اٹھایا۔ اور اس کا فرمان سب سے سچا ہے۔ اس نے اپنی بچی کتاب میں ارشاد فرمایا۔ اور تم جو چیز بھی خرچ کرو۔ وہ اس پر بدلہ دے گا۔

تم اپنے دل سے اس سے صاف نکل جاؤ جس کا سارا تم نے اپنے ہاتھ سے چھوڑنا ہے۔ یہاں تک کہ تم اپنے سارے مال کا بدلہ دو۔ کم بختی تمہاری مخلوق نہ تمہیں فائدہ پہنچائے گی اور نہ تمہارا نقصان کرے گی۔ مگر جب وہ اللہ تعالےٰ ہی ان کے دلوں میں نہ ڈال دیں جن کے ہاتھ میں ان کے دل ہیں۔ جس طرح چاہتے ہیں ان کو چلاتے ہیں۔ کبھی تسخیر کے لیے کبھی تسلط کے لیے۔ کیا تم نے نہیں سنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ "جو اللہ تعالےٰ لوگوں کے لیے اپنی رحمت سے کھول دیں تو اس کو کوئی روکنے والا نہیں اور جو روک لیں تو اس کو کھولنے والا کوئی نہیں۔"

جب تمہارے پر کوئی مصیبت آئے تو اس کا ایمان، صبر اور تسلیم سے سامنا کرو۔

اس پر اور اس کے ساتھ صبر کرنا ان کے دنوں کو دور کر دیتا ہے۔ اور اس کے وقت کو ختم کر دیتا ہے۔ اے مرید! اپنی مراد کے دروازہ سے اس کی مصیبت کے تیروں کی وجہ سے مت بھاگو۔ جمے رہو۔ تمہیں تمہاری مراد مل جاتی ہے جب مرید آزمائش میں پڑتا ہے تو اپنے استاد کا محتاج ہوتا ہے۔ تاکہ اس کی مصیبت میں اس کا علاج کرے۔ وہ اس کو صبر اور شکر کا حکم دیتا ہے۔ وہ اس کو چیز کو پکڑنے کا حکم کرتا ہے۔ وہ اس کو اپنے دل سے روگردانی اور اس کی کسی بات کے قبول کرنے کو چھوڑنے کا حکم کرتا ہے جس کا اپنے شیخ کے ساتھ سچا ساتھ ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کی مشکل کو جلد یا بدیر دور فرما دیتے ہیں۔ اے کڑوے اور میٹھے پانی کے درمیان حائل ہونے والے۔ ہمارے اور اپنی نافرمانیوں کے درمیان اپنی رحمت کا برزخ حائل کر دے۔ آمین

پچیسویں مجلس:-

میں تمہیں شیطان اور اس کا چیلا سمجھتا ہوں۔ تم اپنے بارے میں اس سے نڈر ہو۔ اور وہ سچا ہے۔ اور وہ تمہارے دین اور تمہارے تقویٰ کا گوشت کھاتا ہے۔ اور تمہاری اصل پونجی ضائع کرتا ہے۔ اور تمہارے پاس کوئی بھلائی نہیں۔ کم بختی تمہاری۔ اس کو اپنے پاس سے دائمی ذکر سے دُور کر دو اور بھگا دو۔ دائمی ذکر کی پابندی کرو۔ اس واسطے کہ یہ اسے ہلاک کرتا ہے اور اس کو بھگاتا ہے۔ اور تمہارے لیے محنت ومشقت کو کم کرتا ہے۔ حق تعالیٰ کو اپنی زبان سے یاد کرو۔ اور اپنے کھانے اور اپنے پینے کے علاوہ اپنے دل سے بہت دفعہ یاد کرو۔ اپنے تمام حالات میں پرہیزگاری اختیار کرو۔ اور شیطان کو ہرانے کے لیے اللہ تعالیٰ کے ان اقوال سے مدد لو۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ماشاء اللہ کان لا الٰہ الا اللہ الملک الحق المبین۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ۔ ان سے وہ پلٹ جاتا ہے۔ اور اس کا دبدبہ

کم ہو جاتا ہے۔ اس کے لشکر شکست کھا جاتے ہیں۔ ابلیس کا تخت پانی پر ہوتا ہے اور وہ اپنا لشکر زمین پر بھیجتا ہے۔ اس کے نزدیک سب سے بڑی عزت اس کی ہوتی ہے جو سب سے زیادہ فساد مچانے والا ہو۔ گناہ ابن آدم کے لیے ہیں۔ ادب عبادت گزار کے حق میں اس طرح فریضہ ہے جیسا کہ عام آدمی کے حق میں توبہ۔ وہ ادب کرنے والا کس طرح نہ ہو۔ جبکہ وہ خالق کے مخلوق میں سے سب سے زیادہ نزدیک ہو۔ جو کوئی جہالت کی وجہ سے بادشاہوں کے ساتھ رہنا سہنا رکھے تو اس کی جہالت اس کو اپنے قتل کے قریب کر دے گی۔ جس کو ادب نہیں خالق اور مخلوق کو اس سے بیزاری ہے۔ ہر وہ گھڑی جس میں ادب نہ ہو۔ وہ بیزاری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ادب نہایت ضروری ہے۔ اگر تم مجھ کو پہچان لیتے۔ میرے سامنے سے نہ ہٹتے اور تم میرا پیچھا ہی کرتے۔ جس طرف بھی رخ کرتا۔ تمہیں ایک طرف ہونے کی قدرت ہی نہ ہوتی۔ ایک ہی برابر ہوتا۔ تم سے خدمت لیتا یا تمہیں ویسے ہی چھوڑ دیتا۔ تم سے لیتا۔ یا تم کو دیتا۔ تمہیں تنگدست کر دیتا یا امیر بنا دیتا۔ تمہیں مشقت میں ڈال دیتا۔ یا تمہیں راحت نصیب کرتا۔ ان سب چیزوں کا اصل حسن ظن ہے۔ اور اس سے (تعلق) کی درستی ہے۔ اور تم دونوں سے محروم ہو۔ تو تمہیں میرا ساتھ کیسے درست۔ اور میری بات سے تمہیں کیا فائدہ۔ خالق اکبر اور مخلوق کی صحبت ساتھ اور معاشرت (زمین کے) آداب بہتر کرو۔ اے اللہ۔ ان کا ان باتوں کا سننا ان کے خلاف حجت نہ بنا۔ بلکہ ان کے حق میں حجت بنا۔ اے ہمارے پروردگار۔ ہمیں دنیا اور آخرت میں نیکی دیجئے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائیے۔

چھبیسویں مجلس:-

اس کے نیچے کی سواری اس کے دل کے اعمال کو اس کے چہرہ پر ظاہر کر دیتی

اس کا چہرہ ماہِ کامل کی مانند ہو جاتا ہے اور یوں بن جاتا ہے گویا وہ ایک
فرشتہ ہے۔ جس کا دل اللہ تعالےٰ کی مہربانیوں کو دیکھ کر خوش ہے اس کا
عمل اس کو اس چیز کی خوشخبری دیتا ہے جو اللہ تعالےٰ نے اس کے لیے جنت
میں تیار کر رکھی ہے۔ نیک عمل ایک صورت بن جاتی ہے۔ اس کو کہتی ہے
مَیں تمہارا رونا ہوں۔ تمہارا صبر ہوں۔ تمہاری پرہیزگاری ہوں۔ تمہارا ایمان
ہوں اور تمہاری جان ہوں۔ تمہاری نماز ہوں۔ تمہارا روزہ ہوں۔ تمہارے
مجاہدے ہوں اور تمہارے ربِّ جلیل کے لیے تمہارا شوق ہوں اور اس کے
لیے تمہاری معرفت ہوں۔ اس سے تمہاری واقفیت ہوں۔ تمہارا حسنِ عمل
ہوں اور اس بزرگ و برتر کے سامنے تمہارا ادب ہوں۔ چنانچہ اس کا بوجھ ہلکا
ہو جائے گا۔ اور اس کا ڈر اطمینان سے اور اس کی سختی نرمی سے بدل جائے
گی۔ اور جس نے نیک عمل نہ کیا اس کو اس کا پروردگار چھوڑ دے گا اور وہ
برائیوں میں رہے گا۔ چنانچہ گناہوں کے وزن اور بوجھ اس کی پشت پر ہوں
گے۔ بھوک اور پیاس اس کے اندر ہو گی۔ اور ڈر اس کے سامنے ہو گا اس
کے پیچھے سے فرشتے اس کو ہانک رہے ہوں گے اور گھٹنوں کے بل چلا
رہے ہوں گے۔ اور اس کے دل پر تیرا چرکا لگ رہا ہو گا۔ قیامت کے
میدان میں حاضر ہو گا پھر اس کے لیے نوک جھونک اور جانچ پڑتال (کی
نوبت) آئے گی۔ پس بہت سخت حساب ہو گا۔ پھر اس کو آگ میں ڈال
دیا جائے گا۔ پھر اس کو عذاب دیا جائے گا۔ پس اگر وہ اہلِ توحید والوں
میں سے ہوا، اپنے اعمال کے مطابق سزا پائے گا۔ پھر اس کو اللہ تعالےٰ
اپنی رحمت سے آگ سے نکالے گا۔ اور اگر کفر والوں میں سے ہوا تو وہ اپنے
ہم جنسوں کے ساتھ ہمیشہ آگ میں رہے گا۔ اگر تم توبہ اور صحیح فکر میں رہو تو

دُنیا والی چیز کو چھوڑ دو۔ اور آخرت والی چیز میں لگ جاؤ۔ اور مخلوق
والی چیز کو چھوڑ دو۔ اور حق تعالیٰ والی چیز میں لگ جاؤ۔ برائی کو چھوڑ دو
اور بھلائی کے کام میں لگ جاؤ۔ اے فکر اور توبہ کو چھوڑنے والو! تم
ٹوٹے میں ہو اور تمہارے پاس کوئی بھلائی نہیں۔ تم ٹوٹا پانے والے اور
فائدہ نہ اٹھانے والے ہو۔ تمہاری مثال اس آدمی کی طرح ہے جو بیچتا ہے
اور خریدتا ہے اور نہیں جانتا۔ کیا خرچ کرتا ہے۔ اور نقد کو کھرا نہیں کرتا۔
سو کم گنتا ہے۔ اور اپنی اصل پونجی کے کھو جانے کا انتظار کرتا ہے۔ جس نے
اس کے ساتھ اس نے بڑھاپے اور قصہ کو لپیٹ دیا ہے۔ خرابی تمہاری۔
تمہاری اصل پونجی جو تمہاری عمر ہے۔ جاتی رہی ہے۔ اور تمہارے پاس کوئی
بھلائی نہیں۔ تمہاری ساری کمائی کھوٹی ہے۔ تمہارے علاوہ دوسرے مومنوں
کی ساری کمائی گوہر ہے۔ جلدی ہی مومنین کو ان کا پورا حق دیا جائے گا اور
تم پکڑے جاؤ گے اور قید کیے جاؤ گے۔ تمہارے پاس جو موتی ہے وہ قبول
نہ ہو گا بلکہ حق تعالیٰ تو اخلاص کو قبول فرماتے ہیں اور اخلاص تمہارے پاس
نہیں۔ کیا تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نہیں سنا۔ اپنا محاسبہ خود ہی
کرو۔ اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے اور (خود ہی اپنا) وزن کرو۔
اس سے پہلے کہ تمہارا وزن کیا جائے۔ اور اپنے آپ کو بڑی پیشی کے لیے
سنوار لو۔ اس سے پہلے کہ اللہ تعالےٰ اس بات کو جاننے پہچاننے سے انکار
کر دیں۔ کہ وہ اس کے دوستوں میں سے ایک دوست۔ اس کے پیار دل
میں سے ایک پیارا اور اس کی مرادوں میں سے ایک مراد ہے۔ اس کی خلوت
اور جلوت میں ایک فرشتہ مقرر کر دیا جاتا ہے۔ جو اس کے دل کی تربیت کرتا
ہے۔ دلیل کی تربیت کرتا ہے۔ اس کو نیکی کا حکم کرتا ہے اور برائی سے موڑ

دیتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
بارہ میں فرمایا: "یونہی ہوتا ہے تاکہ ہم اس سے برائی اور بے حیائی ہٹالیں۔
بلاشبہ وہی ہمارے برگزیدہ بندوں میں سے ہے۔" اللہ تعالیٰ کا یہ فعل انبیاء و
مرسلین، اولیاء، وصدیقین علیہم السلام کے ساتھ ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کا بچوں کے پاس سے گزر ہوا، جبکہ وہ کھیل رہے تھے۔ تو انہوں نے کہا ہمارے
ساتھ کھیلو۔ اس پر آپ نے فرمایا، سبحان اللہ۔ ہم کھیلنے کے لیے نہیں پیدا
کیے گئے۔ ہم قوم اس قوم کے اقرار ہیں جو بھلائی کا حکم کرتی ہے نہ کہ برائی
کا۔ اس کو دیکھنے کے بعد دلوں سے مل جاتے ہیں۔ سب کے سب گوہر بن جاتے
ہیں۔ مطمئن ہو جاتے ہیں اور رفیق اعلیٰ (برتر فرشتوں) کے ہاں نیک ہو جاتے
ہیں۔ قرآن کا سننا ان کا جا ہی آزار بن جاتا ہے اور اس سے پہلے بھی سنتے تھے۔
باعتبار صورت نہ باعتبار سخن۔ (مومن) زیادہ تر بجز اس اور بے ہودہ بات نہیں
سنتا۔ اس واسطے کہ اس کے نزدیک قرآن دلوں کی زندگی۔ باطن کی صفائی
اور جنت میں حق تعالیٰ کے جوارِ رحمت کی بنیاد ہے۔ مومن مخلوق کو پہچانتا
ہے اس کے لیے ان میں نشانیاں ہیں۔ اس کا دل حساس ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ
کے اس نور کے ذریعہ سے دیکھتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کے دل
میں بسایا ہے۔ نور دلوں کا نور ہوتا ہے۔ طہارت دلوں کی، بھیدوں کی اور
خلوت کی طہارت ہوتی ہے۔ جب تمہارا دل پاک نہ ہو اور تمہاری خلوت
پاک نہ ہو تو تمہاری ظاہری پاکیزگی کیا فائدہ دے گی۔ اگر تم ہر روز ہزار مرتبہ بھی
غسل کرو۔ تمہارے دل کی میل ذرا بھی زائل نہ ہوگی۔

گناہوں کے لیے ایک بدی قسم کی مواخذت ہوتی ہے۔ یہ ان کو معلوم ہے
جو اللہ کے نور سے دیکھتے ہیں لیکن وہ مخلوق سے چھپا لیتے ہیں۔ اور ان

کو رسوا نہیں کرتے۔ بدنصیبی تمہاری۔ تم سست ہو۔ سو بلاشبہ تمہارے ہاتھ کوئی
چیز نہ پڑے گی۔ تمہارے پڑوسیوں، اور تمہارے بھائیوں اور تمہارے
رشتہ داروں نے سفر کیا اور تلاش کیا۔ چنانچہ خزانوں کو جا پایا۔ ایک پیسے
سے دس اور بیس کا فائدہ ہوا اور غنیمتیں لے کر لوٹے اور تم اپنی جگہ ہی بیٹھے
ہو۔ جلدی ہی جو تھوڑا بہت تمہارے پاس میں ہے یہ بھی جائے گا۔ اس کے
بعد تم لوگوں سے مانگو گے۔ کم بختی تمہاری۔ حق تعالیٰ کے راستہ میں محنت کرو۔
اور اس کی تقدیر کے حوالہ نہ کیے رکھو۔ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد نہیں
سنا۔ "اور جنہوں نے ہمارے واسطے محنت کی ہم ان کو اپنی راہیں سمجھا دیں گے۔"
محنت کرو۔ تمہارے پاس وہ ہدایت آئے گی جو نہ آتی تھی۔ اور تجھ اکیلے سے
ضروری ہے۔ کہ نہ آئے۔ تم شروع کرو۔ اور دوسرا آتا ہے اور تمہارا کام پورا
کرے گا۔ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ چنانچہ تم غیر اللہ سے کچھ
مت مانگو۔ کیا تم نے ان کی بات نہیں سنی۔ اپنی پختہ قدیم کلام میں کس طرح
ارشاد فرماتے ہیں۔ "اور ہمارے پاس ہر چیز کے خزانے ہیں اور ہم معیّن
اندازہ پر اتارتے ہیں۔" کیا اس آیت کے بعد بھی کوئی بات باقی ہے۔ اے
دنیا اور پیسے کے چاہنے والے۔ دونوں چیزیں (حقیر) ہیں۔ اور دونوں
اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہیں۔ پس ان کو مخلوق سے مت مانگو۔ اور نہ ان دونوں
کو ان دونوں کے ساتھ شرک کرنے والی دربان اور اپنے اسباب پر اعتماد سے
مانگو۔ اے اللہ! اے مخلوق کے خالق۔ اے مسبب الاسباب۔ ہمیں شرک
کی قید سے چھڑا کر اپنی خالقیت اور اپنے اسباب کے ذریعہ سے خلاصی
دیجئے۔ اور ہمیں دنیا پر اور آخرت میں نیکی دیجئے۔ اور ہمیں آگ کے
عذاب سے بچائیے۔

ستائیسویں مجلس :-

اے اللہ کے بندو، تم دار الحکمت میں ہو۔ ایک واسطہ ضروری ہے
اپنے معبود سے ایک ایسا طبیب مانگو، جو تمہارے دلوں کی بیماریوں کی دوا
کرے۔ ایک ایسا معالج جو تمہارا علاج کرے۔ ایک ایسا راہ دکھانے والا۔
جو تمہیں راہ بتائے۔ اور تمہیں ہاتھوں سے پکڑے۔ اس کے مقربوں، اس کے
عاشقوں اور اس کے قرب کے دربانوں اور اس کے دروازہ پر رہنے والوں سے
نزدیکی چاہو۔ تم تو اپنی جانوں کی خدمت اور نفسانی خواہشوں اور طبیعتوں کی
پیروی پر راضی ہو گئے ہو۔ تم اپنی جانوں کے خوش کرنے اور ان کے دنیا کیلئے
دوڑنے میں کوشش کرتے ہو اور یہ ایک ایسی چیز ہے جو کبھی بھی تمہارے ہاتھ
نہ لگے گی۔ گھڑی بہ گھڑی، روز بہ روز، ماہ بہ ماہ اور سال بہ سال تمہیں موت
آتی ہے۔ پس تمہیں اس کا بھی یارا نہیں ہوتا۔ کہ تم اس سے چھوٹ رہو۔ وہ
تمہاری گھات میں ہے اور تمہیں کوئی خبر نہیں۔ تم اس کے دیکھ لینے سے بچتے
ہو اور وہ تمہارے برابر کھڑی ہے۔ جلدی ہی تمہیں ایک ایسے میدان میں
چھوڑے گی جو میدان تمہارے بدلے اور تمہاری دوسری زندگی کا ہے۔ تم
سے ہر ایک کی روح کوچ کر جائے گی اور اس کا جسم ایک مردہ بکری کے جسم
کی طرح باقی رہ جائے گا۔ کون تم پر رحم کرے گا اور تمہیں مٹی میں گاڑھے گا۔
اس سے پہلے کہ تمہیں زمین کے درندے اور کیڑے کھا جائیں۔ پھر تمہارے گھر
والے اور تمہارے دوست بیٹھیں گے یعنی تمہارے دشمن۔ اپنے کھانے اپنے
پینے اور اپنے آرام میں ہوں گے۔ سو یا تو تمہارے پر رحم کریں گے یا نہ کریں
گے۔ اور رحم تو بہت سے بادشاہوں پر بھی نہیں کیا گیا۔ ان کے دشمنوں نے

ان کو قتل کیا اور جان بوجھ کر کہ ان کو کتے اور کیڑے کھائیں بغیر دفن کیے
جنگلوں میں پھینک دیا۔ کتنا برا ہے وہ بادشاہ جس کا حکم یہاں تک آکر زائل
ہو گیا۔ کتنی اچھی بات کہی ایک بزرگ نے۔ بادشاہ نہیں جس کے بادشاہ
ہونے کو موت زائل کر دے۔ بادشاہ تو وہ بادشاہ ہوتا ہے جس کو موت نہ
آئے۔ تمہارے میں عقلمند وہ ہے جو موت کو یاد کرے اور تقدیر جو بھی کرے
اس پر راضی ہو۔ پس اپنی پسند کی چیز پر شکر کرے اور تقدیر سے راضی ہو جائے۔
اپنی ناپسند چیز پر صبر کرے۔ اپنے دین کے معاملات میں فکر کو مزوں اور لذتوں
کے فکر کا بدلہ بنا دو۔ موت اور اس کے پیچھے کا فکر کرو۔ (جہاں تک نصیبوں
(کا تعلق) ہے اللہ تعالیٰ ان (کو لکھ لکھا کر کب کے ان سے) فارغ ہو چکے ہیں۔
نہ ان میں ذرہ بھر زیادتی ہوتی ہے اور نہ ان میں ذرہ بھر کمی ہوتی ہے۔ جناب
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مخلوق۔ روزی اور عمر (وغیرہ
لکھ لکھا کر کب کے) فارغ ہوئے۔ اور قیامت تک ہونے والی باتوں کو
(لکھ لکھا کر) قلم خشک ہو چکا۔ جو چیز تقسیم کی جا چکی۔ اس کے طلب کرنے میں
مشغول نہ رہو۔ چونکہ یہ مشغولیت کھیل اور حماقت ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے
سارے حالات کی تدبیر کر چکے ہیں۔ اور ان کو ایک معلوم وقت میں ڈھیل
دے چکے ہیں۔ جب تک دل مجاہدہ سے غیر مطمئن رہتا ہے تو نہ وہ اس پر
ایمان لاتا ہے اور نہ ہی لالچ اور للچانا چھوڑتا ہے۔ طمانیت سے پہلے ایمان
رکھتا ہے مگر زبانی دعویٰ ہوتا ہے۔ عقلمند بنو۔ جو میں کہتا ہوں وہ مانگو۔
ایک ایسی تقدیری اور ہونی چیز کے طلب کرنے پر مشغول مت ہو۔ جس کا
تمہارے ہاں ہونا اور اس کے وجود کا ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ تم اس کو
علم الٰہی میں لکھے ہوئے وقت پر اپنی طرف بلاؤ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

سے مروی ہے، اگر بندہ کہے، اے اللہ! مجھے روزی مت دے ۔ اس کا اس کے علی الرغم روزی دینا الوہیت کی طرف سے ضروری فرض ہے اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے آتی ہے۔ مخلوق کے ہاں ان میں سے کوئی چیز نہیں۔ تم توحید سے کہاں (اور کتنے دُور) ہو۔

اے مشرک! تم خلوص سے کہاں ہو۔ اے کدورت والے تم رضا سے کہاں ہو۔ اے ناراض ہونے والے تم صبر سے کہاں ہو۔ مخلوق سے شکایت کرنے والے یہ ہے تمہارا (حال اور مقام) جبل پر تم ہو۔ یہ پہلے گزرے ہوئے نیکوں کا دین مبین ہے۔ مجھے غیرت ہوتی ہے۔ جب مَیں کسی کو اللہ اللہ کہتے سنتا ہوں اور وہ غیر اللہ کو (بھی) دیکھتا ہے۔ اے ذاکر! اللہ تعالےٰ کو ایسے یاد کرو گویا تم اس کے ہاں ہو۔ اور اس کو اپنی زبان سے اور اپنے دل سے غیر اللہ کے ہاں یاد نہ کرو۔ مخلوق کو چھوڑ کر اس کی طرف بھاگو۔ دُنیا، آخرت اور ماسوا کو اپنے دل سے۔ اپنے باطن سے اور اپنے بدن سے نکال دو۔ پھر اپنی ظاہر کی زبان سے (کہو)۔ بدبختی تمہاری۔ تم اللہ اکبر (اللہ سب سے بڑا ہے) کہتے ہو اور جھوٹ کہتے ہو۔ روٹی تمہارے پاس ہے بڑا سالن تمہارے پاس ہے۔ اکسیر اللحم تمہارے پاس ہے۔ بڑی بے پرواہی ہے جو تمہاری زندگی میں تمہارے پاس ہے۔ تمہارے محل کے ارد گرد کا بڑا پہریدار تمہارے پاس ہے تمہارے شہر کا بڑا بادشاہ تمہارے پاس ہے تم ان سے بہت ڈرتے ہو اور ان سے امید رکھتے ہو اور ان کی خوشامد کرتے ہو اور ان کی پردہ پوشی کرتے ہو۔ تمہارے کپڑے تمہیں چھپاتے ہیں اور تمہارا پروردگار ہر بُری بات کو سامنے لے آتا ہے۔ تم اپنی مشکلوں میں ان پر اعتماد کرتے ہوئے اور میرے نفع دینے اور لینے میں تم ان کو دیکھتے ہو۔ اگر تم سے رفاقت کی۔

دین میں مفلس بن جاؤ گے اور مسلمانوں اور مومنوں کے جھانکنے والے نہ بنو۔ دُور والا اس کو چھپاتا ہے اور نزدیک والا اس کو افشار کرتا ہے لیکن مقرب بارگاہ بہت سی چیزوں سے مطلع ہوتا ہے اور ان کو چھپاتا ہے۔ تھوڑی سی بات کرتا ہے مگر وہ بھی بنا بر غلبہ۔ پس پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندوں کی پردہ پوشی کرتی ہے۔ پاک ہے وہ ذات جو اپنی مخلوق کے خواص کو بندوں کے حالات سے مطلع کر دیتی ہے، پھر ان کو حکم کرتی ہے جو ان کی بہت زیادہ پردہ پوشی کر کے ان کو چھپاتے ہیں۔ اے لوگو! جہاں تک ہو سکے۔ دنیا کے فکروں سے فارغ رہو۔ ایسی کسی چیز کی طرف رغبت نہ کرو جو تم کو نزدیکی سے دور کر دے۔ مومن سے اگر ہو سکتا ہے تو اپنے کھانے۔ اپنے پینے۔ اپنے لباس اور اپنی بیوی سے بے رغبتی اختیار کرتا ہے۔ اگر ہو سکتا ہے۔ اپنے دل سے نفسانیت طبیعت اور لذت کو نکال دیتا ہے۔ یہاں تک کہ اپنے پروردگارِ اعلیٰ کے علاوہ کسی کو نہیں چاہتا۔ اپنی زبانوں کو ایسے کلام سے روکو باز رکھو۔ جو تمہارے لیے بے معنی ہو۔ اپنے ربِ جلیل کو کثرت سے یاد کرو۔ اور اپنے گھروں میں لازمی طور پر رہو۔ ضرورت کے سوا نہ نکلو۔ یا ایسے کام کے لیے جو آپ کے لیے لازمی ہو۔ یا جمعہ اور (نماز) باجماعت کے لیے حاضر ہونے کے لیے۔ یا ذکر کی مجلسوں کی حاضری کے لیے۔ تم میں سے جس کو اپنا کام اپنے گھر پر کرنے کی قدرت ہو تو اسے کرنا چاہیئے۔ خرابی تمہاری۔ تم اللہ تعالےٰ کی محبت کا دعویٰ کرتے ہو اور تم اس کا کہا مانتے نہیں۔ محبت تو آخر کار احکام بجا لانے اور منع کی ہوئی چیزوں سے ہٹ جانے، ملی چیزوں پر قانع ہونے اور فیصلہ (خداوندی) پر راضی ہو جانے کے بعد ہی ہُوا کرتی ہے۔ پھر اس سے محبت اس کی نعمتوں کی بنا پر ہوتی ہے پھر اس کو تعبیر کسی بدلہ

کے چاہا جاتا ہے۔ پھر اس کی ذات کا شوق ہوتا ہے۔ محب حق تعالےٰ کو اپنی زبان۔ اپنے اعضاء، اپنے دل اور اپنے باطن کے ساتھ یاد کرتا ہے۔ جب اس کی یاد میں فنا ہو جاتا ہے۔ پھر اللہ یاد کرتا ہے اور اس سے اپنی مخلوق کے سامنے فخر کرتا ہے۔ اور اس کو ان سے ممتاز کر دیتا ہے۔ حق میں حق (ہو جاتا ہے) فنا میں جاتا ہے۔ اوّل۔ آخر۔ ظاہر اور باطن (اپنی حق تعالیٰ کی ذات) باقی رہتی ہے۔ اس سے محبت کا دعویٰ کرتے ہو۔ اور مخلوق کے سامنے اس کی شکایت کرتے ہو۔ تم اس کی محبت میں جھوٹے ہو۔ جو فنا کی حالت میں اس سے محبت کرتا ہے اور فقر کی حالت میں اس کی شکایت کرتا ہے وہ (یقیناً) جھوٹا ہے۔ جب کسی کچے دل پر تنگی آتی ہے۔ اس سے ایمان و یقین پر صبر نہیں آتا۔ آخرکار کفر کا ساتھی ہوتا ہے۔ فقر کی صلاحیت صبر کرنے والے اور پرہیزگاری کرنے والے مومن کے سوا کسی میں نہیں ہوتی۔ اور وہ کس طرح اس پر صبر نہ کرے۔ جبکہ دنیا اس کا جیل خانہ ہے۔ کیا تم نے کسی قیدی کو قید خانہ میں آرام کا طالب دیکھا ہے۔ مومن دنیا سے نکلنے اور اس سے واپسی کی تمنا کرتا ہے۔ اس کے اور اس کے دل کے درمیان دشمنی ہوتی ہے وہ اس کے لیے بھوک۔ پیاس۔ فقر۔ افلاس اور ذلت کی تمنا کرتا ہے۔ یہاں تک کہ یہ اس کی اطاعت کے لیے ہاتھ بٹاتا ہے۔ چنانچہ اس کے لیے فقر بہتر ہوتا ہے اور حکم مان کر صبر کرنے پر قادر ہو جاتا ہے۔ اپنے ضمیر کی حفاظت کرو۔ یہ (ہمیشہ) تمہارے کام کی تعریف (ہی) کرتا ہے۔

کم بختی تمہاری۔ تم میری ارادت کا دعویٰ کرتے ہو۔ پھر مجھ سے چھپتے ہو۔ تم میری ارادت کا دعویٰ کرتے ہو۔ لیکن جلوہ کیسے۔ تم دیواریں (حائل) دیکھتے ہو۔ تم اعمال بغیر اخلاص۔ شروع بغیر تمام۔ ظاہر بغیر باطن۔ مخلوق بغیر خالق۔

دنیا بغیر آخرت کے دیکھتے ہو۔ بغیر علم کے عبادت کی کوشش ہے۔ بہت سے بندے علم کو پکا کیے بغیر اپنی جہالت کے باوجود رات اور دن کوشش کرتے ہیں۔ یہ بات علم پکا کرنے کی ہے۔ تو دراصل علم قضا اور قدر (کے فیصلوں پر) بغیر (علم) شریعت کی گفتگو ہوتی ہے۔ جو اس کو زندیق بنا دیتی ہے۔ اور اسی لیے کہا گیا ہے۔ ہر وہ حقیقت جس کی شریعت شہادت نہ دے۔ سو وہ زندقہ ہے۔ اس حکم کی بنیاد کلام ہے۔ اس کے بعد حکم پکا ہوتا ہے۔ استغفار اور توبہ کثرت سے کرو۔ اس واسطے کہ دنیا اور آخرت کے کاموں کے لیے یہ دو بڑی حقیقتیں ہیں اور اسی لیے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم کو استغفار کا حکم کیا۔ اور اس کے جواب میں ان سے مغفرت کا اور ان کے لیے دنیا کے مسخر ہونے کا اور ان کا ان کی خدمت کے لیے کھڑا ہونے کا وعدہ دیا۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ کا وعدہ نقل کرتے ہوئے اپنی قوم کو فرمایا۔

"اپنے پروردگار سے اپنے گناہ بخشواؤ۔ بے شک وہی بخشنے والا ہے۔ تمہارے پر آسمان کی دھاریں چھوڑ دے گا۔ تمہیں مال اور بیٹوں سے بڑھا دے گا۔ اور تمہارے لیے باغ بنا دے گا اور تمہارے لیے نہریں بنا دے گا۔"

اپنے گناہوں سے توبہ کرو۔ اور اپنے اس شرک سے باز آؤ جو تم کر رہے ہو۔ تاکہ تمہیں وہ سب کچھ دے۔ جو تم دنیا اور آخرت کے معاملات میں چاہتے ہو۔ تم نے اس طرح گناہ کیا ہے جس طرح تمہارے باپ، حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا تھا۔ تم دونوں (حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما الصلوٰۃ والسلام) کو اس کے کھانے (محض) اس لیے منع کیا تھا۔ کہ کہیں اس کے نتیجہ میں ان کو دُوری نہ نصیب ہو۔ ان کو کرامت کے حصّہ سے عاری کر دیا۔ اور دونوں کو برہنہ کر چھوڑا۔ پھر دونوں زمین پر اترے۔ اور سب بدلہ معصیت اور مخالفت کی بنا پر ہُوا۔

پھر معصیت نے ان کے بدنوں میں پرورش پائی اور ان دونوں کو دور کر دیا۔ پھر ان دونوں کو اللہ تعالیٰ نے توبہ اور استغفار کی تلقین کی۔ سو دونوں نے توبہ کی اور اپنے گناہوں کی معافی چاہی۔ پس وہ ان دونوں پر مہربان ہُوا اور دونوں کو بخش دیا۔ میرا دشمن اور دوست میرے نزدیک برابر ہیں۔ روئے زمین پر نہ میرا کوئی دوست باقی ہے اور نہ دشمن۔ اور یہ اس صورت میں ہے کہ توحید کی صحبت اختیار کرے۔ اور مخلوق کو عاجزی کی نظر سے دیکھا جائے۔ اور جو اللہ تعالیٰ سے ڈرا سو۔ وہ میرا دوست ہے۔ اور جس نے اس کی نافرمانی کی سو وہ میرا دشمن ہے۔ اے اللہ! آپ میرے لیے یہ ثابت کردیں اور مجھے اس پر ثابت قدم رکھیے۔ اس کو افتاد کے بجائے بخشش بنا دیں۔ آپ کو معلوم ہے۔ کہ میں آپ کے دین کی رسیوں اور آپ کی ارادت کی رسیوں کو بٹ لگاتا ہوں۔ اور میں آپ کے خادموں کا خادم ہوں۔ اور آپ کی خوشنودی چاہتے ہوئے آپ کے ماسوا سے بے رغبتی اختیار کرنے والوں کا خادم ہوں۔

بدنصیبی تمہاری اے مالدار۔ یہ مت خیال کرو کہ مالدار کا شکر کرنا الحمد للہ رب العالمین کہہ دینا ہے۔ اور بس اور بلاشبہ اس کا شکر یہ یہ ہے کہ اس میں سے کچھ مقدار سے فقیروں سے غمخواری کرے۔ اگر تم نے فرض زکوٰۃ کو ادا کر دیا۔ یا پھر جہاں تک ممکن ہوتا ان سے غمخواری کرتا۔ اور ان کو بلا احسان دیتا۔ چونکہ احسان تو یہ ہے کہ تم نے بلا احسان دیا ہوتا۔ ورنہ تو نہ دیا ہوتا۔ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں سنا۔ " اے ایمان والو! اپنے صدقوں کو احسان اور تکلیف سے باطل نہ کرو۔" ان کا باطل ہونا یہ ہے کہ ان کا ثواب باقی نہ رہے۔ پس احسان جتانے والا کوئے میں پڑا۔ اس کے لیے کوئی ثواب نہیں اور اس کا دل سیاہ ہوتا ہے۔ اس واسطے کہ احسان جتانا شرک ہے۔ مومن دیتا ہے اور

احسان نہیں جتاتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے۔ اس کے اس کو توفیق دینے پر۔ بنا پر۔ اعتقاد رکھتا ہے کہ جو کچھ اس کے ہاتھ میں ہے یہ سب اس نے اس کو دیا ہے۔ اور وہی ہے جو اس سے چھین لے اور اس کے علاوہ دوسرے کو دے دے۔ اے مالدار۔ فقیروں پر وسعت کرنے والے۔ اپنی مالداری سے دھوکہ مت کھاؤ۔ اور نہ اس پر فخر کرو۔ اور نہ اس سے فقیروں کے مقابلہ میں غرور کرو۔ چونکہ یہ تمہاری تنگدستی کا باعث ہوگا۔ اور تم اے نوجوانو! اپنی جوانی اور طاقت پر فقیروں کے مقابلہ میں غرور نہ کرو۔ اور اس سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے لیے مدد نہ چاہو۔ تمہارے جسم تمہارا دین ہیں وہ ایک درندہ تمہارے دین، تمہاری حاجت اور تمہاری مالداری کا گوشت کھاتا ہے۔ ایک بزرگ نے کیا ہی اچھا کہا ہے کہ جب تمہیں کوئی نعمت حاصل ہو تو اس کی حفاظت کرو۔ اس واسطے کہ نافرمانیاں نعمتوں پر ہی نازل ہوتی ہیں۔ میرے پاس نیک خیال لے کر اور تہمتوں کو زائل کر کے حاضر ہُوا کرو اور جب اپنے گھروں کو لوٹا کرو تو اس بات پر دھیان دیا کرو اور اس کو بھلاؤ مت۔ موت اور اس کے بعد کی چیزوں کو یاد کرو۔ روزہ لازمی رکھو۔ اس واسطے کہ یہ دل کو روشن کرتا ہے بخصوصاً جب تمہاری افطاری حلال کی ہو۔ کوئی چیز خرچ کیے بغیر کوئی چیز بھی تمہارے ہاتھ نہ لگے گی۔ حکیم اور عالم لوگ اس بات پر متفق ہوتے ہیں کہ آرام آرام چھوڑ کر ہی حاصل ہوتا ہے۔ تحقیقی طور پر آپ کے تمہارے سامنے چالیس سال تک رہے اور سجدہ کے علاوہ نہیں سوئے۔ اور آپ کا سجدہ کرنا ہی آپ کا بستر۔ لحاف اور آپ کا تکیہ تھا۔ یہ حالت اس کی ہوتی ہے جس کو دنیا سے بے رغبتی اور آخرت سے رغبت ہو جائے۔ اور موت اور بیان سے ڈرے۔ اور جس کو قدرت ہوتی ہے مخلوق اور ان کے

ہاتھوں کی چیزوں سے بے رغبتی اور خالق سے رغبت کرتا ہے۔ اور جو اس کے
پاس ہوتا ہے اس کو پہچان لیتا ہے اور اس کو اور اس کے بندے کو پہچان لیتا
ہے۔ اور اس بارہ میں اپنی جان سے محنت کرتا ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کو پہچان
لیتا ہے اس سے محبت کرتا ہے۔ اور جو محبت کرتا ہے وہ موافقت کرتا ہے۔

تم اس دنیا کو کیا کرو گے۔ اگر سامنے آئے تو مشغول ہو اور اگر پشت پر آئے
تو نقصان اٹھاؤ۔ اگر تم اس سے بھوکے ہو تو کمزور ہو جاؤ۔ اور اگر اس سے سیر
ہو جاؤ تو بھاری ہو جاؤ۔ اس کو چاہو جو اپنی محبت میں تمہارے میں سے ایک ہو۔
مرضوں، بیماریوں، غموں اور فکروں پر کوئی بھلائی نہیں۔ مگر اس کے لیے جس نے
ان کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں خرچ کیا بنفس جاہل ہے۔ سو اس کو ادب کا طریقہ
سکھاؤ۔ سو ایسا ادب سکھاؤ جس سے یہ بیماری اور دوا کے درمیان، حلال اور
حرام کے درمیان۔ اچھی اور خراب کے درمیان فرق کر سکے۔ جھگڑا ختم نہیں ہوتا۔
اس کو لذتوں اور مزوں سے ایک لقمہ نہ دو۔ اس کے حق سے زیادہ اس کو نہ دو۔
صحت کے لیے یہی بہتر ہے۔ جب اس سے مطمئن ہو جائے تو اس کو زمین کے
گھاس پھوس کی طرف لے جاؤ۔ یہاں تک کہ اس کی تمام آرزو یہ ہو کہ تم اس کو
روٹی پر بٹھاؤ۔ اور جب اس پر مطمئن ہو جائے (تو سمجھو) اطمینان اور سکون ہو گیا۔
دیا جائے۔ اس کے نصیبے آئیں گے۔ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کا لکھا آچکا
ہے۔ اپنے آپ کو مارو۔ بے شک اللہ آپ کے ساتھ مہربان ہیں۔ حکم ہو گا۔
"اے چین پکڑنے والے جی۔ اپنے پروردگار کی طرف پھر چلو۔ تم اس سے راضی
وہ تمہارے سے راضی" اس کے لیے اس کے نصیبے ظاہر ہو جائیں گے۔ پہلا علم تمہارے
لیے پورا کرنے کا اس کو حکم کرے گا۔ تو اس کے نصیبے اس کے جماؤ کے ساتھ پورے
کر دیئے جائیں گے۔ تو اس وقت اس سے بے رغبتی صحیح ہو جائے گی۔ اس سے یہ

نہ ہو گا کہ اس سے اس کو بھلا دے۔ تو یہ کھانا انشراح صدر اور اس میں پہنچنے
اور دلی صفائی کا سبب بنے گی۔ تو اس کا اس سے رکنا مریضوں کی طرح ہے۔
جیسا کہ طبیب اس کو کھانا اور غذا سے منع کر دیتا ہے جو کھانے اور پینے کی چیزوں
سے بہتر ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ عافیت نصیب ہو۔ پھر اس کو کھانا کھانے کا حکم
کرتا ہے اور ایک کھانا سے دوسرے کھانے کی طرف منتقل کرتا ہے۔ سو اس کا
کھانا کھانا اس کے لیے دوا اور اس کے بدن میں طاقت کی زیادتی کا (باعث)
بن جاتا ہے۔ اور اسی طرح سے یہ زاہد۔ آخر کار قسم قسم کھانوں کا کھانا اس کی
دین کی عافیت اور اس کے دل اور باطن کی روشنی کا باعث بن جاتا ہے۔
اے اللہ! ہمیں اپنے ماسوائے بے رغبتی کرنے والا اور سب حالات میں اپنی
طرف رجوع کرنے والا بنائیے۔ اور ہمیں دنیا میں اور آخرت میں نیکی دیجئے۔
اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائیے۔

اٹھائیسویں مجلس :-

بے شک اللہ کے ہاں پسندیدہ دین اسلام ہے۔ اسلام کی حقیقت
استسلام ہے۔ تمہیں چاہیئے۔ پہلے اسلام کی تحقیق کرو۔ پھر استسلام کی۔ اپنے
ظاہر کو اسلام سے صاف کرو۔ اور باطن کو استسلام سے صاف کرو۔ اپنی جانوں
کو اپنے پروردگار اعلیٰ کے حوالہ کر دو۔ اور اپنے بارہ میں اس کی تدبیر سے
راضی ہو جاؤ۔ اپنی قدرت کو اس قدرت کے لیے چھوڑ دو۔ جس کا تمہارے
پروردگار نے حکم کیا ہے۔ جو کچھ بھی تقدیر تمہارے لیے کر دے وہ سب اپنے
ہاں مقبول ہی رکھو۔ تمہارے پروردگار تم سے زیادہ جانتا ہے۔ اس کی بات
سے مانوس ہو کر راضی ہو جاؤ۔ اور اس کے اوامر اور نواہی کا قبول کے

ہاتھوں استقبال کرو۔ تمہیں جو بھی تکلیف دے۔ اس کا اپنے دلوں سے استقبال کرو۔ اس کو اپنا طریقہ اور اوڑھنا بچھونا بنالو۔ وہ دن آنے سے پہلے اپنی زندگی کو غنیمت سمجھو جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے رکنا نہیں۔ اور وہ قیامت کے دن ہے۔ اپنی آرزوؤں کو کوتاہ کرو۔ چونکہ کسی نے آرزوؤں کو کوتاہ کیے بغیر فلاح نہیں پائی۔ دنیا کے بارہ میں لالچ کو کم کرو۔ اور چونکہ تمہارے نصیبے تمہیں مل کر رہیں گے۔ اگرچہ تم لالچ نہ کرو۔ اور دنیا سے جو کچھ تمہارے لیے ہے اس کو پورا کرنے کے بعد ہی نکلو گے۔ افسوس تمہارے لالچ پر۔ نفس اور نفسانی خواہش کو چھوڑو۔ تمہیں موت سے چھٹکارا نہیں۔ موت پر زور نہیں۔ تم کہیں کا رخ کرو اور کسی بھی طرح پلٹو۔ وہ تمہارے آگے ہے اور تمہاری وارث ہے۔ تمہارے لیے قیامت کا دن کیا ہے۔ سو تمہاری موت کے دن خاص طور تمہارے حق میں اس کا قائم ہونا ہے۔ اور قیامت کا دن تمہارے حق میں اور دوسروں کے حق میں عام ہے۔ تمہاری پہلی قیامت تمہیں دوسری قیامت دکھائے گی۔ جب تم ملک الموت علیہ السلام اور اسی طرح اس کے ساتھیوں کو اپنی طرف ہنسی و خوشی کے ساتھ آتا دیکھو۔ اور تجھ پر سلامتی بھیجیں اور تمہاری روح اس طرح نکالیں جس طرح انہوں نے انبیاء۔ شہداء اور صالحین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی روحیں نکالیں۔ تو تم قیامت میں خیر کی خوشخبری لو۔ پہلا دن تمہیں دوسرا دن دکھائے گا۔

اس کو چھوڑو۔ اگر تم نے اچھائی دیکھی تو اچھا ہی ہوگا۔ اور اگر تم نے برائی دیکھی تو برا ہی ہوگا۔ ملک الموت علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئے اور حال یہ کہ ان کے ہاتھ میں سیب تھا۔ اس کو انہوں ان کو سنگھایا۔ اور اسی سنگھانے میں روح لی۔ اور اس طرح ہر ایک اللہ تعالیٰ

کے ہاں قریبی درجہ والا کی روح بڑی آسانی سے اور بڑی اچھی حالت میں نکالتا ہے۔ آپ سے اور اپنے ارادے سے مرنے سے پہلے ہی مرجاؤ۔ موت کو زیادہ یاد کرو۔ اور اس کے آنے سے پہلے اس کے لیے تیار ہوجاؤ۔ اور اپنے مرنے سے پہلے (اچھے اور نیک اعمال) آگے بھیجو۔ تمہارے پر موت آسان ہو جائے گی۔ تمہارے لیے کوئی بوجھ اور بے چینی باقی نہ رہے گی۔ موت کے دن کا اور قیامت کے دن کا آنا لابدی ہے۔ پس دونوں کا انتظار کرو۔ یہ دونوں دن ایسے کام کے لیے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو بتا دیا۔ عقل سیکھو۔ نہ تمہیں دل والا دیکھتا ہے اور نہ دل میں کوئی معرفت۔ کم یقینی تمہاری۔ زہد کا دعویٰ کرتے ہو اور زاہدوں والے کپڑے پہنتے ہو اور پھر بادشاہوں اور امیروں کے دروازہ پر جاتے ہو۔ جو دنیا کے بیٹے ہیں۔ پس تم اپنے دل کو دنیا طلب کرنے اور دنیا والوں کی تمنا کرنے سے موڑ لو۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو کوئی چراگاہ کے اردگرد گھوما۔ اس سے خدشہ ہے کہ کہیں اس میں گر نہ جائے۔ دنیا کی مصروفیت تو محض اللہ تعالیٰ کے بندوں کی راہ کاٹ دینے کے لیے ہے اور ان کو مسخر کرنے کے لیے ہے اور ان کی عقل چھین لینے کے لیے ہے۔

یہ (قاعدہ) الا ماشاء اللہ سب کے حق میں عام ہے۔ گنتی کے لوگ ہوتے ہیں جن کے دلوں اور کاموں کا اللہ مالک ہوتا ہے۔ ان کی خلوت اور جلوت میں حفاظت کرتا ہے۔ اور ان کے کھانے۔ ان کے پینے۔ اور ان کے پہننے کو اپنے دستِ قدرت سے صاف کر دیتا ہے۔ اللہ والوں نے تو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی چیزوں پر عمل کیا چنانچہ بھیجنے والا راضی ہوگیا۔ اور ان سے دوستی کی اور ان سے محبت کی۔ گھر خریدنے سے پہلے پڑوسی

اور راستہ چلنے سے پہلے ساتھی تلاش کرو۔ یہ بڑی سی قربِ خداوندی اور اس
کی معرفت اور اس پر ایمان و توکل اور اس کے وعدہ کے وثوق کے سوا کون
ہے۔ سو ان کے دل سمجھ گئے۔ جس پر دنیا کے گھر کے اور آخرت کے گھر
کھول دیئے گئے اور وہ گوشہ میں کھڑے ہو گئے۔ اے غافلو! یہ ہے جس کو
مَیں نے کھول کر بیان کر دیا ہے۔ یہ بات عمل اور اس میں غوطہ مارے بغیر
نہیں ہو سکتی۔ کبھی ہاتھ پاؤں سے کبھی دل سے۔ کبھی کہنے سے اور پھر کبھی کرنے
سے۔ کبھی بولنے سے پھر کبھی گونگا ہو جانے سے۔ کبھی عمل کرو اور کبھی ترکِ طلب
عمل کرو۔ شرم کرو۔ اور ہر ناحق عمل کو لپیٹ دو۔

جب یہ بات پوری ہو گی، تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تحریک ہو گی، اسے
فرمائے گا، حرکت کرو۔ آگے بڑھو اور اپنی آنکھ کھولو۔ اور اپنی ظاہری اور باطنی
آنکھوں سے دیکھو۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس آیا ہے۔ اس طور
سے اللہ والے ہمیشہ عاجزی وانکساری ظاہر کرتے ہیں اور اسی حال میں رہتے
ہیں۔ یہاں تک وہ جس کے لیے انہوں نے عاجزی کی ان کو اٹھاتا ہے۔ مومن
جو کچھ اس کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ اس کو نکالنے اور اس کو قربان کرنے کی کوشش
کرتا ہے۔ اس واسطے کہ وہ جانتا ہے کہ وہ اس کا محب ہے۔ اس کی ضرورت
کے وقت اس کو پرہیزگاری سے پاتا ہے اور جو کچھ صفائی سے وہ پاتا ہے وہ
کاٹتا نہیں۔ اور بہت سی چیزیں چھوڑ دیتا ہے۔ یہاں تک کہ ایک ایسی چیز
پاتا ہے جس کا اصل اور فرع کو پہچانتا ہے۔ ہر بات کے لیے ایک حجت کام
میں لاتا ہے جس کو اپنے ہاتھوں سے نکالتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں اس کے
باپ اور اس کی ماں کی وراثت ہے۔ بقول علماء اس کو پرہیزگاری کے ہاتھ
کے بغیر کھایا۔ چنانچہ اس کو فقیروں اور حاجت مندوں کی طرف نکالتا ہے۔

اسے وہ جو ارادت چھوڑتا ہے۔ تیری ارادت پختہ ہی نہیں ہوئی۔ اور تیرے
لیے ایک چیز ہے۔ جو تیری مراد کو چھپاتی ہے۔ مجھے کتنا ہے اور نہ میرے لیے
دولت ہے۔ محب کے بارے محبوب کو اعتبار سے، نہ مال ہوتا ہے نہ اسباب
نہ خزانہ، نہ ارادت اور نہ گھر۔ سب کچھ اس کی مراد اور اس کے محبوب کے لیے
ہوتا ہے۔ محب اپنے محبوب کے سامنے مقبوضہ غلام حقیر ہوتا ہے۔ اور غلام
اور جو کچھ یہ رکھتا ہے۔ اس کے آقا کے لیے ہی ہوتا ہے۔ جب محب کی جانب
سے محبوب کے لیے سپردگی مکمل ہو جاتی ہے۔ تو محب کو وہ چیز سپرد کرتا ہے جو
اس کے سپرد کی گئی تھی۔ اور خود کو اس کے حوالے کر دیتا ہے۔ معاملہ بالکل الٹ
ہو جاتا ہے۔ غلام آزاد بن جاتا ہے۔ حقیر عزیز۔ بعید قریب اور محب محبوب
بن جاتا ہے۔ جب مجنوں نے صبر کیا، تو لیلیٰ مجنوں بن گئی اور مجنوں لیلیٰ ہو گیا۔
جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت کی بنا پر صبر کرتا ہے اور اس میں سچا ہوتا ہے اور
اس کی مصیبتوں کی بنا پر اس کے دروازہ سے بھاگتا نہیں۔ اور ان سے سچے
دل سے ملتا ہے۔ تو وہ محبوب مراد بن جاتا ہے۔ جس نے اس کو چکھ لیا سو
اس نے اس کو پہچان لیا۔ یہ چیز بناوٹ سے نہیں آتی۔ یہ ایسی چیز ہے جو ساری
مخلوق کی سمجھ سے بالا ہے۔ ان میں گنتی کے لوگ ہیں جو اپنے لیے مخلوق کو
ایک برابر سمجھتے ہیں۔ محبت سے پیش آتے ہیں۔ معمولی اشارہ سے باز آجاتے
ہیں۔ ادب سیکھتے ہیں اور وہ کام کرتے ہیں جو ان سے چاہا جاتا ہے۔

اے لوگو! ایمان پیدا کرو۔ اور اس کے لیے اپنی پوری کوشش کرو۔ بعض
مجاہدات کرو۔ ان کو ایمان کی کھونٹے کے حوالہ کرو۔ یہ دودھ پیتے بچھڑے ہیں۔
تمہارے دل نہ راضی ہونے والے اور کام نہ کرنے والے غرور اور بڑائی سے
بھرے ہیں۔ ان میں اللہ کی راہ نہیں۔ اور میرے لیے تو یہ ساری راہ مٹنے اور

فنا ہونے کی ہے۔ شروع میں ایمان کی کمزوری کی حالت میں لا الہ الا اللہ
اور آخر میں ایمان کی مضبوطی کے وقت لا الہ الا انت۔ چونکہ ایک حاضر موجود
کو مخاطب کرتا ہے۔ امر باطنی ہے۔ بھید میں بھید ہے۔ لپٹوں میں سے ایک
لپٹ ہے۔ اس واسطے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہارے زمانہ کے
دنوں میں ایک لپٹ ہے۔ سو اس کے سامنے پیش ہو۔ اے منافق! تمہیں
مناسب ہے۔ جو میں کہتا ہوں۔ نہ کرو۔ چونکہ تم اس معاملہ میں مجھ کو جھٹلانے
والے ہو۔ اور اگر تم چاہتے ہو۔ کہ جو میں کہتا ہوں۔ وہ تم کرو۔ پھر اپنے نفاق
سے توبہ کرو۔ اپنے عمل میں اخلاص اختیار کرو۔ اور اپنے دین میں اور ماسوائے
بے رغبتی اختیار کرو۔ تمہارے لیے یہ معاملہ مراد ہے۔ اور اس کے لیے شہادت
ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی آخر یہ ہے کہ
اس کے نزدیک پتھر اور مٹی برابر ہو جائیں۔ اور پتھر سے میری مراد سونا ہے جو
مخلوق کا محبوب اور ان کی مراد ہے۔

اے صاحبزادے! پکا ارادہ کرو۔ میں تمہارے لیے ہدایت دیکھتا ہوں۔
اور اس کی کوئی انتہا نہیں۔ نہ تم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
والی بات میں پکے ہو۔ نہ ہی اس کی شرطوں پر قائم ہو۔ اور نہ تم خواص میں
سے ہو۔ تاکہ پتھر اور مٹی تمہارے نزدیک برابر ہو جائے۔ پھر تم کیا چیز ہو۔ ہم
تمہیں کس طرح یاد اور شمار کریں۔ جبکہ نہ تم پہلے ہو نہ ہی دوسرے ہو۔ تم مجھ سے
اپنی تعریف ایسی چیز میں چاہتے ہو۔ جو تمہارے میں نہیں۔ تاکہ تمہارا دل خوش ہو
جائے۔ اور تم مجھ سے راضی ہو جاؤ۔ اور تم مجھے ہدایت کرتے ہو۔ تمہارے
لیے کوئی بزرگی نہیں ہے۔ میں سچ کہتا ہوں۔ اور میں کسی ملامت کرنے والے کی
ملامت سے نہیں ڈرتا ہوں۔ میں تو اس وقت کی یاد میں ہوں۔ جو مخلوق اور

خالق کے درمیان ہے۔ جو نہ کرنے اور کرنے کے درمیان ہے۔ جو ضبط نہ کرنے
اور ضبط کرنے کے درمیان ہے۔ تم جاہل ہو۔ خرابی تمہاری۔ مجھ سے دشمنی نہ کرو۔
کہیں تباہ ہو جاؤ۔ ان لوگوں میں سے مت بنو۔ جو جس چیز کو نہیں جانتے اس سے
دشمنی کرتے ہیں۔ تم اس کو نہیں جانتے۔ چنانچہ میرے سے دشمنی کرتے ہو۔ کوئی
فکر نہیں تمہاری دشمنی تمہارے سے بے وقوفی کرے گی۔ اگر تمہیں اللہ کی طرف
سے کوئی برائی یا کوئی مصیبت پہنچے۔ تو اسے دور کرنے کی اس کے سوا کسے سکت
ہے۔ چنانچہ تم اپنے ہی ایسے عاجز کو یہ مت کہو کہ مجھ پر پڑی مصیبت کو مجھ سے
دور کر دے۔ جب تمہیں مخلوق کی طرف سے کوئی بیماری یا تکلیف پہنچے یا تمہارا
مال یا تمہاری چیز چھین لے تو اس کو چھڑانے والا اس کے سوا کوئی نہیں۔ جب
تمہیں مال کا ٹوٹا۔ پیٹ کا فاقہ اور پڑوسیوں اور بھائیوں کی دُوری پیش آئے۔
یہاں تک کہ تمہیں ایک ذرہ تک نہ دیں۔ کوئی بوجھ نہ اٹھائیں اور دنیا تمہارے
پر باوجود اپنی فراخی کے تنگ ہو جائے۔ تو تم دل میں گرہ دے لو۔ کہ یہ سب کچھ
اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اور اس کو دور کرنے والا اس کے سوا کوئی نہیں۔
اور اس کو اٹھانے والا کوئی نہیں۔ مگر وہی۔ جس نے اس کو رکھا۔ وہی ہے۔ جس
نے تمہارے پر اس کو ڈالا۔ وہی ہے۔ جس نے تمہیں یہ کپڑا پہنایا۔ اور وہی ہے
جو نکالے۔ عقل سیکھو۔ مخلوق اور اسباب کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ سب ارباب کو
چھوڑ کر ایک ہی رب بنا لو۔ وہی ہے۔ تسخیر کرنے والے۔ وہی ہے۔ قبضہ جمانے
والے۔ کرنے والا۔ وہی ہے۔ رفع کرنے والا۔ وہی ہے۔ کام کرنے والا۔ اس
کا لکھا ہو کر رہتا ہے۔ اور اس کے ہاتھ میں مرض ہے۔ جو آ کر تمہاری عافیت کے
دروازہ کو کھٹکھٹاتا ہے۔ اس کا لکھا ہو کر رہتا ہے۔ اور اسی کے ہاتھ میں
تنگی ہے۔ جو آ کر تمہاری فراخی کے دروازہ کو کھٹکھٹاتی ہے۔ اس کا لکھا ہو کر

رہتا ہے۔ اور اسی کے ہاتھ میں غم ہے۔ جو آکر تمہارے خوشی کے دروازے
کو کھٹکھٹاتا ہے۔ اسی کا لکھا ہو کر رہتا ہے۔ اور اسی کے ہاتھ میں خوف
ہے۔ جو آکر تمہارے امن کے دروازہ کو کھٹکھٹاتا ہے۔ یہ سب اسی کی طرف
سے ہے۔ اور اس کو دور کرنے والا اس کے سوا کوئی نہیں ہے۔ دنیا مومن
کا قید خانہ ہے۔ جب اس میں آتا ہے۔ اپنے پاؤں نہیں پسارتا، اور معرفت
کے حل کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ قید خانہ کی دیواریں دور ہوتی ہیں اور اس
کے سامنے اس کے دل کی وسعت میں دروازے کھل جاتے ہیں۔ چنانچہ وہ
علم الٰہی کی طرف پرواز کر کے وہاں کی روحوں سے جا ملتا ہے۔ یہ تمہاری عقل
سے بالا ہے۔ اللہ والوں کے دل اور ان کی روحیں دنیا میں اللہ کے فضل
کے خوان سے اس طرح کھاتی ہیں جس طرح شہیدوں کی روحیں جنت میں
کھاتی ہیں۔ یہاں آکر مخلوق سے بے نیاز ہوتے ہیں۔ یہاں آکر دل کے مالک
ہوتے ہیں۔ چنانچہ وہ دنیا میں بادشاہ ہوتے ہیں۔ اور آخرت میں بادشاہ ہوتے
ہیں۔ دنیا میں سردار ہوتے ہیں اور آخرت میں سردار ہوتے ہیں۔ اے جاہل!
اے منافق! اے روپیہ پیسے کے بندے۔ اے مخلوق کی تعریف وستائش
سے خوش ہونے والے۔ تم تعریف وستائش اور داد وعیش کے بندے ہو
اگر تم کو عقل ہوتی۔ تو اپنے دل پر انا للہ وانا الیہ راجعون۔ لاحول ولا قوۃ
الا باللہ العلی العظیم لکھتے۔ اے اللہ! ہمیں اپنی بندگی کی تحقیق اور اطاعت
کی تصدیق نصیب فرمائیے۔ اے اللہ ہمیں دنیا میں اور آخرت میں نیکی دیجئے
اور ہمیں دوزخ کی آگ سے بچائیے۔

انتیسویں مجلس:

سچے کے لیے کوئی حد نہیں ہوتی۔ وہ بڑھتا ہی جاتا ہے۔ اس کے لیے
سینہ ہوتا ہے بغیر نسبت۔ وہ سچائی پر جما رہتا ہے یہاں تک کہ اس کا ذرہ
پہاڑ۔ اس کا قطرہ سمندر۔ اور اس کا تھوڑا زیادہ۔ اس کا چراغ سورج اور
اس کا چھلکا مغز بن جاتا ہے۔ جب تم کسی سچے کو پا لینے میں کامیاب ہو جاؤ
تو اسے پکڑے رکھو۔ جس کے پاس تمہارے درد کی دوا ہے۔ جب تم کسی ایسے
کو پا لینے میں کامیاب ہو جاؤ۔ جو تمہیں درج ذیل شدہ چیزیں بتائے۔ تو اسے
پکڑے رکھو۔ تمہارے لیے حق تو یہ ہے۔ کہ تم ان کو پہچانتے نہیں۔ چونکہ وہ گنتی
کے لوگ ہوتے ہیں۔ چھلکا اور مغز۔ تھوڑے چھلکوں والا۔ اور مغز بادشاہوں
کے خزانوں میں ہوتا ہے۔ پر وہ دل جو دنیا۔ مزوں اور لذتوں سے بھرا ہے۔
وہ چھلکا ہے۔ محض دنیا ہی کے قابل ہے۔ جب تم اپنے دل میں مخلوق سے
کچھ بھی دیکھو۔ تو تم سزا پانے والے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "میں نے جنوں
اور انسانوں کو محض اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ میں ان سے یہ نہیں
چاہتا کہ وہ مجھے کھلائیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ رزق دینے والے بڑی طاقت
والے مضبوط ہیں"۔ تم میں سے اکثر پردہ میں ہیں۔ اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں
اور ان کے پاس کچھ بھی حقیقت نہیں۔ کم بختی تمہاری۔ اسلام کا نام یہی ہے۔
پس تم خیال کرو۔ بغیر باطن ظاہری شرطوں کا جاننا تمہیں فائدہ نہ دے گا۔
تمہارا عمل کسی چیز کے بھی برابر ہے۔

ظاہر تمہارا محراب میں ہے اور باطن تمہارا ظاہر طور پر تمہارے ظاہر سے
ریاکاری اور منافقت کرتا ہے۔ تم چلتے ہو۔ اور باطن تمہارا حرام سے پُر ہے۔

یہ تمہارے جسم کی عبادت ہے۔ سو شروع کرو۔ اور بظاہر تمہارے سے سزا
ساقط ہو جائے گی۔ اس واسطے کہ تمہارے سے کوئی چیز ظاہر نہیں ہوتی۔ جو اس
کی مخالفت کرے اور علم تو تمہارے لیے مشقت اور سزا کا حکم کرتا ہے۔ مَیں نے
تمہیں دیکھ لیا ہے۔ کہ آج تم سزا سے چھوٹ گئے۔ کل تمہیں سزا سے کون چھڑائے
گا۔ مَیں نے تمہیں دیکھ لیا ہے کہ تم شریعت والوں کے نزدیک تو چھپ گئے۔ مگر
تم ان علم والوں کے ہاں کیسے چھپو گے۔ جو اللہ تعالےٰ کے نور سے دیکھتے ہیں۔
اور حق تعالیٰ کو ان نشانیوں سے پہچانتے ہیں جو ان کے پاس ہیں۔ عوام کے
نزدیک تم نماز پڑھنے والے۔ روزہ رکھنے والے۔ کہا ماننے والے۔ پاکیزگی اختیار
کرنے والے۔ حج کرنے والے۔ پرہیزگاری اختیار کرنے والے۔ اللہ سے ڈرنے
والے اور عبادت کرنے والے ہو۔ اور اہلِ علم کے نزدیک تم منافق۔ جھوٹے اور
جہنمی ہو۔ جب تم ان کے ہاں جاتے ہو تو وہ تمہارا گھر یعنی تمہارے دین کا گھر گرتا
دیکھتے ہیں۔ تم نفاق کا اثر اپنے چہرہ پر دیکھتے ہو۔ وہ تمہیں تمہاری پیشانی سے
پہچان لیتے ہیں۔ لیکن وہ بولتے نہیں۔ قربِ حق نے ان کے منہ پر مہر لگا دی
ہے اور اس کے پردہ نے ان کی زبانوں کو بند کیا ہُوا ہے۔ اور اس کے کرم
اور حلم کی زبان ان کو منع کرتی ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو ان کے سارے راز
فاش ہو گئے ہوتے۔ اے منافقو! اسلام ثابت کرو۔ تاکہ تمہیں ایمان، ایقان
معرفت۔ (اللہ سے) سرگوشی اور گفتگو نصیب ہو۔ عقل سیکھو۔ معانی کے بغیر
محض صورتوں پر راضی نہ ہو جاؤ۔ عمل کرو۔ اخلاص اختیار کرو۔ اور تمہیں عالموں
سے علم حاصل کرنے میں اخلاص ہوتا ہے۔ اس پر عمل کرنا خدمتگزاری ہے۔
جس نے عاجزی کی بلندی پائی۔ تم خدمت کرو۔ تم بلاشبہ سردار بن جاؤ گے۔
کیا تم نے نہیں سنا۔ کہ قوم کا سردار ان کا خدمت گزار ہوتا ہے۔ تم اپنے آپ کو۔

اپنی بیوی کو اور اپنے بچے کو سنوارتے ہو۔ اور ان کی خدمت کرتے ہو۔
فقیروں کو اپنا مال نہیں دیتے ہو۔ اور اس کو اپنی خواہش نفسانی اور اپنے اسباب
پر خرچ کرتے ہو۔ اے کم نصیب! جلدی ہی تمہاری بھلائی کم ہو جائے گی۔ تم
اپنے محل کے اردگرد کے اپنے دروازے کے پہریدار سے اس سے زیادہ
ڈرتے ہو۔ جتنا کہ تم اپنے ربِ جلیل سے ڈرتے ہو۔ تم ان کو دیتے ہو۔ اور
ان کے لیے تحفے بھیجتے ہو۔ اس واسطے کہ وہ تمہارے گھر کی خرابی اور تمہاری
مہربانی سے مطلع ہیں۔ بدنصیبی تمہاری۔ جلدی ہی تمہارا مال ختم ہو جائے گا اور
تمہارے وہ دوست جو تمہارے بڑے ساتھی ہیں اور تمہارے سے دشمنی رکھتے
ہیں تمہیں چھوڑ جائیں گے۔ اور تمہارے محل کے اردگرد کے تمہارے دروازہ
کے پہریدار تمہاری داد و عیش بند ہو جانے کی بنا، پر تمہیں رسوا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ
تمہیں کیسے برکت عطا کریں جبکہ تم اس کی نعمت کو اس کی نافرمانیوں پر خرچ کر
رہے ہو جلدی ہی تنگی ہو گی۔ پس تم ان کو اپنے حق میں شمار نہ کرو۔ اور تمہارا
(صاف وستھرا) پانی گندگی اور غلاظت بن جائے گا۔ اور شاید اس وقت تمہیں
موت آجائے۔ اور تم اسی حال میں ہو۔ پھر گھبراہٹ میں لوٹو۔ عقل سیکھو۔ اللہ تعالےٰ
سے شرم کرو۔ دنیا سدا نہیں رہتی۔ آخرت ہمیشہ رہتی ہے۔ دنیا کے مزے سدا
نہیں رہتے۔ اور آخرت کے مزے ہمیشہ رہتے ہیں۔ مومن دنیا کو آخرت کے
اور مخلوق کو خالق کے بدلہ بھیجتا ہے۔ اللہ والوں میں ایسا بھی ہے۔ جب وہ
اللہ تعالےٰ کے ذریعہ سے مخلوق اور ہر اس چیز سے جو زمین میں ہے بے نیاز
ہو جاتا ہے۔ تو اس پر بیوی بچے اور ان کی ذمہ داری ڈال دی جاتی ہے۔ تاکہ
وہ مخلوق کی طرف رجوع کرے۔ اور ان کے ہاتھوں سے لے۔ تاکہ انکا لینا
ان کے لیے رحمت ہو۔ پس فقر ظاہر ہو۔ اور اس کی بے پرواہی باطنی بے پرواہی

ہو۔ اور اس کا فقر ہو۔ اور ان کو اس طرح پلٹے۔ جس طرح چاہے۔ اور وہ
ادب سیکھنے والے ہوں گے۔ پہلے اس چیز سے جو ان کو قرآن اور حدیث سے
دکھائے۔ دونوں پر عمل کرتے ہیں اور متقی لوگ بن جاتے ہیں۔ پھر ان کو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں دکھائی دیتے ہیں اور ان سے فرماتے ہیں۔ ایسے
اور ایسے کرو۔ اور اِس سے اور اُس سے باز رہو۔ پھر اپنے پروردگارِ اعلیٰ کو
خواب میں دیکھتے ہیں۔ سو وہ ان کو حکم کرتے ہیں۔ اور ان کو منع کرتے ہیں۔ وہ
ایک درجہ سے دوسرے درجے کی طرف۔ ایک کتاب سے دوسری کتاب کی
طرف۔ ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف۔ ایک ذکر سے دوسرے ذکر کی طرف
ترقی کرتے ہیں۔ مومن کے نزدیک ساری مخلوق ایک ہی شخص ہوتی ہے اور
یہ شخص مریض اور عاجز ہوتا ہے۔ نہ اپنے لیے کوئی نفع حاصل کر سکتا ہے اور نہ
اپنی ذات سے نقصان کو دُور کر سکتا ہے۔ مخلوق میں سے جو اس کی نافرمانی کرتا
ہے۔ اس سے بغض رکھتا ہے۔ اور جو اس میں سے کہا مانتا ہے اس سے محبت کرتا
ہے۔ اپنے بغض اور اپنی محبت میں پروردگارِ اعلیٰ کی موافقت کرتا ہے۔ مخلوق
کو اس کی داد و عیش کی بنا پر محبت نہیں کرتا ہے۔ اور اپنے لیے اور اپنی خواہش
نفسانی کے لیے بغض نہیں رکھتا ہے۔ وہ ہمیشہ نفس کو معزول رکھتا ہے۔ اس
کی محض اللہ تعالےٰ کی اطاعت کے لیے موافقت کرتا ہے۔ دنیا کو اپنے دل
سے دور رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دین پر اس کی رعایت کرتے ہوئے اور
اس کی مدد کے لیے کھڑے ہوتے ہوئے قائم رہتا ہے۔ کم بختی تمہاری۔ زہد دل
سے ہوتا ہے نہ کہ جسم سے۔ اے ظاہر کے بناوٹی ولی زہد اختیار کرنے والے
تمہارا زہد تمہاری طرف مددے ہے۔ تم نے اپنی پگڑی اور قمیص کو اچھا کیا ہے اور
اپنے سونے کو بہت سرسبز اور محفوظ کناروں والی زمین میں دفن کیا ہے۔ اللہ

کھال اور تمہارا سر کاٹے۔ اگر تم رجوع نہ کرو۔ تم نے دکان کھول رکھی ہے۔
اور روزمرہ کی چیزیں اس میں بیچتے ہو۔ اللہ تمہاری دکان تمہارے سر میں
دے مارے۔ سو یہ ہے زوال اس کا۔ کیا تم نے تجربہ نہیں کیا ہے۔ تم توبہ کرتے
ہو اور زنار کاٹتے ہو۔ بدنصیبی تمہاری۔ مومن کا زہد اس کے دل میں ہوتا ہے
اور اس کے پروردگارِ اعلیٰ کا قرب اس کے باطن میں ہوتا ہے۔ دنیا اور آخرت
اس کے دروازہ پہ اور اس کے خزانہ میں ہوتی ہے۔ نہ وہ اس میں۔ اس کا
دل غیر اللہ سے خالی ہوتا ہے۔ غیر اللہ کی طرف نہیں بلکہ وہ اللہ سے بھرا ہے۔ اس
کو اور اس کے قرب کو یاد کرتا ہے اور اس کا دل اپنے آقا کے لیے فارغ اور
شکستہ ہے۔ خالی اور جھکا ہے۔ سنو بے شک وہ اس کے پاس ہوتا ہے۔ چونکہ
اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام مجید میں ایک جگہ فرمایا ہے۔ میں ان لوگوں کے پاس
ہوتا ہوں جن کے دل میری وجہ سے ٹوٹے ہیں۔ تمہاری جانیں دنیا کو چھوڑنے
کی بنا پر ٹوٹ گئیں۔ اور ان کے دل آقا کی وجہ سے ٹوٹ گئے۔ جب ان کے
لیے ٹوٹنا ثابت ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے پاس آئے۔ اور ان کی شکستہ دل کی
تلافی کر دی۔ طبیب آیا۔ ان کا علاج کیا۔ یہی آرام ہے نہ کہ دنیا اور آخرت کا
آرام۔ اللہ والے خوش ہوتے ہیں۔ ان کا طبیب ان کے پاس اور خوش ہوتا
ہے۔ اللہ والے اپنے طبیب کے سامنے اس کی پیار اور مہربانی کی گود میں
سوتے ہیں۔ اور وہ انہیں اپنے کرم و احسان اور رافت و رحمت کے ہاتھ
کروٹیں دلاتا ہے۔ جس نے میری غلامی کی وہ فلاح پا گیا۔ اللہ والوں کے ساتھ
بیٹھو۔ اور ان کی باتیں سنو۔ اللہ تعالےٰ کا غم اپنے ساتھ لو۔ نہ کہ دنیا کا۔ اور
اس چیز نے ان کو فائدہ بخشا ہے۔ انہوں نے بھلائی سیکھی۔ تم بھی بھلائی سیکھو
اور عمل کرو۔ تاکہ علم سے فائدہ اٹھاؤ۔ علم تلوار کی مانند اور عمل ہاتھ کی مانند ہے

تلوار بغیر ہاتھ کے نہیں کاٹتی۔ ہاتھ بغیر تلوار کے نہیں کاٹتا۔ ظاہری طور پر سیکھو۔ اور باطنی طور پر اخلاص اختیار کرو۔ بغیر اخلاص کے ذرہ بھر بھی ثواب نہیں ملتا۔ قرآن مجید سنو۔ اور اس پر عمل کرو۔ حق تعالیٰ نے اس کو اسی لیے نازل کیا ہے۔ کہ اس سے حق سیکھو۔ اس کی دو طرفیں ہیں۔ ایک طرف اس کے ہاتھ میں ہے اور ایک طرف ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ جب تم اس پر عمل کرو گے تو تمہارے دل اس کی طرف چڑھیں گے۔ اور وہ ان کو اپنی نزدیکی کے گھر کی طرف اچک لے گا۔ تم آخرت سے پہلے دنیا میں ہو۔ اگر ارادہ اس کی طرف پہنچنے کا ہے تو تم دنیا اور مخلوق سے بے رغبتی اختیار کرو۔ اپنے آپ سے۔ اپنے بیوی بچوں سے۔ اپنے مال سے۔ اپنے مزے سے۔ اپنے شکوک سے۔ لوگوں کو اپنی تعریف و ستائش اور ان کو اپنی طرف متوجہ کو محبوب رکھنے سے بے رغبتی اختیار کرو۔ جب یہ بات تمہارے لیے صحیح ہو جائے گی تو تم ان سے بے پرواہ ہو جاؤ گے۔ اور تمہارا پیٹ بھر جائے گا۔ اور تمہارا کلیجہ ٹھنڈا ہو جائے گا۔ اور تمہارا باطن اور خلوت آباد ہو جائے گا۔ تمہارا دل اور تمہارا باطن روشن ہو جائے گا۔ اور تمہارا دل مطمئن ہو جائے گا۔ یہ سب کچھ قرآن مجید پر عمل کرنے سے ہوگا۔ یہ قرآن مجید ایک چمکتا سورج ہے۔ اس کو اپنے دلوں کے گھروں میں رکھو۔ تاکہ تمہارے لیے روشنی کرے۔ کم بختی تمہاری۔ جب تم چراغ ہی بجھا دو۔ تو رات کے اندھیرے میں اپنے سامنے کی چیزوں کو کیسے دیکھو گے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دو۔ "جبکہ وہ تمہیں ایسی چیز کی طرف بلاتے ہیں جس میں تمہاری زندگی ہے۔" دل مُردہ ہے۔ جو دل دنیا کی محبت میں مردہ ہے۔ ذاتِ خداوندی کو کیسے دیکھے اور مخلوق کی محبت پیچھے پڑی ہے۔ کیسے سنے، کیا سنے۔ کیا دیکھے۔ تم مخلوق کو پہچانو۔ آخر اس نے اللہ والوں سے بغض ہی کیا۔

اے دنیا مانگنے اور اس سے رغبت اور اس سے محبت کرنے کی بنا پر دلوں کے مُردو۔ اور تم۔ اے زاہدو! تمہارے جنت کے طلب کرنے نے تمہیں ربِ جلیل سے روک رکھا ہے۔ بدنصیبی تمہاری۔ تم نے راہ غلط کرلی۔ گھر سے پہلے پڑوسی اور راستہ سے پہلے ساتھی دیکھو۔ اور تم۔ اے واعظو! انبیاءَ علیہم الصلوٰۃ والسلام کی جگہ چڑھ بیٹھے ہو۔ اور پہلی صف میں آگے ہو رہے ہو۔ اور داؤ پیچ اور پچھاڑنا اچھی طرح آنا کوئی نہیں۔ نیچے اترو۔ اور سیکھو۔ اور عمل کرو۔ اور اخلاص اختیار کرو۔ پھر اس کام کی چڑھائی کرو۔ جس کی ابتدا نفس، خواہش نفسانی۔ طبیعت۔ شیطان۔ دنیا اور مزوں کا پچھاڑنا اور مخلوق کو اس کے برے اور بھلے کے لیے دیکھنا چھوڑ دینا ہے۔ جب تم ان سب پر غالب ہو جاؤ گے۔ اور ان کو ایمان اپنے یقین اور اپنی توحید کی طاقت سے دبا لو گے۔ تو اللہ تعالیٰ تمہارے دل میں اور تمہارے باطن میں حق بات پیدا فرمائیں گے۔ اور ان کو اپنے نزدیکی کے گھر میں جما دیں گے۔ پھر ان کو ان کی طرف کا حکم کریں گے۔ تو اس وقت تم مخلوق کے ساتھ کھڑے ہونے کے میدان میں خوب داؤ پیچ کرو گے۔ اور ان کے شدائد برداشت کرو گے۔ اے اللہ! ہمیں اس چیز میں لگائیے جس میں آپ ہم سے راضی ہوں۔ اور ہمیں دنیا میں اور آخرت میں نیکی دیجئے۔ اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائیے۔

تیسویں مجلس:۔

رمضان کے پانچ حرف ہیں۔ "ر" "م" "ض" "ا" "ن"۔ "ر" رحمت اور رافت سے ہے "م" مجازات، محبت اور منت سے ہے "ض" ضمان اور ثواب سے ہے۔ "ا" الفت اور قربت سے ہے۔ "ن" نور اور

نوال (عطا) سے ہے۔ جب تم اس مہینہ کا حق پورا کر دو گے۔ اور عمل صحیح کر لو گے تو یہ چیزیں حق تعالےٰ کی طرف سے تمہیں ملیں گی۔ جو تمہارے دلوں کو دنیا میں زندہ کر دیں گی۔ روشن کرنے والی اور ان کے لیے روشنی کا باعث ہوں گی۔ اور اس کی نعمت و بخشش ظاہر اور باطن ہوگی۔ آخرت میں وہ چیزیں ملیں گی۔ جن کو نہ آنکھ نے دیکھا اور نہ کان نے سنا۔ اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں گذریں۔ تم میں سے بہت سے ایسے ہیں جن کے پاس روزوں کے مہینے کی کوئی بھی بھلائی نہیں۔ حکم کا احترام۔ اس حکم کے کرنے والے کے احترام کے مطابق ہوتا ہے۔ تو جس کے پاس نہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور نہ رسول اللہ اور اس کے بندوں میں سے انبیاء، صالحین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے بھلائی نہیں ہے۔ اس کے پاس اس مہینہ کی بھلائی کیسے ہو۔ اکثر لوگ اپنے ماں باپ اور پڑوسیوں کو روزہ رکھتے دیکھتے ہیں۔ چنانچہ ان کے ساتھ بغرض عبادت نہیں، بلکہ بطور عادت یہ بھی روزہ رکھ لیتے ہیں۔ خیال یہ کرتے ہیں کہ روزہ کھانے پینے سے رُکنے کا نام ہے۔ اس کے شرائط و ارکان کو پورا نہیں کرتے۔ اے لوگو۔ عادت کو چھوڑ دو۔ عبادت کو اختیار کرو۔ اللہ تعالےٰ کے لیے روزے رکھو۔ اس مہینہ میں روزے رکھ کر اور اس ماہ میں عبادت کر کے اپنی شان بڑھاؤ۔ عمل کرو۔ اخلاص اختیار کرو۔ نمازِ تراویح لازمی طور پر ادا کرو۔ مسجدوں میں روشنی کرو۔ اس واسطے کہ قیامت کے دن یہ نور ہوگا۔ جب اللہ تعالےٰ نے اس مہینہ میں کھلایا ہے۔ تو اس کا احترام کرو۔ تمہارے ربِ جلیل کے ہاں یہ تمہاری سفارش کرے گا۔ اور تمہارے اپنے لیے اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم۔ نعمت و بخشش۔ مہر و حلم اور حفظ و امان مانگنے پر تمہاری تعریف کرے گا۔ بدنصیبی تمہاری تمہیں کیا چیز فائدہ دے گی۔ روزہ رکھتے ہو اور حرام پر کھولتے ہو۔ ان مبارک راتوں

میں گناہ کر کے سوتے ہو۔ اور تم۔ خرابی تمہاری۔ جب تک لوگوں میں ہوتے ہو، ریاکاری اور نفاق سے روزہ رکھتے ہو۔ جب تنہا ہوتے ہو۔ کھول دیتے ہو۔ پھر نکلتے ہو۔ اور کہتے ہو۔ مَیں روزہ دار ہوں۔ اور تم دن بھر گالیاں دیتے ہو۔ تہمتیں لگاتے ہو۔ جھوٹی قسمیں کھاتے ہو۔ کمی زیادتی کر کے۔ حیلہ بہانہ کر کے اور لوٹ کھسوٹ سے لوگوں کا مال چھینتے ہو۔ یہ چیز تمہیں فائدہ نہ دے گی نہ تمہارا روزہ شمار ہوگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہت سے روزہ دار ایسے ہیں جن کو روزہ سے سوائے بھوک اور پیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اور بہت سے (نماز کے لیے) کھڑے ہونے والے ہیں جن کو اپنی نماز سے سوائے مشقت اور بیداری کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ تم میں ایسے بھی ہیں جو ظاہر میں مسلمان ہیں اور باطن میں بتوں کے پجاریوں کی مانند ہیں، کم بختی تمہاری۔ اسلام۔ توبہ۔ معذرت اور اخلاص کی تجدید کرو۔ تاکہ تمہارے مولا کریم تمہارے سے قبول فرمائیں۔ اور تمہارے پہلے گناہ معاف فرمائیں۔ اور روزوں پر اپنے پروردگار شکر ادا کرو۔ کہ تمہیں کس طرح ان کے قابل کر دیا۔ اور تمہیں ان پر قدرت ہوگئی۔ جو تم میں سے روزے رکھے، تو چاہیئے کہ اس کے کان۔ اس کی آنکھیں۔ اس کے ہاتھ۔ اس کے پاؤں۔ اس کے اعضاء۔ اس کا دل بھی روزہ رکھے' چاہیئے کہ اس کا سارا ظاہر روزہ رکھے اور اس کا سارا باطن روزہ رکھے۔ جب تم روزہ رکھ لو۔ تو جھوٹ۔ جھوٹی شہادت۔ غیبت۔ چغلی۔ لوگوں میں ریشہ دوانی اور ان کے مال چھیننے کو چھوڑ دو۔ یہ تمہیں محض اس لیے وصیت کی جاتی ہے۔ تاکہ تم اپنے گناہوں پر نظر کرو۔ اور ان سے بچو۔ جب تم ان میں لگو۔ تو تمہیں تمہارا روزہ فائدہ نہ دے گا۔ کیا تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمان نہیں سنا۔ روزہ ہماری ڈھال ہے۔ ڈھال کا فرمان اس لیے ہے۔ کہ (ڈھال۔ ڈھال)

والے کو چھپا لیتی ہے۔ اور اس کو ڈھانپ لیتی ہے۔ اسی واسطے اتر س ڈھال کو (فیتہ) ڈھال کا نام دیا جاتا ہے کہ وہ (ڈھال) والے کو چھپا لیتی ہے۔ اور اس کو ڈھانپ لیتی ہے۔ اور اس سے تیروں کو روک دیتی ہے۔ اور جس کی عقل کھو جائے۔ اسے بھی مجنوں کا نام اسی واسطے دیا جاتا ہے۔ کہ یہ (جنون) اس کی عقل کو ڈھانپ لیتا ہے۔ روزہ اس کے لیے ڈھال ہے۔ جو روزہ رکھے۔ پرہیزگار بنے۔ اللہ سے ڈرے اور اخلاص اختیار کرے۔ تو اس وقت روزہ روزہ دار سے دنیا اور آخرت کی مصیبتیں دور کر دیتا ہے۔ اے روزہ دارو۔ فقیروں اور محتاجوں کی تھوڑے سے کھانے سے غمخواری کرو۔ چونکہ اس سے تمہارا ثواب زیادہ ہوگا۔ اور یہ افطاری کے وقت تمہارا روزہ قبول ہونے کی علامت ہے۔ یہ سب چیزیں فنا ہونے والی ہیں۔ بس وہ باقی رہے گی۔ جو تم اپنی آخرت کے لیے آگے بھیج دو۔ پس تم آگے بھیجو۔ جب تک تمہیں آگے بھیجنے کی قدرت ہے۔ قیامت کے روز تم بھوکے۔ پیاسے۔ ننگے۔ ڈرتے۔ شرمسار۔ پیدل اور ذلیل حال میں اٹھائے جاؤ گے۔ جس نے دنیا میں کھلایا اس کو اس دن کھلایا جائے گا۔ اور جس نے دنیا میں پلایا۔ اس کو اس دن پلایا جائے گا۔ جس نے دنیا میں پہنایا اس کو اس دن پہنایا جائے گا۔ اور جو حق تعالےٰ سے ڈرا۔ اور دنیا میں اس سے شرم کی۔ اس دن امن سے ہوگا۔ جس نے دنیا میں رحم کیا۔ اس پر اس دن اللہ تعالےٰ کا رحم ہوگا۔ اس مہینہ میں ایک رات ہے۔ جو سال میں بڑی رات ہے۔ اور وہ قدر کی رات (شب قدر) ہے۔ اللہ تعالےٰ کے مخلص بندوں کے ہاں اس کی (کچھ) نشانیاں ہیں۔ جن کی آنکھوں سے پردہ ہٹتا ہے۔ وہ الوہیت کا وہ نور دیکھتے ہیں۔ جو فرشتوں کے ہاتھوں میں ہوتا ہے اور ان کے چہروں کا نور اور آسمان کے دروازوں کا اور حق تعالےٰ کی روح یعنی حضرت جبریل علیہ السلام

کا نور دیکھتے ہیں۔ اس واسطے کہ وہ اس رات زمین والوں کے لیے اترتے ہیں۔

اے لوگو! اپنے کھانے کو اپنا غم نہ بناؤ۔ چونکہ یہ گھٹیا غم ہے۔ کھانے پینے میں تمہیں آزمایا گیا ہے۔ اور رزق کے معاملہ میں تو تمہاری کفالت ہو چکی ہے۔ پس تم اس کا اہتمام کرو۔ غم مت کرو۔ وہ پاک اور بے نیاز ذات۔ نہ اس کو ڈر ہے۔ اور نہ کھاتی ہے اور نہ پیتی ہے پھر تمہاری حرص کیوں نہیں سوتی۔ اپنی پرہیزگاری اور اپنی امانتوں کا علاج کرو۔ کم نصیبی تمہاری۔ دنیا "ساعت" (گھڑی۔ وقت گزاری) ہے۔ تم اس کو "اطاعت" (تابعداری۔ فرمانبرداری) بناؤ۔ دنیا کے کاموں اور آخرت کے کاموں۔ تمام حالات میں پرہیزگاری اختیار کرو۔ اور تم فلاح پا جاؤ گے۔ جب تم نے پرہیزگاری کو اختیار کیا۔ تمہارے پر حجت باقی نہ رہی۔ اللہ تعالےٰ تمہارے لیے راضی ہوئے۔ ایک بزرگ مرنے کے بعد خواب میں دکھائی دیئے۔ ان سے پوچھا گیا۔ آپ سے اللہ نے کیا معاملہ کیا۔ تو فرمایا۔ کہ ایک روز میں نے حمام میں وضو کیا۔ اور مسجد میں چلا گیا۔ چنانچہ جب اس کے نزدیک ہوا۔ اپنے پاؤں سے ایک روپیہ برابر جگہ دیکھی۔ جس کو پانی نہ چھویا۔ میں لوٹ آیا۔ اور اس جگہ کو دھویا۔ تو حق تعالےٰ نے فرمایا۔ میں نے تمہیں اپنی شریعت کا احترام کرنے کی بنار پر بخش دیا ہے۔ کہاں تم اور کہاں اللہ والے۔ ان کی کروٹیں سونے کی جگہ سے جدا رہتی ہیں۔ وہ سو نہیں سکتے اور کیسے سوئیں۔ ڈر ان کو بے قرار رکھتا ہے اور ان کی آنکھوں سے نیند اڑ جاتی ہے۔ اور محبت جو وہ اپنے کھڑے ہونے اور سجدہ کرنے میں محسوس کرتے ہیں نہیں سوتے۔ مگر یہ کہ ان کے سجدے کی حالت میں کسی چیز کا غلبہ ہو جائے۔ سو پاک ہے وہ ذات جو غلبہ کی حالت میں ان پر اس نیند کا احسان کرتی ہے تاکہ اس گھڑی

ان کے جسم راحت حاصل کر سکیں ۔ ان کی کروٹیں سونے کی جگہ سے جدا رہتی ہیں ۔
نہ بستر سے ان کو قبول کرتے ہیں ۔ نہ ہی وہ ان پر قرار پکڑتے ہیں ۔ کبھی ڈر سے ۔
کبھی امید سے ۔ کبھی محبت سے اور دیگر شوق سے ۔ تم تھوڑی اطاعت کے ساتھ
اپنے پروردگارِ اعلیٰ سے کتنا کم ڈرتے ہو اور نیک لوگ اپنے پروردگارِ اعلیٰ
کی زیادہ اطاعت کے ساتھ کتنا زیادہ ڈرتے ہیں ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
جب نماز ادا فرماتے تھے ۔ تو آپ کے سینہ مبارک سے ہنڈیا کی سی گڑگڑاہٹ
سنائی دیتی تھی ۔ اور ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب نماز ادا فرماتے تھے تو ان
کے سینہ کی گڑگڑاہٹ میل جو آٹھ فرلانگ کی ہوتی ہے سے سنائی دیتی تھی ۔
صدیق ۔ نبی ۔ خلیل ۔ محب اور مقبول الدعا ہونے کے باوجود ڈرتے تھے ۔ اپنے
چہرے اپنے پروردگارِ اعلیٰ کی طرف پھراؤ ۔ تمہارے چہرے تمہارے پروردگارِ اعلیٰ
کی طرف نہیں ۔ تم درمیان سے چکر کھا گئے ۔ تم دوڑ سے نکل گئے ۔ اس کی اطاعت
کے ساتھ تمہاری محبت کم ہو گئی ہے اور اس سے خشکی زیادہ ہو گئی ہے ۔ اور
بھلائی سے تو تھوڑا ہی اچھا ۔ اور دنیا کا زیادہ بھی تمہارا پیٹ نہیں بھرتا ۔ اور
شکم سیر نہیں ہوتا ۔ یہ اس کا کام نہیں ۔ جسے یہ معلوم ہو کہ اسے مرنا ہے ۔ اور
اس کے پروردگارِ اعلیٰ کو باقی رہنا ہے ۔ اور قیامت کے روز اس کے اعمال
اس کے سامنے پیش ہوں گے ۔ یہ کام اس کا نہیں ہوتا ۔ جو حساب و کتاب اور
پوچھ گچھ سے ڈرتا ہے یہ کام اس کا نہیں ہوتا ۔ جو اپنی قبر میں اترنے کا ارادہ کرتا
ہے ۔ نہ وہ یہ کام کرتا ہے ۔ (اور قبر) یا تو دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا
ہے ۔ یا جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے ۔ اللہ کے بندے دن میں
روزہ رکھتے ہیں ۔ اور رات کو (نماز) میں کھڑے ہوتے ہیں ۔ جب تھک جاتے
ہیں ۔ زمین پر گر پڑتے ہیں ۔ تو کچھ راحت پاتے ہیں ۔ سو اُن کی کروٹیں سونے

کی جگہ سے جدا رہتی ہیں ۔ چنانچہ اٹھ بیٹھتے ہیں ۔ اور اس پر عمل کرتے رہتے
ہیں ۔ اپنے پروردگار کو ڈر اور امید سے پکارتے ہیں ۔ ردّ ہونے سے ڈرتے
ہیں ۔ اور مقبولیت کی امید لگاتے ہیں ۔ کہتے ہیں ۔ اے رب ہمارے ، ہم نے
درست ۔ پورا پورا اخلاص سے ۔ خود بینی اور تکبر سے خالی کام نہیں کیا ۔ سو ردّ ہونے
سے ڈرتے ہیں ۔ پھر اپنے کام کے مقبول ہونے کی بھی امید کرتے ہیں ۔ کہ وہ
بلاشبہ مہربان ۔ تھوڑا قبول کرنے والا اور زیادہ دینے والا ہے ۔ پرانے خراب
موتی قبول کر لیتا ہے اور نئے اچھے بخش دیتا ہے ۔ کھوٹی پونجی قبول کر لیتا ہے ۔
اور پورا ناپ دے دیتا ہے ۔ ڈر عزیمت ہے اور امید رخصت ہے ۔ اللہ والے
ڈر اور امید کے درمیان رہتے ہیں ۔ کبھی اس میں ۔ کبھی ظاہر کے ساتھ ۔ کبھی
باطن کے ساتھ ۔ کبھی ملنے پر ۔ کبھی نہ ملنے پر ۔ اسی طرح رہتے ہیں ۔ یہاں تک کہ
مدت پوری ہو جاتی ہے ۔ اور ان کے دل ان کے خالق سے مل جاتے ہیں ۔
اب ان کے ہاں نہ رخصت رہتی ۔ نہ میل عزیمت اور پاکیزگی جڑ پکڑتی ہے ۔
سارا مال دروازہ تک پیچھا کرے گا ۔ اور بیوی بچے قبروں تک پیچھے جائیں گے
اور لوٹ آئیں گے ۔ عمل تمہارا ساتھ دے گا اور تمہارے ساتھ قبر میں اترے گا
اور تمہارا ساتھ نہ چھوڑے گا ۔

اے غافلو ! اپنا ساتھ چھوڑنے والی چیز کم لو ۔ اور اپنے ساتھ والی اور
ساتھ نہ چھوڑنے والی چیز زیادہ لو ۔ نیک عمل زیادہ کرو ۔ روزہ رکھو ۔ اور اپنے
روزہ میں اخلاص اختیار کرو ۔ حج کرو ۔ اور اپنے حج میں اخلاص اختیار کرو ۔
زکوٰۃ دو ۔ اور اپنی زکوٰۃ میں اخلاص اختیار کرو ۔ اپنے رب جلیل کو یاد کرو ۔ اور
اس کی یاد میں اخلاص اختیار کرو ۔ نیک لوگوں کی خدمت کرو ۔ اور ان کے
نزدیک ہو جاؤ ۔ اور ان کی خدمت کے سلسلہ میں اپنے اندر اخلاص پیدا کرو ۔

اپنے ہی عیبوں کو ڈھونڈنے میں مشغول رہو۔ اور دوسروں کے عیبوں سے اعراض کرو۔ اچھی بات کا حکم کرو۔ اور بُری بات سے منع کرو۔ لوگوں کی ٹوہ نہ لگاؤ۔ اور ان کی پردہ دری نہ کرو۔ جو ظاہر کرتے ہیں۔ اسے بُرا جانو۔ اور جو چھپاتے ہیں۔ اس کا تم پر ذمہ نہیں۔ اپنے ہی (دلوں کی اصلاح) میں مشغول رہو۔ تمہارے پر دوسروں کی ذمہ داری نہیں۔ بے مطلب قسم کی بات چیت زیادہ نہ کرو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مرد کی مسلمانی یہ ہے کہ وہ لایعنی قسم کی چیزوں کو چھوڑ دے۔ تمہارے عیب تمہاری مدد کرتے ہیں۔ اور دوسرے کے عیوب تمہاری مدد نہیں کرتے۔ کہا مانو۔ نیک بنو۔ اور غصہ نہ کرو۔ اور یکتا (خدا) کی نافرمانی نہ کرو کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ تمہارا مخلوق اور اسباب پر بھروسہ کرنا شرک ہے۔ کم نصیبی تمہاری۔ تم پاگل ہو۔ ناراضگی اور اعتراض تمہیں کوئی چیز دیتے ہیں۔ یا تمہارے سے کسی چیز کو دور کرتے ہیں۔ تمہارا غصہ کسی چیز کو آگے یا پیچھے کر دیتا ہے۔ بلا (نازل) کرنا اور بلا کو دور کرنا اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اسی نے بیماری اتاری ہے جس نے دوا پیدا کی ہے۔ بعض تمہیں آزمانا ہے۔ تاکہ تمہیں اپنے آپ کی پہچان ہو جائے۔ اور تمہیں بلا کے نازل کرنے سے اپنی نشانیاں اور اپنی قدرت دکھا دے۔ اور اس کو اٹھا کر تمہیں اپنا کہا دور کر کے دکھا دے۔ اور مصیبتوں کا رکھنا تو حق تعالیٰ کے دروازہ کو پہنچوانا کھٹکھٹانا ہے اور بندہ کے اور حق تعالیٰ کے دل کو ملانا ہے۔ یا منزل کی سہولتیں نہیں۔ مصیبتوں پر غصہ مت ہو۔ چونکہ یہ تمہاری ان چیزوں کی اصلاح کرنے والی ہیں۔ جن کو تم پسند نہیں کرتے ہو۔ کیوں اور کیسے کو درمیان سے الگ کرو۔ جب تم مصیبت پر صبر کرو گے۔ تم ظاہری اور باطنی گناہوں سے پاک ہو جاؤ گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تک مومن زمین پر

چلتا ہے۔ مصیبت تو اس کے لیے رہتی ہی ہے۔ اور وہ اس کے لیے غلط نہیں ہے۔ بلکہ اس کی غلطیوں کو نامہ اعمالوں سے اڑا دیتی ہے اور ان فرشتوں کو بھلا دیتی ہے۔ جنہوں نے ان کو لکھا ہوتا ہے۔ ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے۔ اے اللہ! آپ کو لوگ آپ کی نعمتوں کی بناء پر محبت کرتے ہیں اور میں آپ کو آپ کی مصیبتوں کی بناء پر محبت کرتا ہوں۔ اور ایک بزرگ کا تو یہ حال تھا جس دن ان کو کوئی مصیبت نہ آتی تو فرماتے۔ اے اللہ! آج میں نے کونسا گناہ کیا ہے۔ کہ آپ نے مجھے مصیبت سے محروم کر دیا ہے۔ کم نصیبی تمہاری۔ جب تم اس کی قضا پر راضی نہیں، تو اس کی روزی نہ کھاؤ۔ اور اس کے سوا کوئی پروردگار تلاش کرو۔ اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ فرمایا۔ اے آدم کے بیٹے! جب تم میری قضا پر راضی نہیں اور تمہیں میری مصیبت پر صبر نہیں۔ تو میرے علاوہ کوئی اور پروردگار تلاش کرو۔ چاہیئے۔ کہ میرے آسمان کے نیچے سے نکل جاؤ۔ اپنے پروردگار کے ساتھ صبر کرو۔ کہ اس کے سوا تمہارا کوئی پروردگار نہیں۔ اس کے سوا دوسرا پروردگار نہیں، دوسرا دروازہ نہیں۔ دوسرا خالق نہیں۔ دوسرا رازق نہیں۔ اس ایک کے ساتھ صبر کرو۔ تمہارے لیے جو بھی چاہیے۔ اے اللہ! ہمیں اپنے سے مطمئن۔ راضی۔ موافق۔ مسلمان۔ تابعدار بنائیے۔ اور ہمیں دنیا اور آخرت میں نیکی دیجئے۔ اور دوزخ کے عذاب سے بچائیے۔

اکتیسویں مجلس :-

جب بندہ حق تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے تو اس کے دل کو پوری کی پوری نزدیکی ہوتی ہے۔ اور ساری کی ساری بخشش ہوتی ہے۔ اور باطن پورے کا پورا محبت ہوتا ہے اور پوری کی پوری عزت ہوتی ہے۔ جب سکون ہو جاتا ہے تو

اس سے زائل کر دیتا ہے۔ اس کا ہاتھ تنگ ہو جاتا ہے۔ اور اس کی طرف
لوٹ جاتا ہے۔ اور اپنے اور اس کے درمیان پردہ ڈال دیتا ہے۔ اس کو آزمانے
کے لیے تاکہ دیکھے۔ کیسے بھاگتا ہے۔ آیا پھرتا ہے یا قائم رہتا ہے۔ جب قائم رہتا
ہے تو اس سے پردے اٹھا دیتا ہے۔ اور اس کو اس کی حالت پر لوٹا دیتا ہے۔
کیا تم نے باپ کو نہیں دیکھا جس نے اپنے بیٹے کو آزمایا۔ اس کو اپنے گھر سے
باہر نکال کرتا ہے اور اس پر دروازہ بند کر دیتا ہے۔ اور یہ دیکھنے بیٹھ جاتا ہے
کہ وہ کیا کرتا ہے۔ جب دیکھتا ہے کہ دہلیز پکڑے ہوئے ہے اور پڑوسی کے ہاں
نہیں گیا اور اس سے شکایت نہیں کی۔ اور ادب بھول گیا۔ دروازہ کھولا۔ اور
اس کو پکڑا۔ اور اس کو سینے سے لگایا۔ اور اس سے بھلائی میں اور زیادتی کی۔
جس کے عمل میں اخلاص نہیں ہوتا۔ اس کے ہاتھ اللہ کی نزدیکی ذرہ بھر نہیں
پڑتی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں ایک جگہ فرمایا۔ میں شریک کرنے والوں
کے شرک سے بے پرواہ ہوں جس نے کوئی کام کیا۔ اور اس میں دوسرے کو
شریک ٹھہرایا۔ تو وہ میرے علاوہ میرے شریک کے لیے ہے۔ میں تو وہی قبول
کرتا ہوں۔ جو محض میری ذات کے لیے کیا گیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے
مروی ہے۔ کہ قیامت کے دن منافق کو کہا جائے گا۔ اے بے وفا۔ اے نافرمان
اپنے (کام) کا بدلہ اس سے طلب کرو جس کے لیے تم نے اس کو کیا۔ اے
غیر اللہ کی عبادت کرنے والے۔ کیا تم نے نہیں سنا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے کیسے
فرمایا۔" اور میں نے جنوں اور انسانوں کو محض اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا
ہے۔" اور ارشاد فرمایا۔" ان کو اس کے سوا کوئی حکم نہیں ہوا۔ کہ ایک معبود کی
عبادت کریں۔" اور باری تعالیٰ کا ارشاد۔" اور ان کو یہی حکم ہوا۔ کہ خالص اسی کی
عبادت کریں۔" ہر بندہ کے لیے واجب ہے کہ پروردگار اعلیٰ کی محض اس کی ذات

اور خوشنودی کے لیے عبادت کرنی چاہیئے۔ نہ کہ غرض اور مطلب کے لیے۔
اور نہ داد و عیش کے لیے۔ اور جو تمہارے میں سے سوائے تنہائی میں اخلاص
سے عاجز ہو۔ اس کو چاہیئے۔ اپنا کام تنہائی میں کرے۔ تاکہ اس کو مخلوق کی آنکھ
نہ دیکھے۔ اور نہ ہی اگر پروردگار اعلیٰ چاہے اس کے قرآن پڑھنے اور تسبیح کرنے
کی آواز کو کوئی کان سنے۔

آپ نے فرمایا۔ اگر کسی نمازی نے اندھیرے میں نماز پڑھی۔ اور اس سے
کوئی بندہ واقف ہو گیا۔ وہ عاجز اور فقیر ہو کر آئے گا۔ اور اس کو کوئی چیز بدل
نہ سکے گی۔ جو کوئی کام کرے۔ اور اخلاص نہ برتے۔ تو اس کا کام کچھ بھی نہیں۔ اے
خرچ کرنے سے روکنے والے۔ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں سنا۔" اور
ہماری روزی سے خرچ کرتے ہیں۔" یعنی اپنا مال اپنے بیوی بچوں اور محتاجوں
پر خرچ کرتے ہیں۔ بخیل مخلوق اور خالق دونوں کے نزدیک محروم اور دور
کیا ہوتا ہے۔ اپنے رب جلیل سے اس کا فضل مانگو۔ اس سے مانگو۔ چاہے
تمہاری بات پوری کرے یا نہ کرے۔ فرمایا۔ اس سے مانگنا عبادت ہے۔
دُور سے پکار اور نزدیک سے کانا پھوسی اور پاس سے اشارہ ہوتا ہے۔ جو
دور ہوتا ہے۔ فریاد کرتا ہے۔ پکارتا ہے۔ اے مالک۔ مجھ دے۔ مجھے
قریب کر اور جو اس سے نزدیک ہوتا ہے۔ سختی کے وقت اس سے ملتا ہے۔
ہلکی آواز سے کانا پھوسی کرتا ہے۔ چونکہ وہ اس کے نزدیک ہوتا ہے۔ اور
جو ساتھ بیٹھتا ہے۔ اس پر ہیبت طاری ہوتی ہے۔ چنانچہ وہ خاموش رہتا ہے۔
اور اشارہ ہی کرتا ہے۔ مسلمان دنیا میں اور حسنِ ادب اختیار کرتا ہے۔ اور
محبوب جب اس کا دل نزدیکی کے پردے میں ہوتا ہے۔ ایک اشارہ کرتا ہے۔
اللہ اس پر رحم کرے۔ جو میری بات کو پالے۔ اور اس پر عمل کرے۔ اور اپنے

دل سے مجھے اور میری بات کو الزام دینا نکال دے ۔ اور سلامت رہے ۔ جو
اس کو سمجھتا نہیں ۔ اور اس کا کام ان کی طرف یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں
پہنچا ۔ اللہ والے ایمان لاتے ہیں ۔ سچ بولتے ہیں ۔ علم سیکھتے ہیں ۔ اخلاص
اختیار کرتے ہیں ۔ اور اپنے مال نیک لوگوں پر خرچ کرتے ہیں ۔ اپنے مال
ان دلیلوں سے نکالتے ہیں ۔ جس کے ساتھ اپنے آپ کے خلاف حجت پکڑتے
ہیں ۔ کبھی فرض زکوٰۃ سے ۔ کبھی غیر فرض صدقہ اور قربانی سے ۔ کبھی نذر سے ۔ قسم اس
وقت اٹھاتے ہیں جب اس سے چارہ ہی نہ ہو ۔ سو یہ چیز نکالتے ہیں ۔ اس
سے اپنے دلوں ، اپنے یقین اور اپنے آپ پر غالب آنے کی طاقت کی بنا پر
اللہ تعالیٰ سے نزدیکی ڈھونڈتے ہیں ۔ اور ان میں بعض ایک مقرر چیز کا حکم کرتے
ہیں ۔ سو اللہ تعالیٰ کی بات بجا لاتے ہیں ۔ اور ان میں بعض ایسے ہیں جن کے
ہاتھ پر بخشش جاری ہوتی ہے ۔ اور خود بے پرواہ ہوتے ہیں ۔ ایک بزرگ کا قصّہ
نقل کرتے ہیں ۔ کہ وہ کسی جنگل میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے ۔ ان کے پاس سے
اونٹوں والوں کی ایک جماعت کا گزر ہوا ۔ تو ان میں سے ایک نے ان کے
کندھے سے ان کی چادر اتار لی ۔ چنانچہ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے ۔ تو جس
نے ان کی (چادر) لی تھی ۔ اس نے کہا مجھ معلوم کرتے دیجئے ۔ کس نے آپ کی
چادر لی ۔ اور ان کی چادر ان کو واپس کر دی ۔ انہوں نے کہا ۔ خدا کی قسم ۔
مجھے نہیں پتہ چلا ۔ اور اگر تم اسے لینا چاہو ۔ تو لے لو ۔ اللہ والوں کو تو محض اس
چیز کی خبر ہوتی ہے ۔ جس میں وہ لگے ہوتے ہیں ۔ جب اپنے ربِ جلیل کے سامنے
کھڑے ہوتے ہیں تو معنوی طور پر اللہ کے علاوہ ہر چیز سے غائب ہو جاتے
ہیں ۔ اور دل غائب ہو کر محض صورت باقی رہ جاتی ہے ۔ ایک بزرگ تھے ۔
اور وہ مسلم بن نشار رحمۃ اللہ علیہ تھے ۔ جب گھر میں آتے ۔ ان کے بچے چپ ہو

جاتے ۔ اور اس قدر باادب ہو جاتے کہ ان میں کسی کو ہنسنے کی مجال نہ ہوتی ۔
اور آپ کو ان کی اس گھٹن پر افسوس ہوتا تھا ۔ تو یوں کرنے لگے ۔ کہ جب نماز
شروع کرنے کا ارادہ کرتے ۔ ان سے فرماتے ۔ تم اپنے کام میں لگے رہو ۔ اور
اپنی گھٹن دور کر دو ۔ (اپنا گھٹنا چھوڑ دو) اس واسطے کہ میں نہیں سمجھتا کہ تم کیا
کرتے ہو ۔ تو ان کا یہ حال تھا ۔ کہ جب وہ نماز شروع کرتے تو (بچے) شور مچاتے ۔
خوش ہوتے اور ہنستے ۔ اور ان کو معلوم نہ ہوتا کہ وہ کیا کرتے ہیں ۔ اور ایک دن
جامع مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے تو ایک ستون اور اس کے اوپر کی کڑیاں
ان کے نزدیک آگریں ۔ اور ان کو خبر نہ ہوئی ۔ اور گھر میں آگ لگ گئی ۔ جبکہ وہ
نماز میں لگے تھے ۔ چنانچہ لوگ آئے ۔ انہوں نے آگ کو بجھایا ۔ اور ان کو اس کی
خبر بھی نہ ہوئی ۔ اللہ والے سارے کے سارے مخلوق کے بھلے کاموں کے لیے
ہوتے ہیں اور ان کے لیے خالق ہوتا ہے ۔ اپنے ہاتھ کا مال اور اپنے سینہ کا
علم خرچ کرتے ہیں ۔ انہوں نے اکسیرِ اعظم پائی ۔ تو دنیا ان کے سامنے ذلیل ہو
گئی ۔ بڑی سلطنت پائی ۔ تو دنیا کی سلطنت ان کے سامنے ذلیل ہو گئی ۔ انہوں نے
ہر ایک چیز سے بے رغبتی اختیار کی ۔ چنانچہ ان کے دلوں کو "تکوین" بخشی گئی ۔
جب تک یہ ظاہر تمہارے ہاتھ میں رہے گا ۔ اور دل اس میں لٹکا رہے گا تم "تکوین"
میں سے کچھ بھی نہ دیکھو گے ۔ ایک بزرگ سے سوال کیا گیا ۔ آپ کہاں سے کھاتے
ہیں ۔ تو جواب دیا ۔ " بدرِ کبیر سے " تو پوچھا گیا ۔ اور " بدرِ کبیر " کیا ۔ فرمایا ۔ کن فیکون
(ہو جا ۔ ہو گیا) دنیاوی معاملات میں اپنے سے نیچے کی طرف دیکھو ۔ اور آخرت
کے معاملات میں اپنے سے اونچے کی طرف دیکھو ۔ ایک بزرگ سے منقول ہے
کہ عید کے دن ہندوانہ خریدا ۔ اور اس کو کھانے بیٹھے ۔ تو فرمایا ۔ کیا تم نے کوئی
میرے ایسا دیکھا جو آج ایسے دن ہندوانہ گھی اور نمک کے بغیر کھائے ۔ پس

جب نظر پلٹی ۔ تو ایک کو وہ چھلکے کھاتے دیکھا جن کو وہ پھینک رہے تھے ۔
چنانچہ رو پڑے ۔ اور اللہ تعالےٰ سے اپنی بات کے سلسلے میں معذرت چاہی ۔
تمہارے نہ دینے میں تمہارا ہی نقصان ہے ۔ حق تعالےٰ نے قرض چاہا ۔ کون ہے ۔
جو اللہ تعالیٰ کو قرضِ حسنہ دے ۔ جب تم نے اس کو قرض دیا ۔ اور فقیر سے اس
کو حوالہ قبول کر لیا ۔ اللہ تعالیٰ اس کو دوگنا کریں گے ۔ اور اس سے زیادہ دیں
گے ۔ جو تم نے آج دیا ۔ اور کل تمہارا اس سے معاملہ پڑے گا ۔ تو اس کے فائدے
دیکھ لو گے ۔ اس سے بغیر تجربہ کے معاملہ کرو ۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو جب
پانچ سو روپے کی ضرورت ہوتی تھی ۔ اور ان کے پاس پچاس روپے ہوتے تھے ۔
ان کو صدقہ کر چھوڑتے تھے ۔ چنانچہ چند دنوں کے بعد پانچ سو روپے آجاتے ۔
اور اگر یہ نہ بھی آتے ۔ تو نہ ہی اپنے ربِ جلیل کو الزام دیتے ۔ اور نہ ہی اعتراض
کرتے ۔ اور نہ ہی ناخوش ہوتے ۔ اللہ والے اپنے ربِ جلیل کے اس معاملہ کے
عادی ہو جاتے ہیں ۔ جو قرآن و حدیث اور ان کے دل کے یقین کے مطابق
ہوتا ہے ۔ ایک بزرگ کا قصہ ہے ۔ کہ ان کے پاس تین انڈے تھے ۔ ایک مانگنے
والا آیا ۔ تو آپ نے لونڈی سے فرمایا ۔ یہ انڈے اس کو دیدے ۔ تو لونڈی نے ایک انڈہ
چھپا رکھا ۔ چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد ایک دوست نے بیس انڈے بطور تحفہ بھیجے
تو آپ نے اپنی لونڈی سے پوچھا ۔ تم نے مانگنے والے کو کتنے دیئے ۔ تو اس نے
بتایا ۔ کہ دو انڈے دیئے ۔ اور ایک میں نے آپ کے لیے چھپا رکھا ۔ کہ آپ
اس سے افطار کریں ۔ تو فرمایا ۔ اے کم یقین کرنے والی ۔ تم نے ہمیں دس (انڈوں)
سے محروم کر دیا ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے ۔ مغلوب تو وہ ہے ۔ جو
اپنے ایسی مخلوق کے سامنے شکایت کرے ۔ اے مسکین ۔ جب تمہارے پاس
فقیر (قرض) مانگنے آئے ۔ تو اس کو (قرض) دو ۔ اور مت کہو ۔ تم مجھے کیا دوگے ۔

جب تم نے دل کے خلاف کیا ۔ اور اس کو قرض دیا ۔ اور کچھ دیر بعد اس کو بخش دیا ۔
فقیروں میں بعض ایسا بھی ہے ۔ جس کی مانگ پوری نہیں ۔ بلکہ قرض لیتا ہے ۔
اور اللہ کے بھروسہ پر اس کی ادائیگی کی نیت رکھتا ہے ۔ اور اسی کے بھروسہ
قرض لیتا ہے ۔ اے غنی ، جب تمہارے پاس قرض مانگنے آئے ۔ تو اس کو قرض
دو ۔ اور اس کے سامنے بخشش نہ کرو ۔ کہ عاجزی پہ اور عاجزی بڑھ جائے ۔ جب
مدت مانگے ۔ تو دے ڈالو ۔ اور اس سے تمہارے سے اس قرض کو قبول کرنے
کے بارہ میں اور اس سے بری الذمہ ہونے کے لیے پوچھو ۔ تاکہ تمہیں پہلی خوشی
اور دوسری خوشی کا ثواب حاصل ہو ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
کا اپنے بندہ کے لیے تحفہ اس کے دروازہ پہ مانگنے والے کا ہونا ہے ۔ کم نصیبی
تمہاری ۔ فقیر اللہ تعالیٰ کا تحفہ کیسے نہ ہو ۔ وہ تمہاری دنیا سے کوئی چیز تمہاری آخرت
کی طرف لے جا رہا ہے ۔ تاکہ اس کی ضرورت کے وقت تم اسے پالو ۔ اتنی سی
مقدار جو اسے دیتا ہے ۔ بے پروا بنا دیتی ہے ۔ اور (فکر و غم) دور کر دیتی ہے ۔
اور اللہ تعالےٰ کے ہاں تمہارے درجات بلند کرتی ہے ۔ کم بختی تمہاری ۔ اے
بندو ۔ کیا تم شرماتے نہیں ۔ تم اپنے پروردگار کی عبادت اس لیے کرتے ہو کہ تم
کو جنت دے ۔ تم کو حوریں دے ۔ تم کو بچے دے ۔ جنت گھر ہے ۔ رہنے والا کہاں
ہے ۔ کون ہے ۔ جو محض ذاتِ خداوندی کا طالب ہے ۔ بغیر جنت چاہے ۔ بغیر
دنیا چاہے ۔ بغیر مخلوق چاہے ۔ اور یہ چیز کم نہیں ۔ جو حق تعالیٰ کی دید اور اس کے
قرب کا طالب ہے ۔ اس کی دید پہچاننے والوں اور پیار کرنے والوں کی آنکھوں
کی ٹھنڈک ہے ۔ اور اس کی دید جنت ہے ۔ اور حور ، کھانے ، پینے کے ساتھ اس
میں رہنا زاہدوں کی آنکھ کی ٹھنڈک ہے ۔ اور ان میں کتنا فرق ہے ۔ اے دنیا کو
چاہنے والو ۔ تمہارا وقت تو ناچیز (کاموں) میں ضائع ہو گیا ۔ اے جنت، لونڈیوں

اور بچوں کو چاہنے والے۔ تم نے پروردگارِ اعلیٰ کے علاوہ کا ارادہ کیا ہے۔
اور دوسرے کو اختیار کیا ہے۔ اگر تمہارے لیے بھلائی ہوتی تو تمہیں اس سے، ایک
لمحہ کے لیے غائب ہونا پسند نہ ہوتا۔ خرابی تمہاری۔ تم پہچانتے نہیں، کم نصیبی تمہاری۔
حق تعالیٰ کی طرف ایک نظر کی لذت جنت کی ان سب چیزوں کو گھیر لیتی ہے۔
جو بچوں۔ لذتوں۔ مزوں اور آرام سے اس میں ہیں۔ تاکجا کہ بہت سی نظروں
اور بہت سی گھڑیوں کی لذت دنیا مصیبتوں کا گھر ہے۔ پیٹ اور شرمگاہ کا مزہ
ہے۔ عجیب وغریب ہے۔ دن کی افطاری اور اپنی خواہش نفسانی کی پیروی۔
مزوں اور لذتوں کے لیے کھانا۔ انسانوں کے شیطانوں کا جو بُرے ساتھی ہیں کے
ساتھ بیٹھنا ایسے ہے۔ گویا وہ نفس کی بھٹی میں شہوت کی آگ بھڑکا رہا ہے۔
اے اللہ! ہمیں مجاہدۂ نفس کی طاقت دیجئے۔ ہمیں روزی دیجئے۔ ہمیں لوگوں
کے لیے ہدایت دیجئے۔ ہمارے دلوں کو روشن کر دیجئے۔ اور ہمیں ایسا نور بنایئے
جس سے لوگ روشنی حاصل کریں۔ ہمیں اپنی محبت کی شراب پلایئے۔ یہاں تک
کہ ہم (خود) اس سے سیراب ہو جائیں۔ اور ہمارے ساتھ ہر پیاسا سیراب ہو
جائے۔ ہمیں بخشش اور رضامندی نصیب فرمایئے۔ اور ہمارے دلوں میں عطا کی
صورت میں شکر اور روک اور دروازہ بند ہونے کی صورت میں رضا ڈال دیجئے۔
ہمارے سچ کو ثابت کر دیجئے۔ اور ہمارے جھوٹ اور باطل کو مٹا دیجئے۔ آمین۔

بتیسویں مجلس :-

متقی لوگ تو وہ ہیں جو اپنی جلوت اور خلوت میں اللہ تعالےٰ سے ڈرتے
ہیں۔ اور سب حالات میں مراقبہ کرتے ہیں۔ اس سے ان کے دل کے ٹکڑے
رات اور دن کانپتے رہتے ہیں۔ ایسی آفتوں کی بنا پر آنے والی مصیبتوں سے

ڈرتے ہیں۔ جو انہیں اندھا کر کے اللہ تعالیٰ سے کاٹ دیتی ہیں۔ پس وہ
کفر کی طرف پلٹتے ہیں۔ ایسی حالت میں ملک الموت علیہ السلام کی آمد سے ڈرتے
ہیں جبکہ وہ بُرے اعمال اختیار کیے ہوئے ہوں۔ " دیتے ہیں جو دیتے ہیں۔
اور دل ان کے ڈر رہے ہوتے ہیں" رد سے ڈرتے ہیں۔ اپنے بارہ میں علم
الٰہی سے ڈرتے ہیں۔ حضرت فضل ابن عیاض رحمۃ اللہ علیہ جب حضرت سفیان
ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے ملا کرتے تھے۔ تو ان کو فرمایا کرتے تھے آؤ۔ تاکہ ہم اپنے
بارہ میں علمِ الٰہی پر روئیں۔ یہ کتنی اچھی بات ہے۔ یہ اللہ کو پہچاننے والے اور
اس کو اور اس کو الٹ پلٹ کو جاننے والے کی بات ہے۔ علمِ الٰہی کیا ہے۔
یہ وہ ہے جس کی طرف اس نے اپنے فرمان میں اشارہ فرمایا۔ یہ جنت کی
طرف ہیں۔ اور مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ اور ہر ایک کو ایک ہی جگہ نہیں بلایا۔
چنانچہ ہم نہیں سمجھتے۔ کون سے قبیلہ سے ہیں۔ اور ان کو اپنے اعمال پر غرور
بھی نہیں۔ چونکہ اعمال کا اعتبار تو خاتمہ پر ہے۔ متقی لوگ تو گناہوں کو۔ کھلی اور
چھپی لذتوں کو۔ دکھاوے کو۔ نفاق کو اور مخلوق اور مطلب کے لیے عمل کرنے
کو چھوڑنے والے ہوتے ہیں۔ پس وہ لوگ آج کے دن جنت میں ہیں۔ اور کل
باغوں، نہروں اور ایسے درختوں میں بیٹھے ہوں گے۔ جو کبھی خشک نہیں ہوتے۔
اور ایسے پھلوں میں جو کبھی ختم نہیں ہوتے۔ اور ایسی نہروں میں جن کا پانی کبھی
خشک نہیں ہوتا۔ کیسے خشک ہو۔ جب وہ عرش کے نیچے سے نکلتی ہیں۔ ہر
ایک کے لیے ایک نہر پانی کی۔ ایک نہر دودھ کی۔ ایک نہر شہد کی اور ایک
نہر شراب کی ہوگی۔ یہ نہریں ان کے ساتھ ہی چلیں گی۔ جہاں کہیں بھی جائیں۔
اور زمین میں کوئی دراڑ بھی نہ ہوگی۔ دنیا میں جو بھی چیز ہے۔ اس کے مشابہ ہر
چیز آخرت میں ہوگی۔ اور دنیا میں ہر چیز ایک نمونہ ہے۔ وہ آرام اٹھائیں گے۔

جو اُن کے پروردگار نے ان کو دیا ہوگا۔ اور وہ ایسا ہے۔ جس کو نہ کسی آنکھ
نے دیکھا۔ نہ کسی کان نے سنا۔ اور نہ ہی کسی انسان کے دل پر گزرا۔ گچھے جھکے
ہوں گے۔ جب ان میں سے کوئی بیٹھا ہوگا۔ پھل اس کے منہ کی طرف آئیں گے۔
پس وہ ان کو کھائے گا۔ اور وہ لیٹا ہوگا۔ جنت کے درختوں کی رگیں اپنی جڑوں
کے نیچے سے چاندی کی ہوں گی۔ اور ان کی شاخیں سونے کی ہوں گی۔ اس میں
سے کسی کے دل میں کسی چیز کے کھانے کا خیال آئے گا تو ہم پھل اس کے منہ
کے آگے کردیں گے۔ چنانچہ وہ اس میں سے جو چیز چاہے گا۔ کھائے گا۔ پھر
وہ اپنی جگہ واپس لوٹ جائے گا۔ جنت میں ہر چیز سے بے پرواہی ہوگی۔ یعنی
جنت والوں کو۔ ان کا کلام پاکیزہ ہوگا۔ اور بہترین آواز میں ہوگا۔ یہاں تک کہ اس
کی نہریں۔ اس کے درخت اور اس کے اندر کی ہر چیز۔

اے چاہنے والو۔ دنیا مٹ جانے والی اور مشقت میں ڈالنے والی ہے۔
باقی رہنے والی جنت مانگو۔ جو آرام اور انعام کا گھر ہے۔ شکر کا گھر ہے۔ اس میں نہ
وضو ہے نہ نماز ہے۔ نہ حج ہے۔ نہ زکوٰۃ ہے۔ نہ مصیبتوں پر صبر کرنا ہے۔ نہ
بیماریاں ہیں نہ خرابیاں ہیں۔ نہ تنگی ہے اور نہ نکلنے کا ڈر ہے۔ اے لوگو۔
جلدی ہی تمہیں موت آجائے گی۔ اور تمہیں پکڑے گی۔ پھر تم ایسے ہوجاؤ گے۔
گویا نہ تم کبھی پیدا کیے گئے۔ اور نہ ہی دیکھے گئے۔ اپنے دلوں کو اپنے گھر والوں
سے اپنے بچوں سے اور اپنے کاموں سے موڑ لو۔ اپنے پروردگار کی ساری مخلوق کو
چھوڑ دو۔ اور ان میں سے کسی ایک پر بھی بھروسہ نہ کرو۔ نہ تھوڑے میں نہ زیادہ میں۔
اے اللہ۔ ہمیں ہر حال میں اپنے اوپر بھروسہ نصیب فرمایئے۔ اور آپ کے سوا کا
دیکھنا تو عاجزی میں بڑھاتا ہے۔ اور ہمیں دنیا اور آخرت میں نیکی دیجئے۔ اور ہمیں
دوزخ کے عذاب سے بچایئے۔

تینتیسویں مجلس:-

تم مصیبت سے مت بھاگو۔ اور اس پر صبر کرو۔ اس کا آنا تمنا خوف اور
اس پر صبر کرنا لابدی ہے۔ (دیکھو گے) ساری دنیا اور جو کچھ اس میں تمہارے لیے
پیدا کیا گیا۔ کس طرح بدلتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام جو سب سے بہتر مخلوق ہیں
وہ بھی آزمائے گئے۔ اور اسی طرح ان کے پیچھے آنے والے اور ان کی راہ
چلنے والے ان کے نقشِ قدم کی پیروی کرنے والے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
حق تعالیٰ کے پیارے تھے۔ وہ بھی تنگی۔ بھوک۔ لڑائی۔ جنگ اور مخلوق کی
ایذا رسانی سے آزمائے جاتے رہے۔ یہاں تک کہ وفات شریف ہوگئی۔
عیسیٰ علیہ السلام جو روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں۔ جن کو بغیر باپ کے پیدا کیا۔
اور جو پیدائشی اندھے اور کوڑھی کو اچھے کرتے تھے۔ اور مُردوں کو زندہ کرتے
تھے۔ اور ان کی دعا بھی قبول ہوتی تھی۔ ان پر ایسے لوگ مسلط کیے گئے جو ان کو
گالیاں دیتے تھے۔ ان کی ماں کو جھوٹی تہمت لگاتے تھے۔ اور ان کو مارتے
تھے۔ اور آخر کار وہ اور ان کے ساتھی ان سے بھاگ نکلے۔ پھر ان پر قابو پایا۔
اور ان کو پکڑا۔ اور ان کو مارا۔ اور ان کو سزا دی۔ اور انہوں نے حضرت عیسٰے
علیہ السلام کو سولی دینے کا ارادہ کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ان سے بچا لیا۔
اور اس کو سولی دیا جس نے ان کا پتہ بتایا تھا۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام
کو اس قسم کی ہولناک چیزوں سے آزمایا گیا۔ جو ان کو پیش آئیں۔ اور انبیاء علیہم السلام
میں سے ہر ایک کے لیے کوئی نہ کوئی مصیبت تھی۔ جو اس کے لیے خاص تھی۔
جب انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ کے پیارے تھے
یہ معاملہ ہے۔ تو تم کون ہو۔ جو تم اپنے اور دنیا کے بارہ میں بغیر خدائی باتیں چاہتے ہو۔

اپنے ارادہ اور اختیار کو چھوڑ دو۔ مخلوق سے باتیں کرنی اور ان سے محبت کرنی چھوڑ دو جب تمہاری یہ بات پوری ہو جائے گی۔ تو تمہارے دل کی بات اپنے پروردگار سے ہوگی۔ اور تمہاری محبت اس سے ہوگی۔ تمہارے دل میں اس کی بات نقش ہو جائے گی۔ تم اس کے یاد کرنے والے بن جاؤ گے۔ اور وہ تمہیں یاد کرنے والا۔ اپنے دل کو دلجمعی کے ساتھ اس کے ساتھ تھامے رکھو گے۔ اس وقت اس کو اُس کے ماسوا کو دیکھنے والا کو غائب پائے گا۔ اس وقت روحانیت اور وصال والوں میں سے ہو جائے گا۔ بندوں اور مشیروں میں سے ہو جائے گا۔ پس اس سے مخلوق سے تکلیفوں اور مصیبتوں کو دور کیا جائے گا۔ جو اس کا پروردگارِ اعلیٰ اس کو دے گا۔ وہ لے گا۔ یہ اصلی عطا ہے۔ اور اس کے علاوہ (سب) مجاز ہے۔ دنیا کے معاملات میں اور آخرت کے معاملات میں جن میں بھی تم ہو۔ کسی سے بات مت کرو۔ جو کچھ اس میں ہے۔ تم اس کی امانت ہو۔ اور بند ہونے کے بعد اس کو اپنے حالات کا چہرہ چھپانے کا (سامان) بناؤ۔ اور اس میں سوائے اللہ کے کسی کو نہ دیکھو گے۔ اور اگر پردہ اٹھا دیا جائے۔ تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہوگا۔ یہ آخری زمانہ انقطاعِ ایام کا ہے۔ نفاق کا چلن ہے۔ معاملہ حرص اور ڈر سے ہے۔ دنیا کے آنے میں رغبت ہے۔ اور دوری کا ڈر ہے۔ مخلوق کی نزدیکی کی حرص کرتے ہو۔ اور ان کے دوری اور بعد سے ڈرتے ہو۔ بہت سی مخلوق کے لیے مسلمان معبود بن گئے ہیں اور دنیا مالداری۔ عاقبت۔ طاقت اور قوت معبود بن گئے ہیں۔ خرابی تمہاری تم نے فرع کو اصل۔ مرزاق کو رازق۔ مملوک کو مالک۔ فقیر کو مالدار۔ عاجز کو طاقتور اور مردہ کو زندہ بنا دیا ہے۔ تمہارے لیے کوئی بزرگی نہ ہو۔ نہ ہم تمہاری پیروی کرتے ہیں۔ اور نہ ہی تمہارے مذہب کی تعریف کرتے ہیں۔ بلکہ تمہارے سے

علیحدہ ہیں۔ ہم سنت پر بدعت چھوڑ کر سلامتی کے ٹیلہ پر اور دکھاوا۔ نفاق اور مخلوق کو عاجزی۔ کمزوری اور مجبوری کی آنکھ سے دیکھنا چھوڑ کر توحید اور اخلاص کے ٹیلہ پر کھڑے ہیں۔ راضی بہ قضا ہیں۔ اور ناراضگی چھوڑتے ہیں۔ صبر پر ڈٹے ہیں۔ اور شکایت چھوڑتے ہیں۔ ہم اپنے دلوں کے قدموں کے ساتھ اپنے بادشاہ کے دروازہ کی طرف چلتے ہیں۔ کسی کو تابع کرنا اور کسی کو غالب کرنا اسی کی طرف سے ہے۔ جیسے کہ پیدا کرنا اور روزی دینا بھی اسی کی طرف سے ہے۔ دنیا کی بڑائی اور اس کی فارغ البالی اور اس کے بادشاہ اور اس کے مالدار اسی کی طرف سے ہے۔ تم نے اللہ تعالےٰ کو بھلا دیا۔ اور اس کی تعظیم نہ کی۔ تو تمہارا حکم تو پتھروں کے پوجنے والے کا حکم ہے۔ جس کی بڑائی سے تمہارا بت بنتا ہے۔ خرابی تمہاری۔ بتوں کے پیدا کرنے والے کی عبادت کرو۔ اور پتھر بت تمہارے سامنے خود ذلیل ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہو جاؤ۔ اور مخلوق تمہارے اتنی ہی نزدیک ہو جائے گی جتنی کہ تم اس کی تعظیم کرو گے۔ اس کی تعظیم کرو۔ اس کی مخلوق تمہارے سے اتنا ہی ڈرے گی۔ جتنا کہ تم اس کا ڈر رکھو گے۔ اس کی مخلوق تمہارا اسی قدر احترام کرے گی۔ جتنا کہ تم اس کے اوامر ُنواہی کا احترام کرو گے۔ اس کی مخلوق تمہارا احترام پرہیزگاری کی بناً پر کرے گی۔ اس کو اپنے دل کے ہاتھ سے نہ دے۔ اگر تم نے اس کو چھوڑ دیا۔ تو تمہاری گردن میں ذلت کا طوق ہوگا۔ جو پرہیزگاری چھوڑ دیتا ہے۔ اس کا دل شک و شبہ اور غلط ملط چیزوں سے سیاہ ہو جاتا ہے۔ خرابی تمہاری۔ تم متقی ہونے کا دعویٰ کرتے ہو۔ اور پرہیزگاری کو تم چھوڑنے والے ہو۔ جو بہت سی چیزوں کو حرام اور شبہ میں پڑنے کی وجہ سے چھوڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ معمولی سی رخصت پر بھی اس کو سزا دیتا ہے۔ ایک روز میرا گاؤں کے پاس سے

گزر ہوا جس کے گرد چینا بویا ہوا تھا۔ سو میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا۔ اور اس کے بھٹوں میں سے ایک بھٹہ پکڑا اور اس کو چوسا۔ اچانک گاؤں والوں میں سے دو آدمی میرے پاس آئے۔ ان میں سے ہر ایک کے پاس ایک لاٹھی تھی، سو انہوں نے مجھے اتنا مارا کہ میں زمین پر گر پڑا۔ اس گھڑی میں نے اللہ تعالےٰ سے عہد کیا۔ کہ میں اس چیز میں رخصت کی طرف نہ آؤں گا۔ جو پوشیدہ نہ ہو۔ اس واسطے کہ شریعت نے محتاج کو کھیتی اور پھل سے بقدر حاجت کھانا جائز قرار دیا ہے۔ اور اس میں سے کچھ لے لو۔ چنانچہ یہ عام رخصت ہے۔ لیکن مجھے اس رخصت پر نہیں چھوڑا گیا۔ بلکہ پرہیزگاری کی رفاقت کے ساتھ عزیمت کا اختیار دیا گیا ہوں۔ جو کوئی موت کو زیادہ یاد کرتا ہے۔ اس کی پرہیزگاری زیادہ ہو جاتی ہے اور رخصت کم ہو جاتی ہے اور عزیمت بڑھ جاتی ہے۔ موت کی یاد دلوں کی بیماریوں کے لیے دوا ہے۔ اور ان کے سر پر روک ہے۔ میں برسوں تک موت کو رات اور دن بہت یاد کرتا رہا ہوں۔ اور اس کی یاد سے فلاح پائی ہے اور اپنے دل پر قابو پایا۔ چنانچہ بعض راتوں میں موت کو یاد کیا ہے۔ اور رات کے پہلے حصہ سے لے کر صبح تک روتا رہا ہوں۔ اور ان راتوں میں رو کر کہتا رہا ہوں۔ اے میرے معبود۔ میں آپ سے سوال کرتا ہوں۔ کہ میری روح کو ملک الموت علیہ السلام (موت کا فرشتہ) قبض نہ کرے۔ اور اس کا قبض کرنا آپ اپنے اختیار میں رکھیں۔ چنانچہ جب صبح کے وقت میری آنکھ لگی۔ تو میں نے ایک اچھا خاصا اچھی شکل والا بوڑھا دیکھا۔ کہ دروازہ سے داخل ہو کر میرے پاس آیا ہے۔ تو میں نے اس سے پوچھا۔ تم کون ہوتے ہو۔ تو اس نے جواب دیا۔ میں ملک الموت (علیہ السلام) (موت کا فرشتہ) ہوں۔ میں نے اس سے کہا۔ کہ میں نے تو اللہ تعالےٰ سے یہ سوال کیا تھا۔ کہ میری روح کا قبض کرنا وہ۔ اپنے

اختیار میں رکھیں۔ اور اس کو آپ قبض نہ کریں۔ تو اس نے کہا۔ کہ تم نے یہ سوال کیوں کیا۔ میرا کیا گناہ ہے۔ کیا میں اللہ کی طرف سے نہیں۔ غلام ہوں۔ حکم کیا گیا ہوں۔ ہمیں بعض لوگوں کے ساتھ نرمی کا حکم کیا گیا ہے۔ اور کچھ لوگوں کے لیے رسوائی کا۔ مجھ سے بغلگیر ہوا۔ اور رویا۔ میں بھی اس کے ساتھ رویا۔ پھر میری آنکھ کھل گئی۔ اور میں روتا رہا۔ اپنی ہوس کو چھوڑ دو۔ یہ بات علیٰحدگی اور زیادہ بلانے سے نہیں آتی۔ اگر تم اس منزل اور گھاٹ پر بیٹھے ہو۔ تو کماؤ پلٹو اور کھلاؤ پلاؤ۔ اور اگر تم نے یہ محض سنا ہی ہے۔ ایسی چیز کی خبر مت دو۔ جس کو تم نے دیکھا نہیں۔ لوگوں کو دوسرے کی دعوت کی طرف مت بلاؤ۔ لوگوں کو خالی گھر کی طرف مت بلاؤ۔ کہ وہ تم پر ہنسیں۔ ہمیں اپنی ترکش سے تیر مارو۔ ہمارے پر اپنی کمائی میں اور اپنی پیشانی کے پسینے سے خرچ کرو۔ ہمیں اپنے اس مال سے نہ دو جس کو تم نے اپنے پڑوسی کے ہاں سے چرایا۔ ہمیں اپنے ننگ سے مت پہناؤ۔ ہدایت مالک کی طرف سے ہی قبول ہوتی ہے۔ نہ کہ مزدوری کرنے والے اور چرانے والے کی طرف سے۔ توحید جلتی آگ ہے۔ "اے آگ تو ابراہیم علیہ السلام کے لیے ٹھنڈی اور آرام دہ ہو جا۔" اے اللہ۔ ہمیں اس دن کی بھلائی بخشیے۔ اور اس کی برائی سے ہمارے لیے کافی ہو جائیے۔ اور اس طرح تمام رات اور دن۔ آمین

چونتیسویں مجلس

اے اپنی دنیا اور اپنی لمبی لمبی امیدوں (کے سہارے) بیٹھنے والو جلدی ہی موت آجائے گی۔ اور تمہارے اور تمہاری لمبی لمبی آرزوؤں کے درمیان حائل ہو جائے گی۔ اپنی موت کے آنے سے پہلے جلدی کرو۔ اچانک موت کا منہ دیکھنے کا انتظار کرو۔ بیماری موت کے لیے شرط نہیں ہے۔ ابلیس (شیطان)

تمہارا دشمن ہے۔ اس کا مشورہ قبول نہ کرو۔ اور نہ اس سے نڈر بنو۔ چونکہ وہ
کوئی ایماندار نہیں ہے۔ اس سے بچتے رہو۔ وہ چاہتا ہے۔ کہ تم غفلت۔ گناہ
اور کفر کی موت مرو۔ اپنے دشمن کی طرف سے غافل نہ رہو۔ وہ اپنی تلوار نہ
دوست سے ہٹاتا ہے۔ نہ دشمن سے۔ اس سے رکے رکے لوگ ہی چھوٹتے
ہیں۔ اس نے تمہارا باپ آدم علیہ السلام اور تمہاری ماں حوا علیہا السلام کو
جنت سے نکالا۔ اس کی سخت کوشش ہے کہ تمہیں بھی (جنت) میں داخل
ہونے کے قابل نہ چھوڑے۔ وہ نافرمانی، غلطی۔ کفر اور مخالفت کا حکم دیتا
ہے۔ چنانچہ سب کے سب گناہ اللہ تعالٰے کی قضا و قدر کے بعد اور وہ ان
نیکوں، نزدیکوں، اٹکل والوں کے بڑے دوست تھے۔ جن کے لیے جنت مخصوص
ہے۔ نیک لوگ اپنی اصلاح اور اطاعت کے باوجود اپنے آپ کا محاسبہ کرتے
ہیں۔ اور تم اپنے آپ کا محاسبہ نہیں کرتے ہو۔ ٹھیک ہے۔ اپنے آپ سے
فائدہ نہیں اٹھاتے ہو۔ اے اللہ۔ ہمیں اپنی ذاتوں۔ نفسانی خواہشوں اور
شیطانوں سے بچایئے۔ ہمیں اپنے گروہ میں اور اپنے گروہ سے بنایئے۔ موت
سے پہلے ہمارے دلوں کو اپنے سے قریب کر دیجئے۔ اور ہمیں دیدارِ عام سے پہلے
دیدارِ خاص نصیب فرمایئے۔ آمین

پینتیسویں مجلس :-

حضرت لقمان حکیم رحمۃ اللہ علیہ اپنے بیٹے سے فرماتے تھے۔ اے بیٹے۔
وہ آگ سے کیسے نڈر بنتا ہے۔ جس کے لیے اس کا قرب لابدی ہے۔ اور وہ دنیا
سے کیسے نڈر بنتا ہے۔ جس نے اس کو چھوڑ جانا ہے۔ اور موت کو کیسے بھلاتا ہے
جبکہ وہ ناگزیر ہے۔ اور اس سے کیسے غفلت برتتا ہے۔ اور اس کو خاطر میں نہیں

لاتا ہے۔ تم میں سے ہر ایک کو آگ پر سے گزرنا ہے۔ ایسا سفر ہے۔ جس
کے لیے تقویٰ کا توشہ درکار ہے۔ اور میں نہیں دیکھتا کہ تم نے تقویٰ کا توشہ
حاصل کر لیا ہے۔ اے دنیا کے چاہنے اور اس سے عشق رکھنے والو۔ یہ جنت کے
مقابلہ میں ایک دھوکہ کے سوا کیا ہے۔ یہ بھید ہے۔ یہ الف ہے۔ یہ اصل ہے۔
حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ دلوں پر بھاری اور سب سے
بُری چیز دنیا کی محبت ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ فرمایا۔ کہ یہ دل تاریک ہیں۔
ان کو قرآن مجید کی تلاوت اور ذکر کی مجلسوں کی حاضری سے روشن کرو۔ علم پر
عمل کرنے والے عالموں کی مجلسیں دلوں کو روشن کرتی ہیں۔ اور ان کو صاف
اسی کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ اللہ تعالٰے کے خالص عبادت کرنے والے
بندوں کے علاوہ ساری مخلوق کی آزمائش ہوتی ہے۔ اس کو ان پر غلبہ حاصل
نہیں ہے۔ اور بعض اوقات ان کو تکلیف دیتا ہے۔ جب قضا آتی ہے تو
آنکھ اندھی ہو جاتی ہے۔ قضا کا عمل جسم میں ہوتا ہے۔ نہ کہ دل اور باطن میں۔
دنیا والی چیزوں میں ہوتا ہے۔ نہ کہ آخرت والی چیزوں میں۔ مخلوق والی
چیزوں میں ہوتا ہے۔ نہ کہ خالق اکبر والی چیزوں میں۔ بہت سے مخلوق کے
پاس دنیا اور دل کی راہ سے جاتے ہیں۔ دنیا جلتی آگ ہے۔ ایسی چیز میں
لگو۔ جو تمہارے کام آئے۔ اور تمہیں موت کے بعد والے عمل کے قابل کر
دے۔ اور مجاہدہ نفس تمہارے کام آئے گا۔ اور لوگوں کے عیبوں کی (ٹوہ میں)
لگنا تمہیں کام نہ آئے گا۔ اور موت کو یاد کرو۔ اور موت کے بعد والی چیزوں
کے لیے کام کرو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہوشیار وہ ہے۔ جس نے
اپنے آپ کو دیندار بنایا۔ اور موت کے بعد والی چیزوں کے لیے کام کیا۔

اور عاجز وہ ہے۔ جس نے اپنے نفس اور نفسانی خواہش کی پیروی کی۔ اور اللہ سے مغفرت کی آرزو کی۔ اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق میں سے ایماندار لوگوں کے لیے اپنی ذات پر عاجزی لازم کر لو۔ جو اس پر اللہ تعالےٰ کے حقوق ہیں۔ وہ طلب کرو۔ اس سے پوچھ گچھ کرو۔ اور اس کا اس طرح محاسبہ کرو۔ جس طرح نیک لوگ کرتے ہیں۔ حضرت عمر ابنِ خطاب رضی اللہ عنہ کا یہ معمول تھا۔ کہ جب رات پڑتی۔ اپنی ذات کی طرف متوجہ ہو جاتے۔ اور اس سے پوچھتے۔ تم نے اپنے پروردگار کے لیے کیا کیا۔ اس کے لیے کیا بنایا۔ پھر (دُرّہ) کوڑا لیتے۔ سو اس کو مارتے۔ اس کو ذلیل کرتے۔ اور اس کو کسی چیز پر ڈال دیتے۔ پھر چلتے۔ اللہ کے حقوق کا مطالبہ کرتے تھے۔ اور اس سے اس کی خدمت میں زیادتی چاہتے تھے۔ اور پاک کرتی ہیں۔ اور ان کی سختی کو دور کر دیتی ہیں۔ ایک شخص نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اپنے دل کی سختی کی شکایت کی۔ چنانچہ انہوں نے فرمایا۔ ذکر میں ہمیشگی اختیار کرو۔ اللہ تعالےٰ کو یاد کرنے والے اور اس سے معاملہ کرنے والے اس کے دوست ہوتے ہیں۔ حقیقت میں وہی بادشاہ ہوتے ہیں۔ عزت والا بادشاہ وہی ہے۔ اسی کی طرف دوڑو۔ تاکہ آخرت کے بادشاہ بن جاؤ۔ چنانچہ دنیا ان کے دلوں میں ذلیل ہو گئی۔ اور حق تعالےٰ کو دیکھا۔ تو مخلوق ان کے نزدیک ذلیل ہو گئی۔ عزت اللہ کی فرمانبرداری کرنے اور نافرمانیوں کے چھوڑنے میں ہے۔ یہ دل صحیح اور کامیاب نہیں ہوتا۔ جب تک ہر محبوب چیز کو نہ چھوڑ دے۔ اور ہر ملنے والی چیز کو کاٹ نہ دے۔ اور ہر مخلوق کو چھوڑ نہ دے۔ اور تمہیں تمہاری چھوٹی چیزوں سے بڑی اچھی چیزیں ملیں گی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے اللہ تعالےٰ کے لیے کوئی چیز چھوڑی۔ اس نے اس کے بدلے میں اس کو بہتر دی۔ اے اللہ۔ ہمارے

دلوں کو بیدار کر دیجئے۔ اور ہمیں اپنی بے خبری سے خبردار کر دیجئے۔ اور ہمیں دنیا اور آخرت میں نیکی دیجئے۔ اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچایئے۔

چھتیسویں مجلس :-

سچا انعام پر شکر کرتا ہے۔ اور انتقام پر صبر کرتا ہے۔ اور حکم بجا لاتا ہے۔ اور منع کی ہوئی چیزوں سے رک جاتا ہے۔ اس پر دل ترقی کرتے ہیں۔ انعام پر شکر انعام کو زیادہ کرتا ہے۔ اور انتقام پر صبر ان کے کام کو آسان بنا دیتا ہے۔ بیوی بچوں کے مرنے۔ مال کے جانے۔ سامان کے چھننے۔ مطلب پورا نہ ہونے اور مخلوق کے تکلیف دینے پر صبر کرو۔ اور تم بڑی بھلائی دیکھو گے۔ جب تم نے آسانی ہونے پر شکر کیا۔ اور تنگی آنے پر صبر کیا۔ تمہارے ایمان کے بازو کے یہی دو پر ہیں۔ ان کو مضبوط کرو۔ چنانچہ تمہارا دل اور باطن ان دونوں سے تمہارے مولائے کریم کے دروازہ کی طرف پرواز کریں گے۔ تم ایمان کا دعویٰ کیسے کرتے ہو۔ حالانکہ تمہیں صبر نہیں۔ کیا تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نہیں سنا۔ صبر ایمان میں ایسے ہے۔ جیسے سر جسم میں۔ جب تمہیں صبر ہی نہ ہو۔ تو تمہارے ایمان کے لیے سر کہاں۔ اور اس کے جسم کا کیا اعتبار۔ اگر تم نے آزمائش کرنے والے کو پہچانا ہوتا۔ تو اس کی دی ہوئی مصیبت پر صبر کرتے۔ اگر تم دنیا کو پہچانتے۔ تو اس کی طلب سے رک جاتے۔ اے اللہ۔ ہر گمراہ کو راہ دکھایئے اور ہر ناراض پر مہربانی کیجئے۔ اور ہر آزمائش شدہ کو صبر دیجئے۔ اور ہر معافی پانے والے کو شکر کی توفیق دیجئے۔ آمین۔

سینتیسویں مجلس :-

اس سے پوچھا۔ کونسی آگ سخت ہے۔ ڈر کی آگ یا شوق کی آگ۔
تو فرمایا۔ ڈر کی آگ مرید کے لیے ہے۔ اور شوق کی آگ مراد کے لیے۔ اور یہ
ایک چیز ہے۔ اور تمہارے پاس اس دو قسم کی آگ میں سے کونسی آگ ہے۔
اے پوچھنے والے۔ اے اسباب پر بھروسہ کرنے والو۔ تمہیں فائدہ دینے والا
ایک ہے۔ تمہیں نقصان پہنچانے والا ایک ہے۔ تمہارا بادشاہ ایک ہے۔
تمہارا سلطان ایک ہے۔ تمہارا حاکم ایک ہے۔ تمہارا بنانے والا ایک ہے۔
تمہارا معبود ایک ہے۔ وہی ہے۔ جس نے تم کو بنایا۔ اور اس کو بنایا۔ جو تم
اس کی کاریگری سے اپنے ہاتھوں پر بناتے ہو۔ اور اس نے تم کو پیدا کیا۔
تم کو روزی دی۔ تم کو نقصان دیا۔ تم کو فائدہ دیا۔ اور تمہیں ہدایت دی۔ تم اپنے
ایسی مخلوق کا ارادہ کرتے ہو۔ کیا تم نے نہیں سنا۔ اللہ تعالیٰ نے کیسے فرمایا۔
"پس جس کو اپنے پروردگار سے ملنے کی امید ہو۔ اس کو نیک کام کرنا چاہیئے۔
اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرنا چاہیئے۔" اے منافق۔
تمہارا وقت بیکار جاتا ہے۔ اے بدنصیب۔ تمہارا وقت ضائع ہوتا ہے۔ تمہاری
اصلی پونجی ختم ہوتی جاتی ہے۔ ٹھیک ہے۔ تم فائدہ نہیں دیکھتے۔ تمہاری اصلی
پونجی تمہارا دین ہے۔ اور تم دنیا کھاتے ہو۔ پس تم اپنا دین کھاتے ہو۔ وہ جا
رہا ہے۔ کم ہو رہا ہے۔ تمہارے عمل سے اور تمہارے شہرت۔ روپیہ۔ پیسہ۔
مرتبہ اور قبولیت چاہنے میں جا رہا ہے۔ اور تم اللہ تعالیٰ کے دشمن اور بیزاری
ہو۔ اس کے بندوں میں سے نیکوں اور سچوں کے دلوں کی بیزاری ہو۔ اس کے
فرشتوں کی بیزاری ہو۔ فرشتے تمہارے پر لعنت کرتے ہیں۔ اور وہ زمین جو

تمہارے لیے ہے۔ تمہارے پر لعنت کرتی ہے۔ اور وہ آسمان جو تمہارے
اوپر ہے۔ تمہارے پر لعنت کرتا ہے۔ اور وہ کپڑے جو تمہارے پر ہیں۔ تمہارے
پر لعنت کرتے ہیں۔ الغرض تم خالق اور مخلوق (دونوں کے ہاں) ملعون ہو۔ کیا
تمہیں نہیں معلوم۔ کہ منافق لوگ آگ کے سب سے نیچے درجہ میں ہوں گے۔
فرمانبردار ہو جاؤ۔ پھر توبہ کرو۔ اس سے پہلے کام ٹھیک کر لو۔ کہ موت تمہیں اچانک
آئے۔ اس سے پہلے کہ تم اچانک پکڑے جاؤ۔ سو تم شرمندہ ہو۔ اور شرمندگی
تمہیں فائدہ نہ دے۔ میرے پاس آؤ۔ میں تمہیں پہچنوا دوں۔ جہاں تک ممکن
ہو۔ تمہارے سامنے صاف اعلان کر دوں۔ حکم لگانے کے بارہ میں ہمیں تمہیں
اور دوسروں کو چھپانے کا حکم ملا ہے۔ لیکن میں تو اپنی بات کو بغیر یقین کیے
ویسے ہی کھلا چھوڑ رہا ہوں۔ اور بلا صراحت تمہیں ایک اشارہ کر رہا ہوں۔
میری مراد تم ہی ہو۔ چنانچہ سنو۔ لونڈیا اور غلام کو لکڑی سے مارا جاتا ہے۔ اور
شریف کو اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔ حق تعالیٰ کے فضل و کرم سے میں مخلوق
کی جلوت و خلوت اور ان کے دلوں کو دیکھ رہا ہوں۔ ان میں سے وہی قبول
کرتا ہے۔ جسے کرنا ہوتا ہے۔ اور ذاتِ خداوندی کا ارادہ کرتا ہے۔ بناوٹ
مت کرو۔ کھوٹ مت ملاؤ۔ اور دھوکہ دکھاوا مت کرو۔ چونکہ وہ چھپی اور اس
سے چھپی چیزوں کو جانتا ہے۔ آنکھوں کی چوری اور سینوں کی چھپی چیزوں کو
جانتا ہے۔ اس بادشاہ روزی دینے والے کی خدمت کرو۔ اور یہی انعام کرنے
والا ہے۔ یہی ہے۔ جس نے تمہارے لیے سورج کو روشنی اور چاند کو چاندنی
اور رات کو چین بنا دیا ہے۔ تمہیں نعمتوں سے خبردار کر دیا ہے۔ اور ان کو
شمار کر دیا ہے۔ تاکہ تم ان پر شکر کرو۔ ان کو شمار کرنے کے بعد فرمایا۔ "اگر تم
اللہ کی نعمتوں کو گنو تو انہیں شمار نہ کر سکو گے۔" جس نے حقیقتاً اللہ کی نعمتوں

کو دیکھا. شکر سے عاجز رہا. جو اس کو دیا گیا. حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا. اے اللہ. میں آپ کے شکر سے عاجز رہ کر آپ کا شکر کرتا ہوں. تم کتنا کم شکر کرتے ہو. اور کتنے زیادہ اعتراض کرتے ہو. اگر تم اللہ تعالےٰ کو پہچانتے. تو اس کے سامنے تمہاری زبانیں گنگ ہو جاتیں. اور تمہارے دل اور ہاتھ پاؤں سب حالات میں باادب ہو جاتے. اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا. جو اللہ تعالےٰ کو پہچان لیتا ہے. اس کی زبان رک جاتی ہے. عارف گونگا ہی رہتا ہے. اور جو راز اس کے پاس ہوتے ہیں. ان کو اس کی اجازت کے بغیر نہیں بتاتا ہے.

اپنی ذات کو. اپنے ہاتھ پاؤں کو. اپنے بیوی بچوں کو اور اپنے مال کو حق تعالےٰ کے لیے الوداع کہو. اور اس کے راز کو ضائع نہ کرو. اس کی طرف متوجہ ہوگا. اس واسطے کہ تم اس کے ہاں ہر خبر پاؤ گے. حکم کا حق ادا کرو. کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرو. اور آپ کی پیروی کرو. پھر اپنے علم کے ذریعہ اپنے پروردگارِ اعلیٰ تک رسائی حاصل کرو. پھر اپنے عمل کے ذریعہ سے اور خود اس کو پہچان کر اپنے پروردگارِ اعلیٰ تک رسائی حاصل کرو. یہاں تک کہ اس کے دروازہ پر پہنچ جاؤ. پھر جب تم پہنچ جاؤ. تو اس کا حق پورا کرو. تم آؤ. اس سے سلامتی اور سعادت و شرافت کی دعا مانگو. پھر تم اپنے باطن اور اپنے مطلب کے گھر میں داخل ہو جاؤ. ایک بزرگ سے منقول ہے. آپ نے فرمایا. کہ ڈھول اور باجا سے دنیا کا کھانا میرے نزدیک دنیا کا دین کے ساتھ کھانے سے زیادہ محبوب ہے. جلدی ہی تم میں سے ہر ایک غور کرے گا. کہ اس نے اپنے لیے توحید. شرک. نفاق اور اخلاص سے کیا کمایا ہے. اس دن جہنم ہر دیکھنے والے کے سامنے ہوگا. جو کوئی بھی قیامت میں (موجود) ہوگا. اس

کو دیکھے گا. اور اس سے ڈرے گا. سوائے گنتی کے لوگوں کے. جب مومن کو دیکھے گی ذلیل ہو جائے گی. اور بجھ جائے گی. یہاں تک کہ وہ گزر جائے گا. اس واسطے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے. آپ نے فرمایا. قیامت کے دن مومن کو آگ کہے گی. اے مومن. گذر جاؤ. کہ تمہارا نور میرے شعلہ کو بجھاتا ہے. اوپر سے گزرنے سے پہلے اس کو آواز دے گی. جلد کرو. گذر جاؤ. میرا کام خراب نہ کرو. چونکہ میرا کام دوسرے سے ہے. مسلم اور کافر. فرمانبردار اور نافرمانبردار ہر ایک کو اس کے اوپر سے ضرور گذرنا ہے. جب آگ پر پھیلائے ہوئے راستہ پر مومن کا قدم قرار پکڑے اور جمے گا. سکڑ جائے گی اور بجھ جائے گی. اور اس کو کہے گی. گذر جاؤ. کہ تمہارا نور میرے شعلہ کو بجھا یا چاہتا ہے. اور ان میں ایسے ہوں گے. جو گذر جائیں گے. اور آگ کو نہ دیکھیں گے. جب جنت میں داخل ہوں گے. کہیں گے. کیا اللہ تعالےٰ نے نہ فرمایا تھا. "کہ تم میں سے ہر ایک کو اس کے اوپر سے گزرنا ہے." پس ہم نے تو اس کو نہ دیکھا. تو انہیں جواب ملے گا کہ تم اس کے اوپر سے گزرے ہو. مگر وہ بجھی پڑی تھی. نافرمانبردار اپنے مولائے کریم سے بھاگتا ہے. اور مومن اور فرمانبردار اللہ تعالیٰ کی خدمت میں کھڑا رہتا ہے. جانتا ہے. ملاقات ہوگی. اور اس سے ان سب کاموں کے بارے میں پوچھے گا. جن میں وہ دنیا میں لگا رہا. اور اس نے دنیا میں اپنی خواہش نفسانی کی پیروی چھوڑی. اس واسطے کہ یہ اس کو گمراہ کرتی تھی. اور اس کے پروردگارِ اعلیٰ سے تنازع (لڑائی جھگڑا) کا حکم کرتی تھی. اس نے اپنے نفس کی مخالفت کی اور اس سے دشمنی کی. اس واسطے کہ اس نے جان لیا کہ وہ اس کے پروردگارِ اعلیٰ سے دشمنی رکھنے والا ہے. اللہ تعالےٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو حکم کیا. اے داؤد (علیہ السلام) اپنی خواہش نفسانی کو چھوڑ دو. اس واسطے کہ خواہش

نفسانی کے سوا کوئی جھگڑالو میرے سے جھگڑا کرنے والا نہیں۔ سکون، نشان اور حسنِ ادب کے ساتھ حق تعالٰے کے ساتھی رہو۔ اس کے ارادہ کے سامنے اپنا ارادہ اور اس کے اختیار کے سامنے اپنا اختیار، اس کے حکم کے سامنے اپنا حکم اور اس کی چاہت کے سامنے اپنی چاہت چھوڑ دو۔ وہ جو چاہے کرنے والا ہے۔ جو کرے، اس سے پوچھ نہیں، اور دوسروں سے پوچھ ہوگی۔ اس کا ساتھ درندوں اور سانپوں کا ساتھ ہے۔ اور اسی لیے اللہ والے ڈر اور بچاؤ پر ہی قائم رہے۔ رات ان کی رات ہے۔ دن ان کا دن ہے۔ کھانا ان کا مریضوں کا کھانا ہے۔ نیند ان کی بچھڑوں کی نیند ہے۔ بات ان کی ضرورت کی بات ہے۔ مریض کا تھوڑی سی چیز سے پیٹ بھر جاتا ہے۔ وہ کھاتا ہے۔ مگر اپنے کھانے سے ڈر رہا ہوتا ہے۔ نہیں جانتا۔ کہ اس کے مزاج کے مطابق ہو گا کہ نہیں۔ اور کون ڈوبنے والا ہے۔ جو غلبہ کے وقت آنکھ کھولے۔ اور کونسا غوطہ مارنے والا ہے۔ جو اس کو سمندر میں خبردار کرے۔ شیشہ سمندر ہے۔ ان کا چاہا نہیں۔ اپنا چاہا کرنے والا ہے۔ اور وہ اس بات سے نہیں ڈرتے کہ ان کی لہریں ڈباتی ہیں۔ یا بعض جانور ان پر غلبہ حاصل کرتے ہیں۔ سو ان کو کھاتے ہیں۔ بلکہ امید رکھتے ہیں۔ کہ ان کو ساحل پر پھینک دیا جائے گا۔ اور ان کو اپنی نزدیکی، سرگوشی اور جلوہ نمائی کے محل میں داخل کرے گا۔ اے چاہنے والے، کوشش کرو۔ تم چاہتے ہی نہیں۔ کہتے ہیں، بعض تو چاہتے ہی نہیں۔ اور تو کہتا ہے۔ کہ مَیں تو ساری گردش میں رضا بالقضا اور ترک ارادہ اور دل نکال کر سامنے رکھنا کی چاہتا ہوں۔ اے اللہ، ہمیں اپنی قدرت کے سامنے تابعداری کرنے اور دکھانے والوں میں سے بنایئے۔ اور ہمیں دنیا اور آخرت میں نیکی دیجئے اور دوزخ کی آگ سے بچایئے۔

اڑتیسویں مجلس :-

اللہ والے عمل کے لیے چھوڑے گئے۔ اور انہوں نے فضول اور چھلکا کے علاوہ کی کمی۔ انہوں نے مغز چاہا۔ اور اسی کے متعلق ہو گئے۔ اور اس سے چھلکا سے بے پرواہ ہو گئے۔ اللہ جس کے بغیر چارہ نہیں۔ کے ذریعہ سے بے پرواہ ہو گئے۔ حق تعالٰے سے چارہ نہیں۔ اور اس کے علاوہ سے چارہ ہے۔ اس سے ان کا طلب میں سچا ہونا بھی جانا گیا۔ ان کو اپنے ہاں سے معافی، امان اور نزدیکی عنایت کی۔ پیار تمہارے لیے بھی ہے۔ ولایت حق تعالٰے کے لیے ہے۔ دل جس میں ڈر نہ ہو۔ اس جنگل کی طرح ہے۔ جس میں درخت نہ ہو۔ اور بھیڑیے بغیر چرواہے کے۔ چنانچہ جنگل ویران ہوتا ہے۔ اور بھیڑ بھیڑیوں کا چارہ۔ جو ڈرتا ہے۔ وہ تو گھر جاتا ہے۔ اور ایک جگہ ٹھہرتا نہیں۔ پھرتا ہی رہتا ہے۔ اللہ والوں کے سفر کی انتہا حق تعالٰے کے گھر پر ہوتی ہے۔ سیر دلوں کی سیر ہوتی ہے۔ ملنا رازوں کا ملنا ہوتا ہے۔ جب راز ملتے ہیں۔ بادشاہ بن جاتے ہیں۔ ہاتھ پاؤں کا دیکھنا سروں کے ہی تابع ہوتا ہے۔ جب دل دروازہ تک پہنچ جاتا ہے۔ تو راز و نیاز کے لیے اجازت مانگتا ہے۔ پھر داخل ہو جاتا ہے۔ پھر بعد میں وہ خود داخل ہو جاتا ہے۔ تمہارے علوم کتنے زیادہ ہیں۔ اور تمہارے اعمال کتنے تھوڑے ہیں۔ تم نے علم سے اپنے نصیبہ کو حفاظت بنا لیا ہے۔ اور کہانیاں اور واقعات، کا اضافہ کر دیا ہے۔ یہ بات تمہیں فائدہ نہ دے گی۔ اتنی اور اتنی حدیثیں یاد کرتا ہے۔ اور ان میں سے ایک حرف پر عمل نہیں کرتا۔ یہ چیز تمہارے حق میں نہیں۔ بلکہ تمہارے خلاف حجت بنے گی۔ تم کہتے ہو۔ میرا شیخ فلاں ہے۔ فلاں کے ساتھ رہا ہے۔ اور فلاں کے پاس حاضر ہوا ہوں۔ اور

مَیں نے فلاں عالم سے کہا۔ یہ سب چیزیں عمل نہ کرنا ہے۔ اس سے کچھ بھی نہیں بنتا۔ عمل کا سچا شیوخ کو چھوڑ جاتا ہے۔ اور ان سے بڑھ جاتا ہے۔ ان کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اپنی جگہ بیٹھو۔ یہاں تک کہ مَیں ان مقامات سے گزر جاؤں۔ جن کی طرف آپ نے میری راہنمائی کی ہے۔ شیوخ دروازہ ہیں۔ سو یہ اچھی بات نہیں۔ کہ دروازہ سے لگا رہے۔ اور گھر میں داخل نہ ہو۔ اور اللہ تعالے لوگوں کے لیے مثالیں بیان فرماتے ہیں۔

اس کے دل کی سختی۔ اس کی آنکھ کی خشکی۔ اس کی امید کی لمبائی۔ اور اس کا ہاتھ کی چیز کا نہ دینا۔ اس کی (اچھی بات کا) حکم کرنے اور (بری بات سے) روکنے میں سُستی۔ اور آفتوں کے نازل ہونے پر ناراضگی۔ جب تم کسی کو اس قسم کا دیکھو۔ پس تم جان لو۔ کہ وہ بدبخت ہے۔ سخت دل کی محبت کبھی رحم نہیں کرتی۔ اور اس کی آنکھ آنسو نہیں بہاتی۔ نہ ہی خوشی میں اور نہ ہی غمی میں۔ اس واسطے کہ اس کی آنکھ کی خشکی اس کے دل کی سختی کی بنار پر ہوتی ہے۔ اس کا دل سخت کیوں نہ ہو۔ جبکہ وہ تمناؤں۔ گناہوں۔ لغزشوں۔ لمبی آرزوؤں اور ایسی چیز کے لالچ سے بھرا ہوُا ہے۔ جو اس کی قسمت میں نہیں۔ اور اس پر حسد کرتا ہے۔ اور فرض زکوٰۃ نہیں دیتا ہے۔ اور کفارہ ادا نہیں کرتا ہے۔ اور نذر کو پورا نہیں کرتا ہے۔ اور اپنے رشتہ داروں کو پیسہ نہیں دیتا ہے۔ اور اس پر جو قرض ہیں، باوجود ادائیگی کے قابل ہونے کے ادائیگی نہیں کرتا ہے۔ ان میں ٹال مٹول کرتا ہے۔ تاکہ ان کا انکار کر دے۔ زیادہ اور پوری چیز دینی ناپسند کرتا ہے۔ یہ سب اور اس قسم کی چیزیں بدبختی کی علامت ہیں۔ اللہ تعالے نے فرمایا۔ "کیا ایمان والوں کے لیے وہ وقت نہیں آیا۔ کہ ان کے دل اللہ کی یاد اور اتری ٹھیک بات کی طرف جھک جائیں۔" اس کے فیصلہ پر احتجاج نہ کرو۔ سعی وکوشش کرو۔

لگے رہو۔ مانگو۔ گڑگڑاؤ۔ روؤ۔ فریاد کرو۔ عاجزی کرو۔ اور دروازہ پہ جمے رہو۔ اور بھاگو مت۔ سب کام اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ وہی بیدار کرنے والا۔ اور ڈرانے والا ہے۔ وہی خبردار کرنے والا اور سلانے والا ہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حق تعالے کی سرگوشی سنی۔ "اے لحاف میں لپٹنے والے اٹھو" اپنے بستر سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اس سے نکل گئے۔ اور اسی طرح (اللہ کا بندہ) حق تعالے کی سرگوشی سنتا ہے۔ پس اس کو جواب دیتا ہے۔ اور اس کی طلب میں سرگراں رہتا ہے۔ اور اس کا مشتاق بنا رہتا ہے۔ وہی حق تعالے ہے۔ جو دلوں کو اپنے سے خبردار کر دیتا ہے۔ جب تمہارے سے کوئی کام چاہتا ہے۔ تو تمہیں اس کے لیے تیار کر دیتا ہے۔ یہ باطن کا بھید ہے۔ یہ فیصلہ کا فیصلہ ہے۔ پہلے لکھی تقدیر اور علمِ الٰہی ہے۔ ہمیں اس سے واقف ہونا اور اس پر احتجاج کرنا جائز نہیں ہے۔ بلکہ ہم اس کے مطابق کوشش کرتے اور پیش ہوتے ہیں۔ اور کفالت نہیں کرتے ہیں۔

اے اللہ۔ ہمیں اپنے فیصلے پر راضی کیجیے۔ اور اپنی آزمائش پر صبر دیجیے اپنے احسانوں کا شکر ہماری قسمت میں کیجیے۔ ہم آپ سے احسان کا پورا کرنا۔ عاقبت کی ہمیشگی اور محبت پر قائم رہنا مانگتے ہیں۔ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے۔ فرمایا۔ کہ ایک رات مَیں رات کے پہلے حصہ سے آخری حصہ تک روتا رہا۔ اور اللہ تعالے سے بہت سی قسم کی دعائیں مانگتا رہا۔ جب صبح ہونے کا وقت ہوُا۔ میری آنکھ لگی۔ تو اپنی نیند میں اللہ تعالے کو دیکھا۔ پس اللہ تعالے نے فرمایا۔ اے ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ۔ تم نے اچھا نہیں کیا۔ مجھے پکارو اور کہو۔ اے اللہ۔ مجھے اپنے فیصلہ پر راضی کیجیے۔ اور اپنی آزمائش پر صبر دیجیے۔ اور اپنے احسانوں کا شکر میری قسمت میں کیجیے۔ مَیں آپ سے

احسان کا پورا کرنا۔ عافیت کی ہمیشگی اور محبت پر قائم رہنا مانگتا ہوں۔ چنانچہ
مَیں بیدار ہو گیا۔ اور مَیں اس دعا کو دہرا رہا تھا۔ بندہ جو بندگی کے لیے ثابت
ہوتا ہے۔ وہ ہے۔ جو اللہ کے ذریعہ مخلوق سے بے پرواہ ہو گیا۔ اپنے نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام کے ذریعے اوروں کے حالات سے
پلٹ گیا۔ اس کو کسی چیز کی حاجت نہیں رہتی۔ اور چیزیں اس کی محتاج ہوتی
ہیں۔ اللہ والے اللہ تعالیٰ سے اللہ کے سوا کچھ نہیں چاہتے۔ نعمت کو
نہیں نعمت والے کو چاہتے ہیں۔ مخلوق کو نہیں خالق کو چاہتے ہیں۔ اور کھانے،
پینے، پہننے، شادی کرنے اور دنیا سے فائدہ اٹھانے سے بھاگتے ہیں۔ جب
اس کی طرف بھاگتے ہیں۔ تو اس کے لیے اس کی کیسے پوجا کریں اور اس
سے اس کو چاہیں۔ اپنے آپ کو چرانے کے لیے اس کی عبادت نہیں کرتے
مہمان خانہ کی وجہ سے اس کی عبادت نہیں کرتے۔ کہتے ہیں۔ ہم رحمت سے
صحیح نہیں، آپ رحمت چاہتے ہیں۔ ہم بغیر رحمت کے محبوب کے ساتھ
تنہائی کا قصد کرتے ہیں۔ شریک برداشت نہ کرو۔

اے صاحبِ ارادت۔ تم محبت کا دعویٰ کرتے ہو۔ محب تو محبوب
کا مہمان ہوتا ہے۔ اور تم نے مہمان کو اپنا کھانا اور پینا اور اپنی بہتری کی چیزیں
حاصل کرنے کے لیے حرکت کرتا دیکھا ہے۔ تم محبت کا دعویٰ کرتے ہو۔
اور سوتے ہو۔ محب تو نہیں سوتا۔ (معاملہ۔ دو حال) سے خالی نہیں۔ یا
تو تم محب ہو۔ یا محبوب۔ پس اگر تم محب ہو۔ تو محب کو نیند کیسی۔ اور اگر
تم محبوب ہو۔ تو محب تمہارا مہمان ہے۔ اے جو تمہارے پاس تمہارے نہیں
اس کا دعویٰ کرنے والو۔ تم اپنے اس دعویٰ کی سزا جلد یا بدیر جان لوگے۔
اے عالمو۔ اے طالب علمو۔ (محض) علم مقصود نہیں۔ مقصود تو محض اس کا

پھل ہے۔ درخت بغیر پھل کے۔ علم بلا عمل اور اخلاص کے کیا فائدہ دیتا
ہے۔ قرآن و حدیث کا عمل ان دونوں پر عمل کے بغیر مقصود نہیں۔ ان دونوں
پر عمل کے بغیر اس کو کیسے فائدہ ہو سکتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ کرنے
والا مزدوری اپنے کام اور مشقت کے بعد ہی حاصل کرتا ہے۔ کوئی بات
نہیں، جب تک دنیا۔ (وجود اور مخلوق کے سفر سے آگے نہ بڑھ جاؤ) جب
اس کی طرف بڑھ گیا۔ بیان کرے گا۔ کھول دے گا اور واضح کر دے گا۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ "اللہ سے ڈرو۔ اور وہ تمہیں سکھا دیں گے۔
اور جو اللہ سے ڈرتا ہے، وہ اس کا گزارہ کر دیتا ہے۔ اور اس کو ایسی
جگہ سے روزی دیتا ہے جہاں سے اس کا خیال بھی نہ ہو۔" تقویٰ ہر نیکی
کی بنیاد ہے۔ دنیا کو زندہ کرنے کا سبب ہے۔ اور حکمت و علوم کو زندہ
کرنے والا ہے اور دلوں اور باطنوں کی پاکی ہے۔ تقویٰ اختیار کرو۔
اور اس پر صبر کرو۔ دین اور دنیا کا سر صبر ہے۔ اور ان دونوں کا جسم
عمل ہے۔ اسی واسطے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ صبر ایمان سے
ایسے ہے جیسے سر جسم سے۔ سارے کام اللہ کے فیصلے پر صبر کرنے سے
ہی پورے ہوتے ہیں۔ صبر کرو اور جمے رہو۔ اور پرہیزگاری اختیار کرو۔
تمہیں لازم ہے اپنی خلوت و جلوت میں پرہیزگاری۔ دوسروں کے حصے
سے بے رغبتی اور اپنے حصوں سے بے رخی اختیار کرو۔ تم کھڑے ہوتے
ہو۔ دین اور عزت بیچتے ہو۔ اناج۔ روپیہ۔ پیسہ۔ کپڑے۔ گھر۔ لونڈیاں۔
گھوڑے اور نوکروں کا اکٹھا کرنا۔ یہ سب لالچ کی بنا پر ہے۔ اس کو
چھوڑ دو۔ اپنے پروردگارِ اعلیٰ کی طرف رجوع کرو۔ الٹ کرو۔ اچھی طرح
رہو۔ جھوٹ۔ غلط ملط اور پاگل پن چھوڑ دو۔ وہ چیز اکٹھی کرتے ہو۔ جو

دوسرے کے لیے چھوڑتے ہو۔ اور خود اس کے حساب وکتاب اور پوچھ
گچھ کے لیے الگ ہو جاتے ہو۔ یہ جو کچھ بھی اکٹھا کیا ہے یہ تمہیں ذرہ بھر
فائدہ نہ دے گا۔ اس میں سے تمہارے ہاتھ سوائے اس کی حجت، حساب،
عذاب۔ نکاس اور ندامت کے کیا پڑے گا۔ تمہیں کیا ہو گیا۔ میرے
سے ہی عقل لے لو۔ میرے سامنے تو آؤ۔ اور میری طرف سے اپنی خیر خواہی
کی بات تو سنو۔ میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ اور آخرت میں سے
وہ چیزیں دیکھتا ہوں۔ جنہیں تم نہیں دیکھتے۔ بدبختی تمہاری۔ نیک کام ہی
ہیں جو تمہارے سے تمہاری قبروں میں عذاب کو دُور کریں گے۔ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا، جب مومن کو اس کی
قبر میں چھوڑ دیا جاتا ہے تو صدقہ اس کے سر کے پاس بیٹھتا ہے۔ اور نماز
اس کے دائیں جانب۔ اور روزہ اس کے بائیں جانب اور صبر اس کے
پاؤں کے پاس۔ چنانچہ جب اس کے سر کی جانب سے عذاب آتا ہے، تو
صدقہ کہتا ہے۔ تمہارے لیے میرے ہاں راہ نہیں۔ اس کے بائیں جانب
سے آتا ہے تو روزہ کہتا ہے۔ تمہارے لیے میرے ہاں راہ نہیں۔ پس اس
کے پاؤں کی جانب سے آتا ہے تو صبر کہتا ہے۔ میں حاضر ہوں۔ اگر تم
حجت پکڑتے ہو۔ میں تمہاری مدد کرتا ہوں۔ اے لوگو! تمہارے لیے فقیروں
کی غمخواری اور ان کے جانسپاری ایمان کی کمزوری کی حالت میں اور غمخواری
ایمان کی قوت کی حالت میں لازمی ہے۔ اور تنگی میں بھی ان کیلئے جانسپاری
لازمی ہے۔ فقیروں کا داد و دہش سے استقبال کرو۔ اور نہ ہونے کی صورت
میں انہیں ایک ایک کر کے اچھی طرح سے رخصت کرو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ کا اپنے بندے کو تحفہ اس

کے دروازہ پر مانگنے والے کا ہونا ہے۔ بدنصیبی تمہاری۔ تم اللہ تعالےٰ
کے تحفہ کو ناپسند کرتے ہو۔ اور اس کو لوٹاتے ہو۔ جلد ہی تم اپنی خبر دیکھ
لوگے۔ تمہیں تنگدستی پیش آئے گی۔ پس تمہارے سے (امارت) دور کر
دے گی۔ اور تمہیں اس کی جگہ بٹھا دے گی۔ تمہیں بیماری پیش آئے گی۔
پس تمہاری عافیت دور کر دے گی اور تمہیں اس کی جگہ بٹھا دے گی۔ تم
اپنے پروردگار اعلیٰ کے بڑے احسانوں کو جو تمہارے اوپر ہیں۔ خاطر میں
نہیں لاتے۔ مومن جانتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے مانگنے والے کو اس کی
طرف محض محبت کی بنا پر ہی بھیجا ہے۔ چنانچہ اس کو اس نعمت سے دیتا
ہے جو اس کے پاس ہوتی ہے۔ جب وہ اس کو دیتا ہے اور اس کی عزت
کرتا ہے۔ اور اس کے حوالہ کو قبول کرتا ہے۔ اس کو وہ چیز دیتا ہے۔ جو
مکمل، پوری اور بہتر ہے۔ اے بدنصیب۔ دنیا اور آخرت کا عطیہ مال
اور بڑھوتری چاہتے ہوئے بادشاہوں۔ امیروں اور مالداروں سے معاملہ
کرنا نہیں۔ اور بادشاہوں کے بادشاہ۔ مالداروں کے مالدار سے معاملہ
کرو۔ جو کبھی نہیں مرتا ہے اور نہ کبھی محتاج ہوتا ہے۔ اور جب تم نے
اس کو قرض دیا، تو وہ تمہارے لیے زیادہ کرے گا۔ دنیا میں تمہیں ایک
پیسہ کے دس پیسے دے گا۔ اور آخرت میں تمہیں ثواب ہو گا۔ (ہاتھ)
نہیں روکتا۔ تمہیں دنیا میں برکت دیتا ہے اور آخرت میں ثواب۔ کیا
تم نے سنا نہیں۔ اللہ تعالےٰ نے کیسے فرمایا۔ "تم جو بھی چیز خرچ کرتے ہو
اسے وہ باقی رکھتا ہے۔" اے اللہ! ہمیں اپنی محبت نصیب فرمایئے کہ
اور ہمارے لیے اپنی خدمت اور اپنی ساری امت کے ساتھ اپنے
دروازہ پر کھڑا ہونا خوشگوار بنا دیجئے۔ اور ہمیں دنیا اور آخرت میں

نیکی دیجئے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائیے۔

انتالیسویں مجلس :-

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے
فرمایا۔ جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا ہے اللہ بھی اس پر رحم نہیں کرتا ہے ۔
اللہ تعالٰے اپنے بندوں میں سے رحم کرنے والے پر ہی رحم کرتے ہیں۔
زمین والوں پر رحم کرو۔ آسمان والا تمہارے پر رحم کرے گا۔ اے اللہ سے
رحمت چاہنے والے۔ اس کی قیمت چکا۔ اور وہ تمہارے ہاتھ آئے گی۔
اس کی قیمت کیا ہے۔ تمہارا اس کی مخلوق پر رحم کرنا۔ اور اس سے شفقت
کرنا۔ اور اپنی طرف سے ان کی اصلاح کرنا۔ تم بغیر کسی چیز کے کوئی چیز
چاہتے ہو۔ وہ تمہارے ہاتھ نہ آئے گی۔ قیمت لاؤ۔ اور چیز لے لو۔ بدنصیبی
تمہاری۔ معرفتِ خداوندی کا دعویٰ کرتے ہو۔ اور اس کی مخلوق پر رحم نہیں
کرتے ہو۔ تم اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہو۔ علمی حیثیت سے عارف تمام مخلوق
پر رحم کرتا ہے۔ اور حکمی حیثیت سے بعض لوگوں میں سے بعض پر رحم کرتا ہے۔
حکم علیحدہ کرتا ہے اور علم اکٹھا کرتا ہے۔ اللہ تعالٰے نے فرمایا۔ گھروں
میں ان کے دروازوں سے آؤ۔ عامل۔ مخلص اور سچے شیوخ یہ حق تعالٰے
کے دروازے اور اس کی نزدیکی کے راستے ہوتے ہیں۔ اور یہ انبیاءِ مرسلین
علیہم السلام کے وارث اور دربان ہوتے ہیں۔ حق تعالٰے کے عاشق
اور اس کی طرف بلانے والے ہوتے ہیں۔ اس کے اور اس کی مخلوق کے
درمیان سفیر ہوتے ہیں۔ دین کا علاج کرنے والے اور مخلوق کو سکھانے
والے ہوتے ہیں۔ ان کی طرف بڑھو۔ ان کی خدمت کرو۔ اپنی جاہل ذات

کو ان کے امر و نہی کے ہاتھ کے حوالہ کر دو۔ روزیاں اللہ تعالٰے کے ہاتھ
میں ہیں۔ جسموں کی روزی۔ دلوں کی روزی۔ سو یہ سب اسی سے طلب کرو۔
نہ کہ اس کے غیر سے۔ جسموں کی روزی کھانا اور پینا۔ دلوں کی روزی توحید
اور باطنوں کی روزی ذکرِ خفی ہو۔ مجاہدۂ نفس امر و نہی اور عبادت و ریاضت
سے اپنے آپ پر رحم کرو۔ اور اچھی بات کا حکم کر کے اور بری بات سے
منع کر کے۔ سچی خیر خواہی کر کے۔ اور ان کا ہاتھ پکڑ کر۔ ان کے دروازہ پر
لے جا کر مخلوق پر رحم کرو۔ رحمت مومنوں کی خوبیوں میں سے ہے۔ اور قساوت
(سختی۔ دل کی) کافروں کی خوبیوں میں سے ہے۔ جو تمہیں چھوڑے۔ اس
سے ملو۔ جو تمہیں نہ دے۔ اس کو دو۔ اور جو تمہارے پر ظلم کرے۔ اس کو
معاف کرو۔ جب تم ایسا کرو گے۔ تو تمہاری رسی اللہ کی رسی سے جڑ جائے
گی۔ جو تمہارے پاس ہے۔ اس کو اس سے تبدیل کر لو۔ جو اس (اللہ) کے
پاس ہے۔ چونکہ یہ سب اخلاق اللہ تعالٰے کے اخلاق میں سے ہے۔
ان اذان دینے والوں کا جواب دو۔ اس واسطے کہ وہ ان مسجدوں کی طرف
بلاتے ہیں۔ جو مہمانی اور سرگوشی کے گھر ہیں۔ ان کو جواب دو۔ اس واسطے
کہ تم ان کے پاس نجات اور کفایت پاؤ گے۔ جب تم "داعی اللہ" (اللہ
کی طرف پکارنے والے) کو جواب دو گے۔ وہ (اللہ) تمہیں اپنے گھر میں
داخل کرے گا۔ تمہاری سنے گا۔ تمہیں قریب کرے گا۔ اور تمہیں علم و معرفت
سکھائے گا۔ تمہیں وہ دکھائے گا جو اس کے پاس ہے۔ تمہارے ہاتھ
پاؤں کو سنوار دے گا۔ تمہارے دلوں کو پاک کر دے گا۔ اور تمہارے باطنوں
کی صفائی کر دے گا۔ اور تمہیں اپنی ہدایت کی راہ دے گا۔ اور تمہیں اپنے
سامنے کھڑا کرے گا۔ تمہارے دلوں کو اپنی نزدیکی کے گھر تک پہنچائے گا۔

اور ان کو اپنے ہاں داخل ہونے کی اجازت دے گا۔ وہ مہربان ہے، جب تم اس کو جواب دو گے اور اس کو پکارنے میں سُستی نہ کرو گے، تو تمہاری پکار کو پہنچے گا۔ تمہارے سے نیکی کرے گا۔ اور تمہارے سے کھُل جائے گا۔ فرمایا، "نیکی کا بدلہ سوائے نیکی کے کیا ہے"۔ جب تم نیک عمل کرو گے۔ خوب ثواب دے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جیسا کرو گے۔ ویسا بھرو گے۔ جیسے تم ہو گے۔ ویسے تمہارے پر حاکم آئیں گے۔ تمہارے اعمال ہی تمہارے حاکم ہیں۔ دنیا میں گھُٹے (تنگ) دلوں سے رہو۔ اس کو گھر نہ بنالو۔ چونکہ یہ گھر بنانے اور رہنے کی جگہ نہیں، پھر رہنے کی جگہ اور ہے۔ یہ گھر آخرت کے گھر کے مقابلہ میں قید خانہ ہے۔ اسی واسطے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کیلئے جنت ہے۔ یہ اس کا قید خانہ ہے۔ چاہے اس کے آرام میں الٹتا پلٹتا اس میں ہزار سال جیتا رہے۔ اور آخرت اس کی فرصت۔ اس کی فرحت۔ اس کی جنت۔ اس کی نیکی۔ اس کا ثواب۔ اس کی دولت۔ اس کا امر۔ اس کی نہی اور اس کی وسعت ہے۔ عمل کرنے والے سچے عارف کا ثواب تو آخرت کے ثواب سے (خدا) کے قرب سے پہلے دنیا میں ہی ہوتا ہے۔ تمنا کرتا ہے کہ جنت پیدا ہی نہ کی جاتی۔ تم سمجھتے ہو۔ قیامت رحمت ہے۔ وہ دیکھتا ہے۔ کہ قیامت کو باطن کا ظاہر ہونا ہے۔ اس واسطے کہ اس دن باطن چہروں کی طرف پلٹے گا۔ اللہ والوں کا نشان قبر سے ہی دکھائی دیتا ہے۔ اور اس پر زیور اور پوشاکیں ہوں گی۔ اور سواریاں اور غلام اس کا استقبال کریں گے۔ اور اس کے دل کو اس قسم کی چیزوں سے بے رغبتی ہے۔ اپنے پروردگارِ اعلیٰ کے ذریعہ سے بے پروا ہونے کی بنا پر اس رحمت

کو ناپسند کرتا ہے۔ نعمت سے نہیں نعمت والے سے محبت کرتا ہے۔ سواریوں میں نہیں۔ بلکہ باطن کے دروازہ سے بادشاہ کے ہاں داخل ہونا پسند کرتا ہے۔ جنت میں رہنا پسند نہیں کرتا ہے۔ چونکہ وہ اللہ کے سوا ہر چیز کو چھوڑنے والا ہے۔ دل سے چاہتا ہے کہ جنت کو نہ دیکھے۔ اس میں قید نہ ہو جائے۔ اور اس کے آرام میں مست نہ ہو جائے۔ اللہ کے سوا ہر کو چھوڑ کر اس کی محبت کی آرزو کرتا ہے۔ اور اس کے قدم پروردگارِ اعلیٰ سے ورے نہیں ٹھہرتے۔ اور نہ غیر اللہ اس کو مشغول کرتے ہیں۔

جو اللہ تعالےٰ کو آخرت سے پہلے دنیا میں پہچان لیتا ہے اس کی نزدیکی کی خوشبو سونگھتا ہے۔ اس کی مہربانی کے کھانے میں سے کھاتا ہے۔ اور اس کی محبت کی شراب سے پیتا ہے۔ اے منافقو! میں تمہیں پکارتا ہوں۔ اور تم سنتے نہیں، اور جب تم سن لیتے ہو، بہرے ہو جاتے ہو۔ اور جواب نہیں دیتے ہو۔ تمہیں کتنی دُوری ہے۔

تمہاری ساری فکر اپنے پیٹوں کی۔ اپنی شرمگاہوں کی۔ اپنے جسموں کی اور اپنی پوری دنیا کی ہے۔ یہ ایسی فکر ہے۔ جو بھوک لاتی ہے۔ اللہ تعالےٰ کا کھانا زمین میں ہے۔ جس سے سچّوں اور ڈرنے والوں کے پیٹ بھرتے ہیں۔ تنگدستی کی تنگدستی تو تنگدستی کا ڈر ہے۔ اور بے پروائی اللہ تعالےٰ کے ذریعہ ماسوا اللہ سے بے پرواہ ہو جاتا ہے۔ نہ کہ روپے پیسے سے بے پرواہ ہو جانا۔

اپنی جان پر قیامت برپا کر دو۔ اپنی فکر کے ذریعہ دوزخ اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔ اور جو کچھ ان میں ہے۔ اس کو اپنی سر کی آنکھوں اور یقین کے ساتھ دیکھو۔ مومن عمل کرتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کی فکر و نظر صحیح ہو جاتی ہے۔ اس وقت اپنی جان پر قیامت برپا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ

کے سامنے کھڑا ہو جاتا ہے۔ اس کی کتابیں پڑھتا ہے۔ اور اس میں اپنی
نیکیوں اور برائیوں کو دیکھتا ہے۔ جس کی نیکیاں غالب ہوئیں۔ اور وہ ان
کے ساتھ آگ میں پڑا۔ اور پلصراط سے گزرنا چاہا۔ تو اس پر سے گزر جائے گا۔
اور وہ ڈر اور امید اور مرنے یا نہ ہونے کے درمیان ہو گا۔ پس جب وہ
اس حال میں ہو گا۔ اچانک اللہ تعالیٰ اسے آ پالیں گے اور آگ کو ٹھنڈا
ہونے کا حکم دیں گے۔ اور پلصراط اس کے قدموں کے نیچے ہو گی۔ اور اس
سے مہربانی کی وجہ سے آگ کے شعلہ کو بجھا دیں گے۔ یہاں تک کہ دوزخ
اس کو کہے گی۔ اے مومن، تم گذر جاؤ۔ کہ تمہارا نور میرے شعلے کو بجھاتا ہے۔
ان سب چیزوں پر مومن غور کرتا ہے۔ ان کا تصور کرتا ہے۔ اور ان
کا اندازہ کرتا ہے۔ ان کو اتنا ماننے لگتا ہے۔ کہ اس کے نزدیک یہ
یقینی ہو جاتی ہیں۔ اے عالمو! اس آرام سے باز رہو۔ جس کو میں نے
تمہارے سامنے تمہارے اپنے نصیبوں کے پیچھے دوڑنے کے بارہ میں
بیان کیا ہے۔ اس کے پیچھے دوڑنا چھوڑ دو۔ اور یہ تمہارے پیچھے دوڑیں
گی۔ یہ ایک ایسی چیز ہے جس کو میں نے آزمایا ہے۔ اور اس کو میں نے
دیکھا ہے۔ اور میرے علاوہ اس راہ کو چلنے والے نے دیکھا ہے جلدی
مت کرو۔ جو تمہارے لیے (مقدر) ہے۔ تمہارے سے چھوٹے گا نہیں۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ دنیا سے تمہاری
جان اس وقت تک نہیں جاتی۔ جب تک کہ وہ اپنی روزی پوری نہ
کرے۔ چنانچہ اللہ سے ڈرو۔ اور ڈھونڈنے میں اچھی طرح کوشش کرو۔
ٹھہرے رہو۔ لالچ نہ کرو۔ مشقت نہ اٹھاؤ۔ اس کو بیان کرو۔ اگر تمہارے لیے
ضروری ہو۔ ڈھونڈنے کی بات تو یہ ہے۔ جب تم نے بادشاہ کا دروازہ

کھٹکھٹا لیا۔ تمہارے لیے ایسا دروازہ کھولے گا جو کبھی بند نہ ہو گا۔ بھید
کا دروازہ باطن کا دروازہ ہے۔ تمہارے لیے تمہارے زور۔ تمہاری طاقت
اور تمہارے گمان کے بغیر کھلے گا۔ مومن وہ ہے۔ جو اپنے پروردگارِ اعلیٰ
کا ارادہ کرکے اپنی ذات۔ اپنی نفسانی خواہش اور اپنی طبیعت کے گھر
سے باہر نکل گیا۔ جب اس کا یہ حال ہو گا۔ اور اس کی راہ میں کھڑا ہو گا۔ اس
کی ذاتی۔ اس کے بیوی بچوں اور اس کی مالی مصیبتیں روکیں گی۔ پس وہ
حیران کھڑا ہو گا۔ جس پر اپنے گناہوں اور بے ادبی اور اپنے خدائے بزرگوار
کی حدیں توڑنے کی طرف رجوع کرے گا۔ چنانچہ اس سے توبہ کرے گا۔
اور کیوں اور کیسے سے سکوت کرے گا۔ ظاہری اور باطنی طور پر پکار اور
کشمکش سے گونگا بنا رہے گا۔ سپرداری اور پس اندازی سے کام لے گا۔
اپنے سامنے والی روک کا اپنے ہاتھ سے اور کوشش سے علاج نہ کرے گا۔
اللہ تعالیٰ کی طرف سے کھولے بغیر اس کے کھولنے پر مدد نہ چاہے گا۔
اس کا سارا کام اس کی یاد۔ اس کی طرف رجوع کرنا۔ اپنے گناہوں کا ذکر
کرنا اور ان سے توبہ کرنا اور اپنی ذات کی طرف۔ ملامت کے ساتھ رجوع
کرنا ہو گا۔ یہاں تک کہ جب اس کام سے فارغ ہو گا۔ تو اپنے پروردگارِ اعلیٰ
کی تقدیر کی طرف رجوع ہو گا۔ کہے گا۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور قضا، تو
پہلے ہی لکھی ہے۔ تسلیم و رضا کی طرف زبانی طور پر نہیں بلکہ دلی طور پر رجوع
کرے گا۔ چنانچہ جب وہ اس طرح آنکھیں بند کیے کھٹکھٹا رہا ہو گا اچانک
وہ اپنی آنکھیں کھولے گا۔ اور دروازہ کھلا پڑا ہے۔ اور مصیبتوں کی جگہ
آرام اور تنگی کی جگہ فراخی اور بیماری کی جگہ صحت اور بربادی کی جگہ جائیداد
آگئی ہے۔ اور یہ سب اللہ تعالیٰ کے فرمان کی تصدیق ہے۔ اللہ تعالیٰ

کا فرمان ہے۔ " اور جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کا چھٹکارا کر دیتا ہے
اور اس کو ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جہاں سے اس کو خیال بھی نہ ہو"
بندہ نعمتوں کا شکر کے ساتھ مقابلہ کرتا رہتا ہے۔ اور مصیبت کا موافقت کے
ساتھ مقابلہ کرتا رہتا ہے۔ جرموں اور گناہوں کو مانتا رہتا ہے۔ نفس کو ملامت
کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے دل کے قدم اس کے پروردگارِ اعلیٰ
تک پہنچتے ہیں۔ نیک قدم اٹھاتا رہتا ہے۔ برائیوں سے توبہ کرتا رہتا ہے۔
یہاں تک کہ اپنے پروردگارِ اعلیٰ کے دروازہ پر پہنچ جاتا ہے جب وہاں
تک پہنچ جاتا ہے تو وہ چیز دیکھتا ہے، جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی
کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں گذری۔ جب بندہ اپنے پروردگارِ
اعلیٰ کے دروازہ پر پہنچ جاتا ہے تو نیک دید۔ شکر و صبر۔ اور محنت و مشقت
کی باری اس طرح ختم ہو جاتی ہے جس طرح اس مسافر کا چلنا ختم ہو جاتا ہے،
جو اپنی منزل اور مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ اکٹھے بیٹھنا۔ آپس کا پیار۔ باہمی گفتگو۔
ایک دوسرے کو دیکھنا اور ان دیکھی چیزوں کے سامنے سے جھانکنا باقی رہ جاتا
ہے۔ چنانچہ شنید دید ہو جاتی ہے۔ چنانچہ رازوں سے خبرداری ہوتی ہے اور اس
کی زیارت کرنے والا اس کے گرد گھومتا ہے۔ اور وہ اس کے لیے اپنا خزانہ
کھول دیتا ہے۔ اور اپنے باغوں میں کھلا چھرنے دیتا ہے۔ تم اس کو نہیں سمجھتے۔
اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے مثالیں بیان فرماتے ہیں۔ اشارہ والے اشارہ کو
جانتے پہچانتے ہیں۔ اے غیر حاضر دل سے عبادت کرنے والے، تمہاری مثال
اس گدھے کی مثال ہے جس کی آنکھیں بندھی ہیں۔ اور وہ پیستا ہے اور
سمجھتا ہے کہ اس نے بہت سے میل کا سفر کر لیا ہے۔ حالانکہ وہ اپنی جگہ
ہی رہا ہے۔

خرابی تمہاری تم اپنی نماز میں اٹھتے بیٹھتے ہو۔ اور اپنے روزہ میں
ذرہ بھر اخلاص و توحید کے بغیر بھوکے پیاسے رہتے ہو پس تمہیں کیا فائدہ
ہو گا۔ تمہارے ہاتھ سوائے مشقت کے کیا آئے گا۔ تم روزہ نماز کرتے ہو۔
اور تمہارے دل کی آنکھ لوگوں کے گھروں کی۔ ان کی جیبوں کی اور ان کے
خوانوں کی چیزوں پر لگی ہے۔ تم اس انتظار میں ہو کہ تمہارے لیے تحفہ بھیجیں،
اور تم ان کو اپنی عبادت دکھاتے ہو۔ اور اپنے روزہ سے اور مجاہدہ سے
واقف بناتے ہو۔ اے مشرک۔ اے منافق۔ اے ریاکار۔ اے بدنصیب۔
سچوں اور روحانیت والوں کی صفت کرو۔ تاکہ تمہیں اپنا مقام۔ اپنی بڑائی
اور اپنی وسعت معلوم ہو جائے۔ میں تو تمہارے سے تمہارے دعویٰ کا مطالبہ
کرتا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اگر اللہ تعالیٰ
لوگوں کو دعوے پر پکڑ لیا کرتے۔ تو بعض لوگ بعض لوگوں کے خون کا دعوے
کرتے۔ لیکن مدعی کے لیے ثبوت بہم پہنچانے اور انکار کرنے والے (مدعی علیہ)
کے لیے قسم کھانے کا (حکم) فرمایا۔ تمہاری بات کتنی بڑی ہے۔ اور کام کتنا
تھوڑا ہے۔ اُلٹ کرو۔ صبر کرو۔ جو اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے۔ اس کی زبان
بند ہو جاتی ہے۔ اور اس کا دل بولتا ہے۔ اور اس کا باطن پاک ہو جاتا ہے۔
اور اللہ کے ہاں درجہ بلند ہو جاتا ہے۔ اس سے انس اور آرام حاصل کرتا ہے۔
اور اسی کے ذریعہ سے بے پرواہ ہو جاتا ہے۔ اے دلوں کی آگ۔ ٹھنڈک اور
آرام ہو جا۔ اے دلو۔ اس دن کے لیے تیار ہو جاؤ جس میں پہاڑ چلیں گے۔
اور صاف سامنے نکلیں گے۔ آدمی وہی ہے۔ جو اس دن اپنے ایمان و
یقین اپنے آقا کے محبت اور اس کی طرف شوق کے قدموں اور
آخرت سے پہلے دنیا میں اس کی پہچان کے قدموں پر جا رہے۔ اسباب اور مخلوق

کے پہاڑ چلیں گے۔ مسبب اور خالق کے پہاڑ باقی رہیں گے۔ ظاہر اور صورت کے بادشاہوں کے پہاڑ چلیں گے۔ اور کمزور ہو جائیں گے۔ اور باطن کے بادشاہوں کے پہاڑ پاک ہو جائیں گے۔ اور جم جائیں گے۔ قیامت کے دن تغیر و تبدیلی کا دن ہے۔ یہ پہاڑ جن کو تم دیکھتے ہو۔ اور جن کی مضبوطی۔ سختی اور بناوٹ کی بڑائی تمہیں بھلی معلوم ہوتی ہے۔ ایسے ہو جائیں گے۔ جیسے دھنکی ہوئی اون۔ یہ اپنی ان جگہوں سے علیحدہ ہو جائیں گے جن کو تم جانتے ہو۔ ان کی سختی دور ہو جائے گی۔ اور بادل کے چلنے سے بھی زیادہ تیز چلیں گے۔ اور آسمان "مہلی" یعنی پگھلے تانبے کی طرح چلے گا۔ چنانچہ زمین اور آسمان کی بناوٹ بدل جائے گی۔ اور دنیا کی باری۔ حکمت کی باری۔ اعمال کی باری بیجنے کی باری۔ تکلیف کی باری ختم ہو جائے گی اور آخرت کی باری۔ قدرت کی باری۔ اعمال پر جمنے کی باری۔ فصل کاٹنے کی باری۔ تکلیف سے راحت کی باری اور ہر حق والے کو حق دینے کی اور ہر زیادہ والے کو زیادہ دینے کی باری آجائے گی۔ اے اللہ! ہمارے دلوں کو اور ہاتھ پاؤں کو اس دن ثابت قدم رکھیو۔ اور ہمیں دنیا میں اور آخرت میں نیکی دیجئے۔ اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچایئے۔

چالیسویں مجلس :-

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ لوگوں سے بہترین اخلاق سے ملو جلو۔ پس اگر تم مر گئے۔ تو تمہارے پر رحم ہوگا۔ اس وصیت کو سنو۔ اس کو اپنے دلوں سے باندھ لو۔ ان کا خیال نہ کرو۔ میں نے تم کو اس کے تھوڑے پر بڑے ثواب کا مالک بنا دیا ہے۔

نیک اخلاق دکھائیں۔ نیکی نیکی والے اور دوسرے کے لیے راحت ہوتی ہے۔ اور برے اخلاق کیا ہے۔ برائی برائی والے کو مشقت میں ڈالنے والا اور دوسرے کے لیے تکلیف ہوتی ہے۔ مومن کو چاہیئے۔ کہ اپنے اخلاق بہتر بنانے کے لیے اپنے نفس سے جہاد کرے۔ اس کو اس طرح لازم سمجھے جیسے باقی تمام عبادات میں مجاہدہ کرتا ہے۔ چونکہ اس کی عادت پلٹنا۔ غصہ کرنا اور لوگوں سے حقارت کرنا ہے۔ کوشش کرتے جاؤ۔ یہاں تک کہ مطمئن ہو جائے۔ جب مطمئن ہو جائے گا، انکساری و عاجزی کرے گا۔ اپنے اخلاق کو بہتر بنائے گا اور اپنی قدر پہچان لے گا۔ اور دوسرے کو اٹھائے گا۔ مجاہدہ سے پہلے تو یہ اس کا فرعون ہوتا ہے۔ خوشخبری ہو۔ اس شخص کو جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا۔ اور اس سے دشمنی کی۔ اور ہر اس بات پر اس کی مخالفت کی۔ جس کا اس نے اس کو حکم کیا۔ اس کے لیے موت اور اس کے بعد کی چیزوں کو یاد کو لازم کرو۔ اور یہ عاجز ہو جائے گا۔ اور اس کے اخلاق اچھے ہو جائیں گے۔ اس کو خیال کے ہاتھوں پکڑو۔ اور اسے دوزخ اور جنت میں داخل کرو۔ مناسب ہوگا۔ جو کچھ ان دونوں میں ہے۔ دیکھے۔ اور یہ عاجز ہو جائے گا۔ اور اس کے اخلاق اچھے ہو جائیں گے۔ قیامت کا خیال کرو۔ اور اس کو قیامت برپا ہونے سے پہلے اپنے نفوس پر قائم کرو۔ کچھ لوگوں کے لیے خوشی ہوتی ہے۔ اور کچھ لوگوں کے لیے غم ہوتا ہے۔ کچھ لوگوں کے لیے عید ہوتی ہے۔ اور کچھ لوگوں کے لیے ماتم ہوتا ہے۔ نیکوں کی عید کا دن ان کی آرائش۔ ان کے حلے پہننے۔ ان کا اپنے شریف گھوڑوں پر سوار ہونے اور ان کے غلاموں کے ظہور کا دن ہوتا ہے۔ اور ان کی نشانیاں ان کے اعمال کا صورتوں کو اختیار کرنا ہے۔ ان کا نور ان کے چہروں پر ظاہر ہوگا۔

اگر تمہیں اپنے پروردگارِ اعلیٰ سے مطلب اور غرض ہے۔ اور تم اس
کو چاہتے ہو۔ تو مجھ سے لازم رہو۔ اور اگر تم نے ایسا کیا۔ تو قناعت اختیار
کرو۔ دگرنہ تو پیچھے نہ پڑو۔ نفس، نفسانی خواہش اور طبیعت کے ساتھ اور مخلوق
کی طرف دیکھنے سے تو یہ راہ نہیں چلی جاتی۔ تمہارے سامنے حال کھول دیا۔
پس اگر چاہو تو قبول کر لو۔ دگرنہ تو تم خوب جانتے ہو۔ اگر تم نے قبول کر لیا۔
تو مجھے تمہارے لیے اللہ تعالےٰ کے ہاں سے بڑی نیکی کی امید ہے۔ تم
میری پیروی کرو۔ اور اپنے حق میں بھوک سے مت ڈرو۔ فقیر سچے ہوتے ہیں،
وہی ہوتا ہے، جو تم چاہو۔ اور تم سوائے نیکی کے کچھ دیکھتے نہیں۔ مَیں اپنے
نفس کے ساتھ سنسان جگہوں میں الگ ہو جایا کرتا تھا۔ تو بعض اوقات،
مَیں ایک آواز سنتا۔ اور کسی شخص کو نہ دیکھتا۔ "تم نیک ہو۔ اور نیکی خریدتے
ہو۔" چنانچہ مَیں اٹھتا۔ اور اپنے اردگرد چکر لگاتا۔ اور نہ سمجھتا، کہ وہ آواز کہاں
سے آ رہی تھی۔ اور بحمداللہ مَیں نے اپنے تمام حالات میں برکت دیکھی۔
اللہ تعالےٰ کے بندوں میں ایسے بھی ہیں۔ کسی چیز سے کہیں "ہو جا" پس
ہو جائے۔ لیکن تم تو ان کو نہیں دیکھتے۔ اور جب تم دیکھ پاتے ہو۔ تم پہچانتے
نہیں ہو۔ ان پر اپنے دروازے بند کر لیتے ہو۔ اپنی جیبیں اور دسترخوان
ان سے ہٹا لیتے ہو۔ بدنصیبی تمہاری۔ جب تم اپنے دروازے ان کے لیے
بند کر لیتے ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے (اپنے دروازے) بند کر لیتے ہیں۔
اور جب تم ان کے لیے اپنے دروازے کھول دیتے ہو۔ اللہ تعالےٰ تمہارے
لیے (اپنے دروازے) کھول دیتے ہیں۔ جب تم اپنا مال اللہ تعالےٰ کی
خوشنودی کے لیے خرچ کرتے ہو۔ تمہارے لیے جانشین بناتا ہے۔ پھر جب،
تم اس (مال) کو مخلوق کے (دکھاوے) کے لیے خرچ کرتے ہو۔ تمہارے لیے

تنگی کرتا ہے۔ خرچ کرو۔ اور کنجوسی نہ کرو۔ اس واسطے کہ سخاوت اللہ تعالیٰ
کی طرف سے ہوتی ہے۔ اور کنجوسی شیطان کی طرف سے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔
"وہ (شیطان) تمہیں تنگی کا وعدہ دیتا ہے۔ اور تمہیں بے حیائی کا حکم کرتا ہے"
اور اس نے تمہیں خرچ کے مقابلہ میں عوض کا وعدہ دیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ
نے فرمایا۔ "اور جو کچھ بھی تم خرچ کرتے ہو۔ تو وہ اس کا عوض دیتا ہے" بدبختی
تمہاری، تم اسلام کا دعویٰ کرتے ہو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت
کرتے ہو۔ اپنی نفسانی خواہش کے مطابق جو نئی چیز دین میں چاہتے ہو، نکال لیتے
ہو۔ اپنے اسلام میں جھوٹے ہو۔ تم (صحیح) اتباع کرنے والے نہیں ہو۔ بلکہ تم
دین میں نئی چیزیں نکالنے والے (پورے بدعتی) ہو۔ تم موافق نہیں ہو۔ بلکہ
مخالف ہو۔ کیا تم نے نہیں سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح فرمایا۔
اتباع کرو۔ اور نئی چیزیں نہ نکالو۔ سو تمہاری کفایت ہوتی۔ اور نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کا فرمان، کہ مَیں نے تمہیں چمکتی ملت پر چھوڑا۔ تم دعوے اس کا کرتے
ہو۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مختلف کرتے ہو۔ تم دعویٰ کرتے
ہو، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتے ہو۔ تمہارے لیے بزرگی نہیں۔ مَیں
تمہیں ٹھیک بات کہتا ہوں۔ پس اگر تم چاہو، تو تعریف کرو اور اگر تم چاہو، تو
نہ کرو۔ پس اگر تم چاہو۔ تو مجھ سے محبت کرو۔ اور اگر تم چاہو۔ مجھ سے محبت نہ
کرو۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ "اور فرما دیجئے۔ تمہارے پروردگار کی طرف سے بات
سچی ہے۔ پھر جو کوئی چاہے مانے۔ اور جو کوئی چاہے نہ مانے۔" منافق جھوٹے
بدعتی۔ اپنی خواہش نفسانی کے سوار۔ اپنے نفس کے موافق۔ قرآن و حدیث، کے
مخالف۔ حق کے دشمن اور جھوٹ کے دوست کے سوا میری بات سے کوئی نہیں
بھاگتا۔ اور ایسے کے دل کو اپنے آقا کے قرب کی طرف چلنا بھی نصیب نہیں ہوتا۔

بغیر کسی الزام کے اپنے دل سے سنو اور دیکھو۔ پھر نظر کرو۔ کہ تم کیسی عجیب و غریب چیزیں دیکھتے ہو۔ اللہ والوں سے ان کی سچائی سے الزام دور کرو۔ اور ان کے سامنے بغیر چون و چرا فنا ہو جاؤ۔ اور وہ تمہیں اپنی صحبت میں رکھیں گے اور تمہاری خدمت سے خوش ہو جائیں گے۔ اور جب ان کے پاس جاؤ تو اپنے ڈر کو دور کر دو۔ نعمت اور احسان سچوں کے دلوں پر نازل ہوتے ہیں۔ اور بھیدوں کے آنے کی جگہ ہدایت اور دن ان کے بھیدوں پر اترتی ہے۔ اگر تم چاہتے ہو کہ وہ تمہاری خدمت سے خوش ہو جائیں تو اپنے ظاہر اور اپنے باطن کو پاک کرو۔ اور ان کے سامنے کھڑے ہو جاؤ۔ اپنے دل کی بدعت سے پاک کرو۔ چونکہ اللہ والوں کا اعتقاد نبیوں۔ رسولوں اور سچوں کا اعتقاد ہوتا ہے۔ انہی کے مذہب پر چلنے والے ہوتے ہیں۔ یہ مذہب عاجزوں کا ہے۔ خرابی نہیں کرتے۔ اور ان کے لیے ان کے دعوے پر دو منصب گواہ ہیں۔ ان دونوں کے انصاف کی بنا پر الزام سے بری ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی کتاب۔ اس کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت۔

اے لوگو! اپنی جانوں پر ظلم کرو۔ اور دوسروں پر ظلم نہ کرو۔ ظلم گھروں کو ویران کرتا ہے۔ اور ان کو (جڑ سے) اکھاڑ پھینکتا ہے۔ دلوں اور چہروں کو سیاہ کر دیتا ہے۔ اور روزی میں تنگی کر دیتا ہے۔ آپس میں ظلم نہ کرو۔ کہ یہ قیامت کے دن اندھیرا ہوگا۔ جسموں کی قیامت جلد ہی برپا ہوتی ہے اور ہمارے لیے جسموں کا پیدا کرنے والا ہے۔ جو ہمیں اپنے سامنے کھڑا کرتا ہے۔ ہمارے سے حساب و کتاب کرتا ہے اور ہمارے سے پوچھ گچھ کرتا ہے۔ اور ہم سے کم اور زیادہ کو ختم کر دیتا ہے۔ اور ذرہ ذرہ کا مطالبہ کرتا ہے۔ میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔ اور اپنی خیر خواہی پر تمہارے سے مزدوری بھی نہیں

چاہتا ہوں۔ سود کے قریب مت جاؤ۔ کہیں تمہارا پروردگار تمہارے سے جنگ کرے اور تمہارے مال سے برکت اُڑا دے۔ روپیہ کے بدلہ میں روپیہ ادا کرو۔ اور جو کوئی تمہارے میں سے کسی محتاج کو قرض دے سکے۔ اور کچھ وقت کے بعد اللہ اس کو اتروا دے۔ تو ایسا کرنا چاہیئے۔ اس سے اس کو دو دفعہ خوشی ہوگی۔ ایک مرتبہ آخر پر۔ اور ایک مرتبہ اترنے پر۔ تم ایسا اپنے پروردگارِ اعلیٰ کے بھروسہ اور اعتبار پر کرو۔ چونکہ وہ اس کا عوض دیتا ہے۔ اور ثواب دیتا ہے۔ اور برکت دیتا ہے۔ کوشش کرو۔ کہ تم کسی مانگنے والے کو نہ دیکھو۔ مگر یہ کہ جو چیز حاضر ہو۔ اس کو دو۔ تھوڑا دینا محروم کر دینے سے اچھا ہے۔ اور اگر تمہارے پاس کوئی چیز موجود نہ ہو۔ تو اس کو جھڑکو مت۔ اور اس کو نرم بات کر کے لوٹا دو۔ کسی بھی طرح اس کے (دل کو) توڑو مت۔ دنیا بدلنے والی ہے۔ رات اور دن کے بدلنے سے بدلتی رہتی ہے۔ جو کوئی مر گیا۔ اس کی قیامت برپا ہوگئی۔ اور جو اس کے لیے ہے۔ یا اس کے خلاف ہے۔ اس نے ہر چیز کو جان لیا۔ آخر عافیت کے بعد مصیبت۔ فراخی کے بعد تنگی، زندگی کے بعد موت۔ عزت کے بعد ذلت ہے۔ یہ ساری چیزیں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ ایک آتی ہے اور اس کی ضد چلی جاتی ہے۔

اور آخرت میں پوری موت ہے۔ عارف مومن کی جب سر کی آنکھیں بند ہو جاتی ہیں۔ تو دل کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ سو مخلوق کو دیکھتا ہے۔ جس حال میں وہ ہوتی ہے۔ جب حق تعالےٰ کی ذات حاضر ہو جاتی ہے تو مخلوق چلی جاتی ہے۔ جب آخرت حاضر ہوتی ہے تو دنیا چلی جاتی ہے جب سچ حاضر ہوتا ہے تو جھوٹ چلا جاتا ہے۔ جب اخلاص حاضر ہو جاتا ہے تو شرک چلا جاتا ہے۔ جب ایمان حاضر ہوتا ہے تو نفاق چلا جاتا ہے۔ ہر ایک

چیز کے لیے ضد ہے۔ عقلمند آدمی نتائج کی طرف نظر کرتا ہے۔ دنیا کے ظاہر اور اس کی زینت کو نہیں دیکھتا۔ چونکہ یہ جلد ہی بدلنے والی اور دُور ہونے والی ہے۔ (پہلے) تم دور ہو جاؤ گے۔ پھر تمہارے بعد یہ دور ہو جائے گی۔ اپنے پروردگارِ اعلیٰ کی صحبت سے ان مصیبتوں کی وجہ سے مت بھاگو۔ جو تمہارے پر اس کی طرف سے وارد ہوتی ہے۔ وہ تمہاری مصلحتوں کو تمہارے سے زیادہ جانتا ہے۔ اور ادب اختیار کرو۔ وہ سچوں کے دلوں پر آتی ہے۔ پس آکر ان کو سلام کرتی ہے۔ اور جہاں تک ہو سکے، سفارش کرتی ہے۔ اللہ تعالےٰ اسے اپنے سینہ سے لگا لیتے ہیں۔ اور اس کی آنکھوں کو چومتے ہیں۔ اور اس کو صبر، موافقت اور رضا کے ذریعہ بلند کرتے ہیں۔ چنانچہ کچھ عرصہ ان کے پاس رہتی ہے۔ پھر ان کے ہاں سے لے لی جاتی ہے۔ پس کہا جاتا ہے۔ جگہ اور ضیافت کو کیسا دیکھا، تو کہتی ہے۔ بہتر جگہ، بہتر مہمانی کرنے والا۔ بہتر راہنمائی اور بہتر رہنمائی کرنے والا۔ اور منقول ہے کہ ان سرداروں میں سے ایک سے جو مصیبت میں مبتلا تھا۔ پوچھا گیا۔ آپ اس مصیبت میں کیسے ہیں۔ تو فرمایا کہ میرے بارہ میں مصیبت سے پوچھو۔ اپنے پروردگارِ اعلیٰ کے ساتھ صبر کرو۔ چونکہ وہ تمہارے صبر کے بدلہ میں تمہاری مصیبت کو دور کرتے ہیں۔ اور اپنے ہاں تمہارے درجے بلند کرتے ہیں۔ اپنی طرف سے اس کے ساتھ ہو جاؤ۔ اللہ کے بارہ میں سچوں کے ساتھ اور اس کے ساتھ۔ اس کے ذریعہ سے اور اس کے لیے عمل کرنے والوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ اے اللہ۔ ہمارے لیے مسخر کر دیجئے۔ اور ہمارے پر آسان کر دیجئے۔ اور ہمارے لیے کھول دیجئے۔ اور ہمارے اوپر اور ہمارے لیے آسان کر دیجئے اپنے راہ۔ آمین۔

ایمان سے بیماری، تنگدستی، بھوک اور مطالب کی کثرت زیادہ ہو جاتی ہے۔ وگرنہ تو ایمان نہیں۔ ایمان کا جوہر مصیبت کے وقت کھلتا ہے اور اس کا نور تکلیف کے وقت ظاہر ہوتا ہے۔ جیسے بہادری مصیبت کا لشکر آنے پر ظاہر ہوتی ہے۔ تمہارے پروردگارِ اعلیٰ کو جو تم کرتے ہو، معلوم ہے۔ اے بادشاہو۔ اے غلامو۔ اے خواص۔ اے عوام۔ اے امیرو۔ محتاجو۔ اے اہلِ خلوت۔ اس سے کسی کو پردہ نہیں۔ وہ بلند ذات تمہارے ساتھ ہے۔ تم کہیں بھی ہو۔ اے اللہ! ہمیں مغفرت۔ معافی۔ مہربانی۔ درگذر۔ عنایت کفایت۔ عاقبت اور معافی سے ڈھانپ لیجئے۔ آمین

جس بھلائی اور برائی۔ سچ اور جھوٹ۔ خلوص اور شرک اور فرمانبرداری اور نافرمانی میں تم لگے ہو۔ اللہ تعالیٰ ان سب سے خبردار، نگہبان۔ حاضر اور ناظر ہیں۔ تم اللہ تعالےٰ کے دیکھنے سے شرم کرو۔ اور ایمان کی آنکھ سے دیکھو۔ اور تم تو اللہ تعالےٰ کی نظر کو اپنی چھ طرف سے دیکھا ہے۔ کیا تمہیں یہ نصیحتیں کافی نہیں ہیں۔ اگر تم نصیحت پکڑو۔ اور اپنے دلوں کے کانوں سے سنو۔ تو تمہیں اپنی خلوت اور جلوت میں اپنے پروردگارِ اعلیٰ کی طرف سے یہی ڈر کافی ہو جائے۔ اللہ تعالےٰ کی انتظار میں رہو۔ اور اس کی نظر کی طرف اور کراماً کاتبین فرشتوں کی طرف دیکھو۔ جو تمہارے اوپر مقرر ہیں۔ ان دونوں سے ڈرو۔ اور ان شرعی حدود سے نہ ڈرو۔ جو تمہارے اوپر تمہارے بادشاہ اور تمہارے امیر نے قائم کی ہیں۔ اگر تم ڈرے۔ تو تمہارے ساتھ تمہارا والی بھی کیوں مشقت میں پڑے گا۔ اے فقیر۔ اے بھوکے۔ اے ننگے۔ اے محتاج۔ تم فریاد کرتے ہو۔ تمہاری خاموشی تمہارے لیے زیادہ پیاری اور تمہیں زیادہ فائدہ دینے والی ہے۔ اللہ تعالےٰ کا تمہارے حال کا جاننا تمہیں تمہارے

مانگنے سے بے نیاز کر دے گا۔ تمہیں مبتلا ہی یوں کرتا ہے۔ کہ تم اس کی
طرف رجوع کرو۔ چنانچہ اپنے دل سے اس کی طرف رجوع کرو۔ اور جمے رہو۔
پس تم بھلائی ہی دیکھو گے۔ اس سے جلدی مت کرو۔ اس سے دریغ نہ کرو۔
اور اس کو الزام مت دو۔ تمہاری بھوک زہر ہے۔ جس نے تمہیں جھڑکا دیا۔
اور زیادتی حاجت نے تمہیں یتیم بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ دیکھتے ہیں۔ کہ کیا تم دوسرے
پروردگاروں کے دروازہ کو پکڑتے ہو۔ تم اس سے راضی ہوتے ہو۔ یا تم اس
پر ناراض ہوتے ہو۔ تم اس کا شکر کرتے ہو۔ یا اس کی شکایت کرتے ہو۔ تم
اس سے راضی ہوتے ہو۔ یا تم اس پر ناراض ہوتے ہو۔ عاجزی و انکساری اختیار
کرتے ہو۔ تمہیں آزماتا ہے تاکہ دیکھے کہ تم کیا جانتے کرتے ہو۔ اے جاہلو! تم
نے غنی کا دروازہ چھوڑ دیا۔ اور فقیر کا دروازہ پکڑ لیا۔ تم نے سخی کا دروازہ
چھوڑ دیا۔ اور کمینے کا دروازہ پکڑ لیا۔ تم نے قدرت والے کا دروازہ چھوڑ دیا۔
اور عاجز کا دروازہ پکڑ لیا۔ اے اس سے جاہلو! وہ جلد ہی تمہیں اکٹھا کرے
گا۔ اور جس دن تمہیں اکٹھا کرے گا۔ تمہیں اپنے سامنے کھڑا کرے گا۔ اکٹھا کرنے
کے دن تمہیں مختلف انواع سے اکٹھا کرے گا۔ اے تمام مخلوق۔ اللہ تعالیٰ
نے فرمایا: "یہ فیصلہ کا دن ہے۔ جس میں ہم نے تم کو اور اگلوں کو جمع کیا۔ پھر
اگر تمہارا کوئی داؤ ہے۔ تو تم مجھ پر چلاؤ۔" اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ
مخلوق کو اس زمین کے علاوہ اپنی زمین پر اکٹھا کریں گے۔ جس پر کسی آدمی کا
خون نہیں بہایا گیا۔ اور اس پر کوئی گناہ نہیں کیا گیا۔ یہ ایک ایسی چیز ہے
جس میں شک و شبہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "(قیامت کی) گھڑی
میں کوئی شک نہیں۔ اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اٹھانا ہے۔ جو قبروں
میں ہیں۔" قیامت کا دن ہار جیت کا دن۔ افسوس کا دن۔ شرمساری کا دن۔

یادگری کا دن۔ کھڑے ہونے کا دن۔ گواہی کا دن۔ بیان کا دن۔ خوشی کا دن۔
غم کا دن۔ ڈر کا دن۔ امان کا دن۔ آرام کا دن۔ سزا کا دن۔ راحت کا دن۔
مشقت کا دن۔ پیاس کا دن۔ چھوٹ کا دن۔ پوشاک کا دن۔ ننگ کا دن۔
نقصان کا دن ہے۔ اس دن ایمان والے اللہ تعالیٰ کی مدد سے خوش ہوں
گے۔ اے اللہ! ہم اس دن کی برائی سے آپ کے ساتھ پناہ پکڑتے ہیں۔
اور آپ سے بھلائی مانگتے ہیں۔ اور ہمیں دنیا میں نیکی دیجئے۔ اور آخرت
میں نیکی دیجئے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائیے۔

اکتالیسویں مجلس :-

عبادت عادت کا چھوڑنا ہے۔ یہ اس کو منسوخ کر دینے والی ہے۔
شریعت عادت کو مٹا اور اڑا دیتی ہے۔ اپنے پروردگار اعلیٰ کی شریعت کو
مضبوط پکڑو۔ اور اپنی عادتوں کو چھوڑ دو۔ عالم عبادت پر قائم ہوتا ہے اور
جاہل عادت پر قائم ہوتا ہے۔ اپنے آپ کو۔ اپنی اولاد کو اور اپنے گھر
والوں کو بھلائی کے کام اور اس پر ہمیشگی کا عادی بناؤ۔ اپنے ہاتھوں کو روپے
کے خرچ کرنے کا عادی بناؤ۔ اور اپنے دلوں کو اس سے بے رغبتی کا عادی
بناؤ۔ اور اس کو اس کے محتاجوں پر خرچ کرنے سے دریغ نہ کرو۔ اپنے سے
ان کے سوال کو لوٹاؤ مت۔ کہیں حق تعالیٰ تمہارے سوال کو نہ لوٹا دیں۔ تمہارے
سوال کو کس طرح نہ لوٹا دیں۔ جبکہ تم نے اس کے ہدیہ کو لوٹا دیا ہے۔ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا اپنے بندہ کی طرف ہدیہ اس
کے دروازہ پر مانگنے والے کا ہوتا ہے۔ بدبختی تمہاری۔ تم شرم نہیں کرتے
اپنے پڑوسی کو تنگدست اور بھوکا چھوڑ دیتے ہو۔ پھر تم ایک جھوٹے گمان

کے ساتھ اپنی بخشش سے اس کو محروم رکھتے ہو۔ تم کہتے ہو۔ اس کے پاس
سونا چھپا ہے۔ اور وہ تنگدستی ظاہر کرتا ہے۔ تم ایمان کا دعویٰ کرتے ہو۔
اور سو رہتے ہو۔ حالانکہ تمہارا پڑوسی بھوکا ہوتا ہے۔ اور تمہارے پاس اتنا
ہوتا ہے کہ تمہارے ہاں بچ رہتا ہے۔ اور تم اس کو نہیں دیتے ہو۔ جلدی
ہی تمہارا مال تمہارے ہاتھ سے چھین لیا جائے گا۔ اور جو تمہارے ہاتھ میں
ہے۔ تمہارے سامنے سے اٹھا لیا جائے گا۔ اور غلبہ اور زبردستی سے تم
ذلیل اور مغلوب ہوگے۔ اور وہ دنیا جو تمہاری محبوبہ ہے۔ تمہیں چھوڑ جائے
گی۔ دنیا کو اضطرار (مجبوری) سے نہیں۔ اختیار (پسند) سے چھوڑ دو۔ اپنے
نصیبوں کی طرف نظر کرو۔ اور دوسروں کے نصیبوں کو مت دیکھو۔ جو جان
بچا دے۔ اور ننگ چھپا دے۔ اس چیز پر قناعت کرو۔ اس واسطے کہ اگر
تمہارے لیے کوئی اور چیز ہے۔ تو وہ اپنے وقت پر مل جائے گی۔ یہ پاک
اور خبردار لوگوں کا کام ہے۔ لالچ اور رسوائی کے بوجھ سے ان کے حالات
کو چھپائے رکھو۔ زاہد لوگوں نے دنیا کو   پہچانا۔ انہوں نے اس کو پہچان کر
اور تجربہ پر ہی چھوڑ دیا ہے۔ انہوں نے پہچان لیا۔ کہ یہ پہلے سامنے آتی ہے۔
پھر پلٹتی ہے۔ (پہلے) دیتی ہے۔ پھر چھینتی ہے۔ (پہلے) آجاتی ہے۔ پھر الگ
ہو جاتی ہے۔ (پہلے) پیار کرتی ہے۔ پھر دشمنی کرتی ہے۔ (پہلے) موٹا کرتی ہے۔
پھر کھا جاتی ہے۔ (پہلے) سر پر اٹھاتی ہے۔ پھر اوندھا گراتی ہے۔ (اس) سے
اپنے دلوں اور باطنوں کو خالی کرو۔ اس کے پستان سے (دودھ) مت پیو۔
اس کی گود میں مت بیٹھو۔ اس کی زینت۔ اس کی جلد کی نرمی۔ اس کی سفیدی۔
اس کی خوش گفتاری اور اس کے کھانوں کی شیرینی کی وجہ سے اس کی طرف
رغبت نہ کرو۔ یہ زہر ملا کھانا۔ مار ڈالنے والی۔ جادو کرنے والی۔ دھوکہ

دینے والی ہے۔ عذاب ہے۔ باقی رہنے اور ٹھہرنے کا ٹھکانہ نہیں ہے۔
ان کے حالات دیکھو۔ جو پہلے اس کے ساتھ رہے۔ ان کے ساتھ اس نے کیا
کیا۔ اس کی زیادتی چاہتے ہوئے اپنے آپ کو نہ مار ڈالو۔ چونکہ اس سے۔ جو
تمہارے پاس ہے۔ اس سے زیادہ نہ دے گی۔ زیادتی اور نقصان کی طلب
چھوڑ دو۔ چین سے رہو۔ ادب اختیار کرو۔ اور قناعت کرو۔ اللہ تعالٰے نے
اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔ آپ کا فرمان ہے۔
تمہارا پروردگار مخلوق۔ روزی اور عمر سے فارغ ہو چکا۔ اور جو کچھ قیامت تک ہونا
تھا۔ اسے لکھ کر قلم خشک ہو گیا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ جب
اللہ تعالٰے نے قلم کو بنایا۔ فرمایا۔ جاری ہو جا۔ (قلم نے) عرض کیا۔ کاہے سے
جاری ہو جاؤں۔ اللہ تعالٰے نے فرمایا۔ میرے اس حکم کے ساتھ جاری ہو جا۔ جو
میری مخلوق کے بارہ میں قیامت کے دن تک ہے۔

اگر تم موت کو یاد کرتے تو تمہارا نفس تمہارے سے کہاں بات کرتا۔ اور
تمہاری اپنے مولائے کریم کی اطاعت کے سلسلہ میں کہاں مخالفت کرتا۔ لیکن
تم نے تو اس کو اپنا امیر اور اپنا سوار بنا رکھا ہے۔ تم نہیں پسند کرتے۔ کہ اس کو
موت کی یاد سے مغموم کرو۔ اور نہ یہ اس سے تعرض کرتی ہے۔ اور تم اس کا
اس سے تجربہ کرتے ہو۔ تمہیں آگ کی طرف کھینچ لے جائے گا۔ اور تمہارے پاس
بھلائی نہیں۔ اے نفس اور طبیعت اور مزے کے بندے۔ تم اپنے باپ آدم
علیہ السلام کی نسبت اور جوڑ سے نکل گئے ہو۔ اگر تم نے اپنے نفس کو ایسے
دیکھا ہوتا۔ جیسے نیک لوگ اپنے نفسوں کو دیکھتے ہیں۔ تو یہاں سے بھاگ
کھڑے ہوتے۔ بدنصیبی تمہاری۔ خبردار ہو جاؤ۔ تم نے اس کا سامان اٹھا رکھا
ہے۔ اور اس کے بوجھ تمہارے پر ہیں۔ اور وہ تمہارا سوار ہے۔ تم اسے ایک

جگہ سے دوسری جگہ اٹھائے پھرتے ہو۔ ولی لوگوں نے اپنے نفسوں کو اپنی سواریاں
مجاہدوں کا بوجھ اور عبادت کی تکلیفیں بنایا۔ اور ان پر سوار ہوئے۔ اور ان
سے (محفوظ) سلامتی کے ٹیلہ پر بیٹھے۔ بے شک دنیا اور آخرت آکر ان کے
سامنے ان کی خدمت میں کھڑی ہوگئی۔ اس کو حکم کرتے ہیں اور ان کو منع کرتے
ہیں۔ آخرت سے اپنے پورے حصے دیر سے لیتے ہیں۔ اور دنیا سے جلدی ہی۔
اے اس بات کے سننے والو۔ اگر تم اس پر عمل نہ کرو۔ تو قیامت کے دن یہ تمہارے
خلاف دلیل ہوگی۔ اور اگر تم نے اس پر عمل کیا۔ تو یہ تمہارے حق میں دلیل ہوگی۔
کہتے ہیں۔ اگر تم نے سن لیا۔ اور جان لیا۔ تو مزہ۔ گناہ اور غلط کاری کی مجلس میں
تمہاری حاضری زیادہ نہ ہوگی۔ چنانچہ تمہاری حاضری جھوٹ غیر درست ہے۔
سزا بغیر جزا ہے۔ برائی بے بھلائی ہے۔ اس قسم کی حاضری سے توبہ کرو۔ فائدہ
اٹھانے کی نیت سے حاضر ہو۔ اور تم نے فائدہ اٹھایا ہے۔ اور میں اللہ تعالیٰ
سے امید کرتا ہوں کہ تمہیں میرے سے فائدہ پہنچائے گا۔ اور تمہارے دلوں،
تمہاری نیتوں اور تمہارے ارادوں کی درستگی کر دے گا۔ اور مجھے تمہارے سے
حکم کی ادائیگی کی آس ہے۔" اور شاید اللہ اس (طلاق) کے بعد کوئی نئی صورت
پیدا کردیں۔" عنقریب تم خبردار ہو گے اور جان لو گے۔ اے اللہ! ہمیں بیداروں
کی بیداری اور ان کا معاملہ نصیب فرمایئے۔ اور دین و دنیا اور آخرت میں ہمیشہ
کی عفو و عافیت اور درگذر و معافی کے ساتھ ان کے حالات میں داخل کر دیجئے
اے اللہ! ہمیں اس دن اور ہر دن کی بھلائی نصیب فرمایئے۔ ہمیں حاضر اور
غائب کی بھلائی نصیب فرمایئے۔ اور ہم سے حاضر و غائب کی برائی دور فرمایئے۔
اور ہمیں ان بادشاہوں کی بھلائی نصیب فرمایئے، جن کو آپ نے اپنی زمین پر
جما دیا ہے۔ اور ہمیں ان کی برائی سے کافی ہو جایئے۔ اور بُروں کی برائی سے

اور نافرمانوں کے داؤ سے اور اپنے سب بندوں کی اور اپنی مصیبت کی برائی
سے اور ہر زمین پر چلنے والے کی برائی سے کافی ہو جایئے۔
آپ سیدھی راہ پر ہیں۔ بخش دیجئے۔ گناہگاروں کو فرمانبرداروں کیلئے۔
جاہلوں کو جاننے والوں کے لیے اپنے سے غائبوں کو حاضروں کے لیے۔
آپ سے چاہت رکھنے والوں کو عمل کرنے والے کے لیے اور گمراہوں کو
ہدایت لانے والوں کے لیے۔ اپنے دلوں سے برابر والوں۔ مقابلوں
اور شریکوں کو نکال دو۔ چونکہ اللہ تعالےٰ شریک کو قبول نہیں کرتے۔
خصوصاً اس دل سے جو اس کے گھر میں ہو۔ حضرات حسن اور حسین
علیہما السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھیل رہے تھے۔ اور
دونوں بچے تھے۔ اور وہ (رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم) دونوں سے
پوری طرح متوجہ ہو کر دونوں سے خوش تھے۔ چنانچہ جبریل علیہ السلام
تشریف لائے اور آپ سے فرمایا: کہ اس کو زہر دی جائے گی۔ اور
یہ قتل ہوگا۔ اور آپ کو یہ محض اس لیے فرمایا۔ کہ اس کو آپ کے دل
سے نکال دے اور دونوں کے بارے میں آپ کی خوشی ان دونوں
پر غم ہو جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
کو بھلی جانتے تھے لیکن جب آپ کو وہ مشہور و معروف قصہ پیش آیا تو
وہ اپنے بے گناہ ہونے اور ان کے گھر والوں کے بے گناہ ہونے کے
علم و یقین کے باوجود آپ کے دل میں بُری بن گئیں۔ اس واسطے کہ نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے حق تعالےٰ کا مقصد معلوم تھا۔ اور حضرت
یعقوب علیہ السلام نے جب حضرت یوسف علیہ السلام سے محبت کی۔

اور ہوّا جو کچھ ہوُا۔ اُن کے اور ان کے درمیان جدائی کر دی۔ اور اس قسم کے بہت سے قصے اولیاء، انبیاء علیہم السلام کو پیش آئے۔ جو حق تعالٰے کے پیارے ہوتے ہیں نہ کہ غیر۔ کہ ان کے دل اس کے ماسوا سے خوش ہوتے ہیں۔ تمہارے لیے اخلاص لازم ہے۔ اس کے لیے نماز پڑھو۔ نہ کہ اس کی مخلوق کے لیے۔ اس کے لیے روزہ رکھو۔ نہ کہ اس کی مخلوق کے لیے۔ دنیا میں اللہ کے لیے زندگی گذارو۔ نہ کہ اس کی مخلوق کے لیے۔ اور نہ اپنے نفسوں کے لیے۔ اپنی ساری عبادتیں اللہ کے لیے کرو۔ نہ کہ اس کی مخلوق کے لیے۔ نیک اعمال اور اخلاص پر قدرت نہ ہوگی۔ مگر آرزوئیں کوتاہ کرنے سے۔ اور آرزو کوتاہ کرنے پر قدرت نہ ہوگی۔ مگر موت کو یاد کرنے سے۔ اور اس پر قدرت نہ ہوگی۔ مگر پرانی قبروں کو دیکھنے اور ان قبروں والوں اور یہ جن حالات میں تھے۔ ان پر غور کرنے سے۔ بوسیدہ قبروں کے پاس بیٹھو۔ اور اپنے آپ سے کہو وہ سب کھاتے تھے، پیتے تھے۔ شادی کرتے تھے۔ پہنتے تھے۔ اور جمع کرتے تھے۔ اب ان کا کیا حال ہے۔ کونسی چیز انہیں فائدہ دیتی ہے۔ سوائے نیک اعمال کے ان میں سے اب ان کے ہاتھ میں کوئی بھی چیز نہیں۔

اے اس شہر کے رہنے والو۔ تم میں ایسے بھی ہیں جو (مرنے کے بعد) اٹھنے اور چلنے کے قائل نہیں۔ دہریہ مذہب کے پیروکار ہیں اور مارے جانے کے ڈر سے اپنے آپ کو چھپاتے ہیں۔ اور میں ان میں سے ایک گروہ کو جانتا ہوں۔ مگر یہ کہ میں تمہیں اللہ تعالٰے کے حکم سے دکھاتا ہوں اور تمہارے سے چشم پوشی کرتا ہوں۔ اے اللہ! پردہ، معافی، ہدایت اور کفایت دے۔ خرابی تمہاری۔ اس کے اہل نہ بنو۔ تم اپنی

بیوقوفی کی بنا پر اللہ تعالٰے سے لڑائی جھگڑا اور بحث وتمحیص کرتے ہو۔ چنانچہ اپنے ظاہر دین کی پونجی کو خاطر میں لاتے ہو۔ آنکھ بند کرو (دل پر) دستک دو۔ ادب اختیار کرو۔ تم اپنی قدر پہچانو۔ کہ تم کون ہو۔ اور اپنے آپ میں عاجزی اختیار کرو۔ تم غلام بنو۔ اور غلام اور جس چیز کا وہ مالک ہوتا ہے۔ اس کے اپنے لیے نہیں ہوتا۔ اس کے آقا کے لیے ہوتا ہے۔ اس کے لیے واجب ہے کہ آقا کے ارادہ و اختیار کے سامنے اپنا ارادہ ترک کر دے۔ اس کا کہنا آقا کے کہنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ تم اللہ تعالٰے سے توقع اپنے نفس کے لیے کرتے ہو۔ اور اللہ والے اپنے پروردگارِ اعلیٰ سے مخلوق کی خاطر توقع کرتے ہیں۔ اس سے انہی کے لیے مانگتے ہیں۔ اور اس پر انہی کی وجہ سے اصرار کرتے ہیں۔ وہی ہیں جنہوں نے مخلوق کو چھوڑ دیا۔ اور اپنے دلوں کو مخلوق سے پاک کر لیا۔ ان کے دلوں میں مخلوق کا ایک ذرہ بھی نہیں رہتا۔ ان کا ٹھہراؤ اسی کے ساتھ۔ اس کے لیے اور اسی کے ذریعہ سے ہے۔ وہ بغیر تنگی پوری کشادگی میں ہیں اور بغیر رسوائی پوری عزت میں ہیں۔ اور بغیر محرومی پوری بخشش میں ہیں اور بلا رشک پوری شنوائی میں ہیں۔ اور بغیر لوٹانے کے پوری قبولیت میں ہیں۔ اور بغیر غم کے پوری خوشی میں ہیں۔ اور بغیر عاجزی کے زور والے ہیں۔ بغیر کمزوری طاقت والے ہیں۔ بغیر محرومی نعمت والے ہیں۔ انہوں نے بزرگی والی پوشاک پہن لی ہے۔ اور اس (اللہ تعالٰے) نے ان کے دلوں کے ہاتھوں میں سپرداری، طاقت اور تکوین کی توفیق حوالہ کر دی ہے۔ تکوین ان کے ہاتھوں میں ایسا خزانہ بن گئی ہے۔ جو ختم نہ ہو۔ اور ایسا مددگار جو مشقت میں نہ ڈالے۔ جب

ڈرتے ہیں۔ ان کی امان بڑھا دیتا ہے۔ جب، پیچھے ہوتے ہیں ان کو آگے کر دیتا ہے۔ ان کی بات سنی جاتی ہے۔ اور ان کی سفارش قبول کی جاتی ہے۔ اس نے مخلوق کی عقل و سمجھ سے بالا دنیا اور آخرت کا قبضہ ان کے حوالے کر دیا ہے۔ آسمانی کائنات میں "عظیم" سردار کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جس نے علم سیکھا اور اس پر عمل کیا۔ وہ آسمانی کائنات میں "عظیم" سردار کے نام سے پکارا گیا۔ جس چیز میں اور جس چیز پر تم ہو۔ (ذرا) سوچو۔ پس اگر تم دیکھو۔ کہ وہ اللہ تعالےٰ کی مرضی کے موافق ہے۔ تو اسے لازم پکڑو۔ اور اگر تم دیکھو۔ کہ وہ اللہ تعالےٰ کی مرضی کے مخالف ہے تو اس کو چھوڑ دو اپنے کھانے میں۔ اپنے پہننے میں۔ اپنے شادی کرنے میں۔ اپنی خاموشی میں۔ اپنی بات میں۔ اپنے چلنے میں اور اپنے ٹھہرنے میں پرہیزگاری اختیار کرو۔

جو تمہارے پاس ہے اس کو چھپاؤ۔ پس اگر تمہیں اس کی کسی دوسرے نے خبر دی ہے۔ اس کا بوجھ تمہارے پر ہوگا۔ اور اگر تم نے اپنی طرف سے خبر دی ہے تو تمہیں سزا ملے گی۔ پس ادب یہی ہے کہ خبر دینے والے تمہارے سوا اور کوئی ہو۔ تم نہ ہو۔ ایک نیک وہ ہے جو اپنے ساحل کی عبادت گاہ میں اپنی آستین کے سوراخ کے باطن میں سر مراقبہ میں کیے اپنے پروردگارِ اعلیٰ سے مانوس بیٹھا ہے۔ اس کو یاد کرتا ہے۔ جب اس کے پاس سے نیک انسانوں۔ جنوں اور فرشتوں میں سے کوئی گزرنے والا گزرتا ہے۔ تو اس کو کہتا ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ اور تمہاری اس سے محبت اور تمہاری اس کی یاد کی نعمت ہے۔ اے پاکبازو۔ اے ایثار کرنے والے۔ اے پرہیزگار۔

اے خبر دینے والے۔ اے اخلاص والے۔ اے احسان کیے گئے۔ اور وہ اس کی طرف اپنا سر بھی نہیں اٹھاتا۔ اور جو کچھ اس سے سنا۔ اس کا اپنے دل سے اعتبار بھی نہیں کرتا۔ جو یہاں بولتے ہیں۔ خرید و فروخت کرتے ہیں۔ وہ یہ یکے بعد دیگرے سنتا ہے۔ اور ایسے گویا اس نے یہ سنا ہی نہیں۔ اور اس کی مثال ایسی ہے کہ جب اس میں سے کوئی مخلوق کی طرف لوٹتا ہے تو دنیا کے شفاخانہ میں ان کے لیے معالج ہوتا ہے۔ اس کی دوائیاں فائدہ کرنے والی کام کی ہوتی ہیں۔ اور اس کا سرمہ دلوں کی آنکھوں کا بہنا بند کر دیتا ہے اور اس کی بیماریاں دور کر دیتا ہے۔ وہ عافیت والا ہوتا ہے۔ اس سے عافیت چاہی جاتی ہے۔ زندہ ہوتا ہے۔ اس سے زندگی چاہی جاتی ہے۔ نور ہوتا ہے اور اس سے روشنی چاہی جاتی ہے۔ اس کا پیٹ بھرا جاتا ہے۔ پینا ہوتا ہے۔ پس اس سے سیرابی حاصل کی جاتی ہے۔ سفارش کرنے والا ہے اس کی سفارش قبول کی جاتی ہے۔ کہنے والا ہوتا ہے۔ اس کی بات مانی جاتی ہے۔ حکم دینے والا ہے۔ اس کا حکم بجا لایا جاتا ہے۔ منع کرنے والا ہوتا ہے۔ اس کا باز رکھنا مانا جاتا ہے۔ اپنے دلوں کی باتیں چھپاتے ہیں۔ اپنے معارف و علوم چھپاتے ہیں۔ ان کے دلوں کے دروازے ان کے پروردگارِ اعلیٰ کے قرب کے گھر کی طرف رات اور دن کھلے ہوئے ہوتے ہیں اور ان کے پاس دلوں کی مہمانی کا گھر ہوتا ہے۔ اور ان کے دل رات اور دن حق تعالےٰ کے دردد کی سماعت میں ہوتے ہیں اور دل جب درست ہوتا ہے تو وہ صحیح ہوتا ہے۔ سب کچھ جان لیتا ہے۔ اس سے بیج نکلتا ہے۔ اور سب سے بڑھ جاتا ہے۔ سب نیکیوں میں جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا۔ جس میں اللہ تعالےٰ

نے ان کے لیے ساری خوبیاں جمع کر دیں۔ کہتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام
نے اس کو بہشت کے پودوں میں سے لیا۔ اور اس کو حضرت موسیٰ علیہ السلام
کے حوالہ کر دیا۔ جبکہ وہ فرعون کے (ڈر سے) بھاگے۔ اور کہتے ہیں کہ حضرت
یعقوب علیہ السلام نے ان کے حوالہ کیا۔ جنہوں نے اس کو ان کی طرف
منتقل کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کو مخلوق کے لیے معجزہ بنا دیا۔ اور ان
کی (حضرت موسیٰ علیہ السلام) نبوت کے لیے طاقت اور صحت۔ اور ان
کو وہ چیز جس کے ساتھ وہ خاص تھا۔ اور دیگر چیزیں بخشیں۔ حضرت موسیٰ
علیہ السلام جب تھک جاتے تو اپنے جانور کی طرح اس پر سوار ہو جاتے۔
اور جب ان کو رکاوٹ ہوتی۔ تبھی پل بن جاتا جس پر سے وہ گزر جاتے۔
جب آپ کا دشمن آتا۔ ان کی طرف سے اس کا مقابلہ کرتا۔ ایک روز
حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک بیابان جنگل میں اکیلے سوائے پروردگار کے
بغیر دوست بکریاں چرا رہے تھے۔ چنانچہ نیند کا غلبہ ہوا۔ پس جب
بیدار ہوئے تو عصا کے سر (لاٹھی کی چوٹی پر) خون کا نشان دیکھا سو آپ
نے اپنے گرد تلاش کی تو ایک بڑا سانپ مرا پڑا دیکھا۔ جس پر آپ نے
اس (عصا لاٹھی) کا اپنے سے دور کرنے پر اللہ کا شکر کیا۔ اور جب آپ
کو بھوک لگتی تو اس وقت وہ درخت بن جاتا اور پھل لے آتا۔ اور وہ
بقدرِ ضرورت کھا لیتے۔ اور جب آپ کو سورج کی دھوپ تنگ کرتی
آپ اس کو اپنے پہلو میں چھوڑتے تو وہ ان کے لیے سایہ کرتا۔ اسی طرح
یہ بندہ۔ جب اس کا دل صحیح ہو جاتا ہے اور اپنے پروردگارِ اعلیٰ کے
قابل ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس میں مخلوق کے لیے عام طور پر اور
اس کے لیے خاص طور پر فائدہ رکھ دیتے ہیں۔ فائدہ خاص اور عام ہے۔

جو ظاہر ہے وہ مخلوق کے لیے ہے۔ اور جو چھپا ہوا ہے۔ اس کے لیے
ہے۔ جو سامنے ہے مخلوق کے لیے ہے۔ اور جو چھپا ہوا ہے۔ اس کے لیے
ہے۔ اور یہ بات۔ اوّل اس کا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ
علیہ وسلم) ہے۔ اور آخر اس کا تعریف و مذمت۔ بھلائی برائی۔ فائدہ نقصان
لینے لوٹانے۔ مخلوق کے آگے آنے اور ان کے پیچھے ہٹنے کا برابر ہونا ہے۔
اوّل کو صحیح کرو تاکہ دوسرا بھی صحیح ہو جائے۔ جب تمہارا قدم پہلی سیڑھی پر
نہ جما تو دوسری کی طرف کیسے بڑھے گا۔ نیک اعمال کا دارومدار ان کے
خاتمہ پر ہی ہے۔ تمہارا قول لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)
دعویٰ ہے پس دلیل کہاں ہے۔ اور وہ حکمِ شریعت کو پکا کرنا اور ان کو
ان کے حقوق دینے کے ساتھ توحید و اخلاص ہے۔ اور موحد کے پاس جو
کچھ ہے۔ اس کے لیے بادشاہ سے بہتر ہے اور شیطان کی طرف سے نہیں
ہے۔ وہ اس سے روگردانی کرتا ہے اور اپنے دل سے اپنے پروردگارِ
اعلیٰ پر جما ہوا ہے۔ حق تعالیٰ کے الٹ پھیر اور کاموں کو خود میں دیکھتا ہے
اور اس کی مخلوق جو قضا و قدر کے پچھاڑے ہیں دونوں کو دیکھتا ہے
کہ کس طرح کھلتے اور دیکھتے ہیں۔

مخلوق کو کمزوری و عاجزی، بیماری و تنگدستی اور ذلت و موت کی آنکھ
سے دیکھتا ہے۔ اس کے لیے نہ دوست ہے اور نہ دشمن اور نہ اس کے
لیے کوئی دعا کرتا ہے۔ اور نہ اس کے لیے کوئی بد دعا کرتا ہے۔ جب
پروردگارِ اعلیٰ کسی شخص کے حق میں اس کو دعا کے لیے گویا کرتا ہے تو
اس شخص کے لیے بد دعا کرتا ہے۔ اور اگر اس کو کسی شخص کے حق میں
دعا کے لیے گویا کرتا ہے تو اس شخص کے لیے دعا کرتا ہے۔ وہ حق تعالیٰ

کے امر و نہی (حکم اور منع) کے ماتحت ہے۔ دل اس کا ان فرشتوں کے ساتھ ہے جن کے حق میں اللہ تعالٰے نے ارشاد فرمایا ہے: "ہم کو اس اللہ نے گویا کر دیا ہے جس نے ہر چیز کو گویا کیا ہے۔" اس طرح گویا ہوتا ہے جس طرح قیامت کے دن ہاتھ پاؤں گویا ہوں گے۔ پس جب ان کو انہی میں کا کوئی سرزنش کرتا ہے۔ کہتے ہیں۔ ہمیں اس خدا نے گویا کر دیا ہے جس نے ہر چیز کو گویا کیا ہے۔ جو بندہ اس مقام تک پہنچ جاتا ہے۔ وہ اپنی ذات سے فانی ہو جاتا ہے اور اپنے پروردگارِ اعلیٰ کی ذات کے ساتھ موجود ہوتا ہے۔ اے اللہ! ہمارے لیے ہماری دعاؤں کو درست فرما دیجئے۔ اور ہمیں دنیا اور آخرت میں نیکی دیجئے اور دوزخ کے عذاب سے بچایئے۔

بیالیسویں مجلس :-

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا، خرابی ہے اس شخص کے لیے جس نے اپنے کنبہ کو بھلائی کے ساتھ چھوڑا۔ اور خود اپنے پروردگار کے سامنے برائی کے ساتھ آیا۔ میں تمہارے میں سے بہت سے لوگوں کو اس طرح پر دیکھتا ہوں۔ روپے پیسے بد پرہیزی کے ساتھ جمع کرتے ہیں۔ اور ان کو اپنے بیوی بچوں کے لیے چھوڑ جاتے ہیں۔ ان کو ان کے حوالہ کرتے ہیں۔ اور حساب ان کے ذمہ ہوتا ہے۔ اور سیری دوسروں کے لیے ہوتی ہے اور غم ان کے لیے ہوتا ہے اور خوشی دوسروں کے لیے ہوتی ہے۔ اے دنیا کو دوسروں کے لیے چھوڑنے والو! اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سنو۔ ان کے لیے حرام مت چھوڑو۔ پس تم

اللہ تعالٰے کی خدمت میں برائی۔ عذاب اور سزا کے ساتھ حاضر ہو۔ منافق اپنی اولاد کو اس مال کے حوالے کرتا ہے۔ جو اس نے اس کے لیے پیدا کیا۔ اور مومن اپنی اولاد کو اپنے پروردگارِ اعلیٰ کے حوالہ کرتا ہے۔ اگر وہ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے۔ کو پیدا کرتا۔ تو ان کو اس پیدا کردہ کے حوالہ نہ کرتا۔ وہ بڑا ہے۔ اور اس نے جانا ہے کہ بہت سے لوگوں نے اپنی اولاد کو لوگوں کے چھوڑے ہوئے مال کے حوالہ کیا ہے۔ چنانچہ وہ ضائع ہوئے۔ تنگدست بنے اور لوگوں سے اکتا گئے۔ اور جو کچھ انہوں نے چھوڑا تھا اس سے برکت اٹھ گئی۔ برکت اس لیے چلی گئی۔ کہ وہ (مال) بد پرہیزی کے ساتھ جمع کیا تھا اور اس لیے کہ انہوں نے اس پر اعتماد کیا تھا اور اپنی اولاد کو اس کے حوالہ کیا۔ جس کے لیے ان کو چھوڑا۔ اور اپنے پروردگارِ اعلیٰ کو بھول گئے۔ منافق مخلوق کا بندہ۔ روپے پیسے کا بندہ۔ زور۔ طاقت اور حصّوں کا بندہ۔ مالداروں۔ بادشاہوں کا بندہ ہوتا ہے۔ اور بادشاہ اس کے دشمن ہوتے ہیں جو ان کو ان کے پروردگار کی طرف بلاتے۔ اور اس کے سامنے ان کو ذلیل کرے۔ اور ان کے سامنے اس چیز کو کھولے جس میں وہ ہیں۔ ایمان والے تنگی میں، تکلیف میں، سختی میں، نرمی میں، نعمت میں، تنگدستی میں اور محرومی میں، صحت میں۔ بیماری میں، غریبی میں، امیری میں، مخلوق کے رُخ کرنے میں اور ان کی بے رخی میں اپنے پروردگارِ اعلیٰ کے ساتھ قائم رہتے ہیں، اپنے تمام حالات میں ایک لحظہ کے لیے بھی اس کو اپنے دل سے دُور نہیں کرتے۔ تابعدار ہیں۔ حکمبردار ہیں۔ آرام پانے والے۔ راضی رہنے والے۔ موافقت کرنے والے اور لڑائی جھگڑا کو چھوڑنے والے اور دور رہنے والے۔

ہیں۔ ان کو محض امر و نہی ہی موافق آتی

ہے۔ اپنے تمام کارناموں میں قرآن و حدیث سے فتوے لو۔ جب تمہیں اپنے دین کے معاملہ میں کوئی مشکل پیش آئے۔ تو تم کہو۔ اے قرآن تم کیا کہتے ہو۔ اے حدیث۔ تم کیا کہتی ہو۔ اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جنہوں نے بھیجنے والے کی راہ بتائی۔ آپ کیا فرماتے ہیں۔ جب تم نے ایسا کیا تو تمہاری مشکل حل ہو جائے گی۔ اور تمہاری تاریکی ختم ہو جائے گی۔ جب تمہیں کسی چیز میں مشکل پیش آئے تو اس کے بارہ میں ظاہر میں شریعت والوں سے پوچھو۔ اور باطن میں اپنے دل سے پوچھو۔ اور اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض کو فرمایا۔ اپنے دل سے فتویٰ لو۔ کہ اس میں کیا چیز پھرتی ہے۔ اور اگر فتویٰ دینے والے تمہیں فتویٰ دے چکے ہیں۔ تو لوگوں کے سامنے آؤ۔ ان سے فتویٰ لے۔ اور اگر وہ فتویٰ دیں۔ جو تم نے کیا۔ تو تمہیں ظاہر کے مفتیوں سے فتوے لینے کے باوجود گمان کیوں۔ تمہارے دل اور دربانوں میں کیا پردہ۔ پھر تم فرشتہ کے پاس جاؤ۔ کیا کہتا ہے۔ اور اگر موافق ہو۔ تو موافقت بہت اچھی۔ اور اگر اس نے مخالفت کی۔ تو اپنی بات کے بغیر اس کی بات کی پابندی کرو۔ اگر تم مالک کا ہمیشہ ساتھ چاہتے ہو تو فرشتہ سے الگ ہو جاؤ۔ فرشتہ مالک سے پردہ ہے۔ موجود صورت ہی مخلوق سے دلوں۔ باطنوں اور معنوں کے لیے قید ہے۔ جس سے اللہ تعالےٰ بڑی نیکی کا ارادہ فرماتے ہیں اس کو قید کرتے ہیں۔ اور اس کو اس کے دل کے قدموں پر اپنے سامنے کھڑا کر لیتے ہیں۔ اور اس کے لیے دو پَر پیدا فرما دیتے ہیں۔ جن کے ذریعہ ان کے علم کی ہَوا میں اڑتا ہے۔ پھر اس کے قرب کے برزخ میں پناہ لیتا ہے اور باوجود اس کے اس پر رعب ڈالتا ہے۔ اور مطلب اور غرور جس میں وہ لگا ہے۔ کے چھوڑنے میں غیرت کے ہاتھ کی نجات ہے۔ اگرچہ

جو کچھ وہاں ہے۔ اس کو جاننے کے بعد اس کا بازو کوتاہی کرے۔ اور اس کو اس کی معرفت سے رد کرے۔ جب تک بندہ دنیا میں رہتا ہے۔ اس کے لیے ڈر اور غرور کا چھوڑنا ضروری ہے۔ اور اگر کسی حالت کو پہنچ گیا۔ پہنچ جائے۔ اس واسطے کہ دنیا تغیّر و تبدیلی کا گھر ہے اور آخرت اقامت کا گھر ہے۔ اس میں نہ تغیّر ہے نہ تبدیلی۔ خرابی تمہاری۔ دل کی رسائی کا دعویٰ کرتے ہو۔ حالانکہ وہ دروازوں اور بندشوں کے پیچھے بیڑی اور بوجھ میں قید پڑا ہے۔

کھرے کھوٹے کے لیے دوسرے کے پاس جاؤ۔ کسی چیز کے ساتھ تمہارے لیے درست نہیں۔ اور اگر تم اس لیے آؤ۔ کہ میرے سے کھرے کھوٹے کی پرکھ کرا لو۔ تو تم مت آؤ۔ اس واسطے کہ مشقت اٹھاؤ گے اور مَیں تمہارے سے تمہاری کھوٹی پونجی نہ لوں گا۔ اور اگر تم اس لیے آؤ۔ کہ مَیں تمہارا سونا رکھ لوں۔ اور شبہ۔ چاندی اور تانبہ سے نکال دوں۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ والے تو صراف ہوتے ہیں۔ دین کے مال کی پرکھ کرتے ہیں۔ اور اچھے اور خراب میں اور جو اللہ تعالےٰ کے لیے ہے۔ اور جو مخلوق کے لیے ہے۔ میں فرق کر دیتے ہیں۔ اللہ والے پیغام دینے لینے والے۔ دوست۔ معالج۔ عمل کرنے والے اور ہاتھ کی محنت کرنے والے ہوتے ہیں اور سب اپنے پروردگارِ اعلیٰ کا لحاظ کرتے ہیں۔

اے لوگو! اپنے پروردگارِ اعلیٰ کو جواب دو۔ اور اس کو اس کی مخلوق کے بارہ میں جواب دو۔ اس کو جواب دو۔ اور مخلوق کو اس کی راہ بتاؤ۔ تاکہ تمہارے ساتھ اس کو جواب دے۔ اس سے غافل رہنے والوں کو یاد دلاؤ۔ ان کو ان پر اس کے احسان یاد دلاؤ۔ تاکہ تم اس سے محبت

کرو۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو حکم فرمایا۔ اے داود!
مجھے میری مخلوق کا پیارا بنا دو۔ حالانکہ جس کے لیے چاہتا ہے۔ اس کی
محبت کا علم اس کو پہلے سے ہو چکا ہوتا ہے۔ اور جو اس سے پیار کرتا ہے
اس کا علم بھی اس کو پہلے سے ہو چکا ہے۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام کو
خود کو اپنی مخلوق کا پیارا بنا دینے کا حکم دیا۔ تاکہ تمہارے لیے علم قدیم
ظاہر ہو جائے۔ جب تم کسی اندھیرے گھر میں ہوتے ہو۔ اور تمہارے پاس
چقماق اور رگڑ ہوتی ہے۔ اور تم رگڑتے ہو۔ کیا آگ ظاہر نہیں ہوتی۔ جو
اس چقماق میں پہلے سے تھی۔ لیکن رگڑنے اس کو ظاہر کر دیا۔ اسی طرح سے
حق تعالےٰ کی تکلیفیں مخلوق کے بارہ میں علم قدیم کو ظاہر اور بیان کر دیتی
ہیں۔ امر و نہی نیک بندے کو گنہگار بندہ سے علیٰحدہ کر دیتے ہیں اور پورا
کرنے والے کی تکلیف کی کوشش بھی امر و نہی سے ہے۔ پورا دینے والا مقروض
بُرے مقروض سے پہچانا جاتا ہے۔ پہلے زمانہ میں برائی والے تھوڑے تھے
اور وہ آج تھوڑوں سے بھی تھوڑے ہیں۔ مومن اللہ تعالےٰ سے محبت ہی
کرتا ہے۔ اگرچہ اس کی آزمائش کرے۔ اور اگرچہ اس کا کھانا۔ پینا۔ پہننا۔
عزت پانا۔ صحیح رہنا کم کر دے۔ اور اس سے مخلوق کو دور کر دے۔ اور اس
کے دروازہ سے بھاگتا نہیں۔ بلکہ اس کی دہلیز سے چمٹا رہتا ہے۔ جب
دوسرے کو دیتا ہے اور اس کو محروم رکھتا ہے۔ تو نہ وحشت کھاتا ہے اور
نہ اعتراض کرتا ہے۔ اگر اس کو دیتا ہے۔ شکر کرتا ہے۔ اور اگر روک لیتا ہے
صبر کرتا ہے۔ اس کا مقصود بخشش نہیں ہے۔ اس کا مقصود اس کو دیکھنا اس
کی نزدیکی اور اس کے ہاں جانا ہے۔ اے جھوٹو! سچا سچے کو لوٹاتا نہیں اور
مصیبت پر مظاہرہ نہیں کرتا۔ بغیر جھوٹ۔ قول عمل۔ دعویٰ اور دلیل کے

پسح کو دیکھتا ہے۔ اپنے محبوب سے سیدھے جسے تیروں کی بنار پر پلٹتا۔ ہٹتا
نہیں۔ بلکہ اپنے سینے پر لیتا ہے۔ کسی چیز کی محبت اندھا اور بہرہ بنا دیتی ہے
جو کوئی اپنی مانگی چیز کو جان لیتا ہے۔ اس پر خرچ کرتا ہے۔ آسان ہو جاتا
ہے۔ سچا پیار کرنے والا۔ اپنے محبوب کی تلاش میں ہمیشہ خطرات میں گھس
جاتا ہے۔ اگر اس کے سامنے آگ ہو۔ اس میں گھس جاتا ہے۔ ایسی چیز
سے بھڑ جاتا ہے۔ جس پر دوسرا جسارت نہیں کرتا ہے۔ اس کا سچ اس
کو اس مصیبت پر ابھار دیتا ہے۔ جس سے سچے اور جھوٹے میں تمیز ہو
جاتی ہے۔ ایک بزرگ نے کیا اچھی بات کہی ہے کہ دوست دشمن سے
رضامندگی میں نہیں ناراضگی میں ظاہر ہوتا ہے۔ مصیبتوں اور تکلیفوں میں
ایمان وایقان اور علم و معرفت ظاہر ہو جاتی ہے۔ مغز اور چھلکا میں تمیز
ہو جاتی ہے۔ اس میں جو موافق ہو۔ مغز ہے۔ اور جو اس میں لڑائی جھگڑا
کرے۔ چھلکا ہے۔ اپنے پروردگار اعلیٰ سے موافقت کرنے والا مخلوق کو
اپنے دل سے نکال دیتا ہے۔ پس مغز بغیر چھلکا رہ جاتا ہے جس سے
یقین کی آنکھ سے اپنی توحید و توکل۔ عقیدت و ارادت کو مضبوط کیا۔
وہ اللہ تعالےٰ کے راستہ سے ہٹتا نہیں ہے۔ اور نہ اس کے دروازہ
سے بھاگتا ہے۔ پایہ صدق و استقامت پر محبوبِ خدا بنا رہتا ہے۔
اللہ تعالےٰ والے آرزو کرتے ہیں۔ کہ نہ دنیا و آخرت کو۔ نہ انسانوں کو۔
نہ جنوں کو اور نہ فرشتوں کو دیکھیں۔ آرزو کرتے ہیں کہ اپنی آنکھوں سے
کسی کو نہ دیکھیں۔ اور نہ کسی کی آنکھیں ان کو دیکھیں۔ جیسے کہ محب جب
وہ اپنے محبوب کو پا لیتا ہے۔ پسند کرتا ہے۔ کہ نہ اس کو اس کی تنہائی
کی دیواریں دیکھیں اور نہ اس کے گھر کی اینٹیں۔ چاہتا ہے۔ نہ اس کو

کنگھی کرنے والی دیکھے اور نہ جننے والی ۔ اوروں کے سوا اسی سے پیار کرتے ہیں ۔ اسی کی رضامندگی چاہتے ہیں ۔ نہ دنیا و آخرت ۔ نہ دین و بخشش ۔ نہ تعریف و ستائش ۔ اور یہ نایاب سے بھی نایاب چیز ہے ۔ تم اپنی جانوں ۔ اپنے مزوں ۔ اپنی لذتوں کو پسند کرتے ہو ۔ اور اس کا چہرہ تو تم سے چھپا ہے اس وقت تم کامیاب نہ ہو گے ۔ اور اپنے پروردگارِ اعلیٰ کی نزدیکی کا منہ نہ دیکھو گے ۔ کھانے ۔ پینے ۔ پہننے اور شادی کرنے کا کتنا فکر کرتے ہو ۔ تم زیادہ اسی کی بات کرتے ہو ۔ یہاں تک کہ اپنی مسجدوں میں اپنے بیٹھتے وقت ۔ وہ تمہارے حق تعالٰے کو یاد کرنے کے گھر ہیں ۔ مسجدیں اللہ تعالٰے کو یاد کرنے والوں سے خوش ہوتی ہیں ۔ اور غیر اللہ کو یاد کرنے والوں سے بیزار ہوتی ہیں ۔ سب سے زیادہ تم بھوک اور تنگدستی سے ڈرتے ہو ۔ اگر تم کو یقین ہوتا ۔ اس قسم کی چیزوں کو نہ سوچتے ۔ تم اپنے پروردگارِ اعلیٰ کے ارادہ کے موافق بن جاؤ ۔ اگرچہ تمہیں بھوکا رکھے ۔ چنانچہ اپنے دل کی خوشی سے صبر کرو ۔ اگر تمہارا پیٹ بھر دے ۔ تو اس کا شکر کرو ۔ وہ تمہاری بہتری کو خوب جانتا ہے ۔ اس کے ہاں کنجوسی اور کمی نہیں ہے ۔ قصہ بیان کرتے ہیں کہ ستر نبی علیہم السلام ملتزم اور مقام کے درمیان مدفون ہیں ۔ جن کو بھوک اور چچڑیوں نے مار ڈالا ۔ اس واسطے نہیں ۔ کہ اس کے پاس کوئی ایسی چیز نہ تھی ۔ جس سے ان کا پیٹ بھرتا ۔ بلکہ اس نے ایسا پسند کیا ۔ اور ان سے اس پر راضی ہوا ۔ یہ ان سے ان کو بلند کرنے کے لیے کیا ۔ نہ کہ ان کو بے عزت کرنے کے لیے ۔ بلکہ اس لیے کہ دنیا اس کے سامنے ہیچ ہے ۔ اس واسطے بندہ جب مخلوق میں سے اس کے سوا دوسرے کا ارادہ کرتا ہے ۔ تو اس سے اپنا ارادہ ہٹا دیتا ہے ۔ اور اس کے اور چیزوں کے درمیان

پردہ کر دیتا ہے تاکہ اس کی طبیعت کی آگ دب اور بجھ جائے ۔ اور اس کی روح دنیا کے مقام پر منتقل ہو جائے ۔ اور اس آخرت کا شوق رکھے ۔ جس میں اس کا پروردگارِ اعلیٰ ہے ۔ چنانچہ وہ موت کی آرزو کرتا ہے ۔ تاکہ اپنے پروردگارِ اعلیٰ کے ساتھ تنہا ہو جائے ۔ زیادہ غالب اور عام یہی ہے اور جو نادر ہے ۔ پس وہ اس کی مخلوق میں سے گنتی کے لوگ ہیں ۔ دوسرا معنی کے اعتبار سے گنتی اور شمار سے باہر ہیں ۔ ان کو ایسے کام کے لیے پیدا کیا ۔ جس کو وہ جانتا ہے ۔ صحبت ۔ نیابت ۔ سعادت اور اس کی طرف مخلوق کی دلالت کے لیے ۔ ان کو مشرق ۔ مغرب اور سمندر میں چھپاتا ہے ۔ مخلوق سے اپنی زبانوں سے مخاطب ہوتے ہیں ۔ ان کو اپنا نائب بنایا ہے ۔ پس وہ نہ زندگی کی آرزو کرتے ہیں نہ موت کی ۔ اس میں وہ اپنے ارادہ سے خالی ہیں ۔ ان کا ارادہ موقوف ہو گیا اور ان کے دل مطمئن ہو گئے ۔ اور خواہشاتِ نفسانی ختم ہو گئیں ۔ ان کی طبیعتوں کی آگ بجھ گئی ۔ اور ان کو ان کے شیطانوں سے دور کر دیا ۔ اور دنیا ان کے لیے ذلیل ہو گئی ۔ اور اس کو ان پر کوئی اختیار نہ رہا ۔ اور یہ اس لیے کہ یہ ہر نادر سے بھی نادر ہے ۔

حق تعالٰے کے محبوب ہیں ۔ اور اس کی مخلوق میں سے اس کی محبت کرنے والے ہیں ۔ اے لوگو ! تم محبت کرنے والے نہ ہو تو محبت کرنے والوں کی خدمت کرو ۔ اور محبت کرنے والوں کے قریب ہو جاؤ ۔ محبت کرنے والوں کو محبت کرو ۔ محبت کرنے والوں سے حسنِ ظن رکھو ۔ ایک پوچھنے والے نے اس کو پوچھا ۔ تم پہلی بار محبت کو اضطراری پاتے ہو کہ اختیاری ۔ فرمایا ۔ گنتی کے لوگ ہیں کہ حق تعالٰے ان کی طرف نظر کرتے ہیں تو ان سے محبت کرتے ہیں ۔ اور ان کو ایک لحظہ میں ایک چیز سے دوسری چیز کی طرف نقل کرتے

ہیں۔ جو محبت ان سے ایک گھڑی کرتے ہیں۔ سالوں کے بعد ان سے محبت
زیادہ نہیں ہوتی۔ بس وہ ان سے بطور ضرورت محبت کرتے ہیں۔ دیکھتے ہیں
کہ جو نعمتیں ان کے پاس ہیں اسی کی طرف سے ہیں۔ نہ کہ دوسرے کی طرف
سے۔ وہ اس کی اپنے لیے مہربانی، پرورش اور بخشش دیکھتے ہیں۔ پس ان
سے بلا تاخیر و تقدم۔ بغیر درجہ بندی اور بغیر وقت گزاری محبت کرتے ہیں
اور جنہوں نے پسند کیا ہے کہ محبت کرنے والے اللہ تعالے کو اس کی
ساری مخلوق پہ ترجیح دیتے ہیں۔ پھر دنیا اور آخرت پر ترجیح دیتے ہیں۔
حرام اور شبہ والی چیزوں کو چھوڑتے ہیں۔ حلال چیزوں کی کمی کرتے ہیں۔
اور موجودہ کو ترجیح دیتے ہیں۔ لحاف۔ بستر۔ نیند اور چین کو چھوڑتے ہیں۔
"اور ان کی کروٹیں سونے کی جگہ سے جدا رہتی ہیں" نہ ان کی رات رات
ہے اور نہ ان کا دن دن ہے۔ کہتے ہیں۔ ہمارے معبود، ہم نے سب کو
اپنے دلوں کے پس پشت چھوڑا۔ اور ہم آپ کی طرف جلدی چلے آئے۔
تاکہ آپ راضی ہوں۔ اپنے دلوں کے قدموں سے اس کی طرف چلتے ہیں۔
اور کبھی اپنے باطن کے قدموں سے۔ کبھی اپنی ارادت کے قدموں سے۔
کبھی اپنی ہمت کے قدموں سے۔ کبھی اپنی سچائی کے قدموں سے۔ کبھی اپنے
محبت کے قدموں سے۔ کبھی اپنے شوق کے قدموں سے۔ کبھی اپنی عاجزی و
انکساری کے قدموں سے۔ کبھی اپنے ڈر کے قدموں سے۔ اور کبھی اپنی امید
کے قدموں سے۔ یہ سب کچھ اس کی محبت اور اس کی ملاقات کے شوق
کی بنا پر ہے۔ اے پوچھنے والے! کیا تم ان میں سے ہو۔ جو اللہ تعالے
سے اضطراری اور اختیاری طور پر محبت کرتا ہے۔ سو اگر نہ یہ ہے۔
اور نہ وہ ہے تو خاموش ہو جاؤ۔ اور اسلام کی درستگی میں لگ جاؤ۔ کاش

کہ تمہارا اسلام و ایمان درست ہو جاتا۔ کاش تم آج یا کل کافروں اور منافقوں
کے گروہ سے نکل جاتے۔ کاش کہ تم مخلوق اور اسباب سے شرک کرنے والوں
اور حق تعالے سے لڑنے جھگڑنے والوں کی مجلس سے اٹھ کھڑے ہوتے۔
تم توبہ کرو۔ اور بادشاہوں کے خزانوں اور بھیدوں کے پیچھے نہ پڑو۔ حضرت
شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جس نے اپنی قدر نہ پہچانی۔ اس کو قدروں
نے اس کی قدر پہچنوا دی۔ اپنے قدر کا انکار کرنے کی بجائے اپنی قدر کو مان
لینا تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے۔ چونکہ جاہل اپنی قدر سے اور دوسرے کی
قدر سے جاہل ہوتا ہے۔ اے اللہ! ہمیں دعوے کرنے والے جھوٹے جاہلوں
میں سے مت کیجئے۔ اے اللہ! ہمیں اپنے مخلوق کے خواص میں سے
بنائیے۔ اور ہمیں دنیا میں اور آخرت میں نیکی دیجئے۔ اور ہمیں دوزخ
کے عذاب سے بچائیے۔

تینتالیسویں مجلس:-

تمہارے میں توحید کتنی کم ہے۔ اللہ تعالے کی رضامندگی کتنی کم ہے۔
الا ماشاء اللہ کوئی ہی بیماری ہوگی جس میں جھگڑا اور غصہ نہ ہو۔ تمہارا اسباب
اور مخلوق سے شرک کرنا کتنا زیادہ ہے۔ تم نے فلاں فلاں کو اللہ تعالے
کے علاوہ رب بنا رکھا ہے۔ جن کی طرف نقصان و نفع۔ اور دینے اور
روکنے کو منسوب کرتے ہو۔ ایسا مت کرو۔ اپنے پروردگارِ اعلیٰ کی طرف
رجوع کرو۔ اپنے دلوں کو اس کے لیے فارغ کرو۔ اس کے سامنے گڑگڑاؤ۔
اور اس سے اپنی حاجتیں مانگو۔ اپنی مشکلات میں رجوع کرو۔ تمہارے
لیے دوسرا دروازہ نہیں۔ سارے دروازے بند پڑے ہیں۔ اس کے

ساتھ خالی جگہوں میں تنہا ہو جاؤ۔ اس سے باتیں کرو۔ اس کو اپنے ایمان کی
زبانوں سے مخاطب کرو۔ تمہارے میں سے ہر ایک کو جب اس کے گھر
والے سو جائیں اور مخلوق کی آوازیں خاموش ہو جائیں۔ چاہیئے۔ کہ پاکی حاصل
کرے۔ اور اپنی پیشانی کو زمین پر رکھے۔ اور توبہ کرے۔ اور معذرت کرے۔
اور اپنے گناہوں کا اعتراف کرے۔ اور اس کی عطا کے پیچھے ہو جائے۔ اور
اپنی حاجتیں مانگے۔ اور اس سے ہر اس چیز کا شکوہ کرے۔ جس سے اپنا دل
تنگ پاتا ہے۔ وہ تمہارا پروردگار اعلیٰ ہے۔ دوسرا نہیں۔ اور تمہارا معبود
ہے۔ دوسرا نہیں۔ تمہاری خرابی۔ اس کی مصیبتوں کے تیروں کی وجہ سے
مت بھاگو۔ تمہارے میں سے جو آگے ہوتے ہیں۔ ان سے تکلیف۔ تنگی۔
سختی اور نرمی کا معاملہ کرتا ہے۔ تاکہ اس کو پہچان لیں۔ اور اس کا شکر کریں۔
اور اس کے ساتھ صبر کریں۔ اور اس سے توبہ کریں۔ سزائیں سونے والوں
کے لیے ہوتی ہیں اور بدلے مومن متقی لوگوں کے لیے ہوتے ہیں۔ اور درجے
نیکوں۔ یقین کرنے والوں۔ تائید کرنے والوں اور سچوں کے لیے ہوتے ہیں۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہمارے نبیوں کے گروہ کو لوگوں سے
زیادہ مصیبتیں درپیش ہوتی ہیں۔ پھر ان جیسوں کو۔ پس ان ایسوں کو مومن
کی جب آزمائش ہوتی ہے۔ صبر کرتا ہے۔ اور اپنی مصیبت کو لوگوں سے چھپاتا
ہے۔ اور ان سے شکایت نہیں کرتا۔ اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا۔ مومن کی خوشی اس کے چہرہ کی خوشی ہوتی ہے اور اس کا غم اس کے
دل میں ہوتا ہے۔ لوگوں سے خوشی سے ملاقات کرتا ہے۔ یہاں تک کہ ان کو
خبر نہیں ہوتی کہ اس کے دل میں کیا ہے۔ (اللہ وایمان والے) اپنے باطن
کے خزانوں کو چھپاتے ہیں۔ اپنے دلوں کی عادت پر چلتے ہیں۔ غم دلوں کی

عادت ہے اور ڈر جانوں کی خصلت ہے۔ غم دلوں پر حکمتوں اور رازوں کو
برسانے والا بادل ہے۔ تم غم اور شکستگی پر صبر کیوں نہیں کرتے ہو۔ حالانکہ اللہ
تعالےٰ نے ایک جگہ ارشاد فرمایا ہے۔ مَیں اس کے پاس ہوں۔ جن کے دل
میری وجہ سے ٹوٹے ہوتے ہیں۔ جب (دل) دوری سے ٹوٹتے ہیں، تو نزدیکی
کے جوڑنے والا آتا ہے۔ ان کو جوڑتا ہے۔ جب مخلوق سے وحشت محسوس
کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے محبت آتی ہے۔ جو ان کو مانوس کرتی
ہے۔ جب مخلوق سے وحشت محسوس کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے قرب
سے مانوس ہوتے ہیں۔ جتنا دنیا میں ان کو غم رہتا ہے اتنی آخرت میں ان
کو خوشی ہوتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے بڑے غم اور ہمیشگی فکر والے
تھے۔ گویا کسی بات کرنے والے اور پکارنے والے کی طرف کان لگاتے ہیں۔
جو ان سے بات کرتا ہے اور انہیں پکارتا ہے۔ اور اسی طرح ان کی وصیت
والے۔ ان کے پیچھے والے۔ ان کی نیابت والے۔ اور ان کے وارث اپنے
بڑے غم کو اور ہمیشگی فکر میں ہیں۔ ان کے افعال کی کس طرح پیروی نہ کریں۔
جبکہ وہ ان کی جگہ کھڑے ہیں۔ ان کا کھانا کھاتے ہیں۔ ان کا پانی پیتے ہیں۔
اور ان کے گھوڑوں پر سواری کرتے ہیں۔ ان کی تلواروں اور ان کے تیروں
سے لڑتے ہیں۔ اللہ والے انبیاء علیہم السلام کے احوال و مقامات کے
وارث ہوتے ہیں۔ نہ کہ ان کے ناموں اور خطابوں کے۔ اور ان خصوصیتوں
کے جو ان کے لیے تھیں۔ اور اولیاء، و ابدال کی فضیلتیں گنی چنی ہوتی ہیں۔
نہ بڑھتی ہیں، نہ گھٹتی ہیں۔ چنانچہ ان میں سے بعض وہ ہیں جن کی بات ان
کی عمر کے پہلے حصہ میں ظاہر ہوتی ہے۔ اور بعض وہ ہیں جن کی بات عمر کے
آخری حصہ میں ظاہر ہوتی ہے۔ ان کے حالات الٹتے پلٹتے رہتے ہیں۔ اور

وہ علم الٰہی میں اللہ تعالےٰ کا ولی ہوتا ہے۔ اور عصمت ہدایت اور ولایت
کے لیے شرط نہیں ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے بعد عصمت نہیں ہے۔ عصمت
ان کی خصوصیتوں میں سے ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے
آپ نے فرمایا۔ کہ جب اللہ تعالےٰ کے ولیوں میں کوئی ولی نافرمانی کرتا ہے
فرشتے دیکھتے ہیں اور ایک دوسرے سے کہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے ولی کو
دیکھو۔ کس طرح نافرمانی کرتا ہے۔ اس کی نافرمانی۔ دوری اور نفاق سے
تعجب نہیں کرتے۔ چونکہ وہ جانتے ہیں کہ چند دنوں کے بعد وہ دوست
پیارا۔ نزدیکی۔ محترم۔ پاک۔ سفارشی۔ دوست اور وارث ہونے والا ہے۔
اے منافق! تمہیں اس بات کا کیا سننا۔ نکل جاؤ۔ تم اللہ تعالےٰ
کے دشمن ہو۔ اور اس کے رسول کے اور اس کے سارے انبیاءؑ و اولیاء
علیہم السلام کے دشمن ہو۔ اگر اللہ تعالےٰ سے شرم نہ ہوتی تو میں اترتا
اور تمہیں گردن سے پکڑتا۔ اور تمہیں نکال دیتا۔ ہر وہ چیز جس میں تم لگے
ہو۔ ہوس ہے۔ اے لوگو! عمل کرو۔ اخلاص اختیار کرو۔ خود پسندی میں
نہ پڑو۔ اور ان اعمال سے اپنے پروردگارِ اعلیٰ پر احسان نہ کرو۔ جن کے
کرنے کی اس نے تمہیں توفیق دی۔ خود پسند جاہل ہوتا ہے۔ احسان کرنے
والا جاہل ہوتا ہے۔ اور مخلوق پر بڑائی جتانے والا جاہل ہوتا ہے۔ تواضع
رحمان کی طرف سے اور تکبر شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ سب سے
پہلا متکبر ابلیس تھا۔ جس پر لعنت ہوئی۔ جس سے بیزاری ہوئی۔ جو محروم
ہوا۔ اگر عاجزی وانکساری اونچا درجہ نہ ہوتی۔ تو اس سے ان کی خوبی بیان
نہ ہوتی۔ جن سے وہ محبت کرتا ہے اور جو اس سے محبت کرتے ہیں" اے
ایمان والو! تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا۔ تو عنقریب اللہ تعالےٰ

ایک ایسی قوم لائے گا۔ جن کو اللہ چاہتا ہے۔ اور وہ اس کو چاہتے ہیں۔
مسلمانوں پر نرم دل ہیں اور کافروں پر زبردست ہیں"
ایمان والے مومنوں کے لیے عاجزی اختیار کرتے ہیں اور کافروں
کے لیے سخت ہوتے ہیں۔ مومنوں کے لیے ان کی عاجزی عبادت ہے۔
مومن لوگوں پر بڑائی نہیں جتاتا۔ بلکہ ان کیلئے عاجزی اختیار کرتا ہے۔ اپنی عاجزی وانکساری
سے اپنا حال چھپائے رکھتا ہے۔ وہ بادشاہ سے اس کے گھر میں قریب ہے۔
پس جب غلاموں کے فیشن میں اس کے ساتھ نکلتا ہے۔ یہاں تک کہ اس
کے دوستوں میں سے ایک کو معلوم نہ ہو۔ تو وزیر کے یہ شایانِ شان نہیں
کہ اس پر بڑائی جتلائے۔ اور اس کو نکالے۔ اور کہے۔ بادشاہ میرے سے
مسکراتا ہے۔ بلکہ وہ تو اپنی ذات سے مسکراتا ہے۔ اور اپنا کام کرتا ہے۔ اور
ظاہر کرتا ہے۔ جو اس کے ساتھ ہے۔ اس کا ایک غلام ہے۔ اور اس کو
ڈھانپتا اور چھپاتا ہے۔ تم ان کے حالات نہیں جانتے۔ نہ ان کے فرمانوں
کو مانتے ہو۔ تمہارا مخلوق کے ساتھ کھڑا ہونا ان سے تمہارا پردہ ہے۔
دنیا میں مرتبہ کی خواہش اور سرداری کی چاہت ان سے تمہارے پردے
ہیں۔ اگر تمہیں ان کی طلب ہوتی۔ تم ان کو دیکھتے۔ ان کی بات پر قناعت
کرتے۔ بدنصیبی تمہاری۔ تم ان کے پاس حاضر نہیں ہوتے۔ جو اپنے علم پر
عمل کرتے ہیں۔ ان کی طرح۔ جو پیاس بجھنے پر پیتے ہیں۔ چنانچہ شراب (پینا)
تمہارے پر عمل نہیں کرتی۔ عمل کے اعتبار سے سب عامی ہیں۔ ان میں ایک
عامی وہ ہے۔ جو اپنے علم پر عمل نہیں کرتا ہے۔ اگرچہ اس نے سارے علوم
یاد کیے ہیں۔ جو کوئی اللہ تعالےٰ کو نہیں پہچانتا۔ وہ عامی ہے۔ جو کوئی
اللہ تعالےٰ سے ڈرتا ہے اور اس سے امید نہیں رکھتا۔ وہ عامی ہے۔

اور جو کوئی اپنی خلوت و جلوت میں اس سے (اللہ تعالیٰ) ڈرتا نہیں ہے۔ وہ عامی ہے۔ تمہارے حالات میرے ہاں سورج کی طرح روشن ہیں۔ تم راہ نہیں پاتے۔ تم بچے ہو۔ اپنے مزے چاہتے ہو۔ تم مخلوق کے غلام ہو۔ تم اس کی دین اور روک کے غلام ہو۔ اس کی تعریف اور مذمت کے غلام ہو۔ میرے پر چھپے نہیں۔ میرے ہاں کوئی شک باقی نہیں ہے۔ گھر کا اندر یا باہر میرے نزدیک ایک ہے۔ جو کچھ بھی تمہارے ارادہ میں ہوتا ہے۔ اس کا تمہارے چہروں پر اثر ہوتا ہے۔ اور وہ اس پر اس کی طرف سے نشانی ہوتی ہے۔ پاک ہے۔ وہ ذات جس نے مجھے تمہارے سامنے کھڑا کر دیا ہے۔ اور تمہارے سے بات کرا کر میری آزمائش کی ہے۔ بلاشبہ مجھے تمہارے سے۔ اپنی ذات سے اور اپنے نصیبوں سے رغبت نہیں ہے۔ نہ کھاتا ہوں۔ نہ پیتا ہوں۔ نہ شادی کرتا ہوں۔ اور نہ (میں اس میں کوئی بات) دیکھتا ہوں۔ تمہارے سے ایک طرف کھڑا کر دیا گیا ہوں۔ اور بات کے بغیر اشارہ سے ڈھانپ دیا گیا ہوں۔ میں منافقوں۔ نافرمانوں اور مشرکوں کو دیکھنا پسند نہیں کرتا۔ اور نہ ہی مجھے ان سے کوئی ضرورت ہے۔ وہ بیمار ہیں۔ اور میں نے ان کا علاج شروع کر دیا ہے۔ مومن ایمان سے بھرا ہوتا ہے۔ اس کو قدرت نہیں ہوتی کہ ان میں سے کسی کو دیکھے۔ اور اس کو ایک لمحہ کے لیے برداشت کرے۔ جب کسی منافق۔ نافرمان اور مشرک کو دیکھتا ہے۔ غصہ آتا ہے۔ اور اگر اس کا بس چلے۔ اس کو مار ڈالے۔ ایک بزرگ تھے۔ جب کسی کافر کو دیکھتے۔ غصہ ہوتے۔ اور اپنے غصہ کی زیادتی کی وجہ سے زمین پر گر پڑتے۔ اگر ان کی یہ بات اللہ تعالیٰ کی غیرت اور اس کی نافرمانی کی شدت کی بنا پر پوری

ہوتی ہے تو اس کے بندوں میں سے کوئی بندہ کیسے کفر کرتا ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ وہ مبتدی تھے۔ اس لیے کہ شروع کمزور ہوتا ہے اور انتہا مضبوط ہوتی ہے۔ ایک بزرگ سے منقول ہے۔ فرمایا۔ منافق کے سامنے اس عارف کے سوا کوئی نہیں ہنستا۔ جس کا علم زیادہ ہو۔ اس کی تدبیر اچھی ہو۔ اور اس کا علاج ٹھہرے۔ چنانچہ وہ اس کے سامنے مسکراتا ہے۔ ہاں میرے پاس تمہاری دوا ہے۔ زیادتی کرنے والے سے اچھی بات کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کو اپنی جانب کر لیتا ہے۔ اور اس کو اپنے ساتھ لگا لیتا ہے۔ یہاں تک کہ اس سے مانوس ہو جاتا ہے۔ جب اس پر گرفت ہو جاتی ہے۔ اس کی مرض کا علاج کرتا ہے۔ اس کے سامنے اسلام اور ایمان پیش کرتا ہے۔ اس کے سامنے دونوں کی بات اور دونوں کی خوبی بیان کرتا ہے۔ اس کے سامنے اس کے پروردگارِ اعلیٰ کی بات پیش کرتا ہے۔ اور اس کو اس کے ساتھ صلح کی ضمانت دیتا ہے۔ چنانچہ دن کے بعد جو دن آتا ہے اس کا کفر۔ اس کا نفاق اور اس کی نافرمانی کم ہوتی ہے۔ اس کے دل کی بیماری گھٹتی ہے۔ اور اس کی ذات اصلاح پذیر ہوتی ہے۔ اور اس کا ظاہر اور باطن بغیر دشمنی۔ بغیر لڑائی جھگڑا۔ بغیر عیب دیئے اور بغیر مارے اصلاح پذیر ہوتا ہے۔ حضرت عیسیٰ بن مریم۔ اور حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام جنگل میں پھرتے تھے۔ جب ان کی رات پڑی۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام ایمان والوں کے گاؤں چلے گئے۔ تاکہ ان کو جگائیں۔ ان کو ڈرائیں۔ اور ان کا ہاتھ پکڑ کر ان کے پروردگارِ اعلیٰ کے دروازہ پر لے جائیں وہ یحییٰ علیہ السلام تھے۔ جو ایمان والوں کے درمیان نماز روزہ کرنا چاہتے تھے۔ اور وہ لوگوں کو حق تعالیٰ کی طرف بلانا چاہتے تھے۔

عارف کی سوچ اور اس کی عبادت مخلوق کو اللہ کی طرف بلانا ہوتی
ہے۔ وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس طور سے رہتا ہے۔ مسلمان ہوتا
ہے۔ اور مومن ہوتا ہے۔ اور عارف اس کی بنیاد ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ
کا علم رعب ڈالنے والا اور کھٹکھٹانے والا ہوتا ہے۔ غرابی تمہاری۔
تمہارا اسلام صحیح نہیں ہوا۔ تم اس مقام تک کیسے پہنچتے ہو۔ اور مخلوق کو
سکھاتے پڑھاتے ہو۔ (نیچے) اترو، نہیں تو میں تمہیں سر کے بل گراؤں گا۔
دین مختلف ہوتے ہیں۔ ایمان حق اور باطل میں فرق کرتا ہے۔ اور ہر
منافق کو اس کی گدی سے علیحدہ کرتا ہے۔ اپنے منبر سے نیچے اتارتا ہے۔
اور اس کو لوگوں سے بات کرنے سے چپ کراتا ہے۔ اے ساری مخلوق۔
میں اللہ تعالیٰ کی وجہ سے تمہارے سے بے نیاز ہوں۔ بے نیازی میرے
ہاتھ ہے۔ اور میں دنیا سے ذرہ بھر بھی نہیں رکھتا ہوں۔ اگر وہ مجھ کو دے۔
تو مخلوق میں سے کون ہے جو میرے پر احسان کرے۔ میں نے اس چیز کو
اللہ تعالیٰ کے ہاتھ سے لیا۔ اور اس کی شہرت کو بکواس جانا۔ اور میں اپنے
پروردگارِ اعلیٰ کا شکر کرتا ہوں۔ جس نے مجھ کو امان دی۔ جب میں کسی کو
کوئی چیز دیتا ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ کی توفیق سمجھتا ہوں۔ کہ اپنی بخشش کو میرے
ہاتھ پر کس طرح جاری کر دیا۔ چنانچہ میں سمجھتا ہوں۔ کہ وہی دینے والا ہے۔
نہ کہ میں۔ وہ تمہاری ہمت کے مطابق دیتا ہے۔ اور تمہاری ہمت کے مطابق
روک لیتا ہے۔ اور اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بے شک
اللہ تعالیٰ بڑے بڑے کاموں کو پسند کرتے ہیں اور چھوٹے چھوٹے کاموں
کو ناپسند کرتے ہیں۔

اے لوگو! اپنے بچوں کو اور اپنے گھر والوں کو اللہ کی عبادت اور

اس کے ساتھ حسن ادب اور اس سے راضی رہنا سکھاؤ۔ اور اپنی روزی
کا اپنے دلوں سے فکر نہ کرو۔ بلکہ اس کی اپنی کمائی اور اپنی کوشش کی حیثیت
سے فکر کرو۔ میں تمہارے میں سے بہتوں کو دیکھتا ہوں کہ تم نے اپنے بچوں
کو ادب سکھانا چھوڑ دیا۔ اور اپنی روزی کی فکر میں لگ گئے۔ الٹ کرو۔
ٹھیک کرو گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تم میں سے سب حاکم
ہیں۔ اور تمہارے سے تمہاری رعیت کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ اس
کے بچے اور اس کی بیوی کے ادب کے بارے میں پرسش ہوگی۔ اور اس
کے بچوں اور اس کی بیوی سے سوال ہوگا۔ ہر آقا سے اس کے غلام کے
بارے میں اور ہر غلام سے اس کے آقا کے بارے میں سوال ہوگا۔ استاد
سے بچوں کے بارے میں اور مکھیا سے اس کے گاؤں والوں کے بارے
میں اور بادشاہ سے اس کے اہلِ سلطنت کے بارے میں پوچھ ہوگی اور
امیر المؤمنین جو ساری مخلوق کا حاکم ہے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھ ہو
گی۔ (الغرض گویا) تمہارے میں سے کوئی نہ ہوگا جس میں سے ہر ایک سے
علیحدہ سوال نہ ہو۔ کوشش کرو کہیں تم ظلم تو نہیں کرتے۔ اور حق داروں کے
حقوق ادا کرنے کی کوشش کرو۔ آپس میں بخش دو۔ اور آپس میں رحم کرو۔
تمہارے میں ایک دوسرے پر لعنت نہ بھیجے۔ اور نہ ایک دوسرے کو دبائے۔
محاسبہ کرو۔ اور انجان بن جاؤ اور درشتی نہ کرو۔

ایک دوسرے کی لغزشوں سے درگذر کرو۔ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے
پردہ میں رہنے دو۔ بلا ٹوہ اور تلاش اچھی بات کا حکم کرو۔ اور بری بات
سے منع کرو۔ جو سامنے کریں۔ اسے ناپسند کرو۔ اور جو چھپا ہے۔ تمہیں اس
سے کیا۔ پردہ پوشی کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری پردہ پوشی کریں گے۔ نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اسلامی) سزاؤں کو شکوک وشبہات کی بنا پر ساقط کر دو۔ اور حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے فرمایا۔ اے علی! اس کی مانند۔ پھر گواہ بنا اور سورج کی طرف اشارہ فرمایا۔ احسان یہ ہے کہ تم دو۔ اور اپنا کوئی ہی حق لو۔ اور اگر تم سے ہو سکے تو اپنا سارا حق بخش دو۔ اور اس پر اور چیز کا (اپنے پاس سے) اضافہ کرو۔ یہ بات تمہارے ایمان ویقین کی طاقت اور تمہارے اپنے پروردگارِ اعلیٰ پر بھروسہ کی طرف لوٹتی ہے۔ جب تم تول کر دو۔ تو بڑھا دو۔ اللہ تعالےٰ قیامت کے روز تمہاری میزان بڑھا دیں گے۔ اے تولنے والو! بڑھتی دو۔ اللہ تعالےٰ تمہیں جو چیز دیں گے۔ بڑھتی دیں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جب دوسرے شخص سے روپوں ایسی کوئی چیز قرض لو۔ تو ادائیگی کے وقت تولنے والے کے لیے فرمایا۔ تول اور بڑھا دو۔ جب تم سے ایسے میں کوئی کسی آدمی سے کوئی چیز قرض لے تو جو اس سے لی۔ اس سے اچھی اس کو دے۔ اور پہلے آپس میں شرط کیے بغیر اس کو بڑھتی دے۔

اے لوگو! اللہ تعالےٰ سے اللہ کا قرب خریدو۔ اللہ سے اللہ خریدو۔ اور جو نصیبے ہیں۔ تو ان کی تو تاریخ پڑی ہے۔ نہ بڑھتے ہیں۔ اور نہ گھٹتے ہیں۔ چاہے تم ان کو مانگو۔ چاہے تم ان کو نہ مانگو۔ چاہے تم اپنے پروردگار کی عبادت کرو۔ چاہے تم اس کی نافرمانی کرو۔ چاہے بھلائی کرو۔ چاہے برائی کرو۔ ان کا پیچھے والا آگے نہیں ہوتا۔ اور آگے والا پیچھے نہیں ہوتا۔ تمہیں لازم ہے کہ تم اپنے دل سے مخلوق سے نکل جاؤ۔ اور خالق کے ساتھ اپنے بھیدوں کے قدموں پر کھڑے ہو جاؤ۔ بے شک اللہ ہی رزاق ہے۔ اور غیر اللہ مرزوق (رزق دیا گیا) وہی غنی ہے اور غیر اللہ مرزوق ہے۔ وہی

قادر ہے اور غیر اللہ عاجز ہے۔ وہی محرک، مسکن، مسلط اور مسخر (حرکت دینے والے، سکون دینے والا، کسی کو سر پہ کھڑا کر دینے والے اور کسی کو زیر کر دینے والا) ہے۔ اور ساری مخلوق اس کے سامنے اسباب ہے۔ ہر چیز کے لیے ایک سبب بنا دیتا ہے۔ مخلوق کو پھر اسباب اور دنیا کو اپنے دلوں سے اپنی خلوتوں سے۔ اپنی جلوتوں سے اور اپنے باطنوں سے بھلا دو۔ اس کے ماسوا کو اپنے دلوں سے نکال دو۔ اس سے بچو۔ کہ تم اپنے دلوں کی طرف دیکھو۔ اور ان میں غیر اللہ کی طلب اور غیر اللہ کا ارادہ ہو۔ اور اسلام لاؤ۔ تابعداری کرو۔ ایک سمجھو۔ توحید اختیار کرو۔ اور قضا پہ راضی رہو۔ اور فیصلہ میں فنا ہو جاؤ۔ اپنے پروردگارِ اعلیٰ کی سنو۔ اور اس کی مخلوق کی سننے سے الگ رہو۔ مخلوق سے الگ رہو۔ اور اس سے اندھے ہو جاؤ۔ بہادری کی گھڑی، جس کی گھڑی ہے۔ تم سب توبہ کرو۔ اسی گھڑی اپنے دلوں سے توبہ کرو۔ موت اور اس کے بعد کی چیزوں کو یاد کرو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ اس کو زیادہ یاد کرو۔ اور مزوں کی مذمت کرو۔ پس جس نے تھوڑے میں یاد کیا۔ اس کو زیادہ ملا۔ اور جس نے بہت میں یاد کیا۔ اس کو تھوڑا کیا۔ موت کی یاد دلوں کی بیماری کی دوا ہوتی ہے اور اس کے بادل دلوں پر برستے ہیں، موت کا بھلانا دل کو سخت کر دیتا ہے۔ اور اس کو طاعت میں سست بنا دیتا ہے۔ اور مخلوق کی طرف دیکھنا اور مخلوق کی طرف منسوب کرنا اور اس کی طرف نقصان اور نفع کا منسوب کرنا اس کو کافر بنا دیتا ہے۔ اور اس کو برا بنا دیتا ہے۔ اور اس کو اپنے پروردگارِ اعلیٰ کی دید سے روک دیتا ہے۔ انسان پہ اعتماد کرنا ایمان کو کم کرتا ہے۔ اور یقین کے نور کو مٹاتا ہے۔ اور دل کو اس کے پروردگارِ اعلیٰ

سے روک دیتا ہے۔ اور اس کی طرف سے بیزاری کو دعوت دیتا ہے اور
اس کی آنکھ سے گرا دیتا ہے۔ اور اس کی نزدیکی کے دروازہ کو بند کر دیتا
ہے۔ اور افسوس تمہارے پر۔ تم کیسے مرتے ہو۔ اور تم اس چیز پر ہو جس
پر کہ تم ہو۔ اور تمہارے دل اپنے پروردگارِ اعلیٰ کے ایمان ویقین۔ توحید و
اخلاص اور علم و معرفت سے خالی ہیں۔ بدنصیبی تمہاری۔ تمہاری شوخی کتنی
زیادہ ہے کہ تم نے رات اور دن اپنے پروردگارِ اعلیٰ پر اعتراض کو اپنی
عادت بنا لیا ہے۔ اعتراض کرنے والا قرب کی ٹھنڈی ہوا نہیں پاتا۔ اس
کے ہاتھ ذرہ بھی نہیں پڑتا۔ اے دلوں کے فقیرو۔ اے ایمان کے بدنصیبو۔
اعتراض کرنا چھوڑ دو۔ اے اللہ! ہمیں اور اپنی پسندیدہ چیزوں کو اکٹھا کر
دیجئے۔ اور ہمیں اور اپنی ناپسندیدہ چیزوں کو الگ کر دیجئے۔ اور ہمیں دنیا اور
آخرت میں نیکی دیجئے۔ اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائیے۔

چوالیسویں مجلس :-

ایک بزرگ سے منقول ہے۔ فرمایا۔ کہ منافق چالیس سال تک ایک
ہی حالت پر باقی رہتا ہے۔ اور صدیق (سچا)، ہر دن چالیس مرتبہ بدلتا ہے۔
منافق اپنے دل۔ اپنے مزا۔ اپنی طبیعت۔ اپنے شیطان اور اپنی دنیا پر
قائم رہتا ہے۔ اللہ والوں کی خدمت میں نہیں رہتا۔ اور نہ ریاکاری کی بنا
پر ان کی طرف بڑھتا ہے۔ اور نہ زبانی ان کی مخالفت کرتا ہے۔ اس کا
سارا فکر کھانا۔ پینا۔ پہننا۔ شادی کرنا اور مال جمع کرنا ہوتا ہے۔ کوئی پرواہ
نہیں کرتا۔ کس طریقہ سے حاصل ہوا۔ اس کا جسم اور اس کی دنیا آباد ہوتے
ہیں۔ اور اس کا دل اور اس کا دین برباد ہوتے ہیں۔ مخلوق کو خوش کرتا ہے۔

اور خالق کو ناراض کرتا ہے۔ جب تک اس کا نفاق رہتا ہے۔ اس کا
دل سخت اور سیاہ ہی رہتا ہے۔ چنانچہ نہ ہلتا ہے اور نہ پسند سے پسیجتا ہے۔
اور نہ نصیحت کو قبول کرتا ہے اور نہ سوچ سے سوچتا ہے۔ چنانچہ بلاشبہ
چالیس سال تک ایک حالت پر رہتا ہے۔ اور صدیق (سچا) ایک حالت
پر نہیں رہتا ہے۔ اس واسطے کہ وہ مقلب القلوب (دلوں کے پھیرنے والے)
کے ساتھ اس کی قدرت کے سمندر میں گھس کر قائم رہتا ہے۔ اس کی لہر اس
کو بلند کرتی ہے۔ اور پھر جھکاتی ہے۔ وہ حق تعالٰے کے ایر پھیر اور اس کی
الٹ پلٹ میں جنگل کے پر۔ کھیت کے پودا۔ نہلانے والے کے سامنے مردہ
نہلانے والی اور جنانے والی کے ہاتھوں میں بچہ اور سوار کے بلا کے سامنے
گیند کی طرح ہوتا ہے۔ وہ اپنا ظاہر اور اپنا باطن اس کے حوالہ کر چکا ہے۔
اور اس کی تدبیر سے راضی ہو چکا ہے۔ اس کو اپنے کھانے کی۔ اپنے سونے
کی اور اپنے مزوں کو فکر نہیں ہے۔ بلکہ اس کا فکر اپنے پروردگارِ اعلیٰ کی خدمت
اور اس سے راضی ہونے میں ہے۔ اور اسی واسطے ایک بزرگ نے فرمایا۔
اللہ والے۔ ان کا کھانا مریضوں کا کھانا۔ ان کا سونا ڈوبے ہوؤں کا سونا۔
اور ان کا بات کرنا ضرورت کا ہوتا ہے۔ وہ اپنے دلوں سے اس طرح
پرے کیوں نہ ہوں۔ جب تک دوسرا گواہی نہ دے۔ انہوں نے اپنے پروردگار
کے علاوہ کو بھلا دیا ہے۔ دنیا و آخرت اور اس کے ماسوا سے پرے ہو
گئے ہیں۔ اس کے دروازہ پر جھک گئے ہیں۔ اس کی موافقت کے دروازہ
کی دہلیز سے چمٹ گئے ہیں۔ اور رضامندگی اور بے پرواہی سے مل گئے
ہیں۔ قضا و قدر ان کی خدمت کرتی ہے۔ اور ان کی آنکھوں کے درمیان
بوسہ دیتی ہے۔ اور ان کو اپنے سروں پر اٹھاتی ہیں۔ اگر تم اللہ والوں

میں سے نہیں ہو۔ تو اللہ والوں کی خدمت کرو۔ ان کی صحبت اختیار کرو۔
ان کے پاس بیٹھو۔ ان کے قریب ہو جاؤ۔ ان کے لیے اپنے مال خرچ
کرو۔ ان کے افعال کی پیروی کرو۔ نہ کہ ان کا کلام نقل کرنے اور اس کو
اچھا سمجھنے اور اس پر تعجب کرنے کی۔ دوستی اپنے دل کی کرو۔ نہ کہ اپنے
کپڑوں کی۔ پہنو وہ جس کو عام لوگ پہنتے ہیں۔ کرو وہ جس کو وہ نہیں کرتے۔
ہم کھانے، پہننے اور شادی کرنے میں ترک دنیا نہیں سمجھتے۔ اللہ تعالےٰ
نے فرمایا ہے۔ "ترک دنیا کی نئی بات انہوں نے نکالی تھی۔ جو ہم نے ان کیلئے
نہیں لکھا تھا"۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسلام میں ترک دنیا کی بات
نہیں ہے۔ برگزیدہ بندوں کی خانقاہیں ان کے اپنے دلوں میں ہوتی ہیں۔
اور ان کی روشنی اپنی جانوں۔ اپنی نفسانی خواہشوں اور اپنی طبیعتوں پر ہوتی
ہے۔ چنانچہ ان کی تنہائیوں میں اس کی مناجات میں ان کو اپنے پروردگارِ اعلیٰ
سے مشاہدہ کی بنا پر محبت حاصل ہوتی ہے۔ حق تعالےٰ جب تم کو میری زبان
سے نیکوں کے حال کی خبر دیتے ہیں تو ان میں سے ایک دوسرے کو میری
زبان پر نصیحت قبول کرنے کی خبر دیتے ہیں۔ پس تم نصیحت قبول کرو۔ وہ
تمہیں (باطن کی) صفائی کی طرف بلاتا ہے۔ وہ تمہیں اپنی مخلوق کو چھوڑنے
کی طرف اور اپنی طرف رغبت کرنے کے لیے بلاتا ہے۔ وہ تمہیں بلاتا ہے
کہ تم اس کو یاد کرنے والوں میں ہو جاؤ۔ تاکہ اس کے ہاں یاد پا کر صبر کرو۔
سچا بندہ اپنے مولائے کریم کی تلاش میں رہتا ہے۔ ظاہر میں۔ باطن میں۔
خلوت میں۔ جلوت میں۔ رات میں۔ دن میں۔ سختی اور نرمی کے وقت اور
نعمت اور محرومی کے وقت اس کو یاد کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک اس کی
یاد اس کے ہاں ہوتی ہے۔ اپنے ہاں اپنی طرف اور اپنے دل میں اس

کی یاد سنتا ہے۔ تم اللہ والوں کے آرام سے غافل ہو۔ اے آرام سے
غافلو۔ تم غافل ہو۔ تم اپنی ذمہ داریوں سے دُور ہو۔ تم دنیا کے معاملات میں
عقلمند ہو۔ آخرت کے معاملات میں جاہل ہو۔ تم دلدل میں ہو۔ جتنے ہلتے ہو
اتنے ہی دھنستے ہو۔ سچی پناہ۔ توبہ اور عذر خواہی کے ساتھ اپنے ہاتھ اللہ تعالےٰ
کی طرف بڑھاؤ۔ تاکہ تمہیں اس چیز سے چھڑا دے۔ جس میں تم پھنسے ہو۔
خبردار ہو۔ مَیں تمہیں اپنے دلوں کی، اپنی خواہشوں کی۔ اپنی طبیعتوں کی۔
اپنے مزوں کی اور اپنی کسرِ شان پر صبر کرنے کی طرف بلاتا ہوں۔ تم میری
پکار کا جواب دو۔ اور تم جلد یا بدیر اس کا پھل دیکھ لوگے۔ خبردار ہو۔
مَیں تمہیں سرخ موت کی طرف بلاتا ہوں۔ اللہ کے نام سے کون جرأت
کرتا ہے۔ کون آگے ہوتا ہے۔ کون جسارت کرتا ہے۔ کون خاطر میں لاتا
ہے۔ وہ موت ہے۔ پھر ہمیشہ کی زندگی ہے۔ بھاگو مت۔ صبر کرو۔ پھر
صبر کرو۔ گھڑی بھر صبر بہادری ہے۔ اپنے پروردگارِ اعلیٰ کی موافقت پر
صبر کرو۔ تم میں سے جس نے رضا بالقضا کے بوجھ کو اٹھایا۔ اللہ تعالےٰ
اس کے بوجھ کو اٹھائے گا۔ اور اس کا نام بہادروں کے دفتر میں لکھے گا۔
جس نے اپنے دل میں خیال کیا۔ یقین کا مالک بنا۔ اور جس نے اپنی چاہی
چیز کو جان لیا۔ اس پر خرچ کردہ چیز آسان ہوئی۔ اپنی جگہ جمے رہو۔ اور
جلدی مت مچاؤ۔ سچے قدموں سے چلے آؤ۔ یہاں تک کہ حق تعالیٰ کا دروازہ
کھٹکھٹاؤ۔ اور اس وقت تک نہ چھوڑو۔ جب تک کہ دروازہ تمہارے
لیے کھول نہ دیا جائے۔ اور سواریاں تمہاری طرف نکل آئیں۔ اس سے
اپنی حاجتیں مانگنے میں امیدیں لگاؤ۔ جس طرح تمہیں اپنے بادشاہوں،
نوابوں اور اپنے مالداروں سے امیدیں لگانا پسند ہے۔ اپنے پروردگارِ اعلیٰ

کی تلاش کرنے اور اس میں فنا ہونے کے سلسلہ میں اپنے اگلوں کی پیروی کرو۔ اے اللہ! آپ ہمارے پروردگار ہیں اور ان کے پروردگار ہیں۔ ہمارے خالق ہیں۔ اور ان کے خالق ہیں۔ ہمارے رازق ہیں اور ان کے رازق ہیں۔ چنانچہ ہمارے ساتھ بھی ان کا سا معاملہ فرمائیے۔ ہمارے میں اندر سے اور ہمارے اوپر سے بادشاہوں اور غلاموں۔ نوابوں اور تابعداروں مالداروں اور تنگدستوں۔ خواص اور عوام۔ مہنگے اور سستے اور زیادہ اور تھوڑے کی شانوں کو اپنی طرف نکال لیجئے۔ ہمیں اپنی یاد دیجئے۔ ہمارے سے اپنے معاملات میں مہربانی کیجئے۔ ہمیں اپنے قرب سے قریب کیجئے۔ اور ہمارے دلوں کو اپنی محبت سے مانوس کیجئے۔ اپنے شیروں، اپنے بندوں اور ہر جانور جس کی چوٹی آپ کے قبضہ میں ہے اور جس کی موت پر گرفت ہے۔ کی برائی سے کافی ہوجائیے۔ ہمارے لیے بروں کی برائی اور نافرمانوں کی چال بازی سے کافی ہوجائیے۔ ہمیں اپنے اس گروہ میں سے بنائیے جس کے لوگ آپ کی جانب اشارہ کرنے والے۔ آپ کی راہ بتانے والے۔ آپ کی طرف بلانے والے۔ آپ کے سامنے عاجزی وانکساری کرنے والے اور آپ سے تکبر کرنے والوں۔ اور آپ کی مخلوق میں سے ایمان والوں کے ساتھ تکبر کرنے والوں سے تکبر کرنے والے ہیں۔ آمین۔

پینتالیسویں مجلس :۔

مخلوق کے بازار سے گذر کر پار ہوجاؤ۔ ایک دروازہ سے داخل ہو۔ اور ان سے (دوسرے دروازہ سے) اپنے دل سے اور اپنی نیت کے ساتھ نکل جاؤ۔ اور اس ایک جنگلی پرندہ کی طرح سے ہوجاؤ۔ جو نہ مانوس کرتا ہے۔

اور نہ مانوس ہوتا ہے۔ نہ دیکھتا ہے اور نہ دیکھا جاتا ہے۔ اس طرح سے رہو۔ یہاں تک کہ تمہارا دل تمہارے پروردگار اعلیٰ کے دروازہ کے قریب ہوجائے۔ پس اللہ والوں کے دلوں کو یہاں کھڑا دیکھے۔ چنانچہ وہ تمہارا استقبال کریں۔ اور تمہیں کہیں۔ کہ تمہاری سلامتی ہی تمہاری مبارک باد ہے۔ اور تمہاری آنکھوں کے درمیان بوسہ دیں۔ پھر دروازہ کے اندر سے مہربانی کا ہاتھ باہر نکلے۔ پس تمہارا استقبال کرے۔ اور تمہیں اٹھا کر لے جائے۔ اور تمہارا اچھی طرح بناؤ سنگار کرے۔ تمہاری طرف متوجہ ہو۔ تمہیں کھلائے تمہیں پلائے تمہیں خوش کرے۔ اور تمہیں اس کی سیر اور انتظار میں دروازہ پر بٹھائے جو مریدوں اور طالبوں میں سے آئے۔ اس کا ہاتھ پکڑے اور تمہاری آمد کے وقت اس کو تمہارے ہاتھ کے حوالہ کردے۔ جب تمہارے لیے یہ بات صحیح ہوجائے۔ تو مخلوق کی طرف نکلو۔ اور ان کے درمیان اس طرح رہو جیسے مریضوں کے درمیان معالج۔ جیسے پاگلوں کے درمیان عقلمند۔ جیسے اپنے بچوں کے درمیان مشفق باپ۔ اس سے پہلے کوئی بزرگی نہیں۔ تم ان کیلئے منافق ہوگے۔ تم ان کے بندے ہوگے۔ تم ان کی اغراض کے تابع ہوگے۔ تم گمان کرتے ہو۔ کہ تم ان کا علاج کرتے ہو۔ حالانکہ تم ان سے شرک کرتے ہو۔ ان کا علاج تمہارے لیے سزا بن جائے گا۔ کیونکہ جہالت سے جتنی خرابی ہوتی ہے۔ اتنی اصلاح نہیں ہوتی۔

مطلب کی بات کرو۔ اور بے مطلب بات چھوڑو۔ اگر تم نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا ہوتا۔ تو تمہیں اس سے زیادہ ڈر ہوتا۔ اور اس کے سامنے بات چیت تھوڑی ہوتی۔ اور اس واسطے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا۔ اس کی زبان اٹکی یعنی گونگی ہوگئی۔

اس کی دل کی زبان کے گنگ کے ساتھ ۔ اور اس کے دل کی ۔ اس کے
باطن کی ۔ اس کے اندر کی ۔ اور اس کے صدق و صفا کی زبان بولتی ہے ۔
اور اس کے باطن کی زبان گونگی ہو جاتی ہے ۔ اور اس کے حق کی زبان
بولتی ہے ۔ اور بے مطلب بات میں اس کی بات چیت کی زبان گونگی ہو
جاتی ہے ۔ اور مطلب کی بات میں اس کی بات چیت کی زبان بولتی ہے ۔
اپنے حق میں اس کی طلب کی زبان گونگی ہو جاتی ہے ۔ اور حق تعالےٰ کی
طلب کی زبان بولتی ہے ۔ معرفت کے شروع میں کلام منقطع ہو جاتا ہے ۔
اور اس کا سارا وجود پگھل جاتا ہے ۔ خود سے اور تم سے فنا ہو جاتا ہے ۔
پھر اگر حق تعالےٰ چاہتے ہیں ۔ تو اس کو کھول دیتے ہیں ۔ جب ان سے کلام
منظور ہوتا ہے ۔ اس کے لیے زبان پیدا کر دیتے ہیں ۔ اور اس سے اس
کو گویا فرماتے ہیں ۔ اور حکمتوں اور بھیدوں میں سے جو چاہتے ہیں ۔ اس سے
اس کو بلواتے ہیں ۔ اس کا کلام ایک دوا میں ایک دوا ۔ نور میں ایک نور ۔
حق میں ایک حق ۔ درستی میں ایک درستی ۔ ستھرائی میں ایک ستھرائی بن جاتا
ہے ۔ چونکہ وہ اللہ تعالےٰ کے حکم سے اپنے دل کے ساتھ ہی بات کرتا ہے ۔
جب بغیر حکم کے بات کرتا ہے تو کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا ۔ غالب امر و
فعل سے ہی بات کرتا ہے ۔ جو دبا لیتا ہے ۔ اور جب اس طرح ہوتا ہے
تو حق تعالےٰ اس بات پر بہت کریم ہیں ۔ کہ اس غالب پر گرفت فرمائیں ۔
جس میں نہ نفس ہے نہ نفسانی خواہش ہے ۔ نہ طبیعت ہے ۔ نہ شیطان ہے ۔
اور نہ ہی ارادہ ہے ۔ جیسے ایک مردہ اپنے بولنے پر ۔ اور ایک سونے والا
خواب دیکھنے پر پکڑا نہیں جاتا ہے ۔ حالانکہ دونوں اس کو دیکھتے ہیں ۔ اور
اس میں اس کا عمل کرتے ہیں ۔ مردہ لوگوں سے ان کی موت کے بعد بھی

کلام سنا گیا ہے ۔ جس نے مخلوق سے بغیر اس صفت کے کلام کیا ۔ تو اس
کا چپ رہنا بات کرنے سے بہتر ہے ۔ پہلی صف میں محض بہادر لوگ ہی
نکلتے ہیں ۔ جو بغیر بہادری اور بغیر جمعیت کے پہلی صف کی طرف نکلتا ہے ۔ ہلاک
ہوتا ہے ۔ خرابی تمہاری ۔ تم اللہ تعالےٰ کی محبت کا دعویٰ کرتے ہو ۔ اور تم
غیر اللہ سے محبت کرتے ہو ۔ تمہارا دعویٰ تمہاری ہلاکت کا سبب ہوگا ۔
محبت کا دعویٰ کیسے کرتے ہو ۔ اور اپنے ہاں اس کی علامت تو دیکھتے نہیں
ہو ۔ محبت بغیر دروازہ اور بغیر کنجی کے گھر میں آگ کی طرح ہوتی ہے ۔ اس کا
شعلہ اس کے اوپر سے نکلتا ہے ۔ محب اپنی محبت کے دروازہ کو بند کر لیتا
ہے ۔ اور محبت کو چھپاتا ہے ۔ اور وہ اس سے ایسی زبان سے جو اس سے
خاص ہے ۔ اور ایسے کلام سے جو اس سے خاص ہے ۔ ظاہر ہوتی ہے ۔ اپنے
محبوب کے ساتھ کسی دوسرے کو نہیں چاہتا ۔ اور یہ بات اس کی بڑی نشانیوں
اور اس کی سچائی میں سے ہے ۔ اے جھوٹے ۔ اے مسخرے خاموش رہو ۔
تم ان میں سے کہاں ہو ۔ تم محب نہیں ہو ۔ محب کے لیے تو ایمان ۔ حرکت ۔
اور بے قراری ہوتی ہے ۔ اور محبوب کے لیے سکون ہوتا ہے ۔ آغوشِ محبت
میں سکون سے سو رہا ہوتا ہے ۔ محب مشقت میں ہوتا ہے ۔ اور محبوب کے
لیے راحت ہوتی ہے ۔ محب متعلم ہوتا ہے ۔ اور محبوب علم ہوتا ہے ۔ محب
مفید ہوتا ہے ۔ اور محبوب آزاد ہوتا ہے ۔ محب دیوانہ ہوتا ہے اور محبوب
عقلمند ہوتا ہے ۔ بچہ جب سانپ کو دیکھتا ہے چیختا ہے اور حوا نے
جب سانپ کو دیکھا ۔ خاموش رہی ۔ جو درندہ کو دیکھتا ہے چیختا ہے ۔ اور
بھاگتا ہے اور درندے درندوں سے کھیلتے ہیں ۔
اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے : " اور اللہ سے ڈرو ۔ اور اللہ تمہیں سکھا

پڑھا دے گا" محب ڈرنے والا اور اپنے آپ کو سنوارنے والا ہوتا ہے۔
دروازہ پر اپنے ہاتھ پاؤں اور اپنے دل کو سنوارتا ہے۔ پس جب سنور
جاتا ہے، قرب کے دروازہ سے داخل ہوتا ہے۔ حکم دروازہ پر سے چلا جاتا
ہے۔ اور علم دروازہ کے اندر جاتا ہے۔ جس نے حکم کے دروازہ کو سنوار لیا
اس سے علم مانوس ہوا۔ اور اس نے اس کو کام کا مالک بنا دیا۔ اور اس
کو مالدار کر دیا۔ اور اس کو خزانہ دے دیا۔ حکم مشترک دروازہ ہے۔ اور علم
خاص دروازہ ہے۔ جو مشترک دروازہ پر حسن ادب اور طاعت اختیار کرتا
ہے۔ وہ خاص دروازہ کے پیچھے سے مانوس ہو جاتا ہے۔ پیاروں کے گروہ
میں سے ہو جاتا ہے۔ اس وقت تک کلام نہیں۔ جب تک کہ راستہ کو لازم
پکڑنے والوں سے تمہاری بات لمبی نہ ہو جائے۔ اور بندگی ثابت نہ ہو جائے۔
اور تم اپنے نفس پر یقین اور قصور کی نظر نہ کرو۔ جو اپنے نقصان پر نظر کرتا ہے
اس کو کمال حاصل ہوتا ہے۔ اور جو اپنے کمال پر نظر کرتا ہے اس کو نقصان
ہوتا ہے۔ الٹ کرو۔ ٹھیک کر دو گے۔ مشورہ کرو۔ راہ پاؤ گے۔ صبر کرو۔
کامیابی ہو گی کوشش ہو گی۔ برداشت ہو گی۔ صبر کرو۔ تمہارے پر صبر ہو گا خوش
کرو۔ تمہارے سے خوش ہوں گے۔ مضبوط پکڑو۔ تمہیں مضبوط کیا جائے گا۔
سلامتی بھیجو۔ تم سلامت رہو گے۔ موافقت کرو۔ اور تمہیں توفیق دی جائے گی۔
خدمت کرو۔ اور تمہاری خدمت کی جائے گی۔ دروازہ کو لازم پکڑو۔ اور
تمہارے لیے کھلے گا۔ اس سے شتابی نہ کرو۔ اور تمہیں دیا جائے گا۔ عزت
کرو۔ تاکہ تمہاری عزت کی جائے۔ قریب ہو جاؤ۔ اور تمہیں قریب کیا جائے
گا۔ اور کوشش کرو۔ اور تمہارے لیے کوشش کی جائے گی۔ دل جب اپنے
پروردگارِ اعلیٰ کی طرف مجاہدوں۔ تکلیفوں اور راستوں کو طے کرنے والے

قدموں پر چلتا ہے تو اس تک پہنچ جاتا ہے۔ اس کے ہاں جما رہتا ہے۔
اس کے لیے لوٹنا باقی نہیں رہتا ہے۔ حکمت سے قدرت اور آلات و اسباب
سے صانع اور مسبب کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ اپنی مشیت سے اپنے پروردگارِ
اعلیٰ کی معیشت اور اپنی حرکت۔ اور سکون سے اپنے پروردگارِ اعلیٰ کے حرکت و
سکون کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ اے دنیا کے طالبو! جب تک تم اس کی
طلب میں رہو گے۔ تم مشقت میں رہو گے۔ وہ اپنے سے بھاگنے والے کو
ڈھونڈتی ہے۔ اپنے سے بھاگنے والے کو خود اس کے پیچھے دوڑ کر آزماتی
ہے۔ پس اگر اس کی طرف توجہ کرتا ہے۔ اور اپنے جھوٹ پر دلیل پکڑتا ہے۔
تو اس کو پکڑتی ہے۔ اور اس کی خدمت کرتی ہے۔ پھر اس کو مار ڈالتی ہے۔
پس اگر اس کی طرف توجہ نہیں کرتا ہے۔ اور اپنی سچائی اور خدمت پر دلیل
پکڑتا ہے۔ تم اس سے بے رغبتی اختیار کر کے اور اس سے بھاگ کر ہی فائدہ
اٹھاؤ گے۔ اس سے بھاگو۔ چونکہ یہ مار ڈالنے والی دھوکہ دینے والی اور جادو
کرنے والی ہے۔ اس کو اپنے دلوں سے اس سے پہلے چھوڑ دو۔ کہ یہ تمہیں
چھوڑے۔ اس سے بے رغبتی اختیار کرو۔ اس سے پہلے کہ یہ تم سے بے رغبتی
اختیار کرے۔ اس سے شادی نہ کرو۔ اگر تم نے اس سے شادی کی۔ تو اپنے
دین کو اس کا مہر مقرر نہ کرو۔ یہ شادی کرتی ہے۔ پھر طلاق دیتی ہے۔ اس کا
شادی کرنا اور اس کا طلاق دینا کتنی جلدی ہوتا ہے۔ اگر تم نے اس کو اپنے دین
سے طلاق دیا۔ تو تمہارا دین اس کا مہر ہو گا۔ چونکہ نہ دنیا کا بدلہ ہوتا ہے۔ اور شہید
مومن کا خون آخرت کا بدلہ ہوتا ہے۔ اور محب کا خون مولیٰ کے قرب کا بدلہ
ہوتا ہے۔ بدنصیبی تمہاری۔ تم جب تک دنیا کی خدمت کرتے رہو گے تو وہ
تمہارا نقصان ہی کرے گی۔ اور تمہیں فائدہ نہ دے گی۔ جب وہ تمہاری خدمت

کرنے لگ جائے گی۔ تو تمہیں فائدہ دے گی۔ اور تمہارا نقصان نہ کرے گی۔ تو اس کو اپنے دل سے دور کرو۔ اور تم اس کی بھلائی۔ اس کی خدمت اور اس کی ذلت دیکھ چکے ہو۔ مومن کے دل کے سامنے اپنی بہترین صورت میں ہر طرح سے آراستہ ہو کر ظاہر ہوتی ہے۔ پھر تم کہتے ہو۔ اری۔ تم کون ہو۔ پس وہ کہتی ہے۔ میں دنیا ہوں۔ اور تم روپے پیسے سے محبت کرتے ہو۔ ایک بزرگ سے منقول ہے۔ کہ میں نے خواب میں ایک بن سنوری عورت دیکھی۔ تو میں نے اس سے پوچھا۔ تم کون ہوتی ہو۔ پس اس نے جواب دیا۔ میں دنیا ہوں۔ چنانچہ میں نے اس سے کہا۔ کہ میں تجھ سے اور تیری برائی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں۔ تو اس نے کہا۔ روپے پیسے سے دشمنی کرو گے۔ یہ تمہارے لیے میری برائی سے بچنے کے لیے کافی ہو گا۔ اے جھوٹو! اپنے پروردگارِ اعلیٰ سے ارادت میں ہر سچے کے لیے یہ شرط ہے۔ کہ ظاہر اور باطن میں اس کے ماسوا سے دشمنی رکھے۔ ظاہر دنیا۔ اس کے مزے۔ دنیا دار اور جو کچھ ان کے ہاتھوں میں ہے۔ اور مخلوق کی تعریف وستائش اور اس کی توجہ اور قبولیت ہے۔ اور باطن جنت اور اس کا آرام ہے۔ جس کے لیے یہ بات صحیح ہو گئی ہے اس کے لیے ارادت بھی صحیح ہو گئی ہے۔ اور اس کا دل اپنے پروردگارِ اعلیٰ کے قریب ہو جاتا ہے۔ اور اس کے قرب کا ہمنشیں اور اس کا مخلص بن جاتا ہے۔ چنانچہ اس وقت دنیا اپنے روپ کے ساتھ اور آخرت اپنے روپ کے ساتھ آتی ہے۔ یہ اپنی آراستگی سے اور وہ اپنے سراپا کے ساتھ آتی ہے۔ دونوں نوکرانیاں بن کر اس کی خدمت کرتی ہیں۔ چنانچہ اس کی اچھائی نفس کے لیے ہوتی ہے۔ نہ کہ دل کے لیے۔ دنیا اور آخرت کا کھانا نفس کے لیے ہے۔ نہ کہ دل کے لیے۔ اور قرب کا کھانا دل کے لیے ہے۔ یہی ہے جس کی طرف میں

تمہیں بلاتا ہوں۔ وہ اپنی مخلوق کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہے۔ نہ کہ وہ جس کی طرف تم بلاتے ہو۔ اے منافقو! عقلمند وہ ہے جو نتائج پر نظر کرتا ہے۔ اور کاموں کے شروع سے دھوکہ نہیں کھاتا ہے۔ عقلمند وہ ہے جو دنیا اور آخرت جو دونوں اللہ والوں کے لیے لونڈیاں ہیں سے قرض لیتا ہے۔ تم ان کی خدمت کرتے ہو۔ اور تم ان کا کلام سنتے ہو۔ وہ دونوں کو جواب دیتا ہے۔ اور دونوں کا کلام سنتا ہے۔ دنیا سے خود اس کی تعریف سنتا ہے۔ تو اس سے وہ خریدتا ہے۔ جس سے اس کی درستی ہو۔ اور دنیا سے اس کے فانی ہونے کی بنا پر بے رغبتی کرتا ہے۔ اور دوسری (آخرت) کا خیال اس لیے چھوڑتا ہے کہ وہ فنا ہونے والی۔ پیدا ہونے والی اور اس کو اپنے پروردگارِ اعلیٰ سے روکنے والی ہے۔ جو اس کی پیروی کرتا ہے۔ اور اللہ کے سوا اس سے رغبت رکھتا ہے۔ چنانچہ دنیا اس کو کہتی ہے۔ مجھے اپنے سایہ میں نہ لو۔ اور مجھ سے شادی مت کرو۔ اس واسطے کہ میں ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف اور ایک کے قبضہ سے دوسرے کے قبضہ کی طرف منتقل ہونے والی ہوں۔ جب میں کسی کو دیکھتی ہوں۔ اس کو مار ڈالتی ہوں اور اس کا مال چھین لیتی ہوں۔ مجھ سے ڈرو۔ کہ میں (مزہ) چکھانے والی۔ مار ڈالنے والی اور بے وفائی کرنے والی ہوں۔ میں نے کبھی اس کا قول پورا نہیں کیا۔ جس نے میرے سے قول لیا۔ اور آخرت اس کو کہتی ہے۔ میرے پر خرید و فروخت کی نشانی ہے۔ میرے پروردگارِ اعلیٰ فرماتے ہیں۔ "بے شک اللہ نے ایمان والوں کی جانوں اور مالوں کو جنت کے بدلے خرید لیا ہے۔" میں تمہارے چہرہ پر قرب کی نشانی دیکھتی ہوں۔ سو تم مجھ کو مت خریدو۔ اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں میرے ساتھ نہ چھوڑیں گے۔ جب اس کے ہاں یہ بات ثابت ہو گئی۔ اور اس نے دونوں کو چھوڑ دیا۔ اور دونوں سے

اپنے پروردگارِ اعلیٰ کو چاہتے ہوئے پھر گیا۔ اللہ نے دنیا اس کی طرف لوٹا دی۔ چنانچہ ضرورت کے بغیر اس سے اپنے نصیبے وصول کرتا ہے۔ اور آخرت کو اس کی طرف لوٹا دیا۔ تاکہ اس کا بدلہ اِس کے لیے ہو۔ اے اِس کے اور اُس کے چاہنے والو۔ اے اس سے اور اس سے راضی ہونے والو سنو۔ یہ جس کو میں نے تمہارے لیے بیان کیا۔ تمہارے لیے دوا ہے۔ سو تم اس کو استعمال کرو۔ جو کوئی کسی چیز کو چھوڑتا ہے۔ وہ چیز اس کو ڈھونڈتی ہے۔ مخلوقات کو چھوڑو۔ تاکہ خالق تمہارے سے محبت کرے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب کی مثال ایسی ہے جیسے اس مریض کی مثال جو ایک مشفق طبیب کی گود میں ہو۔ وہ خود اس کا ہو۔ اے لوگو! میرے سے (یہ بات اور نصیحت) قبول کرو۔ اور دنیا کو چھوڑ دو۔ اس واسطے کہ اس سے تمہاری رغبت اور محبت تمہیں آخرت اور تمہارے پروردگارِ اعلیٰ کے قرب سے روکتی ہے۔ اور تمہارے دلوں کی آنکھوں کو اندھا کرتی ہے۔ دنیا میں دھنسنا تمہیں آخرت سے روکتا ہے۔ اور دل کی ہم نشینی تمہیں حق تعالیٰ سے روکتی ہے۔ اے جاہلو! آخرت کے عمل سے دنیا مت کھاؤ۔ پھر ٹوٹے میں پڑو۔

تریاق کے بغیر دنیا کا کھانا مت کھاؤ۔ اس واسطے کہ اس کا کھانا زہر ملا ہے۔ اس کا تریاق تو اس کو چھوڑنا اور اس کے دل سے (دانائی کے سمندر سے قدرت کے سمندر کی طرف طب سے اس طبیب کی طرف) نکلنا ہی ہے۔ جو تمہارے لیے اس کے زہر اور اس کے گوشت کے درمیان فرق کر دیتا ہے۔ کیا تم نے سنا یا دیکھا نہیں کہ سپیرا سانپ کو پکڑتا ہے۔ پھر اس کو ذبح کرتا ہے۔ اور اس کو پکاتا ہے۔ اور اس کے زہر کو ڈھلکاتا ہے۔ پھر اس کا گوشت کھاتا ہے۔ حق تعالیٰ دنیا کی زہر ان کافروں، گنہگاروں کے لیے کر دیتے ہیں جو

اس پر اترتے ہیں۔ ان کے علاوہ دوسروں کے لیے کس طرح صاف نہ کریں۔ جبکہ وہ اس کے مہمان ہیں۔ ان سے وہ کرتا ہے۔ جو محب اپنے محبوب کے حق میں کرتا ہے۔ ان کے لیے ترشی سے شیرینی کو گندی سے ستھری کو چن دیتے ہیں۔ جن سے چاہت ہوتی ہے۔ ان کے لیے کھانا۔ پینا۔ پہننا اور سب چیزیں جن کی ان کو ضرورت ہو۔ صاف کر دیتے ہیں۔ بہ تکلف زہد اختیار کرنے والا کبھی صاف ہوتا ہے اور کبھی صاف نہیں ہوتا۔ کبھی کھڑا ہوتا ہے اور کبھی بیٹھتا ہے۔ اور زاہدوں کے لیے تو (حقیقت) کھل چکی ہوتی ہے۔ چنانچہ گندی سے صاف چیز کو پہچانتا ہے۔

(ویسے) صاف چیز اس کو پکارتی ہے۔ اور گندی بھی اس کو پکارتی ہے۔ اللہ والوں کی طرفیں ایک ہی ہوتی ہیں۔ ان کے لیے ایک ہی طرف باقی رہتی ہے۔ ان کے سامنے مخلوق کی طرفیں تنگ ہو جاتی ہیں۔ اور حق تعالےٰ کی طرف ان کے لیے کھل جاتی ہے۔ ان کے لیے مخلوق کی طرفیں ان کی سچائی کے ہاتھوں بند کر دی جاتی ہے۔ اور ان کے دلوں کے ہاتھوں خالق کی طرفیں کھول دی جاتی ہیں۔ بے شک ان کے دل کھل جاتے ہیں۔ بڑھ جاتے ہیں۔ بڑے ہو جاتے ہیں۔ اور ان کے دلوں کے دروازوں پر گرد و غبار پڑ جاتا ہے۔ پس ان کے مالک اور ان کے خالق کے سوائے کسی کو ان میں داخل ہونے کی قدرت نہیں ہوتی ہے۔ اللہ والوں میں سے ہر کوئی دنیا میں سورج اور چاند کی طرح ہوتا ہے۔ یہ دونوں دنیا کی روشنی کا باعث ہیں۔ اور دونوں کا دنیا کی طرف رخ کرنا جو کچھ اس میں ہے۔ اس کو جلا ڈالے۔ تم مردے ہو۔ زمین کی سطح پر کب چلتے ہو۔ عقل سیکھو۔ کہ نہ تم کو عقل ہے اور نہ تم مردوں میں سے ہو۔ تم مردوں کو مخلوق کے سرداروں اور اس کے بڑوں کو پہچانتے ہی نہیں

ہو۔ تمہاری بات پتہ دیتی ہے۔ جو تمہارے دل میں ہے۔ زبان دل کی ترجمان
ہوتی ہے۔ جب تمہیں ایک آدمی سے محبت اور دوسرے سے دشمنی پڑ جاتی
ہے۔ پھر تم اس کو محبت نہیں کرتے ہو۔ اور اس سے تم اپنے دل سے اور طبیعت
سے دشمنی کرتے ہو۔ بلکہ ان دونوں کے حکم سے روگردانی کرو۔ دونوں کو قرآن و
حدیث کے سامنے پیش کرو۔ اگر اس سے مل جائیں۔ جس سے تم محبت کرتے ہو۔
تو اس کی محبت کی طرف بڑھو۔ اور اگر اس چیز سے مل جائیں۔ جس سے تم دشمنی
رکھتے ہو۔ تو اپنی اس سے دشمنی سے باز آؤ۔ اور اگر دونوں اس کے خلاف
کریں۔ تو اس کی دشمنی کی طرف بڑھو۔ خرابی تمہاری۔ تم مجھ سے دشمنی کرتے ہو۔
اس وجہ سے کہ میں حق بات کہتا ہوں۔ اور تمہیں حق پر جماتا ہوں۔ مجھ سے محض
اللہ تعالےٰ سے جاہل بات کا زیادہ اور عمل کا تھوڑا ہی دشمنی اور جہالت کرتا
ہے۔ اور مجھ سے محض۔ قرب نے مجھ کو ہر چیز سے غذا دی ہے۔ میرے اردگرد
پانی بہت ہے۔ اور میں مینڈک کی طرح ہوں۔ مجھے یارا نہیں۔ کہ جو کچھ میرے
پاس ہے اس کی بات کروں۔ انتظار کر رہا ہوں کہ پانی ڈالا جائے۔ اور میں
بات کروں۔ اس وقت تم اپنی اور دوسرے کی خبر سنو گے۔ تم کب توبہ کرو گے۔
اے بدنصیبو! اے گنہگارو! اپنے پروردگارِ اعلیٰ سے توبہ کے ذریعہ سے صلح کرو۔
اگر مجھ کو اللہ تعالےٰ اور اس کے علم سے شرم نہ ہوتی۔ تو میں کھڑا ہوتا اور تمہارے
میں سے کسی کا ہاتھ پکڑتا۔ اور اس سے کہتا کہ تم نے ایسا ویسا کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ
سے توبہ کرو۔ تمہارے حق میں اور تمہارے سے کوئی بات نہیں۔ جب تک مولائے
کریم سے تمہارا ایمان۔ تمہارا یقین اور تمہاری معرفت مضبوط نہ ہو جائے۔ اس
وقت تم مضبوط کڑے سے لٹک جاؤ گے۔ اور یہ تمہارے دل کا اس کی طرف
پہنچنا ہوگا۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم امتوں پر فخر کریں گے۔ اے اپنے

زبان سے ایمان لانے والے۔ اپنے دل سے کب ایمان لاؤ گے۔ اے اپنی
جلوت میں ایمان والے۔ اپنی خلوت میں کب ایمان والے ہو گے۔ دل کے
ایمان سے ہی نجات ہے۔ یہی چیز فائدہ دینے والی ہے۔ دل کے کفر کے
ساتھ زبان کا ایمان اس میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ منافق کا ایمان ان کا ایمان
ہوتا ہے۔ جو تلوار سے ڈرتے ہیں۔ اے اللہ کے بندو۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت
سے نا امید مت ہو۔ اور اللہ تعالےٰ کے فیض سے نا امید نہ ہو۔

اے دل کے مردو۔ اپنے پروردگارِ اعلیٰ کی یاد اور اس کی کتاب اور
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی اور ذکر کی مجلسوں میں حاضری میں
ہمیشگی اختیار کرو۔ اور یہ چیز تمہارے دلوں کو اس طرح زندہ کر دے گی جیسے کہ
مردہ زمین کو اس پر بارش کا برسنا زندہ کر دیتا ہے۔ جب دل اللہ تعالےٰ
کی یاد پر ہمیشگی اختیار کرتا ہے۔ تو اس کو علم و معرفت۔ توحید و توکل اور ماسوائے
اللہ سے روگردانی کرنی آتی ہے۔ مختصر یہ کہ دوامی ذکر دنیا اور آخرت میں
دوامی خیر کا سبب بنتا ہے۔ جب تک تم دنیا اور مخلوق کے ساتھ رہتے ہو۔
اس وقت تک تم تعریف و مذمت کا اثر قبول کرتے ہو۔ چونکہ یہ چیز تمہارے
دل میں۔ تمہاری نفسانی خواہش میں اور تمہاری طبیعت میں پائی جاتی ہے۔
چنانچہ جب تمہارا دل تمہارے پروردگارِ اعلیٰ سے مل جاتا ہے۔ اور تمہارا
معاملہ اس کے حوالے ہو جاتا ہے تو تمہارا اس سے اثر قبول کرنا جاتا رہتا ہے۔
اور تم ایک بھاری بوجھ سے آرام حاصل کرتے ہو۔ جب تم اپنی طاقت اور
اپنے قرب پر اعتماد کر کے دنیا میں مشغول ہو جاتے ہو۔ کاٹتی ہے۔ ٹکڑے
ٹکڑے کرتی ہے۔ مشقت میں ڈالتی ہے۔ اور ناراض کرتی ہے۔ اور اسی
طرح جب تم اپنی پوری طاقت سے آخرت میں مشغول ہو جاتے ہو۔ تو وہ

تم کاٹ ڈالتے ہو۔ اور جب تم حق تعالےٰ سے مشغول ہو جاتے ہو۔ تو اس کے
ہاتھ کی طاقت اور اس پر توکل کی بنا پر معاش کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ اور
اس کی توفیق کے ہاتھ فرمانبرداریوں کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ جب تم اس کی
طلب کی جگہ تک پہنچ جاؤ۔ تو اس سے طاقت اور توبہ و تائید حاصل کرنے میں
سچائی مانگو۔ تمہارے دل کے اور تمہارے باطن کے قدم دنیا اور آخرت کے
شغل سے فارغ ہو کر اس کے سامنے جمع جائیں گے۔ بدنصیبی تمہاری۔ تمہارا
دل بیمار ہے۔ پس کھاتے میں گڑبڑ کرنے سے اسے محفوظ کرو۔ یہاں تک
کہ اس کو اپنے پروردگار کی طرف سے عافیت نصیب ہو۔ بدنصیبی تمہاری۔
تم قربِ خداوندی کی کس طرح حرص کرتے ہو۔ اور تمہارا دل تمہارے پر
غالب ہے۔ اور تمہاری خواہش نفسانی تمہیں کھینچتی ہے۔ اور مزوں اور لذتوں
کی طرف جھکاتی ہے۔ اور تمہاری طبیعت کی آگ تمہاری پرہیزگاری اور بیداری
کو جلاتی ہے۔ عقل سیکھو۔ یہ اس کا کام نہیں۔ جو موت پر ایمان ویقین رکھتا
ہے۔ یہ اس کا کام نہیں جو حق تعالےٰ کے دیدار کا منتظر ہے۔ اور اس کے
حساب وکتاب اور نوک جھونک (کچھ کچھ) سے ڈرتا ہے۔ نہ تمہیں کوئی فکر
ہے۔ نہ تمہیں پرہیزگاری حاصل ہے۔ تمہیں دنیا اور آخرت جمع کرنے۔ ان
دونوں کے بارے میں سوچنے۔ اہلِ دنیا اور اہلِ آخرت کے ساتھ بیٹھنے اٹھنے
اور ان کے سامنے ذلیل ہونے میں رات اور دن چین نہیں ہے۔ اللہ والے
دنیا، زندگی اور مخلوق کی پریشانی کم از کم اٹھاتے ہیں۔ ان میں سے ایک کی
مثال اس آدمی کی ہے۔ جس نے اپنی سواری خراسان کی طرف بھیجی۔

سو جسم اس کا حاضر ہے۔ اور دل اس کا سارا گھر ہے۔ مومن اپنا مال
آخرت کی طرف بھیجتا ہے۔ اس نے وہاں ٹھکانہ کیا ہے۔ سو صبر کرتا ہے۔

اس میں آزمایا جاتا ہے۔ اس کا سارا دل حق تعالےٰ کے قرب میں ہوتا ہے۔
اور اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دنیا مومن کے لیے قیدخانہ
ہے۔ مومن اپنے ایمان میں رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ کو پہچاننے والا
اس کا جاننے والا۔ اس کا نزدیکی اور اصل میں اس کا بن جاتا ہے۔ چنانچہ اس
وقت اس کو ہر چیز پر ترجیح دیتا ہے۔

اور اپنے اس محل کی کنجی جو اس کے لیے جنت میں ہے۔ داروغہ کے حوالہ
کر دیتا ہے۔ اپنے باطن کو جنت کے دروازوں کی طرف چھپاتا ہے۔ پس ان
کو بند کرتا ہے۔ اور مخلوق اور وجود کے دروازے بند کرتا ہے۔ اور اپنے آپ
کو بادشاہ کے دروازہ پر ڈالتا ہے۔ وہاں بیمار بن جاتا ہے۔ اور اس طرح
گرتا ہے۔ گویا گوشت کا ٹکڑا گرا یا ہوا ہے۔ منتظر ہے۔ کہ مہربانی کے قدموں کا
اس پر گزر ہو۔ پس اس کو روندیں۔ نظرِ کرم کے پڑنے اور کرم و احسان کے
ہاتھ کے بڑھنے کا انتظار کرتا ہے۔ چنانچہ جونہی وہ اس حال میں ہوتا ہے۔
اچانک وہ خبردار طبیب کے سامنے محبت کی آغوش اور قرب کے پردہ
میں ہوتا ہے۔

پس اس کا علاج کرتا ہے۔ اس کی طرف اس کی طاقت لوٹا دیتا ہے۔
اس سے محبت کرتا ہے۔ اور اس کے سامنے اپنا حال اور زیور اور جو چاہتے
ہیں نکالتا ہے۔ اور اس کو مہربانی کے کھانا سے کھلاتا ہے۔ اور اس کو
محبت کی شراب سے پلاتا ہے۔ چنانچہ اس وقت مہربانی نزدیکی کے گھر میں
آتی ہے۔ اور ملنے کی بزرگی سے خوشی ہوتی ہے۔ ساری مخلوق اس کے ماتحت
ہو جاتی ہے۔ اور اس کی طرف مہربانی کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اور حق تعالےٰ
کے اخلاق اختیار کیے ہوتا ہے۔ اس واسطے کہ اس سے ملنے والوں کے دل مخلوق

کی مہربانی سے بھرے ہوتے ہیں۔ مسلمانوں اور کافروں کی طرف اور خواص و
عوام کی طرف مہربانی کی آنکھ سے دیکھتے ہیں۔ ان سے شرعی حدود کی پابندی
کا مطالبہ کرتے ہوئے سب پر مہربانی کرتے ہیں۔ ظاہر میں مطالبہ ہوتا ہے۔
اور باطن میں مہربانی ہوتی ہے۔ اے اللہ کے بندو! جب تم اللہ والوں میں
سے کسی ایک کو دیکھو، تو اس کی خدمت کرو۔ اور اس کی (بات اور نصیحت)
قبول کرو۔ اس واسطے کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔ اے گھروں اور خانقاہوں
میں نفس، طبیعت، خواہشِ نفسانی اور علم کی کمی کے ساتھ بیٹھنے والو، تمہیں
لازم ہے کہ علم پر عمل کرنے والے شیوخ کی صحبت اختیار کرو۔ ان کی پیروی
کرو۔ اپنے قدم ان کے قدموں کے پیچھے ڈالو۔ ان کے سامنے عاجزی کرو۔
اور ان کی شکستگی پر صبر کرو۔ یہاں تک کہ تمہاری خواہشاتِ نفسانی زائل ہو
جائیں۔ اور تمہارے دل شکستہ ہو جائیں۔ اور تمہاری طبیعتوں کی آگ بجھ
جائے۔ چنانچہ اس وقت تم دنیا کو پہچانو گے۔ پس اس پر افسوس کرو گے۔
وہ تمہاری باندی بن جائے گی۔ اس پر تمہاری طرف سے جو قرض ہے۔ وہ
تمہیں دے گی۔ اور وہی اس کے نزدیک تمہارے تقسیم شدہ نصیبے ہیں۔
ان کو تمہارے لیے لائے گی۔ اور تم اپنے پروردگارِ اعلیٰ کے قرب کے دروازہ
پر ہو گے۔ یہ اور آخرت اس کی باندیاں ہوتی ہیں۔ جو حق تعالےٰ کی خدمت
کرتا ہے۔ جب دل میں توحید پرورش پاتی ہے۔ تو ہر روز بڑھوتری میں ہوتا
ہے۔ جونہی بڑھ جاتا ہے۔ اور بڑا ہو جاتا ہے۔ اور بلند ہو جاتا ہے تو زمین
کی سطح پر اور آسمان کے اندر غیر اللہ کو نہیں دیکھتا ہے۔ ساری مخلوق اس کے
تابع ہوتی ہے۔ اپنے گھر کے باطن اور اپنے پروردگارِ اعلیٰ کے درمیان
کھڑا ہوتا ہے۔ چنانچہ اس وقت اس سے ٹھکانہ پاتا ہے۔ اور اس سے

مل جاتا ہے۔ اور اپنے زمانہ کا بادشاہ بن جاتا ہے۔ قضا و قدر اور حکم پر
قدرت پاتا ہے۔ بادشاہ کے چنے ہوئے اس کی خدمت کرتے ہیں اور
اپنی ذات سے قریب کرتا ہے۔ اے لوگو! اللہ اور اس کے رسول اور
اس کی مخلوق میں سے نیک لوگوں نے سچ فرمایا۔ وہ بڑی ذات بھی سچی ہے۔
اس واسطے کہ اس نے فرمایا۔ اور اللہ سے زیادہ بات کا سچا کون۔ اور نیک
لوگ بھی اس کی سچائی سے نکلے ہیں۔

جب تمہارے دل کو حق تعالےٰ کے دروازہ پر کھڑا ہونا پسند آجاتا
ہے، تو تمہارا شرک اور تمہاری طلب زائل ہو جاتی ہے۔ اور تمہارا حسنِ
ادب زیادہ ہو جاتا ہے۔ صبر خواہشاتِ نفسانی کو زائل کر دیتا ہے۔ صبر عادتوں
کو فنا کر دیتا ہے۔ اور اسباب کو ختم کر دیتا ہے۔ اور (جھوٹے) خداؤں کو
نکال باہر کرتا ہے۔ تم گرفتارِ ہوس ہو۔ تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور
اس کے اولیاء علیہم السلام اور اس کی مخلوق میں سے خواص سے جاہل ہو۔
تم دعویٰ چھوڑنے کا کرتے ہو۔ اور رغبت رکھتے ہو۔ تمہارا چھوڑنا قدموں کا
لنگڑاپن ہے۔ تمہاری ساری رغبت دنیا اور مخلوق میں ہے۔ تمہیں اپنے پروردگارِ
اعلیٰ سے کوئی رغبت نہیں ہے۔ ورے آؤ۔ اور اپنے پروردگارِ اعلیٰ کے سامنے
کھڑے ہو جاؤ۔ حسنِ ظن اور حسنِ ادب کو بہتر بناؤ۔ تاکہ میں تمہیں تمہارے
پروردگارِ اعلیٰ کی راہ بتاؤں۔ اور تم اس کی طرف راستہ پہچانو۔ اپنی ذات سے
غرور کا لباس اتارو۔ اور عاجزی کا لباس پہنو۔ عاجزی کرو۔ یہاں تک کہ انکسار
اختیار کرو۔ تاکہ ہر اس چیز کو جس میں تم ہو۔ اور جس پر تم ہو۔ اٹھ جائے۔ یہ
سب حرص پر حرص ہے۔ جب تم دل کے خیال۔ خواہشِ نفسانی کے خیال
اور شیطان کے خیال۔ دنیا کے خیال۔ آخرت کے خیال پھر بادشاہ کے خیال

پھر سب کے آخر میں حق تعالیٰ کے خیال سے خواہشات سے روگردانی
کرتے ہو۔

جب تمہارا دل صحیح ہو جاتا ہے۔ تو خیال کے وقت ٹھہر جاتا ہے۔ اور
کہتا ہے۔ تم کون سا خیال ہو۔ اور تم کس کی طرف سے ہو۔ پس وہ کہتا ہے۔
کہ میں ایسا ویسا خیال ہوں۔

تمہارے میں سے بہت ساروں کو حرص پر حرص ہے۔ اپنی خانقاہوں
میں بیٹھے مخلوق کی پوجا کرتے ہو۔ یہ بات جہالت کے ساتھ محض تنہائیوں میں
سے بیٹھنے سے نہیں آتی ہے۔

علم۔ عالموں اور عاملوں کی تلاش میں اتنا چلو۔ کہ چلنے کی (ہمت) باقی
نہ رہے۔ یہاں تک چلو۔ کہ چلنے میں کوئی چیز تمہارے چلنے کا ساتھ نہ دے۔ فرمایا۔
پھر جب تم عاجز ہو جاؤ۔ تو اپنے ظاہر کے ساتھ بیٹھ جاؤ۔ پھر اپنے دل اور اپنے
معنی کے ساتھ۔ جب ظاہری اور باطنی طور پر تھک ہار جاؤ گے۔ تو اللہ تعالیٰ
کی طرف سے قرب اور اس سے ملنا نصیب ہوگا۔ جب تم اپنے دل کے
خطرے ختم کر دو گے اور تمہارے اعضا اس کی طرف چلنے لگیں گے تو یہ تمہارے
اس سے قریب ہونے کی نشانی ہوگی۔ چنانچہ اس وقت خود کو حوالہ کر دے۔
اور (آگے) ڈال دے۔ یہ تمہارے لیے جنگل میں خانقاہ بنائے گا۔ یہ تمہیں
ویرانہ میں بٹھائے گا۔ یا تمہیں آبادی کی طرف لوٹائے گا۔ اور دنیا و آخرت۔
جنوں۔ انسانوں اور فرشتوں اور روحوں کو تمہاری خدمت میں کھڑا کر دے گا۔
جب تم حق تعالیٰ کے دروازہ پر کھڑے ہو جاؤ گے عجب چیز۔ کیا عجب چیزیں
دیکھو گے۔ تمہارے کھانے کی۔ تمہارے پینے کی۔ تمہارے پہننے کی۔ تمہارے
وجود کی محبت۔ اور لوگوں کی تعریف و مذمت۔ یہ سب چیزیں جسمانی اعمال

ہیں۔ نہ کہ دلوں کے اعمال۔ یہ دل باغ بن جائے گا۔ جس میں درخت اور
پھل ہوں گے۔ اس میں جنگل۔ ویرانے۔ نہریں اور پہاڑ ہوں گے۔ انسانوں۔
جنوں۔ فرشتوں اور روحوں کے جمع ہونے کی جگہ ہو جائے گی۔ یہ بات عقل
سے بالا ہے۔ اے اللہ! اگر وہ چیز جس میں میں ہوں۔ حق ہے۔ تو اس کو
چلنے والوں کے لیے ثابت فرما دیجئے۔ آپ نے فرمایا۔ تقویٰ یہاں ہوتا ہے۔
اخلاص اس جگہ ہوتا ہے۔ اور سینہ کی طرف اشارہ کر رہے تھے۔ (یعنی ان
چیزوں کا تعلق دل سے ہے۔ زبان اور ہاتھ سے نہیں) جو کوئی اصلاح چاہے۔
مشائخ کے قدموں کے نیچے کی زمین بن جائے۔ ان شیوخ کی صفت کیا ہے؟
دنیا اور مخلوق کو چھوڑنے والے ہیں۔ ان دونوں کو اور جو کچھ عرش سے تحت
الثریٰ تک ہے (یعنی ساتوں) آسمانوں کو اور جو کچھ ان میں ہے۔ اور (ساتوں
زمینوں) کو اور جو کچھ ان میں ہے۔ الوداع کہہ دینے والے ہیں۔ (ایسے ہیں)
جنہوں نے سب چیزوں کو چھوڑا۔ اور ان کو ایسے شخص کی طرف الوداع کہی۔
جو پھر کبھی بھی ان کی طرف نہ پلٹے۔ اور ساری مخلوق کو چھوڑ دیا۔ اور منجملہ مخلوق
وہ خود بھی ہیں۔ (یعنی اپنے نفوس اور ذوات کو بھی چھوڑ دیا اور اب) ان
کی ہستی اپنے پروردگار کے ساتھ ہے۔ (کہ وہی فرمائے تو کھائیں اور بولیں۔
ورنہ منہ بند کیے پڑے رہیں) جو شخص اپنے نفس کا وجود رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ
کی صحبت کا طالب ہو۔ وہ نفس پرستی اور بے ہودگی میں ہے۔ جس کا زہد اور
توحید صحیح ہو جائے وہ لوگوں کے ہاتھوں اور ان کی سخاوت کی طرف نہیں
دیکھتا۔ وہ خدائے بزرگ و برتر کے سوا کسی کو دینے والے نہیں سمجھتا۔ اور نہ
ہی اس کے سوا کسی کو مہربانی کرنے والا جانتا ہے۔ اور اے دنیا والو! تم سب
کے سب ان باتوں کے سننے کے کتنے محتاج ہو۔ اے پُراز جہالت زاہد تمہیں

ان باتوں کے سننے کی کتنی ضرورت ہے۔ بناوٹی زاہدوں میں سے اکثر لوگ مخلوق کے پجاری اور مشرک بنے ہوئے ہیں (کہ سب زہد و عبادت جاہ و مال حاصل کرنے کے لیے ہوتی ہے) تم شرک سے اپنے رب کے دروازہ کی طرف بھاگو۔ اور اس کے پاس کھڑے رہو۔ (مصیبتوں کے آنے سے بھاگو مت) جب تم اس کے دروازے پر کھڑے ہو اور تمہارے پیچھے سے مصیبتیں آئیں۔ تو اس کے دروازہ سے چمٹ جاؤ۔ چونکہ تیری توحید اور تیری سچائی کی ہیبت سے وہ خود تم سے دفع ہو جائیں گی۔ پس جب تم پر مصیبتیں آئیں۔ تو تمہارے لیے لازم ہے۔ صبر و استقلال پکڑو۔ اس سے گلاب کا پانی ٹپکے۔ تمہارے لیے کوئی بزرگی نہیں۔ تم دنیا میں عمل کرتے ہو۔ دنیا اپنا حصہ پالیتی ہے۔ اور تم چاہتے ہو۔ کہ کل آخرت بھی تمہارے لیے ہو۔ تمہارے لیے کوئی بزرگی نہیں۔ مخلوق کے لیے عمل کیا۔ اور چاہتے ہو۔ کہ کل خالق تمہارے لیے ہو۔ اور اس سے قریب ہو۔ اور اس کی طرف نظر ہو۔ تمہارے لیے کوئی بزرگی نہیں۔ ظاہر اور غالب تو یہی ہے۔ اور اگر تمہیں (کچھ) دے، وہ بغیر عمل کے بھی مہربانی کر دیتا ہے۔ پس وہ اُسی پر ہے۔ میری سنو۔ اور عقل (سے کام) لو۔

ان کی بات سے شروع کرتا ہوں۔ اور اس کی تعریف کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے میرے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے اس کا اہل بنایا ہے۔ اور میں اپنے ابا جان اور اَمّی جان رحمۃ اللہ علیہما سے بری ہوں۔ میرے والد صاحب نے دنیا کو اس پر قابو پانے کے باوجود اس کو چھوڑا۔ اور والدہ صاحبہ اس بات سے خوب واقف ہیں۔ اور ان کی اس بات سے راضی تھیں۔ دونوں نیکی۔ دیانت۔ مخلوق اور میرے پر شفقت کے مالک تھے۔ مخلوق سے نہیں۔ ان دونوں کی طرف سے میں رسول اور مرسل کی طرف آیا

ہوں۔ اپنی ساری خیر اور نعمت ان دونوں کے ساتھ اور پاس سمجھتا ہوں۔ مخلوق میں سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ارباب میں سے اپنے پروردگارِ اعلیٰ کے علاوہ کسی کو نہیں چاہتا ہوں۔ تمہاری بات تمہاری زبان سے ہے۔ تمہارے دل سے نہیں۔ تمہاری صورت سے ہے۔ تمہارے معنی سے نہیں۔ ایک صحیح دل اس بات سے بھاگتا ہے۔ جو زبان سے نکلتی ہے۔ اس کو سننے کے وقت دل اس طرح ہو جاتا ہے۔ جیسے پرندہ پنجرہ میں۔ جیسے منافق مسجد میں۔ جب کسی مجلس میں سچوں میں کوئی ایک منافق عالموں میں سے کسی ایک سے بھڑ اور ٹکرا جاتا ہے۔ تو اس کی پوری پوری تمنا اس سے نکل جانے کی ہوتی ہے۔ اللہ والوں کے لیے دکھاوا کرنے والوں۔ نفاق رکھنے والوں۔ جھوٹ بولنے والوں۔ دعویٰ کرنے والوں۔ اللہ تعالےٰ کے دشمنوں اور اس کے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے چہروں پر نشانیاں ہوتی ہیں۔ اور مزید یہ نشانیاں ان کی باتوں میں ہوتی ہیں۔ سچوں سے اس طرح بھاگتے ہیں۔ گویا وہ حشر سے بھاگ رہے ہیں۔ ڈرتے ہیں۔ کہیں اپنے دلوں کی آگ سے جلا نہ دیں۔ فرشتے ان کو سچوں اور نیکوں سے دور رکھتے ہیں۔ ان میں سے ایک عوام کے نزدیک آدمی ہوتا ہے۔ اور سچوں کے نزدیک سور ہوتا ہے۔ ان کے نزدیک اس کا کچھ وزن نہیں ہوتا۔

اے لڑکو۔ تمہارے لیے طبیب کا حکم ماننا لازم ہے۔ چونکہ وہ تمہاری امراض کا علاج کرتا ہے۔ اور اس کی مانو۔ اور تم بچ جاؤ گے۔ تم شاگرد کی پیروی کرو۔ کہ وہ تم کو استاد کے پاس اٹھائے جائے گا۔ حکم علم کا غلام ہوتا ہے۔ اس کی پیروی کرو۔ اور دیکھو۔ کہاں داخل ہوتا ہے۔ اس کے پیچھے داخل ہو جاؤ۔ اپنے پروردگارِ اعلیٰ کا دروازہ طلب کرو۔ اور حکم کے ساتھ اچھی طرح گزر بسر کرو۔

جو کہ دروازہ کا غلام ہے جب تم حکم کی پیروی نہ کرو گے۔ تو تمہیں علم تک بھی رسائی نہ ہوگی۔ کیا تم نے اپنے پروردگارِ اعلیٰ کا فرمان نہیں سنا۔ "اور جو تم کو رسول دے۔ اس کو لے لو۔ اور جس چیز سے تم کو منع کرے۔ سو چھوڑ دو۔" جب تم اپنے پروردگارِ اعلیٰ کے دروازہ پر حکم کے ساتھ اچھی طرح گزر بسر کرو گے۔ اور اس کے ساتھ پکارو گے۔ تمہیں جواب دے گا۔ اور تمہارے لیے اپنے قرب کا دروازہ کھول دے گا۔ اور تم کو اپنی مہربانی اور اپنی عزت کے خوان پر بٹھائے گا۔ اس کے مہمان بن جاؤ گے۔ تمہارے دلوں سے باتیں کرے گا۔ اور تمہارے باطنوں سے محبت کرے گا۔ اور ان کو وہ علم سکھائے گا۔ جس کو اپنی مخلوق میں سے تمہارے خواص کو سکھاتا ہے۔ چنانچہ اس کا حکم اس کے اور مخلوق کے درمیان اور اس کا علم اس کے اور تمہارے درمیان ہو جاتا ہے۔ چونکہ حکم مشترک ہے۔ اور علم خاص ہے حکم ایمان ہے۔ اور علم عیان ہے۔ اے اللہ! ہمیں ہمارے اعمال میں علم و اخلاص دیجئے۔ اور ہمیں اپنے علم کی اطلاع دیجئے۔ اور ہماری اطلاع پر جما دیجئے۔ اور ہمیں دنیا میں نیکی دیجئے۔ اور آخرت میں نیکی دیجئے۔ اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائیے۔ اور سب تعریف اللہ کے لیے ہے۔ جس کی مہربانی سے نیک کام پورے ہوتے ہیں۔

خاتمہ بالخیر

استاد امام عالم زاہد عابد عارف متقی قطب فرد غوث شیخ المشائخ و اولیا سیدنا و شیخنا شیخ محی الدین ابو محمد عبد القادر حسنی حسینی بن ابو صالح عبد اللہ جیلی رضی اللہ عنہ (اللہ ان کو ہم سے راضی کرے اور ہمیں ان کے کلام باعتبار لفظ معنی علم اور عمل سے فائدہ پہنچائے) کی تصنیف سے "جلاء الخواطر" کا نسخہ مکمل ہو گیا۔

⁂ ⁂ ⁂

وصایا غوثیہ

یہ ہے جس کی (دبیر) کامل عالم کاشفِ حقائق مقتدائے خلائق قطبِ ربانی غوثِ صمدانی حق و دین کے زندہ کرنیوالے شیخ عبد القادر حسنی جیلانی قدس اللہ سرالعزیز نے وصیت کی ہے۔

اے بیٹے! میں تمہیں اللہ سے ڈرنے اور خوف کرنے اور اپنے والدین اور سارے مشائخ کے حقوق کو ضروری سمجھنے کی وصیت کرتا ہوں۔ چونکہ اس سے اللہ اپنے بندہ سے راضی ہوتا ہے۔ اور چھپے کھلے حق کی حفاظت کرو۔ اور فہم و فکر، غم و ہم اور رونے کے ساتھ قرآن کی تلاوت کو ظاہر و باطن، خفیہ و اعلانیہ مت چھوڑو۔ اور سب احکام میں محکم آیات کی طرف رجوع کرو۔ کہ قرآن مخلوق پر اللہ کی حجت ہے۔ اور علم (دین) سے ایک قدم بھی ادھر ادھر نہ ہو۔ اور فقہ کا علم سیکھو۔ اور جاہل اور عامی صوفی مت بنو۔ اور بازار والوں سے بھاگو۔ کہ یہ مسلمانوں کے حق میں دین کے چور اور راہ کے لٹیرے ہیں۔ اور اہلِ توحید سنت کے عقائد اختیار کرو۔ اور نئی باتوں سے بچ جاؤ۔ کہ ہر نئی بات بدعت (ہر دو خطوط وحدانی ختم کرتے ہیں)۔

اور گمراہی ہے۔ اور نو عمر لڑکوں۔ عورتوں۔ بدعتیوں۔ دولتمندوں اور عام لوگوں سے خلا ملا نہ رکھو۔ کہ یہ چیز تمہارا دین برباد کر دے گی۔ تھوڑی دنیا پہ قناعت کرو اور خلوت اختیار کرو۔ اور خوف خدا سے رویا کرو۔ اور حلال کھاؤ۔ کہ یہ نیکیوں کی کنجی ہے۔ اور حرام کو ہاتھ مت لگاؤ۔ کہیں تمہیں قیامت کے دن آگ نہ لگ جائے۔ اور حلال (جائز۔ حلال کی روزی سے) لباس پہنو۔ کہ تم ایمان اور عبادت کی حلاوت

پاؤ گے۔ اور اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہو۔ اور اپنے اللہ تعالےٰ کے سامنے
کھڑے ہونے کی مت بھولو۔ اور رات کی نماز اور دن کے روزے کثرت
سے رکھو۔ اور امام و پیشوا بنے بغیر (نماز اور دوسرے دینی کاموں میں) (مسلمانوں)
کی جماعت کو مت چھوڑو۔ اور سرداری اور حکومت مت چاہو۔ چونکہ جو سرداری
اور حکومت کو پسند کرتا ہے۔ وہ کبھی فلاح نہیں پاتا ہے۔ اور دستاویزات
پر دستخط نہ کیا کرو۔ اور حکام و سلاطین کے ہمنشیں مت بنو۔ اور وصیتوں میں
دخل نہ دو۔ اور لوگوں کے (معاملات) سے اس طرح بھاگو۔ جیسے تم شیر سے
بھاگتے ہو۔ اور خلوت اختیار کرو۔ تاکہ تمہارا دین برباد نہ ہو۔ (ضروریات دین
کے پیش نظر) سفر کیا کرو۔ کہ تندرست رہو گے۔ اور غنیمتیں پاؤ گے۔ اور مشائخ
کے دل کا خیال رکھو۔ (کہ بلا وجہ گرانی اور پریشانی لاحق نہ ہو)۔ اپنی تعریف پر
دھوکہ مت کھاؤ۔ اور اس کی بات پر غم نہ کرو۔ جو تمہاری مذمت کرتا ہے۔ مذمت
اور تعریف تمہارے نزدیک برابر ہو جانی چاہئیں۔ اور ساری مخلوق سے خوش
خلقی سے پیش آؤ۔ اور عاجزی و انکساری اختیار کرو۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا۔ کہ جس نے اللہ کے لیے عاجزی و انکساری اختیار کی ہے۔ اللہ اس
کو بلند کرتا ہے۔ اور بڑائی کرتا ہے۔ اللہ اس کو نیچا دکھاتا ہے۔ اور ہر حالت
میں نیک و بد کے ساتھ ادب سے پیش آؤ۔ اور ساری مخلوق کو اپنے سے بہتر
سمجھو۔ خواہ چھوٹے ہو خواہ بڑے۔ اور ہمیشہ ان کو نظر رحمت سے ہی دیکھا کرو۔
اور ہنسو مت۔ کہ ہنسنا غفلت کی (نشانی) ہے۔ اور یہ دل کو مردہ کر دیتا ہے۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تم کو معلوم ہوتا۔ جو مجھ کو معلوم ہے۔ تو تم ہنستے
کم اور روتے بہت۔ اللہ کے داؤ سے نڈر نہ ہو۔ اور اللہ کی رحمت سے
نا امید نہ ہو۔ اور ڈر اور امید کے درمیان لازم ہے۔ اور روزہ نہ ہونے کی

حالت میں صاف ستھرے۔ پاکدامن۔ راستباز۔ باادب۔ خدارسیدہ۔ دانشمند۔
صاحب علم جاہل صوفیوں سے دور ہونے والے۔ اور مشائخ کی مال سے، جان
سے اور عزت سے خدمت کرنے والے بنے رہو۔ اور ان کے دلوں کا۔ ان کے
اوقات کا اور ان کی عادتوں کا خیال رکھو۔ اور ان کی کسی بات پر اعتراض نہ
کرو۔ ہاں اگر شریعت کے خلاف ہو۔ تو تم اس میں ان کی پیروی مت کرو۔ اگر تم
ان پر اعتراض کرو گے۔ تو کبھی فلاح نہ پاؤ گے۔ اور لوگوں سے (کچھ) نہ مانگو۔
اور ان سے مقابلہ کرو۔ اور نہ ہی کل کے لیے کوئی چیز بچا کر رکھو۔ اس واسطے
کہ رزق جتنا قسمت میں لکھا ہے۔ اللہ دے گا۔ اور اللہ نے تمہیں جو دے
رکھا ہے۔ اس میں طبیعت اور دل کے سخی بنو۔ بخل اور حسد سے بچو۔ کہ بخیل
اور حاسد دوزخ میں جائیں گے۔ اور اپنا حال (اللہ کے ساتھ) کسی بھی طرح
ظاہر نہ کرو۔ اور ظاہر کو مت سنوارو۔ کہ یہ باطن کی ویرانی ہے۔ اور رزق کے
معاملہ میں اللہ پر بھروسہ کرو۔ کہ بلاشبہ اللہ ضامن ہیں۔ اور جاندار کو روزی
دیتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ اور زمین پر کوئی چلنے والا نہیں ہے۔ مگر یہ
کہ اس کی روزی اللہ کے ذمہ ہے۔ اور ساری مخلوق سے نا امید ہو جاؤ۔ اور
ان سے دل نہ لگاؤ۔ اور حق بات کہو۔ اگرچہ کڑوی ہو۔ اور ہر معاملہ خالق کے سپرد
کرو۔ اور مخلوق میں سے کسی کی طرف مت جھکو۔ ورنہ حق تعالےٰ تمہیں اپنے دروازہ
سے دھکیل دیں گے۔ اور اپنی جان کا محاسبہ کیا کرو۔ اس واسطے کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ایک آدمی کے اسلام کی بہتری بے مطلب کاموں کو چھوڑنا
ہے۔ اور ساری مخلوق کے اللہ کے لیے خیر خواہ بن جاؤ۔ کھانا، پینا، سونا اور
بات کم کرو۔ اور مت کھاؤ۔ مگر فاقہ پر۔ اور مت بات کرو۔ مگر ضرورت سے
اور مت سو۔ مگر نیند کے غلبہ پر اور رات کی نماز اور دن کے روزے زیادہ

رکھو۔ اور مجلس سماع لوجہ اللہ بھی ہو۔ تو بھی اس میں زیادہ نہ بیٹھو۔ کہ یہ نفاق پیدا کرتا ہے پھر دل کو مردہ کرتا ہے۔ اور اس کا انکار بھی نہ کرو۔ کہ بعض لوگ اس کے اہل بھی ہیں۔ اور سماع محض ان کے لیے صحیح ہے جس کا دل زندہ ہو۔ اور اس کا نفس مردہ ہو۔ اور جو اس حالت پر بھی ہو۔ اس کا بھی روزہ، نماز اور وظائف میں مشغول ہونا زیادہ بہتر ہے۔ اور چاہیئے، کہ تیرا دل غمگین ہو اور تیرا بدن بیمار ہو۔ اور تیری آنکھ آنسو بہاتی ہو۔ اور تیرا عمل (ریا سے) خالی ہو۔ اور تیری دُعا کوشش سے ہو۔ اور تیرے کپڑے پرزے ہوں۔ اور تیرے رفیق فقیر لوگ ہوں۔ اور تیرا گھر مسجد ہو۔ اور تیری جائیداد علم دین ہو۔ اور تیرا سنگھار زہد ہو۔ اور تیرا مونس ربِ کریم ہو۔ کسی کو اپنا دینی بھائی نہ بناؤ جب تک تمہیں پانچ عادتیں ظاہر نہ ہو جائیں۔ فقر کو تونگری پر ترجیح دیتا ہو۔ آخرت کو دنیا پر ترجیح دیتا ہو۔ عزت پر مسکنت کو ترجیح دیتا ہو۔ باطنی اور ظاہری اعمال میں صاحبِ نظر ہو۔ اور مرنے کے لیے تیار ہو۔

اے بیٹے! دنیا اور اس کی زیبائشوں سے دھوکہ مت کھانا۔ کہ دنیا ہری بھری ٹھنڈی میٹھی چیز ہے۔ جو اس سے چپٹا۔ وہ اس سے چپٹی۔ اور جس نے اس کو چھوڑا اس نے اس کو چھوڑ دیا۔ اور اس واسطے بھی کہ اس کے باقی رہنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ اور رات اور دن اس سے آخرت کی طرف کوچ کرنے کے لیے تیار رہو۔

اے بیٹے! خلوت نشینی اختیار کرو۔ اور اللہ کے ڈر سے اپنے دل میں اکیلے تنہا اور فکر مند رہو۔ اللہ کی دی ہوئی بزرگیوں کو پہچانو۔ اور دنیا میں مسافر کی طرح رہو۔ اور اس سے اسی طرح نکل جاؤ۔ جس طرح اس میں داخل ہوئے تھے۔ کیونکہ تمہیں نہیں معلوم کہ قیامت کے دن تمہارا کیا نام

(شقی یا سعید) ہوگا۔

حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کی نصیحت اپنے الفاظ شریفہ کے ساتھ تمام ہوئی۔ اور یہ ان کے مخلصین و مستفیدین میں جو چاہے۔ اور ان سے راضی ہو۔ اس کے لیے موثر و مبلغ ہے۔ آمین یا رب العالمین۔

☆

مكتبة الجيلاني
٣

في الباطن والظاهر
المسمى

جلاء الخاطر

تأليف
الشيخ عبد القادر الجيلاني
رحمه الله تعالى

تحقيق
خالد الزرعي عبد الناصر سري

دار ابن القيم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

في الباطن والظاهر

المسمى

جلاء الخاطر

تأليف

شيخ الإسلام وسلطان الأولياء

أبي محمد عبد القادر بن أبي صالح عبد الله بن جنكي دوست الجيلاني الشافعي الحنبلي

رحمه الله تعالى

(٤٧٠ - ٥٦١ هـ)

تحقيق

خالد الزرعي عبد الناصر سري

الإهداء

- إلى روحيّ اللذين زقّا لنا العلوم كما يزقّ الطائر فرخه.
- إلى المخلصينِ الودودين اللذين علمانا العمل بالعمل والمحبة للخلق والصبر على الحقّ.
- إلى المربيين الشيخ حسين خطاب والشيخ محمد خير ياسين رحمهما الله وجمعنا بهما تحت لواء سيد المرسلين ﷺ.

المحققان

بسم الله الرحمن الرحيم

مقدمة التحقيق

الحمد لله كما ينبغي لجلال وجه ربّنا وجماله وجلاله، وكما يحبّ ربّنا ويرضى. حمداً كثيراً دائماً بدوام وجه الله.

وأشهد أن لا إله إلاّ الله وحده لا شريك له وأنّ محمّداً عبده ورسوله صلى الله عليه وآله وصحبه وسلم.

وبعد: فهذا كتاب جلاء الخاطر في الباطن والظاهر للشيخ عبد القادر الجيلاني، وهو عبارة عن مجالس كان يلقيها الشيخ رحمه الله بمدرسته بباب الأزج صباح كل جمعة وأحد ومساء كل ثلاثاء.

وهو تتمة لكتاب الفتح الربّاني الذي تنتهي مجالسه مساء الثلاثاء في السادس من رجب (٥٤٥)هـ، بينما يبدأ هذا الكتاب صباح الجمعة التاسع من رجب (٥٤٥)هـ، وينتهي في العشرين من رمضان (٥٤٦)هـ.

تجمع الكتب التي رصدت حياة الشيخ على أن الفتح الرباني، وجلاء الخاطر من الكتب الصحيحة المعروفة للشيخ[1]؛ لذلك لن نبحث في نسبة الكتاب، وإن بدا بسهولة ويسر أنّ الكتابين من جمع طلاب الشيخ في المجالس التي كان يلقيها وخصوصاً عند الدعاء في نهاية كتابنا. فالشيخ لم يكن متفرغاً للبحث والتأليف.

(١) انظر معجم المؤلفين لعمر رضا كحالة ٣٠٧/٥، وكشف الظنون لحاجي خليفة ٦٦٢ و٨٧٩ و١٢٤٠، وإيضاح المكنون ٢٥٧/١، وهدية العارفين ٥٩٦/١ و٤٣٥/٥، وقلائد الجواهر في مناقب عبد القادر الجيلاني للتادفي الحلبي، والآثار الخطية للمكتبة القادرية ص١٠.

وجلاء الخاطر مجموعة دروس للعامّة والخاصّة؛ وهي دروس في الآفات النفسية والخلقية التي تعترض صحة العلاقة بين الإنسان وربّه، إنّه يحلّل الآفة بعين ثاقبة تنفذ إلى خفايا القلوب، ترى ما فيها مما سوى الله عزّ وجلّ، وتصف لها الدواء الإلهي الذي وصفه كتاب الله وسنّة رسوله صلى الله عليه وآله وصحبه وسلم.

فالحسد، والنفاق، والمنازعة، وضعف الإيمان، وسوء الأدب، وسوء الخلق، والظلم.... وغيرها كثير من الآفات التي يشرّحها ويصف لها الدواء.

وللصوفي الصادق في جلاء الخاطر صفات وخصائص يلحّ الشيخ عليها، كالالتزام بكتاب الله وسنة نبيّه صلى الله عليه وآله وصحبه وسلم، كالصبر، والزهد والحياء وحسن الخلق ومحبة الله عزّ وجلّ والرضا والإستقامة ومخالفة النفس والخوف والرجاء. ومن ذلك قوله: «كل حقيقة لا تشهد لها شريعة فهي زندقة». «نقف على تل السلامة، على السنَّة وترك البدعة، على تلِّ التوحيد والإخلاص وترك الرياء والنفاق، ورؤية الخلق بعين العجز والضعف والقهر، نرضى بالقضاء، ونترك التسخط، ونتمسك بالصبر، ونترك الشكوى».

- في هذا المخطوط يبدو أسلوب الوعظ بارزاً ومباشراً من شيخ كبير علا كعبه في سماء العلم. وخيف جانبه إجلالاً ووقاراً.

- وقد اعتمدنا بتحقيق هذا الكتاب على مخطوطتين من مكتبة الأسد الوطنية. الأولى برقم /٤٨٤٩/ بخط نسخي جميل أسميناها (أ) واعتمدناها أساساً لعملنا لقدمها ووضوح خطها. والثانية برقم /٨٤١٨/.

- قابلنا النسختين وثبتنا عبارات (أ) إلّا إذا اضطربت فيها العبارة، عند ذلك ثبتنا عبارة (ب) وأشرنا إلى ذلك في الحاشية.

- قمنا بضبط النص وترقيمه وتفصيله.

- ما رأيناه ضرورياً لإيضاح المعنى ولم نجده في المخطوطتين أضفناه ضمن

حاصرتين؛ ومن ذلك عند ذكر رسول الله صلى الله عليه وآله وصحبه وسلم. التزمنا وضع وآله وصحبه ضمن حاصرتين.

- قمنا بتخريج الآياتِ الكريمات باسم السورة وترتيبها في القرآن الكريم، ورقم الآية.

- خرّجنا الأحاديث النبوية، ولم نلتزم الحكم عليها؛ بل اكتفينا بالإشارة إلى مصادرها التي أوردتها.

- ترجمنا ما ورد من الأعلام.

- أغنينا الكتاب ببعض الشروحات المقتضبة لبعض المسائل، والله وليّ التوفيق وهو حسبنا ونعم الوكيل.

* * *

ترجمة الشيخ
عبد القادر الجيلاني

اسمه ونسبه:

الشّيخُ الإمام الزّاهد العارف القُدوة، شيخ الإسلام، سلطان الأولياء، إمام الأصفياء، مُحيي الدّين والسّنة ومميت البدعة، أبو محمّد عبد القادر بن أبي صالح عبدالله[١] بن جنكي دوست[٢] بن يحيى بن محمّد بن داود بن موسى بن عبدالله بن الحسن بن الحسن[٣] بن عليّ بن أبي طالب[٤]. [٥]

مولده وموطنه وأوصافه:

ولد الشّيخ ـ رحمه الله تعالى ـ بمنتصف شهر رمضان في سنة إحدى وسبعين وأربع مئة بجيلان[٦]، وبها أمضى فترة شبابه الأوّل إلى أن بلغ الثامن عشرة

---

(١) قال ابن رجب في «الطبقات» هو: عبد القادر بن أبي صالح بن عبدالله ـ أي: بزيادة لفظ (ابن) ـ. وقال ابن الوردي في «تتمة المختصر في أخبار البشر»، ج٢/١٠٧ هو: عبد القادر بن أبي صالح موسى جنكي دوست. وقال الزركلي في «الأعلام»، ج٤/٤٧ هو: عبد القادر بن عبدالله.

(٢) قال الحلبي في «قلائد الجواهر»، ٣: هذا لفظ أعجمي ومعناه: يحب القتال. والله أعلم.

(٣) قال ابن شاكر الكتبي في «فوات الوفيات»، ج٢/٣٧٣: ينتهي نسبه إلى الحسين بن علي بن أبي طالب.

(٤) «الطبقات»: لابن رجب. جامع كرامات الأولياء: للنبهاني، ج٢/٢٠٤.

(٥) انظر سير أعلام النبلاء ج٢٠/٤٣٨.

(٦) سير أعلام النبلاء: للذهبيّ، ج٢٠/٤٣٩.

سنة، فارتحل إلى بغداد، ودخلها سنة ثمان وثمانين وأربع مئة[1]، واستمر فيها إلى نهاية حياته.

كان الشّيخ ـ رحمه الله تعالى ـ نحيف البدن، مربوع القامة، عريض الصّدر، عريض اللّحية، طويلها، أسمر اللّون، مقرون الحاجبين، ذا صوت جَهْوَرِيّ، وحسن الجوارِ، لا يؤذي أحداً، ويتّبع الحق والهدى. وكان ذا قدر عليّ، وعلم وفيّ.[2]

نشأته وطلبه العلم:

رأت عينا الشّيخ ـ رحمه الله تعالى ـ النّور في بيئة معروفة بالعلم، ومُؤيَّدة بالكرامات؛ فأبوه من كبار علماء جيلان، وأمّه من عُرِفَت بالكرامات، وهي ابنة أبي عبدالله الصّومعي العارف العابد الزّاهد، فاستنشق الهواء من بيوت العلم والفقه والمعرفة والحقيقة.

عَلِمَ ـ رحمه الله تعالى ـ أنّ طلب العلم فريضة على كلّ مسلم ومسلمة، فشمّر عن ساعد الجدّ والتّحصيل، وسارع في طلبه، قاصداً أعلام الهدى من علماء هذه الأمّة فابتدأ حياته بقراءة القرآن العظيم حتّى أتقنه. درسه على يد أبي الوفا عليّ بن عقيل الحنبلي، وأبي الخطّاب محفوظ الكَلْواذَانِي الحنبليّ، وغيرهم كثير.

وسمع الحديث النبويّ الشّريف على أيدي كثير من مشاهير عصره من الحفّاظ، كأبي غالب محمّد بن الحسن الباقلاّني، وغيره.

وتفقّه على أيدي مشاهير عصره من العلماء الفقهاء، كأبي سعد المُخرِّمي، الّذي أخذ عنه الخرقة الشّريفة.

---

(١) سير أعلام النبلاء: للذهبيّ، ج٢٠/٤٤٣ نقلاً عن ابن النجار في «تاريخه».

(٢) مختصر طبقات الحنابلة: لابن شطي، ٤١ .

وتعلّم الأدب واللّغة على يد أبي زكريا يحيى بن عليّ التّبريزيّ. وصاحب حمّاد الدّباس وأخذ عنه علم الطّريقة.

فألمّ بعلوم الشّريعة والطّريقة واللّغة والأدب، حتّى بلغ شأواً بعيداً، فكان إمام الحنابلة، وشيخهم في عصره، وأظهر الله تعالى الحكمة من قلبه على لسانه في مجالس الوعظ.

صنّف مقامات عديدة في الأصول والفروع، وفي أهل الأحوال والحقائق(١).

مناقبه:

للشّيخ عبد القادر ـ رحمه الله تعالى ـ صفات حميدة، ومآثر كثيرة، فقد اشتهر بالأحوال والكرامات حتّى تواترت عنه.

قال الشيخ عزّ الدّين بن عبد السّلام: ما نُقلت إلينا كرامات أحد بالتّواتر

---

(١) ومنها الفتح الرباني وفتوح الغيب، والفيوضات الربانية، والغنية لطالبي طريق الحق...

وهناك كتب كثيرة نسبت للشيخ الجيلاني ولم تثبت صحة نسبتها إليه. منها خصائص المصطفى، وسر الأسرار الذي قمنا بتحقيقه مشتركاً مع الأخ غسان عزقول، وأشرنا في نسبته للشيخ الجيلاني رحمه الله؛ ولكن بعد المزيد من البحث الدراسة تبينّ أنه ليس للشيخ. ذلك لوجود بعض الاقتباسات المتأخرة بعد الشيخ؛ كالاقتباس من تفسير البيضاوي المتوفى سنة ٦٤٥ هـ، بينما توفي الشيخ عبد القادر سنة ٥٦١ هـ. ولوجود مصطلحات ما عرفت إلا في القرن الهجري العاشر، كمصطلح الخلوتي، ولتكراره باستمرار، وكذلك لوجود دلائل أخرى، كتناقض أسلوبي عرض طريقة الوصول إلى الحق عزوجل بين كتابي سر الأسرار وكتاب الطريق إلى الله بتحقيق غسان عزقول، ونعتقد أن كلا الكتابين منسوب إلى الشيخ الجيلاني والله أعلم.

إلاّ الشّيخ عبد القادر[1]. وكذا قاله شيخ الإسلام ابن تيمية ـ رحمه الله تعالى ـ[2].

دان جميع العلماء والأولياء في عصره للشّيخ ؛ ففي الفقه بزّ أقرانه العلماء، وخضعت له رقاب الأولياء، كما اشتهر عنه قوله: (قدمي هذه على رقبة كلّ ولي لله). وقد اعترفت له سائر العلماء وسائر الأولياء بذلك، وبايعوه بالسّلطنة عليهم، فأضحى سلطان الأولياء.

قال ـ رحمه الله تعالى ـ حاثّاً على التّمسك بالكتاب والسّنّة والتزام نهج أتباع الرّسول صلّى الله عليه وآله وصحبه وسلم: كلّ حقيقة لا تشهد لها الشّريعة فهي زندقة، طِرْ إلى الحقّ عزّ وجلّ بجناحي الكتاب والسّنّة، ادخل عليه ويدك في يد الرّسول صلى الله عليه وآله وصحبه وسلم، اجعله وزيرك ومعلّمك، دع يده تزيّنك وتمشطك وتعرضك عليه[1].

كان ـ رحمه الله تعالى ـ يتكلّم على الخواطر في مجلسه رغم أنّ مجلسه يضمّ سبعين ألفاً، وقد كثر تواتر الرّوات حول ذلك، يقول الشّيخ أبو بكر العماد ـ رحمه الله تعالى ـ كنت قرأت في أصول الدّين، فأوقع عندي شكّاً، فقلت: حتّى أمضي إلى مجلس الشّيخ عبد القادر، فقد ذُكر أنّه يتكلّم على الخواطر، فمضيت وهو يتكلّم، فقال: اعتقادنا اعتقاد السّلف الصّالح والصّحابة. فقلت في نفسي: هذا قاله اتّفاقاً، فتكلّم ثمّ التفت إلى ناحيتي، فأعاده، فقلت: الواعظ قد يلتفت، فالتفت إليّ ثالثة، وقال: يا أبا بكر، فأعاد القول، ثمّ قال: قم قد جاء أبوك. وكان غائباً، فقمت مبادراً، وإذا أبي قد جاء[2].

---

(١) شذرات الذهب في أخبار من ذهب: لابن العماد الحنبلي، ج٤/٢٠٠ .

(٢) تتمة المختصر في أخبار البشر: لابن الوردي، ج٢/١١١ .

(٣) الفتح الرباني والفيض الرحماني: للجيلاني، المجلس الرابع والأربعون.

(٤) سير أعلام النبلاء: للذهبيّ، ج٢٠/٤٤٢ .

كان ـ رحمه الله تعالى ـ سريع الدّمعة، شديد الخشية، كثير [الورع]، مجاب الدّعوة، كريم الأخلاق، طيّب الأعراق، أبعد النّاس عن الفحش، أقرب الناس إلى الحقّ، شديد البأس إذا انتهكت محارم الله، ولا يغضب لنفسه، ولا ينتصر لغير الله، ولا يردّ سائلاً ولو بأحد ثوبيه[1].

وفاته:

أمضى الشّيخ ـ رحمه الله تعالى ـ الفترة الأولى من حياته في طلب العلوم وجمعها وتحصيلها، ثم تصدّر أربعون سنة مجلس الكلام والوعظ، في مدرسته بباب الأزج، من سنة (٥٢١ هـ) إلى سنة ٥٦١ هـ).

أمّا مدة التّدريس والفتوى بمدرسته، فكانت ثلاث وثلاثون سنة، من سنة (٥٢٨ هـ) إلى سنة (٥٦١ هـ)[٣].

لم يدّخر الشّيخ ـ رحمه الله تعالى ـ وقتاً إلاّ وأنفقه في العلم والجِدّ، من تحصيل وتدريس، وفُتيا، وتوجيه، ووعظ، وإرشاد، وأحوال، ومقامات، وكشف، ومشاهدة، فكان العالم والزّاهد والعابد والعارف.

عُمِّرَ الشّيخ ـ رحمه الله تعالى ـ تسعين سنة، وانتقل إلى الله تعالى في عاشر ربيع الآخر، سنة إحدى وستين وخمس مئة، وشيّعه خلق لا يحصون، ودفن بمدرسته ـ بباب الأزج ببغداد ـ رحمه الله تعالى[1].

---

(١) تفريج الخاطر: الأربلي، ١٥.

(٣) مختصر طبقات الحنابلة: لابن شطي، ٤١.

بسم الله الرحمن الرحيم

[٢/أ]

قال الشيخ الإمام، العالم، العلامة، العامل، الزاهد، العابد، العارف، الورع، شيخ المشايخ، حجة الإسلام، قطب الأنام، ناصر السنة، قامع البدعة، تاج العارفين، وحجة السّالكين، ركن الشريعة، وزين الحقيقة، وعَلَم الطريقة، سيد الأولياء، وإمام الأصفياء، مصباح الأتقياء، وسراج أهل الغَنَاء[1]، الشيخ أبو محمد، سيد عبد القادر بن أبي صالح الجيلي، سبط أبي عبدالله الصومعي ـ قدس الله روحه / ونور ضريحه ـ وحشرنا في زمرته وأماتنا في محبته، ونفعنا ببركته [٢/ب] وبكلامه في الدنيا والآخرة، وصلى الله على سيدنا ونبيّنا وشفيعنا محمد، وعلى [آله وصحبه] وسلّم تسليماً كثيراً كثيراً، والحمد لله رب العالمين ـ في مجالس أوّلها تاسع رجب يوم الجمعة، وآخرها عشرون من شهر رمضان من سنة ست وأربعين وخمس مائة.

يا غلام: إياك والحسد؛ فإنه بئس القرين، وهو الذي خرب بيت إبليس وأهلكه؛ وجعله من أهل النار، وجعله ملعون الحق عزّ وجلّ وملائكته وأنبيائه وخلقه. / فكيف يحسن للعاقل أن يحسد وقد سمع قوله عزّ وجلّ ﴿نَحْنُ قَسَمْنَا [٣/أ] بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ﴾ [سورة الزخرف ٤٣/٣٢]، وقولَه تعالى: ﴿أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَى مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾ [سورة النّساء ٤/٥٤]، وقولَ النبيّ صلّى الله عليه [وآله وصحبه] وسلم: «الحسد يأكل الحسنات كما تأكل النار الحطب[2]». وقولُ

---

(١) الغَنَاء: بالفتح، النفع.

(٢) أخرجه أبو داود، كتاب الأدب، باب الحسد ٤٩٠٣، عن أبي هريرة رضي الله عنه أن =

بعض العلماء: «لله درُّ الحسد ما أعدله بدأ بصاحبه فقتله». الحاسد معادٍ لله تعالى؛ لأنه ينازعه في فعله وفي خلقه فيقصمه.

إني زاهد في كلامي وفيكم، وما في بيوتكم من بضائعكم وأموالكم وهداياكم؛ فما دمت على هذا تُنْفَعُون بكلامي إن شاء الله تعالى، وما دامت عين [٣/ب] المتكلم في / عمائمكم وقمصانكم وجيوبكم لا تُنْفَعون بكلامه ما دام يتردّد على دُخانكم[٣]، ويطمع فيكم لا تنفعون بكلامه، يكون كلامه قشراً فارغاً لا لبَّ فيه، عظماً بلا لحم، ومرارة بلا حلاوة، وصورة بلا معنى. كلام الطامع لا يخلو من درحنه[٤] ومداهنة لا يمكنه المحاققه[٥]. كلام الطامع فارغ كالطمع؛ لأن حروفه كلها فارغه: الطاء والميم والعين.

= النبي صلى الله عليه [وآله وصحبه] وسلم، قال: «إياكم والحسد؛ فإن الحسد يأكل الحسنات كما تأكل النار الحطب». أو قال العشب.

والحسد: هو تمني العبد زوال النعمة عن غيره سواء أراد رجوعها عليه أم لا. وهو حرام؛ لأن فيه نسبة الظلم إلى الله تعالى، وقد يطلق مجازاً على الغبطة كما في الحديث الذي رواه ابن ماجه، كتاب الزهد، «باب الحسد» رقم ٤٢٠٨ عن عبدالله بن مسعود قال: قال رسول الله صلى الله عليه [وآله وصحبه] وسلم: «لا حسد إلاّ في اثنتين: رجل آتاه الله مالاً فسلطه على هَلَكته في الحق. ورجل آتاه الله حكمة فهو يقضي بها ويعلمها». قال المناوي في «فيض القدير» جـ٣/٤١٤: قال الغزالي: الحسد هو المفسد للطاعات، الباعث للخطيئات، حسبك أن الله تعالى أمر بالاستعاذة من شرّ الحاسد ﴿ومن شر حاسد إذا حسد﴾ [سورة الفلق ١١٣/٥] كما أمر بالاستعاذة من شرّ الشيطان. فانظرْ كم له من شرّ وفتنة حتى أنزله منزلة الشيطان والساحر. وقد قال بعض العلما: «لله در الحسد ما أعدله بدأ بصاحبه فقتله». ونحن نقول: «لله درء الحسد ما أخذله بدأ بصاحبه فقتله» ونسأل الله السلامة والعافية.

(٣) دخانكم: مكان طبخكم.

(٤) درحنت الناقة على ولدها؛ أي رئمته بعد نفار، والدرحمين بالحاء المهملة: الرجل الثقيل، =

يا عِباد الله، اصدقوا وقد أفلحتم. الصادق لا يرجع. الصادق في توحيد الله تعالى لا يرجع بقول نفسه وهواه وشيطانه، الصادق في محبته لا يسمع العذل، ولا يُدْخَل في أذنه /. الصادق في محبة الله عزّ وجلّ ورسوله والصّالحين من عباده [٤/أ] لا يرجع بقول منافق ممقوتٍ مخذول. الصادق يَعْرف الصادق، والكاذب يعرف الكاذب. الصادق هِمّته عالية في السّماء لا يضرّه قول قائل: (إن الله عزّ وجلّ غالب على أمر، إذا أرادك لأمرٍ هيأك له).

يا غلام: لو كان عندك ثمرة العلم وبركته لما سعيت إلى أبواب السلاطين في حظوظ نفسك وشهواتها. العالم لا رِجلان له يسعى بهما إلى أبواب السلاطين والخلق، والزاهد لا يدان له يأخذ بهما أموالِ الناس، والمحبّ لله لا عينان له ينظر بهما إلى غيره. المحبّ الصّادق لو لقيَ الخلق كلّهم ما جلا[٦] له النظر / إلى غير [٤/ب] محبوبه، ولا تَكْبر في عيني راسه الدنيا، ولا تكبر في عيني قلبه الآخرى، ولا يكبر في عيني سرّه غير المولى.

زعاق[٧] المنافق من لسانه ورأسه، وزعاق الصّادق من قلبه وسرّه: قلبه على باب ربّه عزّ وجلّ، وسرّه داخل عليه، لا يزال يصرخ على الباب حتى يدخل الدار. أنت كذاب والله في جميع أحوالك، ما تعرف الطريق إلى باب الله عزّ وجلّ! كيف تدل عليه وأنت أعمى؟ كيف تقود غيرك وقد أعماك هواك وطبعك، ومتابعتك لنفسك، ومحبتك لدنياك، ورياستك، وشهواتك؟ ويلك تحب

= والدرجبين: الداهية. والدرخميل: مما يستدرك على الدرخمين وهو الضخم من الإبل. انظر تاج العروس مادة (درجنه).

(٥) المحاققة: المجادلة في الحق أو الصدق في القول.

(٦) ما جلا: ما اكتحل.

(٧) زعاق المنافق: أي غير صادق في صراخه واستغاثته وخوفه من الله عزوجل.

[٥/أ] البقاء في الدنيا / وهو شيء لا يقع بيدك! متى تهتدي إلى باب ربك عزّ وجلّ؟! متى تقدّم الآخرة على الدنيا؟! متى تقدّم الخالق على الخلق؟! متى تقدم الصلاة على دكانك وأرباحك؟! متى تقدم السائل على نفسك؟! متى تقدم أمر الله عزّ وجلّ والإنتهاء عن نهيه؟! والصبر على الآفات التي تأتي منه على هواك وعادتك؟! متى تقدم إجابته على إجابة خلقه؟!.

يا غلام: كن عاقلاً أنت في هوس[٨]، باطلٍ بلا حق، ظاهرٍ بلا باطن، علانيةٍ بلا سرّ، تقدّم إليّ ما دامت المعاصي على ظاهرك قبل أن تصل إلى قلبك فتصير مصرّاً ثم ينتقل الإصرار فيصير كفراً، / تدارك الأمر، احفظ باليسير [٥/ب] الكثيرَ، تدارك ما دام الحبل طرفه بيدك، قال النبي صلى الله عليه [وآله وصحبه] وسلم: «التائب من الذنب كمن لا ذنب له، ولو عاد في اليوم سبعين مرة؟[٩]».

---

(٨) الهوس: طرف من الجنون، وقال الزمخشري دوران في الرأس، تقول العرب: الناس هوسى والزمان أهوس: أي الناس يأكلون طيبات الزمان، والزمان يأكلهم بالموت. انظر التاج مادة (هوس).

(٩) أخرجه ابن ماجه في «سننه» كتاب الزهد، باب ذكر التوبة، ٤٢٥٠ ، عن أبي عبيد الله ابن عبد الله عن أبيه، وأخرجه الديلمي في [الفردوس]، ٢٤٣٢ عن أنس رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه [وآله وصحبه] وسلم: «التائب من الذنب كمن لا ذنب له، وإذا أحب الله عبداً لم يضرّه ذنب». قال الزبيدي في «إتحاف السادة المتقين»، جـ٤/٥٠٦ ، مضيفاً على الحديث: ثم تلا قول الله تعالى: ﴿إن الله يحب التوابين ويحب المتطهرين﴾ [سورة البقرة ٢/٢٢٢]. قال السيوطي في «الفتح الكبير»، جـ٣/١١ [عن سلمان رضي الله عنه قال]: ما من شيء أحبّ إلى الله من شابّ تائب، وما من شيء أبغض إلى الله من شيخ مقيم على معاصيه، وما في الحسنات حسنة أحبّ إلى الله تعالى من حسنة تُعمل في ليلة الجمعة أو في يوم الجمعة، وما من الذنوب ذنب أبغض إلى الله تعالى من ذنب يُعمل في ليلة الجمعة أو يوم الجمعة، قال القشيريّ في «الرسالة»، ٧٧: التوبة أوّل منزل من منازل السالكين، وأول مقام من مقامات الطالبين.

إذا سمعت من الرسول صلى الله عليه [وآله وصحبه] وسلم وعملت بقوله، وأحسنت العشرة معه باتباعك أصحابه، قدّم قلبك إلى ربك عزّ وجلّ، وأسمعه كلامه. من تحقّقت طاعة الله وعبوديته له قُدْرَةٌ على سماع كلامه.

موسى عليه السلام جاء إلى قومه ومعه التوراة، فيها أمرٌ ونهي، فقالوا له: ما نقبل منك حتى نرى وجه الله، ونسمع كلامه، فقال / لهم: إني ما أراني وجهه [٦/أ] كيفي يريكم وجهه؟! فقالوا: إذا لم يُرنا وجهه فأسمعنا[١٠] كلامه. فأوحى الله عزّ وجلّ إليه قل لهم: إنْ أرادوا أنْ يسمعوا كلامي فليصوموا ثلاثة أيام، فإذا كان اليوم الرابع فليتطهروا ويلبسوا ثياباً جدداً طاهرة، ثم ائت بهم حتى يسمعوا كلامي. فأخبَرَهم موسى بذلك، ففعلوا. ثم جاءوا إلى الموضع الذي كان يناجي فيه ربه عزّ وجلّ من الجبل ـ وكان قدِ اختار من قومه سبعين رجلاً من علمائهم وزهادهم ـ فخاطبهم الحق عزّ وجلّ، فصعقوا كلّهم، وبقي موسى عليه السلام وحده، فقال يا ربِّ أمتّ / خيار أمتي، وبكى. فرحم الله بكاءه، فأحياهم، [٦/ب] فقاموا على أرجلهم، وقالوا: يا موسى لا طاقة لنا على سماع كلام الله عزّ وجلّ، فكن أنت الواسطة بيننا وبينه. فكلّم الله عزّ وجلّ موسى، وهو يُسْمعهم ويعيد عليهم قوله[١١]؛ إنما قَدِر على سماع كلامه بقوّة إيمانه، وتحقق طاعته وعبوديته. ولم يقدروا أنْ يسمعوا منه لضعف إيمانهم، فلو قَبِلوا منه ما جاءهم به في التوراة، وأطاعوه في الأمر والنهي، وتأدّبوا ولم يجرؤوا على ما قالوا لقدروا على سماع كلام الحق عزّ وجلّ.

يا غلام: اجتهد في / طاعة ربك بكل جهدك، واجْهد أن تعطي من [٧/أ] حرمك، وتصل من قطعك، وتعفو عمن ظلمك. اجتهد أن تكون بنيتك مع

---

(١٠) في (أ) «فسمعنا».

(١١) انظر «البداية والنهاية» جـ١/ ٢٨٩ ط دار المعارف.

العباد وقلبك مع رب العباد. اجتهد أنّك تصدق ولا تكذب. اجتهد أنك تخلص ولا تنافق، كان لقمان الحكيم يقول: (يا بني لا تُرِي الناس أنّك تتّقي الله عزّ وجلّ وقلبك فاجر)، ويلك لا تكن ذا وجهين وذا لسانين وذا فعلين كفلان وفلان. إني مُسلَّط على كل كذّاب منافق دجّال، مُسلّط على كل عاصٍ لله عزّ وجلّ، أكبرهم إبليس وأصغرهم الفاسق. إني مسلَط محارب / لكل ضالّ مضلّ، داع إلى الباطل، مستعيناً على ذلك بلا حول ولا قوة إلا بالله العلي العظيم. [٧/ب]

اللهم وفّقنا لما يرضيك عنّا، وآتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار.

مجلس

ويلك: قد نبت النفاق على قلبك، تحتاج إلى الإسلام، والتوبة وقطع الزنار، كن عاقلاً، سوف ترى إذا انجلى الغبار أفرس تحتك أم حمار، ولتعلمن نبأه بعد حين. من سمع كلامي وعمل به وأخلص فيه صار من المقربين؛ لأنّه كلام لا قشر فيه. ويلكم تدّعون محبة الله عزّ وجلّ وتقبلون بقلوبكم على غيره، لما صدق مجنون ليلى في محبتها ما كان يقبل قلبه غير ليلى. أقبل يوماً على قوم، فقالوا له: من أين جئت؟ فقال: ليلى. فقالوا إلى أين تريد / تمضي؟ فقال ليلى(١٢). إذا صدق القلب [٨ أ] في محبّة الله عزّ وجلّ صار كموسى عليه السلام حيث قال الله تعالى في حقه: ﴿وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ﴾ [سورة القصص ١٢/٢٨]. لا تكذب فمالك قلبان، بل هو قلب واحد، بأيّ شيء امتلأ، فما يسع فيه شيء آخر. قال الله تعالى: ﴿مَا جَعَلَ اللَّهُ لِرَجُلٍ مِنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهِ﴾ سورة الأحزاب [٤/٣٢]. قلب يحب الخالق والخلق لا يصح. قلب تكون فيه الدنيا والآخرة لا يصح. الجاهل بالله عزّ وجلّ يرائي وينافق، والعالم به لا يفعل ذلك. الأحمق يعصي الله عزّ وجلّ، والعاقل يطيعه، والمبغض يعصيه والمحبّ يطيعه. الحريص على جمع الدنيا يرائي وينافق / وقصير الأمل لا يفعل ذلك، الناسي للموت يُرائي، والذّاكر [٨ ب] له لا يُرائي. الناسي نظرات الله عزّ وجلّ يرائي والمراقب لنظراته لا يرائي. الغافل يرائي والمستيقظ لا يرائي. أولياء الله عزّ وجلّ لهم منبه ينبّههم(١٣)، معلم

---

(١٢) انظر الأغاني: ٢/٧٤.

(١٣) في (أ): ينبئهم.

يعلمهم، يهيء الله عزّ وجلّ لهم أسباب التعليم، قال النبي صلى الله عليه [وآله وصحبه] وسلم: «لو أن المؤمن على قلّة جبل لقيض الله عزّ وجلّ له عالماً يعلمه»(١٤).

لا تستعر كلمات الصالحين وتتكلم بها وتدعيها لنفسك. العارية لا تَخْفى. اكتسِ من مالك لا من العاريه. إزرع القطن بيدك، واسقه بيدك وربه بجهدك، [٩/أ] ثم انسجه وخيطه والبسه. / لا تفرح بمال غيرك وثياب غيرك. إذا أخذت كلام غيرك فتكلمت به وادعيته مَقَتَتْك(١٥) قلوب الصّالحين. إذا لم يكن لك فعل فلا قول لك. ظاهر الأمر معلّق على العمل، قال الله عزّ وجلّ: ﴿ ادْخُلُوا الجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ﴾ [سورة النحل ١٦/٣٢]. المؤمن لا يُتْعب الملائكة بالكلام في الهوس وفيما لا يعنيه، قلبه يخشى الحقّ عزّ وجلّ، فلا جرم تخشاه جوارحه، يخرس لسان قلبه فيخرس لسان فيه، يخمد قلبه من هيبته فتخمد جوارحه فتكون الملائكة في راحة. يا غلام: لك ذنوب مزدحمه بعضها فوق بعض على عاقبة مبهمة مشكلة [٩/ب] غير مبيّنة، هي إمّا لك وإمّا عليك. / انتبه للموت ليس لك عن موتك فوت. دع ما أنت فيه من القال والقيل والاشتغال بما لا يعنيك. قصّر أملك، وقلِّل حرصك فأنت ميت عن قريب، وربَّما كان موتك وأنت قاعد ها هنا(١٦). قد جئت برجليك [وقد] تُحْمَل إلى بيتك على جنازة. المؤمن يشتفي من نفسه إذا جاءتها الأذيّة يقول لها: وعظْتك فلم تتّعظي، من هذا حذّرتك يا جاهلة(١٧) يا كافرة يا عدوّة الله كلّ من لا يحاسب نفسه ولا يجادلها(١٨) لا يفلح. قال النبي صلى الله عليه [وآله

---

(١٤) لم نعثر عليه.

(١٥) في (أ): فتَشتَك.

(١٦) قصد الموت في مجلس وعظه هذا.

(١٧) إشارة إلى قوله تعالى ﴿إنَّ النَّفْسَ لأمّارة بالسوء﴾ [سورة يوسف ١٢/٥٣].

(١٨) في (ب): ويخاققها.

وصحبه] وسلم: «من لم يكن له واعظ من نفسه لم ينفعه / وعظ واعظ»[19]. من [١٠/أ] أراد الفلاح فليعظ نفسه ويزهّدْها ويجاهدها. الزهد ترك المحرّمات، ثم ترك الشبهات[20]، ثم ترك المباحات، ثم ترك الحلال المطلق في جميع الحالات حتى لا يبقى متروك في الجملة. حقيقة الزهد ترك الدنيا والآخرة، وترك الشهوات واللذات، وترك الوجود، وطلب الحالات والدرجات والكرامات والمقامات، وكل شيء سوى ربِّ البريات، حتى لا يبقى إلا الخالق عزّ وجلّ الذي إليه المنتهى وهو غاية الآمال، إليه تصير الأمور. من المتكلمين من يتكلم عن قلبه، ومنهم من يتكلم عن سرّه، ومنهم من / يتكلم عن نفسه وهواه وشيطانه. وعادة المؤمن [أَنْ] [١٠/ب] يتفكر ثم يتكلم، والمنافق يتكلم ثم يتفكر. لسان المؤمن وراء عقله وقلبه، ولسان المنافق أمام عقله وقلبه. اللَّهُمَّ اجْعَلْنَا مُؤْمِنِينَ وَلاَ تَجْعَلْنَا مُنَافِقِينَ، وآتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وفي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ. آمين.

---

(١٩) لم نجده بهذا اللفظ، ويشهد له ما رواه أحمد في الزهد ص٧٠، عن مالك بن دينار، قال: أوحى الله تعالى إلى عيسى: أن يا عيسى عظ نفسك؛ فإن اتعظت فعظ الناس، وإلا فاستحي مني.

(٢٠) في (أ): الشهوات.

مجلس

يا غلام: القلب إذا عمل بالكتاب والسنة قرب، فإذا قرب علم وأبصر ما له وما عليه، وماالله عزّ وجلّ وما لغيره وما للحق وما للباطل. إذا كان المؤمن له نور ينظر به فكيفَ لا يكون للصديق المقرب. المؤمن له نور ينظر به؛ ولهذا حذّر النبي صلى الله عليه [وآله وصحبه] وسلم من نَظَرِه فقال: «إتقوا فراسة المؤمن / [١١/أ] فإنّه ينظر بنور الله عزّ وجلّ»[٢١].

والعارف المقرب يُعْطَى أيضاً نوراً يَرَى به قُرْبَه من ربه عزّ وجلّ، ويرى قُرْب ربِّه عزّ وجلّ من قلبه، ويرى أرواح الملائكة والنبيّين وقلوب الصديقين وأرواحهم، يرى أحوالهم ومقاماتهم، كل هذا في سويداء قلبه وصفاء سرّه، وهو أبداً في فرحةٍ مع ربّه عزّ وجلّ، وهو واسطة يأخذ منه ويفرق على الخلق. منهم من يكون عليم اللِّسان والقلب، ومنهم من يكون عليم القلب ألْكن[٢٢] اللّسان، وأمّا المنافق فهو عليم اللِّسان ألكن القلب، كلُّ علمه[٢٣] في لسانه؛ ولهذا قال النبي صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم: «أَخْوَفُ مَا أَخَافُ / [١١/ب] عَلَى أُمَّتِي كلَّ منافق عليم اللّسان»[٢٤].

---

(٢١) أخرجه الترمذي، كتاب التفسير، باب من سورة الحجر، ٣١٢٧، عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه وأخرجه الديلمي في «الفردوس»، ٦٥٥٤، عن ابن عباس رضي الله عنهما بلفظ «المؤمن ينظر بنور الله عزّوجلّ الذي خلق منه».

(٢٢) ألكن: الذي لا يقيم العربية من عجمة لسانه (انظر اللسان مادة لَكَنَ).

(٢٣) في (ب): عمله.

(٢٤) رواه ابن عدي في «الكامل»، عن أبي عثمان النهدي، قال: كنت تحت منبر عمر بن

يا غلام: إذا دخلت عندي فاطوِ علمك ورؤية نفسك. أُدْخُل بلا شيء مفلساً، إذا جئت وأنت ترى علمك ونفسك حُجِبْتَ عن هذا الأمر الذي أشير إليه. ويلك تبغضني لأني أقول الحق وأحاقِقُك!. ما يبغضني ويجهلني إلاّ جاهل بالله تعالى كثير القول قليل العمل، وما يحبّني إلا عالم بالله عزّ وجلّ كثير العمل قليل القول. المخلص يحبّني والمنافق يبغضني. السُّنّي يحبّني والبدعي يبغضني. إن أحببتني فنفْعُ ذلك عائد إليك، وإن أبغضتني فضرر ذلك عائد إليك، ما أنا واقف مع مدح الخلق وذمِّهم. ليس على وجه الأرض أحد أخاف / منه ولا أرجوه لا من [١٢/أ] الإنس ولا من الجنِّ، ولا من الحيوانات والحشرات، ولا من جميع المخلوقات. لا أخاف إلاَّ مِنَ الحقِّ عزَّوجلّ. كلّما أمّنني ازددت من الخوف؛ لأنه فعّال لما يريد، ﴿لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُونَ﴾ [سورة الأنبياء ٢١/٢٣]. يا غلام: لا تشتغل بغسل ثيابك وتذر ثياب قلبك وسخة، اغسل قلبك أولاً، ثم اغسل الثوب ثانياً. اجمع بين الغسلين والطهارتين. اغسل ثيابك من الوسخ واغسل قلبك من الذنوب. لا تغترَّ بشيء فإنّ ربّك فعّال لما يريد؛ ولهذا حكي عن بعض الصالحين أنه زار أخاً له في سبيل الله، فقال له: يا أخ تعال حتى نبكيَ على علم الله فينا.

ما أحسن ما قال هذا العابد الصالح / قد كان عارفاً بالله عزّ وجلّ. وقد[١٢/ب] سمع قول النبي صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم: «يعمل أحدكم بعمل أهل الجنة حتى لا يبقى بينه وبينها إلا ذراع»[٢٥].

الخطاب وهو يخطب في الناس، فقال في خطبته: سمعت رسول الله صلى الله عليه [وآله وصحبه] وسلم يقول: «أخوف ما أخاف على أمتي كل منافق عليم اللّسان». الكامل في ضعفاء الرجال جـ٣/٩٧٠.

(٢٥) قطعة من حديث، أخرجه مسلم، كتاب القدر، باب كيفية الخلق الآدمي في بطن أمه، ٢٦٤٣، أوله: عن عبدالله قال: حدثنا رسول الله صلى الله عليه [وآله وصحبه] وسلم، وهو الصادق المصدوق: «إنّ أحدكم يُجْمَعُ خلقه في بطن أمّه أربعين يوماً. ثم يكون في

ـ يا غلام: إنما يتبينَّ لك علم الله عزّ وجلّ فيك إذا رجعت إليه(٢٦) بكل قلبك وهمّك ولازمت باب رحمته، وجعلت بينك وبين الشهوات سدّاً من حديد، وتجعل القبر والموت نصب عيني رأسك وقلبك، وتراقب نظرات الحقِّ عزّ وجلّ إليك، وعلمه بك وحضوره عندك وتستغني بالفقر(٢٧) وترضى بالإفلاس وتقنع بالقليل مع حفظ الحدود؛ وهي امتثال الأمر والانتهاء عن النهي، والصبر على ما يرد من القدر [١٣/أ] فإذا دمت على / هذا لقي قلبك ربك، ودخل عليه سِرُّ سرّك فحينئذ تنكشف الأشياء لك، ترى عين العين، وتصير كما قال أمير المؤمنين علي بن أبي طالب كرم الله وجهه: (لو كشف الغطاء ما ازددت يقيناً). وقيل له: هل رأيت ربك، فقال:

ذلك علقة مثل ذلك. ثم يكون في ذلك مضغة مثل ذلك. ثم يرسل الملك فينفخ فيه الروح. ويؤمر بأربع كلمات: بكتب رزقه، وأجله، وعمله، وشقي أو سعيد، فوالذي لا إله غيره إن أحدكم ليعمل بعمل أهل الجنة حتى لا يبقى بينه وبينها إلا ذراع فيسبق عليه الكتاب فيعمل بعمل أهل النار، فيدخلها. وإن أحدكم ليعمل بعمل أهل النار حتى ما يكون بينه وبينها إلا ذراع فيسبق عليه الكتاب فيعمل بعمل أهل الجنة فيدخلها. اهـ.

(٢٦) في (أ): فيه.

(٢٧) الفقر: شعار الأولياء وحلية الأصفياء، واختيار الحق سبحانه وتعالى لخواصه من الأنبياء والأتقياء، والفقراءُ صفوةُ الله عزّوجلّ من عباده، ومواضع أسراره بين خلقه، بهم يصون الخلق وببركاتهم يبسط عليهم الرزق، والفقراء الصُبَّر جلساء الله عزّوجلّ. قال رسول الله صلى الله عليه [وآله وصحبه] وسلم: «يدخل فقراء أمتي الجنة قبل أغنيائهم بخمسمئة عام» رواه الترمذي، «كتاب الزهد»، باب ما جاء أنّ فقراء المهاجرين يدخلون قبل أغنيائهم، بخمسمئة عام، ٢٣٥٤ ، كما أخرج الديلمي في «الفردوس»، ٤٤٢٢ ، عن ابن عباس رضي الله عنه قال: (الفقر فقران؛ فقر الدنيا، وفقر الآخرة، فقر الدنيا غنى الآخرة، وغنى الدنيا فقر الآخرة. ذلك الهلاك، حبّ مالها وزينتها، فذلك فقر الآخرة وعذاب الدنيا).

لم أكن أعبد ربّاً لم أره(٢٨).

وسئل بعض الصالحين هل رأيت ربك، فقال: لو لم أره لتقطعت مكاني. فإن قال قائل: كيف تراه؟ فأقول: إذا خرج الخلق من قلب العبد ولم يبقَ فيه سوى الحقّ عزّ وجلّ يراه ويقربه كما يشاء، يُريه باطناً كما أُرِي غيرُهُ ظاهراً، يريه كما أري نبينا محمد صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم ليلة المعراج(٢٩)، كما شاء. يُري هذا العبد نفسه ويقرّبه ويحدثه / مناماً، وقد يجذب قلْبَه إليه يقظة، يُغمض عيني [١٣/ب] وجوده فيراه بعيني قلبه كما هو عليه من حيث الظاهر، ويعطيه معنى آخر فيراه به، يرى صفاته، يرى كراماته وفضلَه وإحسانه والظفر به. يرى برَّه وكنفه. من تحققت عبوديته ومعبوديته ومعرفته لا يقول: أرني ولا ترني ولا أعطني ولا تعطني، يصير فانياً مستغرقاً؛ ولهذا كان يقول بعض من وصل إلى هذا المقام: إيش عليَّ منِّي، ما أحسن ما قال: أنا عبده وليس للعبد مع السّيّد اختيار ولا إرادة. اشترى رجل مملوكاً، وكان ذلك المملوك من أهل الدين والصلاح، فقال: يا مملوك ايش تريد تأكل؟ / فقال له: ما تطعمني. فقال له: ما الذي تريد أن تلبس؟ فقال: [١٤/أ] ما تلبسني. فقال له: أين تريد أنْ تقعد مِنْ داري؟ فقال: موضعاً تقعدني فيه.

---

(٢٨) ذكره الغزالي في الإحياء، أنه من كلام عامر بن عبدالله في [فضل حكايا وأخبار في صلاة الخاشعين ٢/٣٠٨].

(٢٩) إشارة لقول النبي صلى الله عليه [وآله وصحبه] وسلم: «رأيت ربي على صورة شاب أمرد». الحديث ذكره السيوطي في اللآلىء جـ١/٣٠، عن ابن عباس رضي الله عنهما. قال ابن صَدَقة عن أبي زرعة: حديث ابن عباس لا ينكره إلّا معتزليّ. روى في بعضها «بفؤاده». والحديث إن حمل على المنام فلا إشكال في المقام، وإنْ حمل على اليقظة، أجاب ابن الهمام بأن هذا حجاب الصورة، وكأنه أراد بهذا الكلام أن تمام المرام يتصور بحمله على التجلي الصوري، فإن من المحال الضروري حمله على التجلي الحقيقي، فالله تبارك وتعالى منزّه عن الجسم والصورة والجهات والله أعلم.

فقال له: ما الذي تحبّ أنْ تعمل من الأشغال؟ فقال: ما تأمرني. فبكى الرّجل وقال: طوبى لو كنت مع ربّي عزّ وجلّ كما أنت معي. فقال المملوك يا سيّدي وهل للعبد مع سيّده إرادة واختيار؟! فقال له: أنت حرّ لوجه الله عزّ وجلّ، وأريد أن تقعد عندي حتى أخدمك بنفسي ومالي. كلُّ من عرف الله عزّ وجلّ لا تبقى له إرادة ولا اختيار، ويقول: إيش علي مني. لا يزاحم القدر في أموره ولا في أمور غيره؟!.

اسمعوا يا معترضين، يا منازعين، يا مسيئي الأدب، اسمعوا منّي، فإني / [١٤/ب] منادٍ بين يدي الأنبياء، من جملة اتباعهم وسماسرتهم: إني أحثكم[٣٠] على الكتاب والسُّنة، ثم على قلبي. كل من له قلب مقرّب من الله عزّ وجلّ لا يخفى عليه ما أقول: آحاد أفراد من عباد الله عزّ وجلّ يزهدُون في الخلق، ويستأنسون بقراءة القرآن، وبقراءة كلام الرّسول صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم، فلا جرم تصير لهم قلوب مستأنسة بالحقّ عزّ وجلّ، قريبة منه، يرون بها نفوسهم ونفوس غيرهم، تصّح قلوبهم فلا يخفى عليهم شيء مما أنت عليه، يتكلمون على خواطركم، ويخبرونكم بما في بيوتكم.

ويحك كن عاقلاً لا تزاحم القوم بجهلك، بعدما خرجْتَ من الكُتّابِ صَعِدت [١٥/أ] تتكلم / على الناس بعد سواد المداد في يدك وثيابك، وترقيت تتكلم على الناس، هذا أمر يحتاج إلى إحكام الظاهر وإحكام الباطن، ثم الفَناء به عن الكلّ.

يا غافلين عما يراد بهم: اذكروا قيام الساعة، اذكروا القيامة الخاصة، والقيامة العامة؛ القيامة الخاصة: موت كل واحد منكم، والقيامة العامة: هي التي وعد الله عزّ وجلّ بها. اذكروا وتذكّروا قوله عزّ وجلّ: ﴿يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَٰنِ

(٣٠) في (أ): أحكم لكم.

وَفْدًا، وَنَسُوْقُ المُجْرِمِيْنَ إلَى جَهَنَّمَ وِرْدًا﴾ [سورة مريم ١٩/ ٨٥ ـ ٨٦]. وفداً: جماعات وركباناً. وورداً: عطاشاً.

المتّقون يحشرون حشراً، والمجرمون يساقون سوقاً. رحم الله عبداً ذكر هذا اليوم، وزاحم المتقين اليوم حتى يحشر معهم / في ذلك اليوم. يا تاركي التَّقْوى، [١٥/ب] يوم القيام يحشر المتقون إلى الرحمن وفداً ركباناً والملائكة حولهم، تتصوّر أعمالهم صُوَراً، يركبون النّجب؛ فيكون نجيبُهُ عمله وحليتُهُ وعمامته. عمله الأعمال تَتَصور صوراً مليحة وصوراً قبيحة. مفتاح التّقوى التوبة، والثبات عليها مفتاح القرب من الله عزّ وجلّ، التوبة هي أصل كل خير وفرعه؛ ولهذا لا يَفْتُرُ الصالحون عنها في جميع أحواهم.

توبوا يا مذنبين يا عصاة، صالحوا ربكم بواسطة التوبة. هذا لقلب لا يصلح للحقّ عزّ وجلّ وفيه ذرّة من الدنيا وطمع واحد من الخلق، فإنْ أردتم صحبته فأخرجوا هؤلاء كليهما من قلوبكم، وهذا لا يضركم؛ / فإنكم إذا اتصلتم به [١٦/أ] أتتكم الدنيا والخلق، وأنتم معه على بابه. هذا شيء مجرّب، قد جرّبه الزاهدون التاركون المتورّعون.

ياغلام: عليك بإخلاص العمل لله عزّ وجلّ في صلاتك وصيامك وحَجّك وزكاتك وجميع أفعالك. اتخذ عنده عهداً قبل وصولك إليه، ما هذا العهد [إلا] توحيداً، وإخلاصاً، وسنة، وجماعة، وصبراً، وشكراً، وتفويضاً، وللخلق رفضاً، وله طلباً، وعن غيره إعراضاً، وعليه إقبالاً بقلبك وسرّك؛ فلا جرم يعطيك في الدنيا قُرْباً وفي الكلّ زهداً، وله حبّاً، وإليه شوقاً، وفي الآخرة يعطيك من قربه ونعمه مالا عين رأت ولا أذنٌ سمعت ولا خطر على قلب بشر(٣١). يا غلام: تعلق

---

(٣١) إشارة لما ورد في البخاري، كتاب بدء الخلق، باب ما جاء في صفة الجنّة وأنّها مخلوقة، ٣٠٧٢ ، قوله صلى الله عليه [وآله وصحبه] وسلم عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال

[١٦/ب] بذيل رحمة ربّك / عزّ وجلّ، وإذا جاء إبليس حتى يغرّك ويبدّلك فاستغث بالله منه حتّى يردّه عنك، اِستغث به كما استغاث مَنْ قبلَك. أحسن عملك، ثم أحسن ظنّك بربّك عزّ وجلّ، حُسْنُ الظنّ به مع طاعته يَعْمَلُ معك أشياء كثيرة. حسْن الظنّ بالله عزّ وجلّ وبأنبيائه وبرسُله والصالحين من عباده فيه خير كثير. ويلك: تدعي أنك صوفي وأنت كَدِر. الصوفي من صفا باطنه وظاهره بمتابعة كتاب الله عزّ وجلّ وسنة رسوله، فكلما ازداد صفاؤه خرج من بحر وجوده، وترك إرادته [١٧/أ] واختياره ومشيئته. مَنْ صفا قلبه كان النبي صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم / سفيراً بينه وبين ربّه عزّ وجلّ. أساس الخير متابعة النبي صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم في قوله وفعله.

كلّما صفا قلب العبد رأى النبي صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم في منامه يأمره بشيء وينهاه عن شيء. يصير كلّه قلباً ويُعْزَل[٣٢] بنيّته. يصير سرّاً بلا جهر، صفاء بلا كدر. إخراج الكلّ من القلب، قَلْع الجبال الرواسي يحتاج إلى معاول المجاهدات، والصّبر على المكابدات ونزول الآفات، لا تطلبوا مالا يقع بأيديكم. طوبى لكم عملتم بهذا السواد على البياض[٣٣]، وكنتم مسلمين. طوبى لكم كونوا

رسول الله صلى الله عليه [وآله وصحبه] وسلم، قال الله تعالى: «أعددت لعبادي الصالحين، مالا عين رأت ولا أذن سمعت، ولا خطر على قلب بشر، فاقرؤا إن شئتم ﴿فلا تعلم نفس ما أخفي لهم من قرّة أعين﴾ [سورة السجدة ١٧/٣٢]. كما أخرجه مسلم، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأصلها، ٢٨٢٤ .

(٣٢) في (أ): تنعزل.

(٣٣) يقول الشيخ الجيلاني: السواد بمنزلة خال على وجه جميل، يزيد به حسن جماله وملاحته، فإذا نظر أهل القربة إلى جماله لا يقبل نور عينهم غير الله عزوجل ولا ينظرون إلى ما سوى الله تعالى بالمحبة؛ بل يكون محبوبهم ومطلوبهم هو الله تعالى في الدارين ولا يقصدون غير الله تعالى؛ لأن الله تعالى خلق الإنسان لمعرفته ووصله. انظر سر الأسرار المنسوب للشيخ

يوم القيامة في زمرة المسلمين ولا تكونوا في زمرة الكافرين. طوبى لنا نقعد في أرض الجنة أو على بابها ولا تكون من أصحاب الدركات. تواضعوا ولا تتكبّروا. [١٧/ب] التواضع يرفع والتكبر يضع. قال النبي صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم: «من تواضع لله رفعه الله عزّ وجلّ»[٣٤]. لله عباد يعملون من الخيرات أعمالاً كالجبال، كأعمال من تقدم، وهم يتواضعون لله عزّ وجلّ ويقولون: مالنا عمل يدخلنا الجنّة؛ فإنْ دخلنا فبرحمة الله عزّ وجلّ، وإنْ لم ندخلها فبعدْله. لا يزالون وقوفاً معه على قدم الإفلاس، توبوا واعترفوا بتقصيركم وعجزكم. التوبة حياة، الحقّ عزّ وجلّ يحيي الأرض بعد موتها بالغيث ويحيي القلوب بعد موتها بالتوبة واليقظة.

يا عصاة توبوا / لا تقنطوا من رحمة ربكم عزّ وجلّ، ولا تيأسوا من روحه. [١٨/أ] يا موتى القلوب دوموا على ذكر ربكم عزّ وجلّ، وتلاوة كتابه، وسنّة نبيه، وحضور مجالس الذكر، وقد حَيَت قلوبكم كما تحيا الأرض الميتة بنزول الغيث عليها. دوام الذكرِ سببٌ لدوام الخير في الدنيا والآخرة. إذا صحّ القلب صار الذكر دائماً فيه، يكتب في جوانبه وعلى جملته فتنام عيناه وقلبه ذاكر لربّه عزّ وجلّ، يرث ذلك من نبيّه محمد صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم[٣٥].

كان بعض الصالحين رحمة الله عليه له سبحة يسبّح بها فنام وهي في يده،

الجيلاني ص١٠١ تحقيق خالد الزرعي وغسان عزقول.

(٣٤) أخرجه أحمد في المسند، ٧٦/٣. كما رواه ابن ماجه في الزهد، باب البراءة من الكبر والتواضع، ٤١٧٦. عن أبي سعيد الخدري، كما رواه أبو يعلى في المسند، ١١٠٩، بلفظ (عن أبي سعيد الخدري أن رسول الله صلى الله عليه [وآله وصحبه] وسلم قال: «من تواضع لله درجة رفعه درجة، حتى يجعله في عليين. ومن تكبّر على الله درجة يضعه الله درجة، حتى يجعله في أسفل السافلين»).

(٣٥) إشارة لما أخرجه البخاري في «صحيحه»، عن عائشة رضي الله عنها، كتاب المناقب، باب كان النبي صلى الله عليه [وآله وصحبه] وسلم تنام عينه ولا ينام قلبه، ٣٣٧٦.

[١٨/ب]فانتبه وهي تدور في يده من غير أنْ يديرها ولسانه يسبّح . / القومُ ينامون غَلَبَةً سِنَة، وفيهمّ من يتكلّف النوم ساعة من الليل حتى يستعين بها على سهر بقيته، يعطي النفس بعض حقّها حتى تسكت عنه ولا تؤذيه. كان بعض الصالحين يتكلف النوم في بعض الليالي ويتهيء له من غير حاجة إليه، فسُئل عن ذلك، فقال: يرى قلبي ربّي عزّ وجلّ.

صدق في قوله؛ لأن مَنَام الصّادق وحي من الله تعالى، كانت قرّه عينيه في نومه. المقرّب من الحقّ عزّ وجلّ له ملائكة متوكلون به يحفظونه في جميع أوقاته، إذا نام قعدوا عند رأسه وعند رجليه يحفظونه من بين يديه ومن خلفه والشيطان [في] [١٩/أ]ناحية لا يقدر [أن] يقربه، ينام في حفظ الله عزّ وجلّ، وينتبه / في حفظه، يتحرك ويسكن في حفظه. اللهم اجعلنا في حفظك في جميع الأحوال، وآتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار.

مجلس

عن النبي صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم أنه قال: «من حسن إسلام المرء تركه مالا يعنيه»[٣٦] كلُّ مَنْ حَسُنَ إسلامه وتحقق، أقبل على ما يعنيه وأعرض عما لا يعنيه. والاشتغال بما لا يعني شغل البطالين المهوسين. المحروم من رضاء مولاه من لم يعمل بما أمر، واشتغل بما لم يؤمر به، هذا هو الحرمان بعينه، والمقْتُ بعينه والطرد بعينه[٣٧]. ويحك: امتثل الأمر وانته عن النهي، ووافق في الآفات ثم سلم نفسك إلى يد القدر بلا لِمَ وكيف. نظر الله عزّ وجلّ لك مع علمه بك خير من نظرك لنفسك / مع جهلك بربّك. اقنع بعطاه، واشتغل بالشكر عليه، ولا تطلب [١٩/ب] منه الزيادة؛ فإنك ما تدري خيرته في أيّ شيء هي.

الزهد راحة لقلوب الزاهدين الطائعين. ثقل الزهد على البنية[٣٨]وثقل المعرفة على القلب، وثقل القرب على السرّ. إزهد واقنع واشكر وارض عن ربك عزّ وجلّ ولا ترض عن نفسك. أحسن الظنّ بربك[٣٩] وأسيء الظنّ بنفسك. اترك الشهوات فتركها فيه الشفاء، وصفاء القلوب. الشبع من الحلال يعمي القلب، فكيف من الحرام؟! ولهذا قال النبي صلى الله عليه و[آله وصحبه]

---

(٣٦) رواه الترمذي في «الزهد»، باب «ما جاء مَنْ تكلم بالكلمة ليضحك الناس»، ٢٤٣٣ ، عن أبي هريرة، انظر صحيح سنن الترمذي باختصار الألباني. كما رواه ابن ماجه في «الفتن»، باب كف اللسان في الفتن، ٣٩٧٦ .

(٣٧) والطرد بعينه: زيادة من (ب).

(٣٨) البُنْيَة: الجسد.

(٣٩) في (أ): بغيرك.

وسلم: «الحمية رأس الدّواء والبطنة رأس الدّاء. وعوّدوا كل الجسم بما [٢٠/أ] اعتاد»(٤٠). قد جمع صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم / علم الأبدان في هذه الكلمات الثلاث. البطنة تطفيء نور الفطنة. ومصباح الحكمة ونور الولاية. ما دمت مع الدنيا والخلق فعليك بالحمية؛ لأنّك في المارستان. فإذا وصل قلبك إلى الحقّ عزّ وجلّ كان أمرك إليه، يتولاك هو وأنت في معزل عنك، كيف لا يتولّاك وقد صلحت له؟! قال عزّ من قائل: ﴿إِنَّ وَلِيِّيَ اللَّهُ الَّذِي نَزَّلَ الكِتَابَ وَهُوَ يَتَولَّى الصَّالِحِينَ﴾. [سورة الأعراف ١٩٦/٧].

يا غلام: لا تنزعج لمجيء القدر فإنّ القدر لا يردّه رادّ، ولا يصدّه صادّ. كل مقضي كائن، رضيَ من رضي وسخط من سخط. اشتغالك في الدنيا يحتاج إلى نيّة صالحة، وإلا فأنت ممقوت، قل في جميع أمورك: لا حول ولا قوة إلا بالله العليّ [٢٠/ب] العظيم. إجعل ساعة للدنيا وساعة / للآخرة، وساعة لنفسك، وساعة لأهلك، وبقيّة الساعات لربّك عزّ وجلّ. اشتغل بطهارة قلبك أولاً فإنّه فريضة، ثم تعرّض للمعرفة، فإذا ضيّعْتَ الأصل لا يقبل منك الاشتغال بالفرع. ما تنفعك طهارة الجوارح من نجاسة القلب؟! طهّر جوارحك بالسّنة، وقلبك بالعمل بالقرآن، احفظ قلبك حتى تنحفظ جوارحك، كل إناء ينضح بما فيه(٤١)، أيّ شيء كان في قلبك ينضح منك على جوارحك. تواضع؛ فكلما تواضعْت طهرت وكبرت

---

(٤٠) ذكره القاري في الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة بلفظ (المعدة بيت الداء، والحمية رأس الدواء. وقال: من كلام الحارس بن كَلَده طبيب العرب.

وقال القاري في الإحياء مرفوعاً: «البطنة أصل الداء، والحمية أصل الدواء، وعوّدوا كل جسدٍ بما اعتاد». قال العراقي في تخرج أحاديث الأحياء: لم أجد له أصلاً. انظر الأسرار المرفوعة ص٣٢٠ .

(٤١) ذكره الميداني بلفظ «كل إناء يرشح بما فيه». ثم قال: ويروى «ينضح بما فيه» انظر مجمع الأمثال للميداني (١٦٢/٢) .

ورفعت. إذا لم تتواضع فأنت جاهل بالله وبرسله وأنبيائه وأوليائه وبحكمه وبعمله وقدره وقدرته ودنياه وآخره. كم تسمع ولا تَعْقل؟! وتَعْقِل ولا تعمل؟! وتعمل ولا تخلص؟! وجودك / وعدمه سواء. إذا كنت تجيء إلى عندي ولا تعمل بقولي [٢١/أ] فلماذا تجيء؟! تضيّق على الحاضرين!. ما تزال قاعداً في دكانك، متقلباً في خراب بيتك، فإذا جئت إلى ها هنا تجيء فرجة. تسمع كأنّك ما سمعت! يا صاحب المال إنس مالك وتعال اقعد بين الفقراء، وذِلّ لله عزّ وجلّ ولهم، يا صاحب النسب انس نسبك وتعال، النسب الصحيح نسب التقوى، قيل للنبي صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم: مَنْ آلك يا محمد؟ قال صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم: «كل تقي من آل محمد»(٤٢). لا تأتني بأقدام نسبك بل ائتني بأقدام تقواك، كن عاقلاً عما يقع بيدك. ما عند الله بمجرد النسب فحسب، بل حتى يصح لك نسب التقوى، قال عزّ من قائل: ﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾ [سورة الحجرات ٤٩/١٣]. لا خير فيك يا صبي ويا شاب / ويا شيخ ويا مريد، [٢١/ب] إذا لم تصفّ لقمتك من الحرام.

الأكثر منكم الأعم يأكلون مأكولاً مشوباً حراماً صريحاً. من أكل الحرام اسودّ قلبه، ومن أكل الشبهات تكدّر قلبه. النفوس والأهوية يُهوِّنون عليكم أكل

---

(٤٢) أخرجه الطبراني في المعجم الصغير، باب من اسمه جعفر، عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: سئل النبي صلى الله عليه [وآله وصحبه] وسلم: من آل محمد؟ فقال: كل تقي. وتلا ﴿إنْ أولياؤه إلا المتقون﴾ [سورة الأنفال ٨/٣٤]. ويشهد له ما رواه البخاري في صحيحه، كتاب الأدب، باب تبلّ الرحم بِبِلالها، ٥٦٤٤، عن عمرو بن العاص قال: سمعت النبي صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم جهاراً غير سرٍّ يقول: «إنّ آل أبي - قال عمرو: في كتاب محمد بن جعفر بياض - ليسوا بأوليائي، إنّما وليّي الله وصالح المؤمنين»، وقد أخرجه مسلم في كتاب الإيمان، باب موالاة المؤمنين ومقاطعة غيرهم، ٢١٥.

الحرام، النفس والهوى يتشاركان في طلب الشهوات واللذات ولا يتورعان في تحصيلها. إذا كنت تطعم نفسك الخشكار(٤٣) وتطلب منك الخبز السّميذ(٤٤) فأطعمها خبز الشعير حتى تكون كل أمنيتها [أن] تعيدها إلى الخشكار. النفس إذا كانت لا تتورع في مأكولها فمثلها كمثل الدجاجة التي ترعى على المزابل فتتناول من النجس والطاهر، فمن أراد أكل شيء منه أو من بيضه فليحبسها ويطعمها الطاهر ثم يأكلها. إحبس نفسك عن أكل النجاسة / والحرام وأطعمها الحلال والطاهر [٢٢/أ] حتى يزول لحمها الذي تربّى على الحرام. جنبها أكل الحرام والشبهة، ثم جنبها الحلال بالهوى.

إذا قيل للواحد منكم: أتحبّ أن تموت على هذا العمل الذي تعمله. فيقول: لا. فإذا قيل: تُبْ وأحسن العمل. يقول: إن وفّقني الله عزّ وجلّ فعلت. يحتجّ بالقدر في توبته ولا يحتج به في شهواته ولذّاته. بينما هو على قدم التسويف وبين لا ونعم إذْ جاءه الموت فخنقه وهو في طيب عيش وتنعّم، يأخذ من [هذا] ولايته وعزه، ويأخذ هذا من دكانه وربحه، يفجأه الموت ووصيته غير مكتوبة، وحسابه غير محرّر، وآماله طويلة وعريضة.

الفكر الصحيح هو الذي هرّب الصالحين من العمران إلى الخراب، وأزال فرحهم / وأدام حزنهم. [٢٢/ب]

كل من عرف الله عزّ وجلّ يكثر حزنه(٤٥) وخوفه يصير له محدّثاً يحدّثه، وشغلاً

---

(٤٣) الخشكار: الخبز الأسمر غير النقي (فارسي)، أنظر المعجم الوسيط مادة (خشكار) ج ١/ ٢٣٥.

(٤٤) السميذ: لباب الدقيق، ونوع من الخبز يصنع منه، وفي لغة السميد.

(٤٥) قال القشيري: «الحزن حال يقبض القلب عن التفرّق في أودية الغفلة. والحزن من أوصاف أهل السلوك». أنظر الرسالة القشيرية ص ٦٥.

يشغله، يتمنّى أن لا يسمع كلام أحد من الخلق، وأن لا يلقى أحداً، يتمنّى أن يتخلّص من أهله وماله، يتمنّى أن تنتقل أقسامه إلى غيره، يتمنّى تغيير طبعه وخلقه إلى خالقه المالك.

كلّما أراد الخلاص من جميع ذلك حجر الحكم عليه، وقيده القدر، وجاءه بتوقيع السّابقة والعلم، فيحرس ليله ونهاره، فيستقيل إلى ربّه عزّ وجلّ من الدنيا، ثم تغلب عليه معرفته له فتحرسه ظاهراً وباطناً. كان فتح الموصلي(٤٦) رحمة الله عليه يقول في مناجاته لربّه عزّ وجلّ: (إلهي إلى متى تردّني وتحبسني في الدنيا، متى تنقلني إليك حتى أستريح من الدنيا والخلق). ما مثلك إلا كما قال / نوح عليه [٢٣/أ] السلام لابنه: ﴿يَا بُنَيَّ ارْكَبْ مَعَنَا فَقَالَ لَهُ سَآوِي إِلَى جَبَلٍ يَعْصِمُنِي مِنَ الْمَاءِ.....﴾ [سورة هود ١١/٤٢]. الواعظ يقول لك: هلمّ اركب معي في سفينة النجاة. وأنت تقول: سآوي إلى جبل يعصمني من الماء. جبلك طول أملك وحرصك على الدنيا. عن قريب يجيء إليك ملك الموت(٤٧) فيغرقك في جبلك. اقبلوا مني يا عباد الله، اخرجوا من بيوت جهلكم، قد بنيتم حيطان أديانكم على غير أساس، قد جبرتم كسره على غير قاعدة تحتاج إلى خلع وجَبْر ثانٍ. الدنيا في قلوبكم والمعاصي في قلوبكم، مكّنوني منكم حتى أنظّفكم وأطهّركم بشَرَبات أسقيكم إياها؛ أسقيكم الورع والزهد والتقوى والإيمان والمعرفة والعلم ونسيان الكلِّ والفناء عن الكل، فحينئذٍ يجيئكم / الوجود بربّكم عزّ وجلّ، والقرب منه، [٢٣/ب] والذّكر له. من صحّ له هذا صار شمساً للخلق وقمراً لهم ودليلاً لهم آخذاً بأيديهم يَعْبر بهم من شطّ الدنيا إلى ساحل الآخرة. قال النبيّ صلى الله عليه و[آله

(٤٦) هو فتح بن سعيد الموصلي، من أكابر الأولياء، له كرامات كثيرة، توفي سنة ٣٢٠هـ. أنظر جامع كرامات الأولياء ٢/٤٣٧ ، والحلية لأبي نعيم ٨/٢٩٢ .

(٤٧) في «أ»: ماء الموت.

وصحبه] وسلم: «استعينوا [على] كل صنعة بصالحي أهلها»(٤٨).

ويلك، تستغني برأيك تقول: ماذا أعمل عند الفقهاء والعلماء، تظنّ أنّك خلقت للكسب والأكل والشرب والنكاح فحسب! تُبْ وارجع قبل أن يأتيك الموت يأخذك وأنت على شرّ العمل. كل واحد منكم مخاطب بالأمر والنّهي والصّبر على ما يأتي به القدر. اصبروا على أذية الخلق والجيران؛ لأنّ في الصبر خيراً كثيراً. كلكم مأمورون بالصبر ومسؤولون عنكم وعن رعاياكم، قال النبي صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم: «كلكم راع وكلكم مسؤول عن رعيته»(٤٩). [٢٤/أ]

اصبروا على الأمر بالقدر حتى ينقلب الشقاء نعماء. الصبر أساس الخير، الملائكة ابتلوا فصبروا، والأنبياء ابتلوا فصبروا، والصالحون ابتلوا فصبروا، وأنتم أثر القوم فافعلوا كفعلهم، واصبروا كصبرهم. القلب إذا صحّ لا يبالي بمن خالفه ومن وافقه، بمن حمده ومن ذمّه، بمن أعطاه وبمن منعه، بمن قرّبه ومن أبعده، بمن قَبِله أو ردّه؛ لأنّ القلب الصحيح يمتلىء توحيداً، وتوكلاً، ويقيناً، وتوفيقاً، وعلماً،

---

(٤٨) ذكره العجلوني في الكشف، ،٣٤٠ وقال: قال في الأصل قد يستأنس له بقوله ﷺ: «ما كان من أمر دنياكم فإليكم» وقال في التمييز، ويشهد له ما ثبت في سنن أبي داوود، كتاب الطب، باب في تمرة العجوه، ،٣٨٧٥ عن سعد قال: مرضت فأتاني رسول الله ﷺ يعودني، فوضع يده بين ثديي حتى وجدت بردها على فؤادي وقال لي: «إنّك رجل مفؤد، فأتِ الحرث بن كلدة أخا ثقيف فإنه رجل يطبّب»، أنظر الكشف ج ١ ص ١٣٤ .

(٤٩) أخرجه البخاري، كتاب الجمعة، باب الجمعة في القرى والمدن، ،٨٥٣ عن ابن عمر وتتمته: (والرجل راعٍ في أهله وهو مسؤول عن رعيته، والمرأة راعية في بيت زوجها ومسؤولة عن رعيتها، والخادم راع في مال سيده ومسؤول عن رعيته).

كما أخرجه أحمد في مسند عبدالله بن عمر، ،٤٤٩٥ بغير هذا اللفظ، وكذلك أخرجه أبو داود في السنن، كتاب الخراج والإمارة، باب ما يلزم الإمام من حقّ الرعيّة، ،٢٩٢٨ بلفظ ألا كلكم . . .».

وإيماناً، ومن الله عزّ وجلّ قرباً. يرى الخلق كلّهم بعين العجز والذلّ والفقر، ومع ذلك لا يتكبّر على طفل صغير منهم، يصير كالسبع وقت لقاء الكفار والمنافقين والعصاة غَيْرة لله عزّ وجلّ، ويتواضع ويذل للصّالحين المتقين / المتورّعين، وقد [٢٤/ب] وصف الله عزّ وجلّ القوم الذين هذه صفتهم فقال عزّ مَنْ قائل: ﴿أَشِدَّاءُ عَلَى الكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ﴾ [سورة الفتح ٤٨/٢٩].

إذا صحّ هذا العبد صار من وراء معقول الخلق، من وراء مأموره، يظهر ويصير من قِبَل قوله عزّ وجلّ ﴿وَيَخْلُقُ مَالاَ تَعْلَمُونَ﴾ [سورة النحل ١٦/٨].

كل هذا ثمرة التوحيد والإخلاص والصبر. نبيّنا صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم لمّا صبر رُفع إلى السماء السابعة ورأى ربّه عزّ وجلّ، وقرّبه، صحّ له هذا البناء بعد إحكام أساس الصبر. الخيرات كلّها تحت أقدام الصبر؛ ولهذا كرّر الله عزّ وجلّ ذكره وأكّد أمره فقال: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ [سورة آل عمران ٣/٢٠٠]. اللهم اجعلنا من الصابرين التابعين لهم قولاً وفعلاً، خلوة وجلوة، صورة ومعنى، / في جميع [٢٥/أ] أحوالنا، وآتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار.

* * *

مجلس

المريد قائم تحت ظلال توبته، والمراد قائم تحت ظلال عناية ربّه عزّ وجلّ. المريد سائر، والمراد طائر. المريد على الباب والمراد من وراء الباب في مخدع القرب.

لمّا اجتهد المريد في العمل صار مراداً. طالب القرب من غير عمل مهووس، إنّما بيّنّا الأمر على الأغلب لا على النادر. موسى عليه السلام متى قُرِّب؟ أليس بعد مقاساته للشدائد والمجاهدات. لمّا خرج من دار فرعون هارباً وقاسى ورعى الغنم سنين، بعد ذلك رأى ما رأى. بعد كم وكم حتّى قُرِّب. لمّا قاسى الجوع والعطش والغربة وظهر جوهره وعُلِمت رحمته لبنات شعيب جاءه الخير بالمروءة[٥٠] [التي] كانت في قوته على خدمة / غنمهما؛ لأنّه كان جائعاً قد عمل فيه الجوع. [٢٥/ب]

فلما سقى غنمهما أفرده الحياء إلى تحت الشجرة، ومنعه من طلب الأجرة على عمله. السابقة سَدَّدَتْه وصيانته بصّرته، ونظرات الحقّ عزّ وجلّ رصنته، وأنطقته بالسّؤال لربّه عزّ وجلّ حتى قال: ﴿ربِّ إنِّي لِمَا أَنْزَلْتَ إليَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ﴾ [سورة القصص ٢٨/ ٢٤] فبينما هو كذلك إذ جاءت بنت شعيب[٥١] خلفه فحملته[٥٢] إليه، فسأله عن حاله، فأخبره بقصته جميعها، فقال: ﴿لَا تَخَفْ نَجَوْتَ مِنَ القَوْمِ الظَّالِمِيْنَ﴾ [سورة القصص ٢٨/ ٢٥]. ثم زوجه ابنته واستأجَرَه لرعي الغنم،

---

(٥٠) أنظر البداية والنهاية لابن كثير ١/ ٢٤٣ .

(٥١) قيل الكبرى واسمها صفراء، وقيل: صغراء. وقيل الصغرى واسمها (ليا) وقيل صُغيراء. أنظر تفسير الخازن وبهامشه تفسير النسفي ٣/ ٤٠٢ .

(٥٢) أي أخذته.

فنسي مُلْك فرعون ودلاله الذي كان فيه. لَبِسُ لُبْس الرعاة وكان الليل والنهار مع الغنم، قعد مع من لا ينطق في البرية القفراء، تعلم الزهد والخلوة عن الخلق؛ فَتَطَهَّر / قلبه منهم، وانحكم أمره في تلك السنين، ذهب مُلْك فرعون من قلبه، [٢٦/أ] وخرجت الدنيا بجميع ما فيها من سره. فلمّا قضى الأجل الذي كان بينه وبين شعيب عليه اسلام عُتق ظاهره من العهد الذي كان عليه، وبقي عهد الله عزّ وجلّ وحقّه على قلبه وسرّه، فلمّا ودّعه وأخذ زوجته وسار ثلاث فراسخ من مدين أدركه الليل، وكانت زوجته حاملاً، فضربها الطلْق، وطلبت منه ضوءاً تستضيء به، فأخذ الزّند ليقدح، فلم يخرج منه شيء، وأعْتم عليه الليل، واشتدّ ظلامه فجاءته الحيرة من كل جانب، وضاقت الدنيا برحبها عليه، بقي غريباً وحيداً في طريق لاْ يعرفه وامرأته / في ذلك الكرب الذي هي فيه، فوقف على علو [٢٦/ب] من الأرض ينظر يميناً وشمالاً ووراء وأماماً حتى سمع صوتاً ورأى ناراً من جانب الطور. فقال لزوجته: لسكني فقد رأيت ناراً، فلعلي آتيك منها بقبس وأستعلم من أهلها خير الطريق، فلما أتاها نودي. لما قرب منها وأراد أنْ يأخذ منها شعلة، انقلب الأمر[٥٣]، ذهبت العادة وجاءت الحقيقة، نسي الأهل ومصالحهم، وجاء إلى زوجته مَنْ أكرمها وهيّأ أمورها، وجاءها بما يصلحها، نودي مناداة مناد، خاطبه مخاطب، كلّمه متكلّم، وهو الحقّ عزّ وجلّ، بلا واسطة من شاطىء الوادي الأيمن في البقعة المباركة من الشجر، صارت الشجرة قِبَلَه[٥٤]، قال يا موسى ﴿إنّي

---

(٥٣) قال ابن كثير في البداية والنهاية ص ٢٤٧ : «لما قصد موسى تلك النار التي رآها فانتهى إليها وجدها تتأجج في شجرة خضراء من العوسج وكلّ ما لتلك النار في اضطرام، وكل ما لخضرة تلك الشجرة في ازدياد، فوقف متعجبا» ١ .هـ، وانظر تفسير الخازن وبهامشه تفسير النسفي ٤٠٣/٣ .

(٥٤) قال ابن كثير: «فكان موسى مستقبلا القبلة والشجرة عن يمينه». انظر البداية والنهاية ج ٢٤٧/١ .

[٢٧/أ] أَنَا اللَّهُ رَبُّ العَالَمِينَ﴾ [سورة القصص ٢٨/٣٠] أي لست بملك / ولا جني ولا إنسي، بل ربّ العالمين، أي كذّب فرعون في قوله ﴿أَنَا رَبُّكُمُ الأَعْلَىٰ﴾ [سورة النازعات ٢٩/٢٤] وفي ادعائه الإلهية دوني، أنا الله فقط ما[له](٥٥) فرعون وغيره من الخلق: الجن والإنس والملك وجميع المخلوقات من العرش إلى تحت الثرى! عالِمِ زمانك وعالم ما يأتي بعدك إلى يوم القيامة؟!

ويلك، يا مبتدع ما يقدر [أن] يقول: إني أنا الله إلاّ الله. ربّنا عزّ وجلّ متكلم ليس بأخرس؛ ولهذا أكد الله عزّ وجلّ الأمر في كلامه لموسى فقال: ﴿وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا﴾ [سورة النساء ٤/١٦٤] له كلام يسمع ويفهم. لمّا سمع موسى كلام الله عزّ وجلّ كادت نفسه أن تخرج ووقع موسى على وجهه من هيبته. سمع كلاماً ما سمعه من قبل، جاء على ضعف البشرية فهدّها، فبعث الله ملكاً فأقامه، [٢٧/ب] ووضع إحدى يديه على صدره / والأخرى وراء ظهره حتى قَدِرَ على القيام وقويَ قلبه وأحضر عقله، حتى عَقل كلامه وفهمه. صحّ له ذلك بعد أنْ قامت قيامته، وضاقت عليه الأرض برحبها؛ أمره بالمضي إلى فرعون وقومه وأن يكون رسوله إليهم، فقال: يا رب احلل عقدة من لساني حتى يفقهوا قولي، واشدد ظهري بأخي، وكان في لسانه عقدة، ما كان يقدر أنْ يتكلم بالفصاحة لأجل ما جرى له مع فرعون في حال صغره، فكان إذا أراد أنْ يتكلم بكلمته يتوقف ويجتهد في إقامه حروفها في مدة يقدر الغير أن يتكلم بسبعين كلمة، وسبب ذلك أنه لِما حصل في دار فرعون في حال صغره، أحضرته آسية زوجته بين يديه، وقالت له: هذا قرة [٢٨/أ] عين لي ولك، لا تقتلوه. فضمّه إليه حتى يقبّله /، فأخذ بلحيته وهزّها، فقال فرعون: هذا هو المولود الذي يكون زوال ملكي على يده، فلا بدَّ لي من قتله. فقالت له: هذا طفل صغير لا يعقل ما يفعل. ثم أُمر أنْ يحضر بين يديه إناء فيه

---

(٥٥) في (أ) [لوه].

جمر من نار وإناء فيه لؤلؤ، وقالت له: نترك الإنائين بين يديه، فإن عرف الفرق بينهما ومَدَّ يده إلى اللؤلؤ وحذِر من النار فاقتله، وإن لم يفرق بينهما ومدّ يده إلى النار فلا تقتله. وتشارطا على ذلك، وتركا بين يديه ذلك، فمدّ يده إلى النار فأخذ منها جمرة وتركها في فيه، وبكى. فقالت: ألم أقل لك إنه لم يفعل ما فعل عن قصدٍ منه فتركه ولم يقتله(٥٦). وربّاه الله عزّ وجلّ في داره. سبحان من هيأ لسانه وجعل له من كلّ / همّ وغمّ وضيق فرجاً ومخرجاً. قال عزّ من قائل: ﴿. . . وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ [٢٨/ب] يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجاً. وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ، وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ﴾ [سورة الطلاق ٦٥/٢-٣].

هذا القلب إذا صفا وصحّ سمع مناداة الحقّ عزّ وجلّ من جهاته الست، يسمع مناداة كل نبي، ورسول، وولي، وصدّيق، فحينئذ يقرّب منه، فتصير حياتُه القربَ منه، وموتُه البعدَ عنه، يصير رضاه في مناجاته له، ويقنع بذلك عن كل شيء، لا يبالي بذهاب الدنيا عنه، لا يبالي بالجوع والعطش، العرض وكثر الإعْراض.

اصبروا على أحكام الحكيم، وقد انكشف لكم الغطاء عن العلم، قد أمركم الحقّ عزّ وجلّ بالصبر فاصبروا. أمر نبيّه صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم بالصبر خاصة ولكم عامة، الأمر له هو ولكم / أيضاً، قال عزّ وجلّ: ﴿فَاصْبِرْ كَمَا [٢٩/أ] صَبَرَ أُولُو العَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ . . .﴾ [سورة الأحقاف ٤٦/٣٥]. اصبرْ يا محمد صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم كما صبروا معي في أقضيتي وأقداري عليهم في أهاليهم وأولادهم وأموالهم وأذيّة الخلق لهم، فقابَلوا ذلك بالاحتمال.

ما أقل احتمالكم، ما أرى أحداً منكم يحتمل من صاحبه كلمة، ولا يقيم له عذراً، تعلّموا من الرسول أخلاقه وأفعاله، اقتدوا به واتبعوا أثر أقدامه، اصبروا

---

(٥٦) انظر تفسير الخازن وبهامشه تفسير النسفي ٣/٢٣٦ .

على أثقال البداية حتى تأتيكم راحة النهاية، البداية انزعاج والنهاية سكون. نبيّنا صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم في بدايته حبّب إليه الخلوة عن الخلق، ففي بعض الأيّام سمع قائلاً يقول: يا محمد، فهرَب من ذلك الصوت ولم يعلم ما هو، بقي على ذلك مدة، ثم علم ما هو فثبت، ثم انقطع / عنه ذلك الصوت فضاق [٢٩/ب] وهام في الجبال، وكاد أن يلقي نفسه منها. في الأوّل كان يهرب وفي الثاني صار يطلب. في الأول انزعاج وفي الثاني سكون.

المريد طالب، والمراد مطلوب، كان موسى عليه السلام مريداً ونبيّنا صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم مُرَاداً. بقي موسى في ظلّ وجوده وطلبه لرؤيته على جبل طور سيناء، ونبينا صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم لمّا كان مراداً أعطي الرؤية من غير طلب، وقرِّب من غير شوق وسؤال، أغني من غير طلب اللقاء[٥٧]، وأري ما حجب عن غيره. طلب موسى عليه السلام الرؤية فلم يُعط، ووقع ميتاً عقوبة لطلبه ما لم يُقْسم له في الدنيا. ونبينا صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم أَحسن أدبه وعرف قدره وتجاهد وتواضع / ولم يتبسّط، فأعطي ما لم يعط [٣٠/أ] غيره لنسيانه غير الحقّ عزّ وجلّ وموافقته له.

الشَّرَهُ والحرص مذموم، اقنعوا بما قسم لكم الله عزّ وجلّ وارضوا به. من صبر وصل، من صبر استغنى قلبه وزال فقره. عليك بالخلوة من الخلق وقد قَدِرْتَ على العبادة والإخلاص فيها، الوحدة خير من أقران السوء. رُئيَ عند بعض الصالحين كلب، فقيل له: لم تركت هذا عندك. فقال: هو خير من قرين السوء. كيف لا يحب الصالحون الخلوة وقلوبهم قد امتلأت بالأنس بربّهم عزّ وجلّ وكنفه عليهم! كيف لا يهربون من الخلق وقد غابت قلوبهم عن النظر في نفعهم وضرِّهم، ورأت الضرّ والنفع من ربّها عزّ وجلّ. شراب القرب نَخْبُهم، / [٣٠/ب]

---

(٥٧) في (أ): الغناء.

واللطف نومهم، والكلام لقلوبهم[٥٨] واطلاعها على الأسرار جنتهم، هم مجانين بالإضافة إلى الخلق، عقلاء وحكماء وعلماء بالإضافة إلى الحقِّ عزّ وجلّ. من أراد أن يكون زاهداً فليكن هكذا وإلاّ فلا يتعب.

يا متكلّف يا متصنع ما هذا، بما أنت عليه؟ لا يتم هذا الأمر بصيام النهار وقيام الليل والتخشّن في المطعم والملبس مع وجود النفس والهوى والطبع والجهل ورديّة الخُلُق، لا يجيء بهذا الشي، ويلك أخلص وتخلّص، اصدق وقد وصلْتَ وقربت على همّتك، وقد علوت. سلِّم وقد سلمت، وافق وقد وفقت، ارض وقد رضي عنك، أسرع وقد تمّم الحقّ عزّ وجلّ لك، اللّهم تولّ أمورنا في الدنيا والآخرة، / ولا تكلنا إلى نفوسنا ولا إلى أحد من خلقك، وآتنا في الدنيا حسنة [٣١/أ] وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النّار.

❊ ❊ ❊

(٥٨) في (أ): والكلام لذتهم.

مجلس

قال الله تعالى عزّ وجلّ في بعض كلامه: «كذب من ادّعى محبّتي حتى إذا جنّه الليل نام عنّي»[٥٩]. إذا كنت من المحبين لله عزّ وجلّ تعاقب بنومك إلا غلبة. المحبّ متعوب، والمحبوب مستريح. المحبُّ طالب، والمحبوب مطلوب. عن النبي صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم أنه قال: يقول الله عزّ وجلّ لجبريل: «يا جبريل، أنم فلاناً وأقم فلاناً»[٦٠]. هذا له وجهان: أقم فلاناً المحبّ، وأنم فلاناً المحبوب. هذا قد ادّعى محبتي لا بدّ أنْ أناقشه، وأقيمه مقامه حتى يتساقط عنه أوراق وجوده مع غيري، أقمه حتى يبينّ برهان / دعواه ويتحقق محبّته. وأنم [٣١/ب] فلاناً؛ لأنّه محبوب قد طال ما تعب. ما بقيت عنده بقية من غيري، اتّخذت محبته لي، وتحققت دعواه وبرهانه ووفاؤه بعهدي، جاءت التوبة إليّ ووفائي بعهده وهو ضيف، والضيف لا يُستخدم ويُتعب. أنومْه في حجر لطفي وأقعده على مائدة فضلي، وأونسه بقربي، قد صحّت مودّته، فإذا صحّت المودة زال التكلف.

والوجه الآخر أنم فلاناً؛ فإنّه يريد بعبادتي وجه الخلق، وأقم فلاناً؛ فإنّه يريد بعبادتي وجهي. أنِم فلاناً فإني أكره صوته، وأقم فلاناً فإني أحب سماع صوته. إنما يصير المحبّ محبوباً إذا طهر قلبه عما سوى الله عزّ وجلّ؛ فلا يتمنى الرجوع عنه إلى غيره/. وصول القلب إلى هذا المقام بأداء الفرائض، والصّبر عن الحرام [٣٢/أ] والشبهات، وتناول المباح والحلال، وترك الهوى[٦١] والشهوات والوجود، واستعمال

---

(٥٩) لم نعثر عليه.

(٦٠) لم نعثر عليه.

(٦١) في (أ): وترك تناول المباح والحلال بالهوى والشهوات والوجود.

الورع الشافي والزهد الكامل: وهو ترك ما سوى الله عزّ وجلّ، ومخالفة النفس والهوى والشيطان، وطهارة القلب من الخلق في الجملة حتى استوى الحمد والذّم، والعطاء والمنع والحجر والمدر(٦٢).

أوّل هذا الأمر شهادة أن لا إله إلّا الله، وانتهاؤه استواء الحجر والمدر؛ أي الذهب والفضة. من صحّ قلبه واتصل بربّه عزّ وجلّ استوت الحجر والمدر عنده، والحمد والذّم، والسقم والعافية، والغناء والفقر، وإقبال الدنيا وإدبارها. من صحّ له هذا ماتت نفسه وهواه / وانخمدت ناريّة طبعه، وذلّ شيطانه له، وتحتقر الدنيا [٣٢/ب] وأربابها عند قلبه، ثم يعرض عنها، ويقبل على مولاه عزّ وجلّ حتى يصير لقلبه دَرْباً في وسط الخلق يجوز فيه إلى الخالق، ينفردون له يميناً وشمالاً، يتنحون ويخلّون الطريق له، يفرّون من نار صدقه وهيبة سرِّه، فحينئذ يُدعى في الملكوت عظيماً، يكون الخلق كلهم تحت أقدام قلبه، يستظلون بظلّه، لا تهوس، أنت لا تدعي ما ليس لك ما ليس عندك، أنت نفسك مستولية عليك، والخلق والدّنيا في قلبك، هما في قلبك أكبر من الله عزّ وجلّ، أنت خارج عن حدّ القوم وعدهم. إن أردت الوصول إلى ما أشرت إليه فاشتغل بطهارة قلبك عن الأشياء كلها، ويحك، أنت لو تعوزك / لقمة، أو تضيع منك حبّة، أو ينكسر لك عَرَض تقوم قيامتك، [٣٣/أ] وتعترض على ربّك عزّ وجلّ، وتُخْرج غيظك في ضرب زوجتك وولدك، وبسبّ دينك ونبيّك. لو كنت عاقلاً من أهل اليقظة والمراقبة لخرست بين يدي ربّك عزّ وجلّ، ولرأيت جميع أفعاله نعمة في حقك، ونظراً إليك.

ويحك، اذكر جوع الجياع، وعري العراة، ومرض المرضى، وحبْس المحبوسين، وقَدْ هان عليك ما عندك من البلاء، اذكر أهل القبور في أهوال القيامة. اذكر علم الله عزّ وجلّ ونظراته إليك وسابقته لك وقد استحييت منه. إذا

---

(٦٢) المدر: الطين.

ضاق بك أمرٌ فتفكّر في ذنوبك، وتب منها، وقل لنفسك: بذنوبكِ ضيّق الحقّ عزّ وجلّ عليك. إذا تبت / من الذنوب، واتقيْتَ الحقّ عزّ وجلّ جعل لك من كل همٍّ فرجاً ومن [كل] ضيق مخرجاً. قال الله عزّ وجلّ: ﴿. . . وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجاً وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُه. . .﴾ [سورة الطلاق ٦٥/٢ـ٣]. العاقل من صَدَقَ وتميز عن الكذّابين بصدقه، اجعل الصِّدق بدل الكذب، والثبوت بدل النفور، والإقبال بدل الإدبار، والصبر بدل الجزع، والشكر بدل الكفر، والرضا بدل السخط، والموافقة بدل المنازعة، واليقين بدل الشك، إذا وفّقت ولم تنازع، وشكرت ولم تكفر، ورضيت ولم تسخط، وسكنت ولم تشك يقال لك ﴿أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَه. . .﴾ [سورة الزمر ٣٩/٣٦]. ويحك، جميع ما أنت فيه وعليه كله هوس في هوس، لا ينظر الله عزّ وجلّ إليه. هذا الأمر لا يجيء / بأعمال الجسد؛ وإنّما يجيء بأعمال القلب ثم أعمال الجسد. نبيّنا محمد صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم كان يقول: «الزهد ها هنا، التقوى ها هنا، الإخلاص ها هنا، ويشير إلى صدره»[٦٣]. من أراد الفلاح فليصرْ أرضاً تحت أقدام الشيوخ. ما صفة هؤلاء الشيوخ؟ هم التاركون للدنيا والخلق، والمودّعون لهما، لما تحت العرش إلى الثرى: السموات وما فيهن والأرضين وما فيهن، الذين تركوا الأشياء، وودَّعوها وداع من لا يعود إليها قط، ودّعوا الخلق كلّهم ونفوسهم من جملتهم؛ لوجدوهم مع ربّهم عزّ وجلّ في جميع أحوالهم،

[٣٣/ب] [٣٤/أ]

---

(٦٣) إشارة لما رواه مسلم، في كتاب البر والصلة والآداب، باب تحريم ظلم المسلم وخذله، ٢٥٦٤، عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال: قال رسول الله ﷺ: «لا تحاسدوا، ولا تناجشوا، ولا تباغضوا، ولا تدابروا، ولا يبع بعضكم على بعض، وكونوا عباد الله إخوانا، المسلم أخو المسلم، لا يظلمه، ولا يخذله، ولا يكذبه، ولا يحقره، التقوى ههنا ويشير إلى صدره ثلاث مرات، بحسب امريء من الشرّ أن يحقر أخاه المسلم، كل المسلم على المسلم حرام، دمه، ماله، وعرضه.

كل من يطلب صحبة الحقّ عزّ وجلّ مع وجود نفسه فهو في هوس وهذيان. من صحّ زهده وتوحيده / لا يرى أيدي الخلق ووجودهم، لا يرى معطياً سوى الحقّ [٣٤/ب] عزّ وجلّ، لا يرى متفضلاً سواه. ما أحوجكم يا أهل الدنيا كلكم إلى سماع هذا الكلام، ما أحوجكم يا زهاداً بالجهل إلى سماع هذا الكلام. الأكثر من المتزهدين المتعبدين عبيد الخلق، مشركين بهم. يا مخلصاً أهرب من الشرك إلى باب ربّك عزّ وجلّ، قف عنده، ولا تهرب من مجيء الآفات، إذا وقفت على بابه وجاءتك الآفات من خلقه فتعلق بالباب فإنّها تُدْفع عنك بتوحيدك وهيبة صدقك. فإذا جاءتك الآفات فعليك بالثبات، وقراءة قوله عزّ وجلّ: ﴿يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الآخِرَة. . .﴾ [سورة إبراهيم ١٤/٢٧] / [٣٥/أ] وقوله: ﴿. . . فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ العَلِيْمُ﴾ [سورة البقرة ٢/١٣٧].

وقوله تعالى: ﴿أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَه. . . .﴾ [سورة الزمر ٣٩/٣٦] وأَكْثِر من قول لا حول ولا قوة إلا بالله العلي العظيم، ومن الاستغفار والتسبيح، وذكر الحقّ عزّ وجلّ، بالصدق يُؤْمَن من جيش الآفات والنفس والهوى والشيطان. ما أكثر ما أعرِّفكم ولا تعرفون ﴿وَمَنْ يَهْدِ اللَّه فَهُوَ المُهْتَدِ. . . .﴾ [سورة الإسراء ١٧/٩٧]. ﴿وَمَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُضِل. . .﴾ [سورة الزمر ٣٩/٣٦]. ﴿وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فلاَ هَادِيَ لَه﴾ [سورة الأعراف ٧/١٨٦]. كان نبيّنا محمد صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم يحبّ هداية الضالّين ويتمنى، فأوحى الله عزّ وجلّ إليه: ﴿إِنَّكَ لاَ تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِيْ مَنْ يَشَاء﴾ [سورة القصص ٢٨/٥٦]. فحينئذٍ قال: «بُعثتُ بالهداية وليس إليّ من الهداية شيء»[٦٤]. فإغواء إبليس جعل سبب الضلالة، وليس / إليه من الضلالة شيء، اعتقاد المُتَّبعين [٣٥/ب] لكتاب الله وسنة رسوله أنّ السيف لا يقطع بطبعه بل الله عزّ وجلّ يقطع به، وأن النار لا تحرق بطبعها بل الله المحرق بها، وأن الطعام لا يشبع بطبعه بل الله

(٦٤) لم نعثر عليه.

عزّ وجلّ يشبع به، وأنّ الماء لا يُرْوي بطبعه بل الله عزّ وجلّ يروي به، وهكذا جميع الأسباب على اختلاف الأجناس. الله عزّ وجلّ المتصرف فيها وبها، وهي آلة بين يديه يفعل بها ما يشاء. إبراهيم الخليل عليه السلام لمّا رمي في النار وأراد الحقّ عزّ وجلّ أن لا يحرق بها فجعلها عليه برداً وسلاماً. وقد ورد في الخبر الصحيح عن النبي صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم، أنّه قال: «تقول النار يوم القيامة للمؤمن: / جُز يا مؤمن فقد أطفأ نورك لهبي»[٦٥]. العبد يضرب بالعصى، والحر تكفيه الإشارة[٦٦]. [٣٦/أ]

يا عباد الله، حافظوا على الصّلوات الخمس في مواقيتها، أَدُّوْها بشرائطها وأركانها، لا تغفلوا عنها، أما سمعتم قول الله عزّ وجلّ: ﴿فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلاَتِهِمْ سَاهُونَ﴾ [سورة الماعون ١٠٧/٥]، قال ابن عباس رضي الله عنهما: «والله ما تركوها غير أنهم أخّروها عن مواقيتها».

توبوا رحمكم الله، ووافقوا التّوّاب في توبتكم. توبوا يا أصحاب المعاصي. توبوا يا مؤخري الصلاة عن مواقتها، يا متأولين بتأويل الشيطان ومكره. يا مخدوعين بخدعه، لا تعصوا، مِنْ عقوبته النار، ألا تعتبروا بمن يعاقب في الدنيا بالعمى والطّرش / والزمن والفقر مع عدم الصبر والحاجة إلى الخلق مع قساوة قلوبهم وفي الآخرة بالنار؟ كلّ ذلك بِشُؤْم المعاصي والزلاّت. نعوذ بالله من انتقامه وبطشه وأخذه وغضبه، اللّهم اعف عنّا وعافنا وعاملنا بحلمك وكرمك لا بعدلك، وارزقنا موافقتك آمين. [٣٦/ب]

---

(٦٥) ذكره الهيثمي في المجمع ٧/ ٣٦٠، باب ما جاء في الميزان والصراط، كما ذكره الزبيدي في إتحاف السادة المتقين ٩/ ٢٣٤، والقرطبي في التفسير ١١/ ١٤١، والفتني في تذكره الموضوعات.

(٦٦) من أبيات الأمثال الشهيرة، ولا يعلم قائله.

عن النبي صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم أنه قال: «خلق الله عزّ وجلّ في النار زبانية ينتقم الله بهم من أعدائه الكافرين به، فإذا أراد أنْ يأخذ كافراً قال لهم: خذوه فيتبادر إليه سبعون ألفاً فإذا وقع بيد واحد منهم ذاب كما يذوب الشحم على النار، فلا يبقى في يده منه إلا الودك[٦٧]، ثم يعيد الله عزّ وجلّ خلقه فيغلونه ويقيّدونه / بقيد من نار ويشدّون رأسه مع رجليه ثم يلقونه في النار»[٦٨]. [٣٧/أ]

سأله سائل عن الخواطر فقال: ما يدريك ما الخواطر، خواطرك من الشيطان، والطبع والهوى والدنيا، همّك ما أهمّك، خواطرك من جنس همّك، ماذا تَعْمل؟! خاطر الحقّ عزّ وجلّ لا يجيء إلاّ إلى قلب خالٍ عمّا سواه، كما قال [تعالى]: ﴿مَعَاذَ اللَّهِ أَنْ نَأْخُذَ إِلَّا مَنْ وَجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَه﴾ [سورة يوسف ١٢/ ٧٩] إذا كان الله عزّ وجلّ وذِكْرُهُ عندك فلا جرم يمتلىء قلبك من قربه، وتهرب خواطر الشيطان والهوى والدنيا من قلبك من عندك، وإذا أعرضْتَ عن خاطر النفس وخاطر الهوى وخاطر الشيطان، وخاطر الدنيا جاءك خاطر الآخرة، ثم خاطر الملك، ثم خاطر الحقّ عزّ وجلّ / أخيراً، وهو الغاية. [٣٧/ب]

يا قوم: الحقّ عزّ وجلّ يُنْعِم عليكم لينظر هل تشكرون أم تكفرون؟ أم تعترفون أم تنكرون، تُطِيعون أم تعصون؟. لا تكونوا ثناءً منشوراً وعيباً مستوراً، لا تفرحوا بذلك فَعَن قريب تجيء الفضيحة إما عاجلاً أو آجلاً. كان بشر الحافي[٦٩] رضي الله عنه يقول: (اللّهم إنك أعطيتني فوق قدري، ونوّهت بذكري

---

(٦٧) في (أ) (الغُلّ). والودك: الشحم.

(٦٨) لم نعثر عليه.

(٦٩) هو أبو النصر بشر بن الحارث الحافي، وسمي حافيا لكثرة سيره بدون نعل، وهو من مرو، سكن بغداد، صحب الفضل بن عباد، كان عالما ورعا من الزهاد والعباد الذين لم يأنسوا بالناس، وقد روى عن شيوخه عن رسول الله ﷺ.

مات سنة سبع وعشرين ومئتين. أنظر الطبقات الكبرى للشعراني ٣/ ٧٣.

وشَهَّرْتني بين الناس، اللهم لا تفضحني عندهم في القيامة فإنني أعلم أني عيب مستور وثناء منشور).

يا غلام ما يقع بيدك من الحقّ عزّ وجلّ شيء بنفاقك وفصاحتك وبلاغتك وتصفير وجهك، وترقيع مرقعتك وجميع ألطافك، كل ذلك من نفسك وشيطانك [٣٨/أ] وشِرْكِك / بالخلق وطلب الدنيا منهم. أحسن الظّنّ في غيرك وأسيء الظّنّ بنفسك، أحقر نفسك واكتم أمرك، وكن على ذلك إلى أن يقال لك: تحدث بنعمة الله عليك. كان ابن سمعون[٧٠] رحمة الله عليه، إذا جاءته الكرامة يقول: (هذه خدعة، هذه من الشيطان، ودام على ذلك حتى قيل له: (مَن أنت ومن أبوك؟! تحدّث بنعمتنا عليك).

يا محبين، يا مريدين: احذروا أن يفوتكم الحقّ عزّ وجلّ؛ فإن فاتكم فقد فاتكم كل شيء. أوحى الله عزّ وجلّ إلى عيسى عليه السلام: (يا عيسى احذر أن أفوتك فإن فتّك فاتك كل شيء، وإنْ لم أفتك، لم يفتك شيء). وقال موسى عليه [٣٨/ب] السلام في مناجاته لربّه عزّ وجلّ: (يا رب أوصني. فقال له /: أوصيك بي وبطلبي، وكرّر ذلك عليه أربع مرات، في كل مرّة يقول له ذلك ويجيبه مثل

---

(٧٠) هو أبو الحسين بن سمعون (٣٠٠ - ٣٨٧هـ) محمد بن أحمد بن إسماعيل ابن عنبس بن إسماعيل الواعظ، المعروف بابن سمعون، كان لأهل العراق فيه اعتقاد كثير ولهم به غرام شديد، وهو الذي عناه الحريري صاحب المقامات في المقامة الحادية والعشرين؛ وهي الرازيّة، بقوله: رأيت الجراد ومستنّون استنان الجياد، ومواصفون واعظا يقصدونه ويحلون ابن سمعون دونه.

كان يتكلم على الخواطر والإشارات، ولسان الواعظ، دوّن الناس حكمته، وجمعوا كلامه، له كرامات ومكاشفات وأحوال ومقامات. ا د.

انظر تاريخ بغداد للخطيب البغدادي ١/٢٧٤ . ط: القاهرة ١٩٣١
والبداية والنهاية لابن كثير ١١/٣٢٣ ط القاهرة.

الأول). ما قال له اطلب الدنيا ولا أطلب الآخرة، كأنّه يقول له أوصيك بطاعتي وترك معصيتي، أوصيك بطلب قربي، أوصيك بتوحيدي والعمل لي، أوصيك بالإعراض عمّا سواي.

يا فقراء: اصبروا على فقركم وقد جاءكم الغناء في الدنيا والآخرة. عن النبي صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم أنه قال: «الفقراء الصبراء جلساء الله عزّ وجلّ يوم القيامة»(٧١). الفقراء جلساء الرحمن عزّ وجلّ، اليوم بقلوبهم وغداً بأجسادهم. الفَقْر إلى الحقّ عزّ وجلّ [هو] الصبر معه عن غيره، قلوبهم عنده مطيّبة مبخّرة، لا تقبل غيره، كما قال عن موسى عليه السلام ﴿وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ / [٣٩/أ] الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ....﴾ [سورة القصص ١٢/٢٨].

إذا صحّ القلب وعرف الحقّ عزّ وجلّ أنكر غيره، واستأنس به، واستوحش من غيره، واستراح معه، وتعب مع غيره.

يا قوم اذكروا الموت وما وراءه، ودعوا الحرص على جَمْع الدنيا الفانية، قصّروا آمالكم، وأقلّوا حرصكم، أَضَرُّ مَا عَلَيْكُمْ طُوْلُ الأمل، وكثرة الحرص. عن النبي صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم أنه قال:

إذا مات ابن آدم ودخل إلى قبره أتى شفير قبره أربعةُ أملاك، يقف ملك عند رأسه وملك عن يمينه وملك عن شماله وملك عند رجليه، فيقول الذي عند رأسه: يا ابن آدم انقضت الآجال وبقيت الآمال. ويقول الذي عن يمينه: يا ابن آدم ذهبت الأموال وبقيت الأعمال. ويقول الذي عن شماله: يا ابن آدم مضت الشهوات وبقيت التبعات. ويقول الذي عند رجليه: يا ابن آدم طوبى لك إن [٣٩ ب]

---

(٧١) ذكره الهندي في الكنز ١/١٠٢٥٦ بلفظ «الفقراء أصدقاء الله، والمرضى أحباب الله، فمن مات على التوبة فله الجنة، توبوا ولا تيأسوا فإن باب التوبة مفتوح من قبل المغرب لا ينسد حتى تطلع الشمس.

اكتسبْتَ حلالاً وأطعت جباراً»(٧٢).

يا قوم اتعظوا بهذه المواعظ، ولا سيّما مواعظ الله عزّ وجلّ، ومواعظ رسله. اللّهم اشهد لي أني مبالغ في مواعظ عبادك، مجتهد في صلاحهم.

يا أصحاب الصوامع والزوايا، تعالوا ذوقوا من كلامي ولو حرفاً واحداً، اصحبوني يوماً أو أسبوعاً لعلكم تتعلمون شيئاً ينفعكم.

ويحكم الأكثر منكم هوس في هوس. تعبدون الخالق في صوامعكم! هذا الأمر لا يجيء بمجرد القعود في الخلوات مع الجهل. ويلك إمش في طلب العلم والعلماء حتى لا يبقى مشي، امشِ حتى لا تطاوعك / ساقاك(٧٣)، فإذا عجزت فاقعد. [٤٠/أ] امش بظاهرك ثم بقلبك ومعناك فإذا مشت(٧٤) ظاهرك وباطنك ووفّقت جاءك القرب من الله عزّ وجلّ والوصول إليه.

يا غلام: لا تتدايك وأنت فرخ في بيضة، لا كلام لك حتى تستكمل خلقك وتنشق عنك بيضتك، وتصير فرخاً تحت جناح أمّك وتحت جناح شريعة نبيك حتى يذقك(٧٥). حتى يقوى إيمانك، فإذا دبّ فيك الصّلاح لقطت من حبات فضل ربّك عزّ وجلّ، فحينئذٍ تصير ديكاً للدجاج توالي وتواتر بالحب وتصير حارساً لهم، تستقبل الآفات وتفتديهم بنفسك. العبد إذا صحّ حمل أثقال الخلق وصار قطباً لهم. عن النبي صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم أنه قال: «من / تعلّم وعلّم [٤٠/ب] وعمل دُعي في الملكوت عظيماً»(٧٦). إني أقول كما قال أمير المؤمنين علي بن أبي

---

(٧٢) لم نعثر عليه.

(٧٣) في (أ) شيء.

(٧٤) في (أ): عسيْت.

(٧٥) ذق الطائر: أي أطعمه بفيه.

(٧٦) أخرجه أحمد في الزهد من كلام سيدنا عيسى صلوات الله عليه، بلفظ «من علم وعمل =

طالب كرّم الله وجهه: (إن بين جنبي علماً لوجُدْت له حمْله لو وجدت فيكم أهلية لما كنت أغلق باب الأسرار وكنت أفتح أبوابها وأصنع مفاتيحها ولكن يا سري احفظ الأسرار حتى تجيء الأهل).

احفظ ما عندك. فإذا طُلبت منك فأظْهرها. ما يمكنني أفصح بكل ما عندي؛ لأنّ من الحال ما يكتم من البيان. كان ابن سمعون رحمة الله عليه يقول: (الإيمان بما أقول ولاية، ومن كان له قدم فيه فهو زيادة) إنما يقوى على هذا الكلام ويؤمن به ويعمل به من خدم الحكم، وعمل به، وأخلص فيه، وهو هدي الكتاب والسنة. أفلح والله من تربّى / عليهما، ونشأ فيهما، ولم يتجاوز حدودهما، أخاف أن يكون [٤١/أ] الإيمان والإسلام عندك عارية؛ ولهذا أَكْثِر[٧٧] خوفك وصومك وصلواتك وسهرك. لهذا هام القوم على وجوههم فالتحقوا بالوحوش وزاحموهم في حشائش الأرض وماء الغدران، وصار ظِلالهمَ الشمس، ومصباحهم القمر والكواكب.

إجْتهدوا أنْ تعملوا الطّاعات والقربات قبل وصولكم إليه. لا تظلموا أنفسكم بمعصيتكم له وتجرئكم عليه. اللهم وَفِّقْنا لطاعتك، وجنّبنا معاصيك، وآتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة، وقنا عذاب النار.

= فذلك يدعى عظيمافي ملكوت السموات». انظر كتاب الزهد ص ٧٧ وذكره الغزالي في الإحياء عن عيسى صلوات الله عليه ١/ ١٠.

(٧٧) في (أ): وهذا أتكثر.

مجلس

[٤١/ب] دعوا كثرة الهذيان والقال والقيل، وإضاعة المال، ولا تكثروا من القعود مع / الأقارب والجيران والأصدقاء والمعارف من غير سبب، فإنّ ذلك هوس. أكثر ما يجري الكذب والغيبة بين اثنين، والمعصية إنما تتمّ بين الاثنين. لا يخرج أحدكم من بيته إلاّ إلى ما لا بدّ منه له من مصالحه ومصالح أهله. اجتهد أنْ لا يكون الابتداء بكل أمرٍ وكلام منك؛ بل يكون كلامك جواباً. إذا سألك سائل عن شيء، فإن كان جوابه مصلحة لك وله [فأجبه] وإلاّ فلا تجبه. إذا لقيت أخاك المسلم فلا تسأله من أين تمر ومن أين تجيء، فربّما لا يحبّ أنْ يخبرك بما هو فيه فيكذب لك(٧٨)، فتكون أنت قد حملته على الكذب.

استحِ من الكرام الكاتبين، لا تمْل عليهم مالا يجوز لك إلاّ ما يسرّك يوم [٤٢/أ] القيامة، وتفرح به. / أمْل عليهم التسبيح وقراءة القرآن، والكلام في مصالح نفسك ومصالح الخلق. أكثر مدادهم بدموعك، وقوِّ أقلامهم بتوحيدك، ثم أقعدهم على الباب، وادخل أنت إلى ربّك عزّ وجلّ. قصِّروا الأمل. اجعلوا الموت نصب أعينكم، إذا رأى أحدكم أخاه فليودّعه، ويسلّم عليه سلام مودّع. وهكذا إذا خرج من بيته فليودّع أهله بقلبه؛ فلعل رسول الموت يدعوه ولا يمكنه من العود إليهم، لعل الأجلَ يلقاه في الطريق؛ فلهذا قال النبيّ صلّى الله عليه و[آله

---

(٧٨) يكذب لك: أي يكذب عليك، وتكون مكان «على» وذلك كقوله تعالى: ﴿... يخرون للأذقان سجدا﴾ [سورة الإسراء ١٧/١٠٧]. أنظر الأزهية في علم الحروف للهروي تحقيق عبد المعين الملوصي ص ٢٨٧.

وصحبه] وسلم: «لا يبيت أحدكم إلاّ ووصيّته مكتوبة تحت رأسه»[(٧٩)]. إن كان على أحدكم دين وهو قادر على قضائه ووفائه فليعطه ويقضيه، ولا يؤخر قضاءه فإنّه لا يدري هل يُقضى بعده أم لا، ومن قدر على قضائه فلم يقضه / فهو ظالم[٤٢/ب] لنفسه؛ لأن النبيّ صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم قال: «مطل الغني ظلم»[(٨٠)].

القوم يتعوّدون الصّبر على البلاء ولا ينزعجون مثل انزعاجكم. كان بعضهم يبتلى كل يوم ببليّة، فيوم لا يأتيه بلاؤه يقول: إلهي ماذا فعلت اليوم من الذنوب حتى لم تنفذ لي بليتي. البلايا مختلفة. منها في البنية، ومنها في القلب، ومنها مع الخلق، ومنها مع الخالق. لا خير فيمن لا يؤذى. البلايا خطاطيف الحق عزّ وجلّ، نهمة[(٨١)] العابد والزاهد في الدنيا الكرامات، وفي الآخرة الجنات. ونهمة العارف بقاء الإيمان عليه في الدنيا، والخلاصَ من نار الله عزّ وجلّ في الآخرة، فلا تزال نهمته وشهوته في هذا حتى يقال لقلبه ما هذا؟ اسكن، واثبت. / الإيمان ثابت[٤٣/أ]

---

(٧٩) أخرجه البخاري في صحيحه، كتاب الوصايا، ٢٥٨٧، عن عبدالله بن عمر رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: «ما حقّ امرء مسلم له شيء يوصي فيه، يبيت ليلتين إلا ووصيته مكتوبة عنده».

وأخرجه مسلم في صحيحه، كتاب الوصية، ١٦٢٧، كما أخرجه الترمذي في السنن، كتاب الوصايا، باب ما جاء في الحث على الوصية، ٢١١٩.

(٨٠) قطعة من حديث. أخرجه البخاري في صحيحه، كتاب الحوالة، ٢١٦٦، عن أبي هريرة رضي الله عنه: أن رسول الله صلى الله عليه [وآله وصحبه] وسلم قال: «مطل الغني ظلم، ومن اتبع على مليٍّ فليتبع». كما أخرجه مسلم في صحيحه، كتاب المساقاة، باب تحريم مطل الغني وصحة الحوالة، ١٥٦٤.

وقد أورد الناسخ هذا الحديث بلفظ (مطل الغني وبطية ظلم).

(٨١) النهمة: بلوغ الهمة في الشيء.

عندك، ومنك يقتبس المؤمنون نوراً لإيمانهم، وأنت غداً مشفع مقبول القول، تكون سبباً لخلاص خلق كثير من النار(٨٢)، تكون بين يدي نبيّك الذي هو سيد الشافعين. اشتغل بغير هذا. هذا توقيع ببقاء الإيمان والمعرفة والسلامة في العاقبة والمشي مع النبيين والمرسلين والصديقين الذين هم الخواص من الخلق.

يا منافق ما يقع هذا بيدك بنفاقك وتصنّعك وأنت ترى ناموسك، ترى قبولك في قلوب الخلق، ترى قُبْلة يدك، أنت مشؤوم على نفسك في الدنيا والآخرة وعلى من تربيه وتأمره باتباعك، أنت مراءٍ دجال نصّاب على أموال الناس، لا جرم لا تكون لك دعوة مجابة، ولا موضع في قلوب الصدّيقين / ، قد اضلّك الله على علم، سوف ترى إذا انجلا الغبار أفرس تحتك أم حمار؟ إذا انجلا الغبار ترى رجال الحقّ عزّ وجلّ على الخيول والنجب وأنت على حمار مكسر من ورائهم، تأخذك ذعّار(٨٣) الشياطين والأبالسه. القوم يصلون إلى حالة لا يبقى لهم فيها دعاءٌ ولا سؤال، لا يسألون في جلب المصالح، ولا في دفع المضار، يصير دعاؤهم بأمر من حيث قلوبهم، تارة لأجلهم وتارة لأجل الخلق، فينطقون بالدعاء وهم في غيبة عنه. اللهم ارزقنا حسن الأدب معك في جميع الأحوال، وآتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار.

[٤٣/ب]

---

(٨٢) إشارة لقوله صلى الله عليه [وآله وصحبه] وسلم: «إذا كان يوم القيامة، قيل للعابد قم فادخل الجنة، ويقال للعالم قم فاشفع».

ذكره الزبيدي في إتحاف السادة المتقين ج ١/ ١٠٧,

وقد ذكر الغزالي في الإحياء ج ١/ كتاب العلم قوله صلى الله عليه [وآله وصحبه] وسلم: «إذا كان يوم القيامة، يقول الله سبحانه وتعالى للعابدين والمجاهدين: ادخلوا الجنة. فيقول العلماء: بفضل علمنا تعبدوا وجاهدوا، فيقول الله عزّ وجلّ: أنتم عندي كبعض ملائكتي، اشفعوا تشفعوا، فيشفعون ثم يدخلون الجنة».

(٨٣) الذعار: أي الشياطين التي تسبب الذعر لمن تبعهم يوم القيامة.

مجلس

لله عزّ وجلّ خلق من خلقه يحييهم في عافية، ويميتهم في عافية، ويحشرهم يوم القيامة في عافية، وهم أهل الرضا بالقضاء / المطمئنين إلى وعده الخائفين من [٤٤/أ] وعيده، اللهم اجعلنا منهم آمين.

القوم يواصلون الضياء بالظلام في عبادة الحقّ عزّ وجلّ وهم على قدم الخوف والحذر، يخافون من سوء العاقبة، جهلوا علم الله عزّ وجلّ فيهم وعاقبة أمرهم؛ فواصلوا الضياء بالظلام حزناً وكآبة، وبكاءاً مع دوام الصلاة والصيام والحج وجميع الطاعات، ذكروا ربّهم عزّ وجلّ بقلوبهم وألسنتهم، فلما وصلوا إلى الآخرة دخلوا الجنة، رأوا وجه الله عزّ وجلّ وكرامته لهم، فحمدوا الله على ذلك وقالوا: الحمد لله الذي أذهب عنا الحزن.

يا غلام إذا أحكمت الإيمان وصلت إلى وادي المعرفة، ثم إلى وادي العلم، ثم إلى وادي الفناء عنك / وعن الخلق، ثم إلى الوجود، لا بك ولا بهم، فحينئذ [٤٤/ب] يزول حزنك، فالحفظ يخدمك، والحمية تحوطك، والتوفيق يُطرِق بين يديك، والملائكة تمشي حولك، والأرواح تأتيك تسلّم عليك، والحقّ عزّ وجلّ يباهي بك الخلق، ونظراته ترعاك وتجذبك إلى دار قربه والأنس به والمناجاة له. يا عصاة توبوا من معاصيكم فإنّ ربّكم عزّ وجلّ غفور رحيم، يقبل التوبة من عباده، يغفر الذنوب ويمحوها. توبوا بقلوبكم وألسنتكم. اللهم إنّنا تائبون إليك من كل ذنب، ومن كل خطيئة. لا نعود إليها، ربّنا لا تؤاخذنا إن نسينا أو أخطأنا، ربنا لا تزغ قلوبنا بعد إذْ هديتنا، يا غفار الذنوب اغفر لنا، يا ستار استر علينا عيوبنا، استغفروه / فإنه يغفر الذنوب، ويشكر القليل من الأعمال، ويثيب عليها بما هو [٤٥/أ]

خير منها؛ لأنّه كريم جواد، يعطي من غير عوض وسبب، فكيف إذا كان بسبب.

عاملوه بالتوحيد والأعمال الصالحة، وترك الدنيا والإعراض عنها، وأخذ الآخرة والإقبال عليها والرغبة فيها، وترك المعاصي والزلات وهجْرها.

المريد للحقّ عزّ وجلّ لا يريد جنّته ولا يخاف من ناره بل يريد وجهه فحسب، يرجو قربه منه، ويخاف من بُعْدِه عنه. أنت أسير الشيطان والهوى والنفس والدنيا والشهوات، وما[٨٤] عندك خير، في رجل قلبك قيد، وما عندك خير. اللهم خلصه من أسره وخلصنا، وألبسنا خلعة من أسرارك. آمين.

[٤٥/ب] عليكم بحفظ الصلوات الخمس في مواقيتها، وحِفْظ حدود الشرع / جميعها. إذا أديتم الفرض فانتقلوا إلى النفل، عليكم بالعزيمة والإعراض عن الرخصة. من لزم الرخصة وترك العزيمة خِيْف عليه من هلاك دينه. العزيمة للرّجال؛ لأنّها ركوب الأخطر والأشق، والأمر والرخصة للصبيان والنسوان لأنّها الأسهل.

يا غلام عليك بالصف الأوّل؛ فإنّهُ صف الرجال الشجعان، وفارق الصف الأخير؛ فإنّه صف الجبناء[٨٥]، استخدم هذه النفس وعوّدها العزيمة؛ فإنَّها ما حمَّلتها تتحمل، لا ترفع العصا عنها فإنها تنام، وتلقي الأحمال عنها، لا تُرِها بياض أسنانك وبياض عينيك، هي عبْد سوء لا تعمل الأشغال إلا بالعصا، لا تشبعها إذا عملت إن الشبع ليطغيها، وإنها تعمل في مقابلة شبعها. كان سفيان [٤٦/أ] الثوري / ـ رحمة الله عليه ـ كثير الطاعة، كثير الشبع، فكان يتمثل إذا شبع: (أشبع الزنجي وكدّه إنما الزنجي حمار)[٨٦]. ثم يقوم إلى العبادة، فيأخذ منها حظاً

---

(٨٤) ما: حرف نفي.

(٨٥) في (أ) و(ب): الأجبان.

(٨٦) إشارة لما رواه الطبراني في المعجم الكبير، ج ٢٥، ص ٨٩، عن أم أيمن قالت: سمعت رسول الله صلى الله عليه [وآله وصحبه] وسلم يقول: «إنّما الأسود لبطنه وفرجه».

وافراً. عن بعضهم أنه قال: (رأيت سفيان الثوري أكل حتى مَقَتُّهُ، ثم صلّى وبكى حتى رحمتُهُ). لا تقْتدِ بسفيان في كثرة أكله، واقْتد به في كثرة عبادته؛ فلست سفياناً، لا تشبع نفسك كما كان يشبعها، فلست تملكها كما كان يملكها.

إذا صحّ القلب صار شجرة، لها أغصان وأوراق وثمار، تصير فيه منافع للخلق: الأنس والجنّ والملك. إذا لم يكن للقلب صحة فهو كقلوب الحيوانات صورة بلا معنى، آنية بلا ماء، شجرة بلا ثمر، قفص بلا طائر، دار بلا ساكن، كنْزٌ مجموع فيه جواهر ودنانير ودراهم بلا منفق، جسد / بلا روح، كالأجساد التي [٤٦/ب] مسخت، فهي صورة بلا معنى. والقلب المعرض عن الله عزّ وجلّ الكافر به ممسوخ؛ ولهذا شبّهه الله عزّ وجلّ بالحجر فقال الله تعالى: ﴿ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُمْ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ فَهِيَ كَالحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَة. . . .﴾ [سورة البقرة ٢/ ٧٤]. لمّا لم يَعْمل بالتوراة بنو إسرائيل مسخ الله عزّ وجلّ قلوبهم حجارة وطردها من بابه. هكذا أنتم يا محمديّين إذا لم تعملوا بالقرآن وتحكّموا أحكامه يمسخ قلوبكم ويطردها من بابه. لا تكونوا ممّن أضلّه الله على علم. إذا تعلمت للخلق عملت للخلق، وإذا تعلّمت لله عزّ وجلّ عملت له. الطاعة عمل الجنة، والمعصية عمل النار، وبعد ذلك الأمر إليه، إن شاء أثاب واحداً منّا بلا عمل، وإن شاء عاقب واحداً مع عمل فذاك إليه، فعّال لما يريد، لا يُسأل عمّا يفعل / وهم يُسألون. [٤٧/أ]

الصديق ينظر بنور الله عزّ وجلّ، لا بنور عينيه ولا بنور الشمس والقمر، هذا نور الله العام، وله نور خاص، أعطاه الله عزّ وجلّ هذا النور بعد أحكام نور العلم الثاني. اللهم ارزقنا حلمك، وعلمك، وقربك، وآتنا في الدنيا حسنة، وفي الآخرة حسنة، وقنا عذاب النار.

مجلس

عن النبي صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم أنه قال: «الحياء من الإيمان»[87].

يا عباد الله، ما أوقحكم، وما أجرأكم على ربّكم عزّ وجلّ. الحياء من الخَلْق مع الوقاحة على الخالق هوس، وحقيقة الحياء: أن تستحيوا من ربكم عزّ وجلّ في جلواتكم وخلواتكم، ويكون الحياء من الخلق تبعاً، لا أصلاً. المؤمن يستحي من الخالق، والمنافق يستحي من الخلق، لا بارك الله فيكم يا منافقين ما أكثركم، كل [٤٧/ب] شغلكم عمارة / ما بينكم وبين الخلق، وتخريب ما بينكم وبين الحق. إذا عاديتموني فقد عاديتم الله ورسوله؛ لأنّي قائم بنصرتهما. لا تتعبوا فإنّ الله غالب على أمره.

اجتهد إخوة يوسف عليه السلام على قتله فما قدروا. كيف كانوا يقدرون وهو مَلِكٌ عند الله، نبيّ من أنبيائه، وصدّيق من أصفيائه. وقد سبق علمه أن يُجْرِيَ مصالح الخلق على يده، وهكذا اليهود، راموا أن يقتلوا عيسى بن مريم عليهما السّلام؛ لأنّهم حسدوه لمّا ظهرت الآيات والمعجزات على يده. فأوحى الله عزّ وجلّ إليه أنِ اخرج من بلادهم إلى مصر فخرج وهو ابن ثلاث عشرة سنة، أخذه قُرابَةٌ له وهرب به، فقوي أمره وانتشر ذكره في تلك البلاد، فاجتمعوا على

---

(٨٧) رواه البخاري في كتاب الإيمان «باب الحياء من الإيمان»، ٦٩، كما رواه مسلم في «الإيمان»، ٣٦، «باب بيان عدد شعب الإيمان»، كما رواه مالك في الموطأ في «حسن الخلق»، باب «ما جاء في الحياء»، ٩٠٥.

أنْ يهلكوه فما قدروا وكان / الله غالباً على أمره. وهكذا يا منافقي هذا الزمان، [٤٨/أ] تريدون أن تهلكوني، لا كرامة لكم، أيديكم تقصّر عن ذلك، تكلّفوا في فعل الطاعات، وترك المعاصي والمنكرات، وقد صار التكلّف طبعاً. تفقّهوا كلام ربكم عزّ وجلّ، واعملوا به وأخلصوا في أعمالكم. ربّنا عزّ وجلّ متكلم بكلام مسموع مفهوم، سمع كلامه في الدنيا موسى عليه السلام، ونبيّنا محمّد صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم. وفي الآخرة يسمع كلامه المؤمنون من خلقه. ربنا يُرى، نراه غداً في القيامة كما نرى الشمس والقمر اليوم، لا نشك فيه غداً.

لله عزّ وجلّ عباد يبيعون الجنّة بما فيها بنظرة إليه. إذا علم صدْق نياتهم في ذلك، وأنهم باعوها بنظرة واحدة أدام لهم النظرات، أدام لهم / القرب، عوّضهم [٤٨/ب] بقربه عن لذّات الجنّة.

يا جهّال بالله عزّ وجلّ ورسله ورجاله، ويحكم تقدّموا بأقدام قلوبكم خطوة إلى طعام فضل الله عزّ وجلّ. أما ترون كيف أتْركه بين أيديكم، من كذبني منكم كذّبته ثيابه وداره وملائكته الذين حوله. ما أبالي بتكذيبك يا منافق يا دجّال.

يا غلام: أنت نفس وطبْع وهوى، تقعد مع النسوان الأجانب والصّبيان ثم تقول: لا أبالي بهم، كذبْتَ، لا يُوافقك الشرع ولا العقل، تضيف ناراً إلى نار، حطباً إلى حطب، فلا جرم تشْتعل دار دينك وإيمانك. إنكار الشرع بهذا عامّ لم يستثنِ فيه أحداً.

حصّل الإيمان والمعرفة بالله عزّ وجلّ وقوة القرب، ثم افتح[٨٨] طبيباً للخلق نيابة عن الحقّ عزّ وجلّ / ويْلَك كيف تمسك الحيّات وتقلبهم وأنت ما تعرف [٤٩/أ] صنعة الحوّاس[٨٩] ولا أكلت الترياق؟!. [أنت] أعمى، كيف تداوي أعين

---

(٨٨) افتح: بمعنى كن.

(٨٩) الحوّاس: الجريء الذي لا يخيفه ولا يردّه شيء.

الناس؟! أخرس كيف تعلم الناس؟ جاهل كيف تقيم الدّين؟! مَنْ ليس بحاجب كيف يقدم الناس إلى باب الملِك؟! لا كلام حتّى يأتي يوم القيامة وترون[٩٠] العجائب. أخلصوا في أعمالكم وإلاّ فلا تتعبوا[٩١]. إذا قُطِعَتْ العَلَق[٩٢]، وغُلّقت الأبواب والجهات انفتحت لك جهة الحقّ عزّ وجلّ وقربه، وتهيّأت لك الطريق إليه، وأتاك أرفع الأشياء وأسناها وأحسنها.

هذه الدنيا فانية ذاهبة متلاشية، هي دار الآفات والبلاء والغموم، ما يصفو لأحد فيها عيش لا سيّما إذا كان حكيماً، كما قيل لا تَقَرّ فيها عين حكيم ذاكرٍ / للموت. من كان السبع بحذائه فاتحاً فمه قريباً إليه، كيف يستقرّ قراره [٤٩/ب] وتنام عيناه. يا غافلين القبر فاتح فمه، سبع الموت وثعبانه فاتحان فاهُما، سيّاف سلطان القدر بيده السيف وهو منتظر الأمر، من كلّ ألف ألف واحد يكون على هذه الحالة مستيقظاً بلا غفلة. المستيقظ زاهد في كلّ شيء، يقول: إلهي إنك تعلم ما أريد، هذه الأطْباق قد آثَرْت بها خلقك، أريد لقمة من طبق قربك؛ أريد من شيء يخصّك. يا مشركاً بسببه، لو ذقت الأكل بالتوكل لما أشركت بالسّبب، ولقعدْتَ على بابه متوكلاً عليه واثقاً به.

ما أعرف الأكل إلا من شيئين: إمّا بالكسب مع ملازمة الشرع أو بالتوكل.

[٥٠/أ] ويلك ألا تستحي من الله عزّ وجلّ، تترك / كسبك وتكدي[٩٣] من الناس؟ الكسب بداية والتوكل نهاية، فما أرى لك بداية ولا نهاية. إني أقول لك الحقّ ولا أستحي منك، إسمع واقْبَل ولا تنازع، منازعتي منازعة الحقّ عزّ وجلّ.

---

(٩٠) في (أ): لا ترون.

(٩١) في (أ): فلا تدعوا.

(٩٢) العلق: كل ما تتعلق به محبّة.

(٩٣) أكدي: ألحّ في المسألة.

حافظوا على الصلوات؛ فإنها صلة بينكم وبين ربّكم عزّ وجلّ. عن النبيّ صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم أنّه قال: «إذا دخل المؤمن في الصلاة، وحَضَرَ قلبه بين يدي ربّه عزّ وجلّ ضُرِب حوله سرادقات النور، وتقف الملائكة حوله، وينزل البرّ عليه من السماء، ويباهي به الحقّ عزّ وجلّ»[٩٤].

من المصلّين من تقيّض[٩٥] قلبه إلى الحقّ عزّ وجلّ ـ كما تقيّض[٩٦] الطائر من القفص، وكما تقيض الطفل من يد[٩٧] الأم ـ يؤخذ عن مألوفه من معلومه ومسكونه يغيّب عنه، فلو قطّع ومزّق ما عَلِم. حكي عن بعض هؤلاء / السادة [٥٠/ب] وكان من تابعي صحابة رسول الله صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم، وهو عروة بن الزبير بن العوام بن أخت عائشة رضي الله عنها وعن أبيها أنّه وقع في رجله الآكِلَة[٩٨]، قيل له: لا بد من قطعها وإلاّ هلك جميع جسدك، فقال للطبيب: إذا دخلْتُ في الصلاة فاقطعها، فقطعها وشدّها وهو في السجود ولم يحس بألمها[١]. أنتم هوس بالإضافة إلى من تقدّم. أنتم قول بلا عمل، وصورة بلا

---

(٩٤) قال الغزالي في الإحياء ١/ ١٧٠: (ففي الخبر «إن العبد إذا قام في الصلاة رفع الله سبحانه وتعالى الحجاب بينه وبين عبده، وواجهه بوجه، وقامت الملائكة من لدن منكبيه إلى الهواء، يصلون بصلاته، ويؤمّنون على دعائه، وإنّ المصلّي ليُنثر عليه البرّ من عنان السماء إلى مفرق رأسه، وينادي مناد في السماء لو علم هذا المناجي من يناجي ما التفت، وإن أبواب السماء تُفتح للمصلّين، وإنّ الله عزّ وجلّ يباهي ملائكته بعبده المصلّي». ولم يخرجه العراقي.

(٩٥) قاض يقيضه إذا عاضه، والقيض: العِوَض، وتقيض قلبه أبدل إلى الحق عزّ وجلّ.

(٩٦) تقيض الطائر إذا شق البيض.

(٩٧) تقيض الطفل من يد الأم إذا استبدل المشي بيد الأم.

(٩٨) الآكلة: وتسمّى الشأفة: وهي قرحة تخرج في القدم أو في أسفله.

(١) أنظر سير أعلام النبلاء للذهبي، ٤/ ٤٢٩ ـ ٤٥٠ . والحلية ٢/ ١٧٩ . وابن عساكر في تاريخ دمشق ١١/ ٢٨٦ .

معنى، منتظر بلا مُخْبر. ويحك لا تغرك مقالات الناس، أنت تعرف ما أنت فيه وعليه. قالّ الله تعالى: ﴿بل الإنسان على نفسه بصيره﴾ [سورة القيامة ٧٥/١٤]. ما أحسنك عند العوام وما أقبحك عند الخواص. قال بعض المشايخ لأصحابه: (إذا ظُلِمْتُم فلا تظلموا، وإذا حُمِدْتُم فلا تفرحوا، وإذا ذممتم فلا تحزنوا، وإذا كُذّبتم فلا تغضبوا، وإذا خونتم فلا تخونوا). ما أحسن هذا الكلام، أَمَرَهُم بذبح [٥١/أ] النفوس والأهوية، هذا مشتق من قول النبي صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم: جاءني جبريل عليه السلام فقال لي: الحقّ عزّ وجلّ يقول لك: أُعْفُ عمّن ظلمك، وصل من قطعك، وأعط من حرمك، وتفكر في آلاء الله تعالى وصنعته وتصاريفه في خلقه»[٢]. إذا زهدت في الدنيا وتحقق زهدك فيها أتتك في المنام في صورة امرأة، وتتواضع لك، وتقول: أنا خادمة لك، ولك عندي ودائع، خذها من عندي، تُعَدِّد أقسامك عليك قليلها وكثيرها. وإذا قويت معرفتك أتتك وأنت في اليقظة. والأنبياء عليهم السلام أول أحوالهم إلهام، وثاني / حالهم منام. وإذا [٥١/ب] قويت أحوالهم جاءهم الملك ظاهراً، يقول لهم: الحقّ عزّ وجلّ يقول لكم كذا وكذا.

كن عاقلاً، دع عنك رياستك وتعال اقعد هاهنا كواحد من الجماعة حتى ينزرع كلامي في أرض قلبك. لو كان لك عقل لقعدْت في صحبتي، وقنعت مني كل يوم بلقمة، وصبرْتَ على خشونة كلامي. كل من كان له إيمان يثبت وينبت، ومن ليس له إيمان يهرب مني. ويلك يا من يدعي الإطلاع على حالة غيره، كيف نصدّقك وأنت ما اطلعت على حالة نفسك؟! كلك كذب، فتب من كذبك. اللهم ارزقنا الصّدق في جميع الأحوال، وآتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار.

---

(٢) لم نجده بهذا اللفظ، ويشهد له ما رواه أحمد في المسند، مسند الشاميين، ١٧٤٥٧، عن عقبة بن عامر قال: لقيت رسول الله صلى الله عليه [وآله وصحبه] وسلم فقال لي: «يا عقبة بن عامر، صل من قطعك وأعط من حرمك واعف عمّن ظلمك».

مجلس

يا غلام: دع النفس للدنيا والقلب للأخرى، / والسرّ للمولى. لا تطمئن إلى [٥٢/أ] الدنيا، هي حية مزيّنة، تدعو الناس بزينتها ثم تهلكهم. أعرض عنها إعراضاً خالصاً، أخلص في طاعة الله عزّ وجلّ، وفي صحبة إخوانك الصالحين وفي خدمتهم، وفي الإعراض عن الشهوات، وحّد الحقّ عزّ وجلّ، حتى لا يبقى في قلبك من جميع الخلق ذرة لا ترى داراً ولا دياراً. التوحيد يقتل الكل، كل الدواء في التوحيد للحقّ عزّ وجلّ، وفي الإعراض عن محبّة الدنيا لا خير فيك حتى تعرف نفسك وتمنعها حظها، وتعطيها حقّها فحينئذٍ تطمئن إلى القلب، ويطمئن القلب إلى السرّ، ويطمئن السرّ إلى الحقّ عزّ وجلّ. لا ترفعوا عصا المجاهدة عن أنفسكم. لا تغترّوا بدواهيها، ولا تغترّوا بتناومها عنكم، لا تغترّوا بنوم السبع عنكم /؛ فإنّه يريكم أنه نائم وهو منتظر لفريسة يفترسها. احذروه وهو نائم كما [٥٢/ب] تحذروه وهو منتبه، كونوا على حذر من نفوسكم، لا تضعوا السّلاح عن أعناق قلوبكم. هذه النفس تُظْهر الطمأنينة والذلّ والتواضع والموافقة في الخير وهي تُبْطن خلاف ذلك. كن على حذر مما يتم منها بعد ذلك. أكثروا من الحزن، وأقلّوا من الفرح؛ فإنّ هذا الأمر مبني على الحزن والكآبة، وهكذا كان الأنبياء والمرسلون والصالحون الذين تقدموا. كان نبيّنا محمد صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم طويل الحزن، دائم التفكر، لا يضحك إلا تبسماً، ولا ينبسط إلا تكلّفاً. العاقل منكم لا يفرح بالدنيا ولا بالأولاد والأهل والمال والمأكولات والملابس والمراكب والمناكح، كل هذا هوس، فرح المؤمن / بقوة إيمانه ويقينه ووصول قلبه إلى باب [٥٣/أ] قرب ربّه عزّ وجلّ. افتح عين نفسك وقل لها انظري إلى ربّك[٣] عزّ وجلّ كيف

---

(٣) في (أ): انظري إلى باب ربك.

ينظر إليك. انظري كيف أهلك من كان قبلك من الأغنياء والملوك. اذكري مصارع من تقدّم، الذين ملكوا هذه الدنيا وتمتعوا بنعيمها، ثم سلبت من أيديهم وسلبوا منها، وهم الآن مأسورون في سجن العذاب، قصورهم خاوية، وبيوتهم خربة، وأموالهم ذاهبة، وأعمالهم باقية، ذهبت الشهوات وبقيت التبعات. لا تفرح ما نحن في وقت الفرح، ولا يعجبك حسن وجه زوجتك وولدك ودارك وكثرة مالك. لا تفرح بما لم يفرح به من تقدّم من الأنبياء والمرسلين والصالحين.

[٥٣/ب] قال عزّ من قائل: ﴿إنّ / الله لا يحب الفرحين﴾ [سورة القصص ٢٨/٧٦] أي بالدنيا وأهلها وبما سواه، ويحبّ الفرحين به وبقربه، وسوسة[٤] القوم وتفكرهم فيما يريدون أن يكون من أمور الآخرة، لا في الشهوات واللذات والترهات. يا مهوس، ما عندك خير مما يريد أن يكون منك. يا غافلين، في الآخرة عذاب شديد لمن لم يعمل بطاعة الله عزّ وجلّ. إذا استقام قلب العبد، ودَّعَ الكلَّ، وتركه وراء ظهر قلبه، يهون عليه هلاك الدنيا لملك الآخرة، يُقْدِم على النار والسباع، ويخالط الوحوش ويهرب من الخلق، يسلّم نفسه إلى عطش البراري وجوعها وهلاكها، ويقول: يا دليل الحيارى دلّني إليك. اللهم اجعل الهمّ همّاً واحداً، وهذا لا يتم إلا بعد الزهد في الحرام، ثم الزهد في المباح، ثم الزهد في الحلال

[٥٤/أ] المطلق. / اجتهد أن تمسي وتصبح وليس في قلبك ذرّة من الخلق. إني أراك مليئاً بالشهوات واللذات، والخلق، والدنيا، والاعتماد على الأسباب، فَلِمَ تتكلم في أحوال الصالحين وتَدَّعيها حالاً لك؟! تخبرنا بحال غيرك وتنفق علينا من كيس غيرك! تطالع الدفاتر وتستخرج منها كلامهم وتتكلم به وتوهم السّامعين أنّ هذا من خاطرك وقوة حالك ونطْق قلبك؟. ويلك: اعمل بما قالوا أولاً، ثم تكلم به يكون كلامك فرخَ عملك، وثمرة شجرة عملك. ما يجيء هذا الأمر بمجرد رؤية الصالحين والتحفظ لكلامهم؛ بل بالعمل بما يقولون وحسن الأدب في صحبتهم،

---

(٤) السوس: الطبع والخلق والسجية.

وحسن الظّنّ فيهم، والملازمة لذلك في جميع الأحوال. العامي يثاب على قدر خطواته / بقدميه، والخاص يثاب على قدر همته، من صارت همومه همّا واحداً كان [٥٤/ب] الحقّ عزّ وجلّ له واحداً. إذا ولّى بقلبه عن غيره ولّاه. قال عَزَّ من قائل في محكم كتابه: ﴿إِنَّ وَلِيِّيَ اللهُ الَّذِي نَزَّلَ الكِتَابَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ﴾ [سورة الأعراف ١٩٦/٧]. إذا اتصل قلب هذا العبد بربّه عزّ وجلّ صار هو طبيبه وأنيسه، لا يطبّه غيره، ولا يؤنسه غيره. كان داوود عليه السلام يقول: (يا إلهي قد أتيت أطباء عبادك فكلهم عليك دلوني، يا دليل الحيارى دلني). من أحبَّ الله عزّ وجلّ صار قلبه شوقاً كلياً، إعراضاً كلياً، فناء كلياً، لا جرم تصير همومه همّاً واحداً.

حقيقة الكشف لا يتم إلا بعد الخروج من الحجب. إن أردت الوصول فاترك / الدنيا والآخرة وما تحت العرش إلى الثرى. كل المخلوقين حجاب [٥٥/أ] العرش(٥) سوى الرسول صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم؛ فإنه هو الباب، قال الله عزّ وجلّ في حقه: ﴿. . . . وما أتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا . . .﴾ [سورة الحشر ٧/٥٩] اتّباعه ليس بحجاب بل هو سبب الوصول.

يا غلام: متى يفقه قلبك، ويصفو سرّك. أنت مشرك بالخلق، كيف تفلح وقلبك فارغ من التقوى ما فيه ذرة منه، وأنت في كل ليلة تعين على من تمضي إليه، وتشكو إليه، وتكدي منه. كيف يصفو قلبك وهو فارغ من التوحيد.

التوحيد نور، والشرك بالخلق ظلمة، وأنت محجوب عن الخالق بالخلق، محجوب بالأسباب عن المسبب، محجوب بالتوكل على الخلق، والثقة بهم. أنت دعوى مجردة تافة، ما يقبل منك ما تعطي بالدعوى / من غير بيّنة، هذا الأمر إنما [٥٥/ب] يصلح بوجهين اثنين:

الأول: هو المجاهدة والمكابدة وحمل الأشق والأتعب وهو الغالب المعروف بين الصالحين.

---

(٥) نقص من (أ).

والثاني: موهبة من غير تعب، وهو نادر لآحاد الخلق.

يا غلام: عليك بخويصة نفسك عند ضعف إيمانك، وما عليك من أهلك وجارك وأهل بلدك وإقليمك، فإذا قوي إيمانك فابرز إلى أهلك وولدك ثم إلى الخلق.

لا تبرز إليهم إلا أنْ تتدرع بدرع التقوى، وتترك على رأس قلبك خوذة الإيمان، وبيده سيف التوحيد، وفي جَعْبتك[٦] سهام إجابة الدعوى، وتركب حصان التوفيق، وتتعلم الكرّ والفرّ والضرب والطعان، ثم تحمل على أعداء الخالق فحينئذ تجيئك النصرة والمعونة من الجهات الست: يميناً وشمالاً وفوقاً / [٥٦/أ] وتحتاً وأماماً ووراء، وتأخذ الخلق من أيدي الشياطين وتحملهم إلى باب الحقّ عزّ وجلّ. مَنْ وصل إلى هذا المقام كُشفت الحجب عن عين قلبه، كيف التفت من الجهات الست، أحرق نظره الحجب[٧]، ولم يحجب عنه، يرفع رأس قلبه فيرى العرش والسموات، وإذا أطرق رأى أطباق الأرض وساكنيها من الجنّ، إذا وصلت إلى هذا المقام فادْع الخلق إلى باب الحقّ عزّ وجلّ، وقبل هذا لا يجيء منك شيء، إذا دعوت الخلق ولست على باب الحقّ عزّ وجلّ كان دعاؤك لهم وبالاً عليك كلما تحركت نزلت، كلما طلبت الرفعة اتضعت. ما عندك من الصالحين خبر، أنت لقلقه. أنت لسان بلا جَنان. أنت ظاهر بلا باطن. جلوة بلا خلوة. [٥٦/ب] جولة بلا صولة. سيفك من خشب، سهامك من كبريت / أنت جبان لا شجاعة لك. أدْنى سهم يقتلك. بَقة[٨] تقيم عليك قيامتك. اللهم قوِّ أدياننا وإيماننا وأبداننا بقربك، وآتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة، وقنا عذاب النار. اهـ.

---

(٦) الجَعْبَة: بالفتح كنانة النُّشّاب، ج جِعَاب، وقد فرّق بعض اللغويين الفقهاء في اللّسان فقالوا: الجَعْبة للنّشاب، والكنانة للنَّبل. انظر تاج العروس ج ٢/ ١٦٣، أساس البلاغة ٩٤.

(٧) نقص من (أ). (٨) نقص من (أ).

مجلس

العبد إذا فني عن نفسه وهواه وإرادته وعن الخلق صار في الآخرة بمعناه، وفي الدنيا بصورته. يصير في علم الله عزّ وجلّ وفي قبضته سابحاً في بحر قدرته. فإذا اشتد خوف هذا الخائف وأشرف قلبه على التقطع من الخوف قرّبه الحقّ عزّ وجلّ وعرّفه نفسه، وبشّره وسكّن رَوْعه كما فعل يوسف عليه السلام بأخيه بنيامين[٩]، نظر إليهم مجتمعين ورآه وحده متميزاً منهم، فزادت رأفته له، أجلسهم يأكلون موضعاً واحداً وأقعده إلى جنبه وأكل معه[١٠] / فلما فرغوا من الأكل سارّه سرّاً [٥٧/أ] وقال له: إني أخوك يوسف، ففرح، ثم قال له: أريد أن أُسَرِّقَك وأتّهمك فاصبر على البليّة، فعجب إخوته مما جرى له معه[١١]، وحسدوه كما حسدوا يوسف عليه السلام من قبل، فلما أظهر سرِقَته وعيبه جاءت كرامته وقرُّبه منه.

هكذا المؤمن إذا ولاه الله عزّ وجلّ امتحنه بالبلايا والآفات، فإذا صبر عليها ميزه بالكرامة والقربة.

---

(٩) ورد في هامش المخطوط هذا التفسير لاسم بنيامين: (قيل إن راحيل أم بنيامين، ماتت بولادة بنيامين؛ ولذلك بنيامين لأن اليامين وجع الولادة). ا.هـ.

(١٠) ورد في الحاشية: (في مجلس واحد وسماط عديده [أي صفوف عديده] لأنهم جلسوا للأكل ثنايا ثنايا وبقي بنيامين واحدا فأكل معه يوسف عليه السلام مشتركاً.) بينما ذكر عبد الوهاب نجار في كتابه قصص الأنبياء (أن يوسف لم يشترك معهم في الطعام لأن المصريين يعتبرون الأكل مع العبرانيين نجاسة، وسبب ذلك لئلا ينتقد المصريون عليه). انظر قصص الأنبياء ص ١٣٤ دار إحياء التراث العربي.

(١١) أي من أكل يوسف مع أخيه كما ورد في قصص الأنبياء أو من عناية يوسف بطعام أخيه زيادة عنهم.

يا غلام: تسابغ(١٢) عند مجيء الأمر، وتمارض عند مجيء النهي وغب واسكت عند مجيء الآفات والأقدار(١٣)، كن كأنّك ميت فيما يرجع إلى جَلْب النفع إليك ودفع الضرر عنك. المحبّ يسمع ويبصر بالإضافة(١٤) إلى الحقّ عزّ وجلّ وهو أعمى وأصم بالإضافة إلى الخلق. قد أحاطه الشوق على / حواسه [٥٧/ب] الخمس، قالبه مع الخلق ومعناه مع الخالق، كائن بائن(١٥): على الأرض أقدامه وفي السماء همته، وفي قلبه همومه والخلق لا يشعرون بذلك، يرون أقدامه ولا يرون همّته وهمومه؛ لأنهما في خزانة القلب التي هي خزانة الحقّ عزّ وجلّ. أين أنت من هذا يا كذّاب؟! أنت قائم مع مالك وولدك وجاهك وبشركك بالخلق والأسباب وأنت تدعي قرب الحقّ عزّ وجلّ! الكذب ظلم؛ لأنّ حقيقة الظلم وضع الشيء في غير موضعه، تُب من كذبك قبل أن يعود عليك شؤم كذبك. إصحب القوم فإن من صفاتهم أنّهم إذا نظروا إلى شخص وجعلوا همتهم إليه أحبوه، وإن كان ذلك المنظور إليه يهودياً أو نصرانياً أو مجوسياً؛ / فإن كان مسلماً زاد إيمانه ويقينه وثباته، [٥٨/أ] وإن كان غير ذلك شرح الله صدره للإسلام. يا غافلين عن الحقّ عزّ وجلّ وعن الصّالحين من عباده، الأموال والأولاد لا تقرّبك إلى الحقّ عزّ وجلّ، وإنّما يقربكم إليه التقوى والعمل الصّالح. الكفار كانوا يتقربون إلى الشياطين(١٦) والملوك بأموالهم وأولادهم ثم قالوا: إنْ أراد الله عزّ وجلّ يوم القيامة نتقرّب إليه بأموالنا وأولادنا فَعَلْنا فأنزل الله عزّ وجلّ ﴿وما أموالكم ولا أولادكم بالتي تقربكم عندنا زلفى إلا من آمن وعمل صالحاً فأولئك لهم جزاء الضعف بما عملوا وهم في

---

(١٢) شيء سابغ أي كامل واف. انظر التاج مادة سبغ.

(١٣) نقص من (أ).

(١٤) أي إذا أمره الله سبحانه وتعالى سمع وأبصر وعمل.

(١٥) أي بمعنى ظاهر.

(١٦) في (أ) السلاطين.

الغرفات آمنون﴾ [سورة سبأ ٣٤/٣٧]. إذا تقربتم إلى الحقّ عزّ وجلّ بأموالكم وأنتم في الدنيا نَفَعكم ذلك، وإذا علَّمتم أولادكم الخط والقرآن والعبادة، وقصدتم / التقرّب إلى الله عزّ وجلّ نفعكم ذلك، تجدون ثواب ذلك بعد موتكم. [٥٨/ب] قد أخبركم أن جميع ما أنتم فيه لا ينفع، وإنما ينفع الإيمان والعمل الصّالح والصدق والتصديق، ما يزال هذا المؤمن العارف الصالح يُرْضي الرسول بالعمل معه حتى يستأذن لقلبه على ربّه عزّ وجلّ، يكون كالغلام بين يديه، فإذا طالت خدمته قال: يا أستاذ أرني باب الملك، اشغلني معه، أوقفني موضعاً أراه، أترك يديّ من حلقه باب قربه، فأخذه معه وقرّبه من الباب. قيل له: يا محمد ما معك؟ يا سفيراً، يا دليلاً، يا معلماً، فيقول: إنك تعلم. فُريخ قد ربّيته ورضيته لخدمة هذا الباب، ثم يقول لقلبه: ها أنت وربك، كما قال جبريل عليه السلام / له لمّا [٥٩/أ] رقى به إلى السماء، ودنا من ربّه عزّ وجلّ، ها أنت وربّك عزّ وجلّ.

يا غلام: هاتِ العمل الصالح وخذ قرب من ربِّ العالمين، أمّا أهل الجنّة؛ فهم في الغرفات آمنون من آفات الدنيا، ومن الصبر على الفقر، ومؤنة العيال والأمراض والأسقام، والغموم والهموم، آمنون من الموت، ومن شرب كأسه مرة أخرى، ومن مسائلة منكر ونكير، يدخلون إلى الجنّة وتغلق الأبواب خلفهم، فلا خروج لهم منها أبد الآباد.

راحة أهل الجنة في دخولهم إليها، وأما المحبون فلا راحة لقلوبهم ولو دخلوا ألف ألف جنة حتى يروا محبوبهم، ما يريدون مخلوقاً وإنما يريدون خالقاً، ما يريدون النعيم إنما يريدون المُنّعم، يريدون الأصل لا الفرع، هم نزاع / [٥٩/ب] العشائر(١٧)، مفردوا الملك، ضاقت أرض قلوبهم بما رحبت. عندهم شغل شاغل

---

(١٧) هو الذي نزع عن أهله وعشيرته: أي بَعُدَ وغاب، وقد ورد في الحديث الشريف الذي رواه ابن ماجه، كتاب الفتن، باب بدء الإسلام غريبا، ٣٩٨٨: «طوبى للغرباء»، قيل: مَنْ هم يا رسول الله، قال: «النزّاع من القبائل». أي طوبى للمهاجرين الذين

عن الخلق. إذا رأت قلوبهم الجنة يقظة أو مناماً لا يعيرونها طرفاً، ينظرون إليها كما ينظرون إلى السباع والقيود والحبوس، يقولون: كلها بما فيها حجب، وَهَمّ وعذاب، يهربون منها كما يهرب الخلق من السباع والقيود والسجون.

يا غلام: قصّر أَمَلَك، وقلّل حرصك، صلِّ صلاة مودّع، أحضر عندي حضور مودّع؛ فإن جاءك القدر بحضور يوم آخر فذاك من غير حسابك. لا ينبغي للمؤمن أن ينام إلا ووصيته مكتوبة عند رأسه فإن أيقظه الحق عزّ وجلّ في عافية كان مباركاً، وإلا فيجد أهله وصيّته فيعملون بها بعد موته ويترحمون عليه، يكون أَكْلُكَ أكل مودع، وقعودك / بين أهلك قعود مودّع، ولقاءك لإخوانك وأصدقائك [٦٠/أ] لقاء مودع، كيف لا يكون كذلك مَنْ أمْره في يد غيره؟ إنما آحاد أفراد من الخلق يطّلعون على ما يكون لهم ومنهم، وأي وقت يموتون، وهو مخزون في قلوبهم، يرون ذلك عياناً كما ترون أنتم هذه الشمس، لا تعبّر عنه ألسنتهم، أوّل ما يطّلع على ذلك السّرّ، ويُطْلِعُ السرُّ القلبَ، ويطلع القلب النفس المطمئنة وتُسْتَكْتَم(18) ذلك، وتطلع على هذا الأمر بعد تأدّبها، وخدمتها للقلب، وقيامها معه، تُؤَهَّلُ لذلك بعد المجاهدات والمكابدات من وصل إلى هذا المقام فهو نائب الحقّ عزّ وجلّ في الأرض، وخليفته فيها، هو باب الأسرار عنده مفاتيح خزائن القلوب التي هي خزائن الحقّ عزّ وجلّ، هذا الشيء من / وراء معقول الخلق، جميع [٦٠/ب] ما يظهر منه، هو ذرة من جبله وقطرة من بحره، ومصباح من شمسه. اللهم إني أعتذر إليك من الكلام في هذه الأسرار وأنت تعلم أني مغلوب. قد قال بعضهم: إيّاك وما تعتذر منه ولكني إذا صعدت إلى هذا الكرسيّ أغيّب عنكم، فلا يبقى

هجروا أوطانهم وكل ما نهاهم الله سبحانه وتعالى، وأتمروا بأمره. وقيل نزاع القبائل: غرباؤهم الذين يجاورون قبائل ليسوا منها، ويروى: قيل يا رسول الله من الغرباء؟ قال: «الذين يصلحون ما أفسد الناس».

(18) في (أ): تستكنهم.

بحذاء قلبي من أعتذر إليه وأتحفظ منه. هذا القلب إذا صحّ وثبتت أقدامه على باب الحق عزّ وجلّ، وقع في تيه التكوين، وفي واديه وفي بحره، يكون تارة بكلامه، وتارة بهمته، وتارة بنظره، يصير فعل الله عزّ وجلّ، وينعزل. هو يفنى وهو يبقى. القليل منكم من يؤمن بهذا، والأكثر منكم من يكذّب به، الإيمان بهذا ولاية، والعمل به نهاية. ما يجحد أحوال الصالحين إلا دجّال منافق راكب هواه / [٦١/أ] هذا الأمر مبني على الاعتقاد الصحيح، ثم العمل بظاهر الحكم يورث المعرفة بالله عزّ وجلّ والعلم به. يصير الحكم بينه وبين الخلق، والعلم بينه وبين ربه عزّ وجلّ، تصير أعماله الظاهرة ذرة بالإضافة إلى جبل أعماله الباطنة، تسكن جوارحه، وقلبه لا يسكن، عينا رأسه تنام وعينا قلبه لا تنام، يعمل قلبه ولا يفتر ويذكر وهو نائم. متى تعرفون الدنيا فتتركوها وتكونون مطلقين لها؟! . متى تتركون الحسد لإخوانكم والتمنّي لما في أيديهم. ويلك تحسد أخاك المسلم على زوجته وولده وداره وما في يده من الدنيا، وذلك شيء مخلوق له ليس لك فيه حظّ. تتمنّى زوجته وهي مخلوقة له دنيا وأخرى! تتمنى سعة الرزق وقد سبق القلم بضيقه، فأنت معاقب! / وممقوت؛ لأنّك تطلب مالم يُقْسم لك! كم تسعى في طلب الدنيا [٦١/ب] وتحرص وليس لك منها إلا ما قد قسم لك.

اللهم أيقظ قلوبنا من غفلاتها، أيقظنا لكِ، وأوقفنا في خدمتك، وآتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار. اهـ.

مجلس

عن النبي صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم، قال: «استعينوا على كل حال وصنعته بصالحي أهلها[19]». هذه العبادة صنعة، وصالحوا أهلها مخلصون في الأعمال، العالمون بالحكم والعاملون به، المودّعون للخلق بعد معرفتهم به، الهاربون من أنفسهم وأموالهم وأولادهم وجميع ما سوى ربّهم عزّ وجلّ بأقدام قلوبهم وأسرارهم. مبانيهم في العمران بين الخلق وقلوبهم في البراري والقفار، [٦٢/أ] لا يزالون على ذلك / حتى تتربّى قلوبهم، وتقوى أجنحتها، فتطير إلى السماء هممهم، وطارت قلوبهم وصارت عند الحقّ عزّ وجلّ، فصاروا من الذين قال الله في حقهم: ﴿وَإِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفِينَ الأَخْيَارِ﴾ [سورة ص ٣٨/٤٧] ولا يزال المؤمن يخاف حتى يعطى سرّه كتاب الأمان فينجو[20] به عن قلبه ولا يطلعه عليه، وهذا لآحاد أفراد من المؤمنين. هو شيء من وراء أمور الخلق.

ويحك يا مشرك بالخلق كم تدقّ أبواباً ليس من ورائها ديّار؟! كم تدقّ على حديدة باردة بلا نار، لا عقل لك، لا فكر لك، لا تدبير لك، ويحك، أدْن مني وكُلْ من طعامي لقمة، لو ذقت طعامي زهدت في طعام غيري، لو ذقت طعام [٦٢/ب] الخالق لزهد قلبك وسرّك في طعام الخلق، هذا شيء يكون في القلوب / من وراء الثياب والجلود واللحوم. لا يصحّ هذا القلب وقد بقي فيه ديّار من الخلق، ولا يصح الإيمان وفي القلب من حبّ الدّنيا ذرة، إذا صار الإيمان يقيناً، واليقين

---

(١٩) انظر تخريجه ص ٢٨ .

(٢٠) في (أ) و (ب): فينجباه.

مَعْرفة، والمعرفة علماً، فحينئذ تصير جهيداً لله عزّ وجلّ(٢١)، تأخذ من يد الأغنياء وتعيد إلى الفقراء، تصير صاحب المطبخ تجري الأرزاق على يد قلبك وسرّك. لا كرامة لك يا منافق حتى تكون كذلك. ويلك، ما تهذّبت على يد شيخ متورّع زاهد عالم بحكم الله عزّ وجلّ وعلمه. ويلك، تريد شيئاً بلا شيء، ما يقع بيدك إذا كانت الدنيا لا تحصل إلا بتعب فكيف ما عند الله عزّ وجلّ؟ أين أنت من الذين وصفهم الله عزّ وجلّ في كتابه بكثرة عبادته فقال / ﴿كَانُوا قَلِيلاً مِنَ اللَّيْلِ [٦٣/أ] مَا يَهْجَعُونَ وَبِالأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ﴾ [سورة الذاريات ٥١/١٧ـ١٨] لما علم منهم الصدق في عبادته أقام لهم مَنْ ينبّههم، ويقيمهم من فرشهم. قال النبي صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم يقول الله عزّ وجلّ لجبريل عليه السلام: يا جبريل أقم فلاناً وأنم فلاناً»(٢٢). القوم إذا انتبهتْ خُطا قلوبهم إلى الله عزّ وجلّ رأوا في المنام مالم يروه في اليقظة، ترى قلوبهم وأسرارهم شيئاً لا يرونه في اليقظة، صاموا وصَلّوا وجاهدوا أنفسهم بالجوع، وكسروا الأعراض، وواصلوا الضياء بالظلام في أنواع العبادة، حتى حصلت لهم الجنّة، فلما حصلت لهم الجنّة قيل لهم: الطريق غير هذا، وهو طلب الحقّ عزّ وجلّ، فتصير أعمالهم من حيث القلوب، فإذا وصلت إليه ثبتت ونبتت عنده. من علم ما يطلب هان عليه / ما يبذل من قواه [٦٣/ب] وجهده في طاعة ربّه عزّ وجلّ. ما يزال المؤمن في تعب حتى يلقى ربّه عزّ وجلّ ولهذا قال النبيّ صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم: «لا راحة للمؤمن من غير لقاء ربّه عزّ وجلّ»(٢٣). عن النبي صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم قال: «إذا مات المؤمن ودخل إلى قبره، وسأله منكر ونكير وأجابهما، أذن لروحه بالصعود إلى

---

(٢١) أي مجاهداً في سبيل الله.

(٢٢) لم نعثر عليه.

(٢٣) رواه أحمد في الزهد، في فضل أبي هريرة، ١٩٤، وأبو نعيم في الحلية ١/ ١٣٦، ٨/ ١٣٣، ورواه وكيع في الزهد عن ابن مسعود رضي الله عنه، باب راحة المؤمن، ٨٦.

الحقّ عزّ وجلّ والسجود له ومعها جماعة من الملائكة، فتلقاه، وينكشف لها ما كان محجوباً عنها، ثم تحمل إلى الجنة عند مجمع أرواح الصالحين، فيستقبلونها ويسألونها عن أحوالها وعن أمور الدنيا، فتخبرهم بما تعلم من ذلك، ثم يقولون لها: ما فعل فلان؟. فتقول: مات قبلي، فيقولون ما وصل إلينا، لا حول ولا قوة [٦٤/أ] إلا بالله العلي العظيم / سُلِك به إلى أمّه الهاوية، ثم يجعل في حوصلة طير خضير ترعى في الجنة، وتأوي إلى قنديل معلق تحت العرش»(٢٤).

هذه صفة لقاء الأغلب من المؤمنين عليهم سلام الله عزّ وجلّ وتحياته، وجعلنا منهم، وأحيانا محياهم، وأماتنا مماتهم آمين.

يا فقراء يا مبتلين بالمصائب، اذكروا الموت وما وراءه، وقد هان عليكم فقركم ومصائبكم، وسهل عليكم وداع الدنيا وأهلها. إقْبَلوا منّي فإنّني جرّبت هذا وسلكته، القوم لا يريدون غير وجه ربهم عزّ وجلّ، قاموا من الجنات، ووقفوا بين يدي خالق الجنات، تتجافى جنوبهم عن المضاجع طلباً لوجهه ومرضاته، حِيل بين [٦٤/ب] قلوبهم وبين أهاليهم، جاءهم أمر هَيَّمهم، وأغلق دكاكينهم، وأسكنهم الفيافي / والقفار، لا قرار لهم، لا ليلهم ليل، ولا نهارهم نهار، تتجافى جنوبهم عن مضاجعهم، تصير قلوبهم كالحبّ في المقلى الحار تنفر وتهرب منه قلوبهم، حبّ على مقلى التفكّر في المحاسبة والمناقشة والمحاققة، هم العقلاء الأزكياء الفطناء، الذين عرفوا الدنيا وأهلها، وعرفوا مكائدها وسحرها وغدرها(٢٥) وذبحها لأبنائها، نودي

---

(٢٤) ذكره الزبيدي في إتحاف السادة المتقين ١٠/ ٣٩٣، وابن أبي الدنيا بلفظ «إنّ أهل القبور لتوكفون (يترقبون) للميت كما يتلقى الراكب، يسألونه. فإذا سألوه، ما فعل فلان ممن مات، فيقول: ألم يأتكم. فيقولون: إنا لله وإنا إليه راجعون، سُلك به غير طريقنا، ذهب إلى أمه الهاوية».

انظر إتحاف السادة المتقين ص ٣٩٤.

(٢٥) نقص من (أ).

بقلوب القوم فتجافت جنوبهم عن المضاجع، سمعت معانيهم بعد سماع صورهم، سمعت الطيور مع سماع الأقفاص، سمعوا قول الحقّ عزّ وجلّ في بعض كلامه: (كذب من ادعى محبّتي إذا جنّه الليل نام عني)(٢٦). خجلوا واستحيوا من هذه المعاينة فقاموا بين يديه في ظلمة الليل، صفّوا أقدامهم بين يديه، أرسلوا دموعهم / على خدودهم، خاطبوه بدموعهم، ودخلوا عليه بأقدام [٦٥/أ] قلوبهم، ووقفوا بين يديه على قدمي الخوف والرجاء، خوفاً من الردّ ورجاء أمن القبول. يا قوم: اخدموا هذا الحكم الظاهر، اعملوا بكتاب الله عزّ وجلّ وسنة نبيه، وأخلصوا في أعمالكم، ثم انظروا ماذا ترون من ألطافه وكرامته وطيب مناجاته. يا محرومين، يا آبقين(٢٧)، يا مدبرين، أقبلوا. يا هاربين ارجعوا، لا تهربوا من سهام الآفات، إنما هو تَوْهيم، اثبتوا وقد كفيتم شرّها وأمرها، أثبتوا، ما يقع فيكم شيء غَيْركم، ترسها صدور الصديقين، ما أنتم أهلها، ما هي لكم ولا أنتم لها(٢٨)، أنتم نظارة، أنتم تبع، أنتم مكثروا سواد القوم، ومن كثّر سواد قوم فهو منهم. المؤمن له ثلاث أعين: عين / الرأس: ينظر بها إلى [٦٥/ب] الدنيا، وعين القلب: ينظر بها إلى الآخرة، وعين السر: ينظر بها إلى الحقّ عزّ وجلّ.

عين الرأس تفنى مع الدنيا، وعين القلب تفنى(٢٩) مع الآخرة، وعين السرّ تبقى مع الحقّ عزّ وجلّ في الدنيا والآخرة؛ لأنها ناظرة إليه دنيا وآخرة.

المؤمن الذي هذه صفته إذا كان في العمران فهو رحمة لأهل العمران، لولاه لخسف بتلك الناحية، ولو وقعت الحيطان على أهلها، صدّقوا بهذا وآمنوا به، ولا

---

(٢٦) لم نعثر عليه.

(٢٧) الآبق: العبد الهارب من سيده.

(٢٨) أنتم لها: نقص من (أ).

(٢٩) في (أ): تبقى.

تكونوا مع الجهال الذين هم قتلت الأنبياء والمرسلين، المعادون لهم ولربهم عزّ وجلّ، البعيدون المحجوبون، المطرودون. اللّهم تب عليّ وعليهم، اهدني واهدهم آمين. يا متنعمين بنعيم الدنيا عن قريب / تفارقون نعيمكم، ما أحسن ما قال بعض الشعراء: [٦٦/أ]

يا غلام(٣٠) اسمع فقد أمكنك الصوت، إن لم تبادر فهو الفوت، كل كلما شئت وعش ناعماً، آخر هذا كله الموت.

عن قريب يفنى مالك وعمرك، ويكل بصرك، ويختلّ عقلك، ويقل أكلك وشربك، ترى الشهوات فلا تقدر أنْ تأكل منها شيئاً، تبغضك زوجتك وجاريتك وولدك، ويتمنّون موتك، يُلْقى عليك الغمّ والهمّ تذهب الدنيا عنك وتقبل الآخرة عليك، فإن كان لك عندها عمل صالح استقبلتك وضمتك إليها، وإنْ لم يكن ذلك فالقبر موضعك، والنار موئلك، ما هذا الهوس؟! كان النبيّ صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم يقول: «العيش عيش الآخرة»(٣١). ويكرر ذلك على نفسه وأصحابه. تعلموا أمامي يا جهّال، / اتبعوني فإنّي أهديكم سبيل الرشاد. تدّعي إرادتي وتخبىء مالك عني، كذبت في دعواك. المريد ليس له قميص ولا عمامة ولا ذهب ولا ملك بالإضافة إلى شيخه؛ إنّما يأكل على طبقه، ما يأمره يأكله، هوفان(٣٢) عنه، ينتظر أمره ونهيه لعلمه أن ذلك من الله عزّ وجلّ مصلحة على [٦٦/ب]

---

(٣٠) زيادة في (ب).

(٣١) رواه البخاري في صحيحه، كتاب فضائل الصحابة، باب دعاء النبي صلى الله عليه [وآله وصحبه] وسلم: «أصلح الأنصار والمهاجرة، ، ٣٥٨٤ عن أنس رضي الله تعالى عنه. وفي رواية أخرى (فاغفر للأنصار). كما رواه مسلم في كتاب الجهاد، باب غزوة الأحزاب، ، ١٨٠٣ بلفظ (اللهم لا عيش إلا عيش الآخرة فاغفر للمهاجرين والأنصار).

(٣٢) الهوفان: شديد العطش، ولعله أراد أن يكون المريد متفانيا في تنفيذ أوامر شيخه. والله تعالى أعلم.

يده، وفتلاً في حباله[٣٣]، إن اتهمت شيخك فلا تصحبه؛ فإنه لا تصح لك صحبته ولا إرادته، المريض إذا اتهم الطبيب لم يبرأ بمداواته.

يا غلام: لا تشتغل بما لا يعنيك، فيفوتك ما يعنيك، ذكرك لأحوال غيرك وعيوبه مما لا يعنيك، وذكرك لأحوال نفسك مما يعنيك.

صاحب النفس والهوى الطبع كل كلامه عليه لا له، كحاطبة الليل ما يدري / ما يقع بيده، إذا اطمأنت النفس وانخمدت ثائرة الهوى والطبع عنها [٦٧/أ] ترعرع العقل، وقوي الإيمان، جاء السكون، جاء التمييز بين الحقّ والباطل، فيمسك عن الباطل ويتكلم بالحق، ثم يأتيه الحكم فيعمل به، يصير عبداً له، يطيع الرسول في أمره ونهيه؛ لأنه سمع قول الحقّ عزّ وجلّ ﴿. . . وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا. . . .﴾ [سورة الحشر ٥٩/٧]. اعلم أنّ هذا عام في جميع ما أتى به من الأوامر والنواهي، فيتمثل أمره في الطاعات، وينتهي في الزلات، فحينئذ يصير مسلماً تقيّاً؛ فإذا تحقق في ذلك صار عارفاً بالله عزّ وجلّ، عالماً به، يصير عنده سكوت وصمت، وإصغاء لما يقال له في قلبه، يصير عنده حديثاً دائماً، وإصغاء وفرحة دائمة. اللهم ارزقنا لذلة قربك، وطيب مناجاتك / والفرح بك، وآتنا في [٦٧/ب] الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار. . .

* * *

(٣٣) أي شدّاً في أزره.

مجلس

من صحّ زهده في الخلق صحت رغبتهم فيه، وانتفعوا بكلامه وبالنظر إليه.
إذا صحّ زهد القلب في الخلق، وزهد السرّ في جميع ما عند الحقّ عزّ وجلّ سوى القرب، كان القرب في الدنيا خليله، وفي الآخرة أنيسه.

إذا علّمت الخلق بعلم الله، وعرّفتهم بمعرفته غابت عنك صفاتهم، ينعدم عندك الجنّ والأنس والملك، يوصف قلبك بصفة أخرى، وكذلك سرّك يتنحّى عن قشرة وجودك قِشْر عادة بني آدم عليه السلام. يأتي الحكم فيصير قميصاً عليك، فتكون في الأرض متلبساً بأمر نفسك، وخلق ربّك عزّ وجلّ وأمره، ويأتي العلم / الرباني الإلهي، فيصير قميصاً على قلبك وسرّك. لا تنعزل في صومعتك [٦٨/أ] مع الجهل؛ فإنّ الانعزال مع الجهل فساد كلي؛ ولهذا قال النبي صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم: «تفقه ثم اعتزل»[٣٤]. لا ينبغي لك أن تقعد في صومعة وعلى وجه الأرض شيء تخافه وترجوه، لا ينبغي لك سوى مخوّف واحد وهو الله عزّ وجلّ. العبادة بترك العادة. لا كانت[٣٥] العادة حتى تصير موضع العبادة. لا تطلبوا التعلق[٣٦] بالدينا والآخرة والخلق، وتعلّقوا بالحقّ عزّ وجلّ.

لا تبهرجوا[٣٧]؛ فإن الناقد بصير، ما يأخذ منكم إلا بمحك.

---

(٣٤) ذكره الغزالي في الإحياء ٢/٢٣٦ عن النخعي. ورواه أبو نعيم عن الربيع بن خيثم. وراه أحمد في الزهد عن مطرف أنه قال: تفقهوا ثم اعتزلوا وتعبدوا. انظر الكشف للعجلوني، ١٠٠٣.

(٣٥) قصد بها الدعاء بالذم.

(٣٦) نقص من (أ).

(٣٧) البهرج: الانتقال من الاستواء إلى غير الاستواء. انظر مادة بهرج، لسان العرب.

البهرج الذي معكم، ارموا به، لا تعدّوه شيئاً، ما يُأخذ منكم إلا ما يدخل الكير ويصفو من الدّغل[٣٨]، فلا تحسبوا أن الأمر سهل.

الأكثر منكم يدّعون الإخلاص وهم / منافقون، لولا الامتحان لكثرت الدعاوي. مَن ادّعى الحِلْم نمتحنه بالإغضاب، ومن ادّعى الكرم نمتحنه بالطلب منه، وكل من ادّعى شيئاً امتحنّاه بضدّه. [٦٨/ب]

إذا ترك العبد الدنيا والآخرة، وخرج مما سوى الله عزّ وجلّ وحصل[٣٩]قلبه في دار قربه ومنّته ولطفه لا يكلفه تحصيل الطعام والشراب واللباس، أو شيء من مصالحه، يتنزّه قلبه عن الاشتغال بذلك.

ويحكم تريدون شيئاً بلا شيء، ما يقع بأيديكم أدّوا الثمن وخذوا المُثَمّن، من تعنّى[٤٠] تهنّى. احتملوا حزن الدنيا وهمّها حتى يحصل لكم فرح الآخرة.

كان نبيّكم محمد صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم طويل الحزن، دائم التفكّر، كان كثير العبادة وقد غفر له ما تقدم من ذنبه وما تأخر، / كان يتفكر تارة في الخلق وتارة في الخالق، كان يتفكّر فيما يتمّ على أمته من بعده. كان الحسن البصري[٤١] رحمة الله عليه إذا خرج من بيته كأنه قد نبش من قبره، وأثر الحزن [٦٩/أ]

---

(٣٨) الدّغل: الفساد. (٣٩) في (أ): وصل.

(٤٠) أي تعب.

(٤١) هو الحسن بن يسار البصري، أبو سعيد مولى زيد بن ثابت الأنصاري رضي الله عنهما.
أبوه يسار من سبي ميسان؛ وهي كورة واسعة كثيرة النخل بين البصرة وواسط. سكن المدينة، وأعتق فيها وتزوج بها في خلافة عمر بن الخطاب رضي الله عنه، فوُلد له الحسن رحمة الله عليه لسنتين بقيتا من خلافة عمر.

كان سيد أهل زمانه علماً وعملاً. روى عن عمران بن حصين والمغيرة بن شعبة وعبد الرحمن بن سمره، وسمرة بن جندب، وغيرهم كثير من الصحابة، وروى عنه كثير من التابعين وخلق كثير. انظر سير أعلام النبلاء ٤/٥٦٣.

والكآبة على وجهه. الحزن دأب المؤمن في جميع أحواله حتى يلقى ربّه عزّ وجلّ. القوم لا يزالون على قدم الخرس إلى أن يأتيهم الأذن بالنطق على الخلق، يجمع بينهم وبين المريدين الصالحين؛ فينطقون عليهم ويدلونهم على مرادهم، يصير لهم نطقاً كليّاً، فإذا مالت قلوبهم إلى الخلق جاءتهم يد الغيرة بالقبض واللجام، يغلق الباب من دونهم حتى يعتذروا ويتوبوا، فإذا تحققت توبتهم فتح لهم الباب وقرّبت قلوبهم.

[٦٩/ب] يا موتى القلوب: ما قعودكم عندي يا عبيد الدنيا والسلاطين / يا عبّاد الأغنياء، يا عبيد الغلاء والرخص؟!.

ويحكم لو بلغ ثمن حبّة من الحنطة ديناراً لا أبالي.

المؤمن لا يهمّه رزقه لقوة يقينه واتكاله على ربّه عزّ وجلّ، لا تَعُدَّ نفسك مع المؤمنين، انعزل عنهم. سبحان من أوقفني بينكم! كلّما طال جناحي جاءت يد القدرة وقصّته، وكلما طال جناح العلم قصه مقْراض الحُكم. إقبلوا قولي ونصحي عليكم بدلالات التوحيد والإصغاء إلى كلامات الصديقين والأولياء، هي كالوحي من الله عزّ وجلّ ينطقون عنه ويأمرهم من وراء مأمور العالم الطغام(٤٢). أنت هوس تؤلف كلامك من الكتب وتتكلم به، إن ضاع كتابك ما تصنع؟ أو وقع الحريق في كتُبك؟ أو انطفىء مصباحك الذي / تبصر به؟ أو انكسرت جرتك [٧٠/أ] فتبدّد الماء الذي فيها؟ أين مقدحتك وحراقتك وكبريتك ومعينك؟ من تعلم وعمِل وأخلص صارت المقدحة والمعين في قلبه، يصير في قلبه نور من نور الله عزّ وجلّ، يسستضيء به هو وغيره، تنحّوا يا أبناء القلقلة، يا أبناء الصحف المؤلفة بأيدي النفوس والأهواء.-

ويلكم تنازعون المخطوطة، تنقصمون وتهلكون ولا يتغير خطه، كيف يتغيّر

---

(٤٢) قوم طغام: أي طائشون وجاهلون. انظر لسان العرب مادة (طغم).

السابقة والعلم بجهدكم. كونوا مسلمين ومسلّمين، أمَا سمعتم قوله عزّ وجلّ: ﴿الَّذِين آمنوا بآياتنا وكانوا مسلمين﴾ [سورة الزخرف ٤٣/٦٩].

حقيقة الإسلام الاستسلام. القوم استطرحوا بين يدي ربّهم عزّ وجلّ، ونسوا لَمَ وكيف وافعلْ ولا تفعل. يعملون أنواع الطاعات / وهم وقوف على قدم [٧٠/ب] الخوف؛ ولهذا وصَفَهم الحقّ عزّ وجلّ فقال: ﴿يُؤْتُونَ مَا اتوا وقلوبهم وجلة. . . ﴾ [سورة المؤمنون ٢٣/٦٠] يمتثلون أوامري، وينتهون عن مناهيَّ، ويصبرون على بلائي، ويشكرون على عطائي، ويُسلّمون أنفسهم وأموالهم وأولادهم وأعراضهم إلى يد سابقتي. وقلوبهم وجلة، خائفة مني.

يا مغتراً بدنياه وصفائه، عن قريب ينقلب صفاك كدراً، وغناك فقراً، وسعتك ضيقاً، لا تغتر بما أنت فيه، وعليك بالمواظبة على مجالس الذكر، وحسن الظّنّ بالشيوخ العمال بالعلم، والاستماع منهم بما يقولون، إذا صحّت صحبة المريد للشيخ لقّمه وزقه[٤٣] من في[٤٤] قلبه طعام المعرفة وشرابها.

يا مريدين فرغوا قلوبكم من الخلق وقد رأيتم العجب / غداً يقال لأهل [٧١/أ] الجنّة: ادخلوا الجنة، واليوم إذا اطلع عزّ وجلّ على قلوب خواصه من عباده فرآها فارغة من الدنيا والجنّة وما سواه فيقول لهم: ادخلوا جَنة قربي عاجلاً وآجلاً. ويلكم لا توافقوا نفوسكم على مخاصمة ربكم عزّ وجلّ، أعْدَى عدوِّكم أنفسكم التي بين جنوبكم، كلما أشبعتموها وأرويتموها وسمنتموها أكلتكم، تصير سبُعاً ضارياً اقطعوا عنها حظوظها وشهواتها، ووفّوها حقوقها وهي ما لا بدّ منه، لها كسرة لسد الجوعة، وخرقة لستر العورة وذلك شرط طاعة الله عزّ وجلّ. قلْ لها: لا أعطيك حقك حتى تطيعين الله عزّ وجلّ، وتصومين وتصلين وتفعلين جميع ما آمرك به من الطاعات. ناظرْها / مناظرة، فإذا دمت على هذا مات شرّها وبقي [٧١/ب]

---

(٤٣) الزّق: إطعام الطائر فرخه.

(٤٤) أي فمه.

خيرها. أطعمها الحلال وقد اطمأنت. لا تأمنها فالنفاق دأبها ولذاتها، تصلي وتصوم وتحمل المشاق حتى تسمع مدحها من الخلق، والذكر لها في المحافل. تعلموا فإن من لا يرى المُفْلح لا يُفْلح. إذا طهر قلب العبد المؤمن من نجاسة الرياء والنفاق كانت ركعتان منه خيراً من ألف ألف ركعة ممن لم يطهّر قلبه منها.

يا منافق: كلّ نفاقك من نفسك، اقطع مواد نفسك وقد زلّت لخالقها وقد انقطع شرها، النفس تريد تربية وصنعة حتى تصلح وتحمل ما تحمل، مثلها كمهرة اشتريتها وهي صغيرة لا تقدر [أن] تحملك ولا تحمل رحلك، ألسْت تربيها وتدرجها من شيء إلى شيء حتى / تطمئن وتحمل متاعك وتمشي تحتك في الفيافي[٤٥] والقفار. أنت عاشق لنفسك، لا تقدر أن تخالفها، تقودك إلى حيث تريد يوماً بعد يوم وقد جاءك حتفك، وقد جعلت طاعتك في التسويف، تقول: اليوم أتوب وغداً أتوب، سوف أتفرغ لطاعة ربي عزّ وجلّ، سوف أقضي ما في ذمتي من الديون والمظالم، سوف أفعل كذا وكذا، فبينما أنت كذلك في غمرات اغترارك إذ جاءك الموت، يأخذك ويأتيك بغتة، فلا تقدِر [أن] تتخلص منه، وتبقى ذنوبك وديونك ومعاصيك معبأة عليك. [٧٢/أ]

ويحك: تجمع ديناراً فوق دينار وليس لجمعك منتهى، كل ذلك عقارب عليك، وحيّات تلسعك. الدينار دار نار / والدراهم دار همٍّ. الدنيا اشتغال والآخرة أهوال، والعبد بينهما إلى أنْ يستقرَّ به القرار؛ فإمَّا إلى جنة أو إلى نار. [٧٢/ب]

يا غلام: لا تأكل ما لا تعلم أصله وفرعه، أكل[٤٦] الحرام يسوّد القلب. كلّ من لا صبر له[٤٧] كيف يأكل الحلال؟ فإنْ آكل الحلال[٤٨] مَن له صبر على محاربة

---

(٤٥) الفيافي: الصحراء.

(٤٦) في (أ): أصل أكل الحرام.

(٤٧) أي من لا يصبر عن أكل الحرام لا يستطيع أن يصبر على الحلال.

(٤٨) فإن آكل الحلال: نقص من (أ).

النفس والهوى والشيطان، المحارب الصابر يأكل الحلال. اللهم ارزقنا الحلال، وباعِدْ بيننا وبين الحرام، وارزقنا من فضلك وخيرك وقربك، ارزق قلوبنا وأسرارنا وجوارحنا ذلك آمين.

القوم عقلاء بالإضافة إلى الآخرة، ومجانين بالإضافة إلى الدنيا. عقلاء مع القلوب، ومجانين مع النفوس، لا تحقروهم، وتؤذوهم ولا تظلموهم فإن لهم من ينصرهم. المؤمن نصْرته / مؤخّره لا يموت حتى يشتفي من ظالمه، ويُنْصر عليه. [٧٣/أ] يرى جنازته ونَهْبَ أمواله، وانتقال ما كان فيه إلى عدوّه، يرى استباحة حريمه.

عن النبي صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم: «إذا ظُلم من لا ناصر له إلاّ الله عزّ وجلّ يقول الله عزّ وجلّ: «وعزّتي وجلالي لأنصرنّك ولو بعد حين»(٤٩).

إذا وجدْت الحقّ عزّ وجلّ رأيت الأشياء منه، لا يبقى لك عدو ولا يبقى لك عند(٥٠) أحد حق، تستغني بالله عزّ وجلّ عن طلب الحقوق، يتجوهر قلبك ويصفو سرّك. من عمل لله عزّ وجلّ وأطاعه ووحّده أغناه عن العمل في الأسباب والتعلّق بها، ولا يلقى إلا خيراً في جميع أحواله.

اللهم تَوَلَّ أمورنا، ولا تكلنا إلى أنفسنا(٥١) ولا إلى أحد من خلقك وآتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة / حسنة وقنا عذاب النار. [٧٣/ب]

---

(٤٩) لم نجده بهذا اللفظ وقد رواه أحمد في المسند قطعة من حديث طويل عن أبي هريرة رضي الله عنه، ٨٠٣٠، بلفظ ثلاثة لا تردّ دعوتهم: الصائم حتى يفطر، والإمام العادل، ودعوة المظلوم يرفعها الله فوق الغمام، ويفتح لها أبواب السماء ويقول الربّ عزّ وجلّ: وعزتي لأنصرنّك ولو بعد حين.

كما رواه ابن حبّان في صحيحه، باب وصف الجنة وأهلها، ذكر الإخبار عن وصف بناء الجنة التي أعدها الله جلّ وعلا لأوليائه ولأهل طاعته، ٧٣٤٤، كما رواه ابن ماجه، ١٧٥٢.

(٥٠) عدو ولا يبقى لك عند: نقص من (أ).

(٥١) إلى أنفسنا ولا: نقص من (أ).

مجلس

يا عباد الله كونوا عقلاء، واجتهدوا أن تعرفوا معبودكم قبل مماتكم، سلوه جميع حوائجكم في ليلكم ونهاركم. السؤال له عبادة، إن أعطا وإن لم يعط، لا تتّهموه ولا تستعجلوه ولا تسأموا من السؤال، سلوه على قدم الذّل، وإذا تأخرتْ إجابتكم فلا تعترضوا عليه؛ فإنه أعلم بمصالحكم منكم. اسمعوا هذا الكلام وافهموه، واعملوا به. هو كلام على جادة مستقيمة، كلام مجرّب.

واحزناه عليكم. كيف تموتون وما عرفتم ربّكم عزّ وجلّ؟! ويحكم: كيف تقدمون على من لم تتعرفوا إليه ولم تعاملوه، ولم تستضيفوا به وتأكلوا من ذكر ضيافته. عاملوه / وقد ربحت معاملتكم، اتخذوا عنده يداً قبل وصولكم إليه، [٧٤/أ] أكرموا الفقراء والمساكين، وواسوهم بشيء من أموالكم وقد اتخذتم يداً، إذا فعلتم ذلك أكرمكم وأحسن إليكم دنيا وأخرى[٥٢]. هذا المال الذي في أيديكم ما هو لكم، هو وديعة عندكم، هو مشترك بينكم وبين الفقراء، لا تملكوا الوديعة على صاحبها فيأخذها من أيديكم. إذا طبخ أحدكم قدراً فلا يأكل وحده بل يطعم منه جاره والسائل الذي يأتي إلى بابه، والضيف الذي يستضيف به، لا تردوا السُّؤال[٥٣] مع القدرة على عطاياهم؛ فإنّ ردّهم سبب لزوال النعم. عن النبي

---

(٥٢) ورد عن النبي صلى الله عليه [وآله وصحبه] وسلم: «اتخذوا عند الفقراء أيادٍ، فإن لهم دولة يوم القيامة». رواه أبو نعيم في الحلية من حديث إبراهيم بن فارس عن وهب وذكره السخاوي في المقاصد الحسنة، ١٧، بزيادة: (فإذا كان يوم القيامة نادى منادٍ: سيروا إلى الفقراء فيُعتذر إليهم كما يعتذر أحدكم إلى أخيه في الدنيا».

(٥٣) السّؤال: جمع سائل، وكذلك السألة، هذا من باب حث المؤمن على حسن الظن بالسائل

صلى ا لله عليه و[آله وصحبه] وسلم أنه قال: من ردّ سائلاً عن بابه من غير عذر لم / تقرب ملائكة الحفظة بابه أربعين صباحاً»[٥٤]. قد عوّدتم ألسنتكم وقت [٧٤/ب] مجيء السائل: أَوْسَع الله عليك. أعانك الله. تردّونه مع القدرة على إعطائه؟!

ما الذي أمّنكم أن يوسّع الله عزّ وجلّ عليه ويضيق عليكم.

ويحك أمَا كنت فقيراً لا تملك ذرّةً فأغناك الله عزّ وجلّ، وأزال فقرك، وكثّر خيرك ورزقك ما لم يكن في حسابك، ثم بعث إليك فقيراً أحاله عليك حتى تواسيه بشيء مما أعطاك تردّه خائباً ولا تقبل هوانته. عن قريب يؤخذ من يدك جميع ما أعطاك، يعيدك إلى فقرك وكديتك وتلقى في قلوب الخلق القساوة عليك مع قلة صبرك. اللهم ارزقنا اليقظة قبل الموت والتوبة / والهداية قبل الموت، والمعرفة قبل [٧٥/أ] الموت، ومعاملتك قبل الموت، والرجوع إلى بابك قبل الموت، والدخول إلى دار قربك قبل الموت، آمين.

يا غلام: خذ بيدك سيف التوحيد، وتُرس الورع، واركب حصان صدقك وإرادتك، واحمل حملة إخلاصك على نفسك والهوى والطبع والشرك بالخلق والدنيا والشيطان، وقد جاءك النصر والإمداد من الله عزّ وجلّ.

القوم سجنوا أنفسهم، وتبلّغوا بالقليل حتى بلغوا إلى الكثير، رأوا الخِلَع المهيأة لهم معلقة على أوتاد القدر فصبروا على لبس الخلقان[٥٥] إلى أن يأتي ما هو مهيأ لهم من الأقسام الدنيوية والأخروية. إذا زهد القلب فيما سوى الحق، جاز

فقد ورد في الحديث الشريف الذي أخرجه أبو داود في السنن، كتاب الزكاة، باب حق السائل، ٦٦٥، عن الحسين بن علي رضي الله عنهما «للسائل حق وإن جاء على فرس».

كما ذكره الهيثمي في المجمع عن الهرماس بن زياد ج ١٠١/٣ .

(٥٤) ذكره الفتني في تذكرة الموضوعات، ٦٢/ ١٠٤ بلفظ (من ردّ جائعا وهو قادر على أن يشبعه عذّبه الله ولو كان نبيّا مرسلاً).

(٥٥) الخُلْقان: الثياب المرقعة.

[٧٥/ب] في / فيافي المعرف، وقفار العلم، يصير في منزل الأمان(٥٦) مما سواه؛ فلا يتسلط عليه العصيان، ومتابعة الشيطان، ومخالفة الرحمن. يا مستعجلين أثبتوا، يا طالبين لمجيء الأشياء قبل حينها لا تفعلوا، أما سمعتم قول النبي صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم: «العجلة من الشيطان والتؤدة من الرحمن»(٥٧). الشيطان يأمر بالعجلة لأجل جهله بالأحوال والعصيان للرحمان، التؤدة من الرحمن لعلمه بالمصالح. من أحبَّ الله عزّ وجلّ لا تبقى له معه إرادة؛ لأنه لا إرادة لمحبّ على إرادة المحبوب، وهذا يعرفه كل محبّ قد ذاق طعم المحبَّة، المحبّ فانٍ مع محبوبه كالعبد بين يدي سيّده، العبد العاقل الطائع لسيّده لا يخالف سيده ولا يعارضه في [٧٦/أ] شيء /.

ويلك: أنت لا محبّ ولا محبوب، ولا ذقت طعم المحبّة ولا طعم المحبوبية. المحبّ حذر منزعج والمحبوب ساكن. المحبّ في شقاء والمحبوب في دعة. تدعي المحبة وتنام عن محبوبك. قال الله عزّ وجلّ في بعض كلامه: «كذب من ادعى محبتي حتى إذا جاءه الليل نام عني»(٥٨). منهم من لا ينام إلا غلبة، ينام سنة، ينام في سجوده. عن النبيّ صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم أنه قال: «إذا نام العبد في سجوده باهى الله عزّ وجلّ به ملائكته، يقول: أما ترون عبدي روحه عندي

---

(٥٦) في (أ): الإيمان.

(٥٧) أخرجه الترمذي في السنن من أبواب البرّوالصلة، باب ما جاء في التأنّي والعجلة، ٢٠١٣، بلفظ الأناة من الله والعجلة من الشيطان، وقد أخرجه البيهقي في السنن الكبرى، كتاب آداب القاضي، باب التثبت في الحكم، ١/ ١٠٤، بلفظ «العجلة من الشيطان والتؤده من الرحمان». ويشهد له ما رواه مسلم في صحيحه، كتاب الإيمان، باب الأمر بالإيمان بالله ورسوله وشرائع الدين، ٢٥، عن النبي صلى الله عليه [وآله وصحبه] وسلم قال لأشج عبد القيس: «إنّ فيك خصلتين يحبها الله: الحلم والأناة».

(٥٨) لم نعثر عليه.

وجسده في طاعتي بين يدي»[٥٩]. الذي يغلبه النوم في صلواته هو في صلاة؛ لأن نيته في الصلاة، وجاءته الغلبة قهراً، والحقّ عزّ وجلّ لا ينظر إلى الصورة وإنّما ينظر إلى النية[٦٠] / وإلى المعنى. [٧٦/ب]

العارف إذا زهد في الآخرة يقول لها: (تَنَحَّ عنّي فإني طالب باب الحق عزّ وجلّ، أنت والدنيا عندي واحد، الدنيا كانت تحجبني عنك، وأنت تحجبيني عن ربّي عزّ وجلّ، لا كرامة لكل من يحجبني عنه).

اسمعوا هذا الكلام؛ فإنه لبّ علم الله عزّ وجلّ ولبّ إرادته من خلقه وفي خلقه، وهو حال الأنبياء والمرسلين والأولياء والصّالحين.

يا عبّاد الدنيا وعبّاد الآخرة: أنتم جهّال بالله عزّ وجلّ وبدنياه وآخرته، أنتم حيطان، أنت صنمك الدنيا، وأنت صنمك الآخرة، وأنت صنمك الشهوات واللذات، وأنت صنمك الحمد والثناء وقبول الخلق لك. كل ما سوى الله عزّ وجلّ صنم. القوم يريدون وجهه.

ويحكم القيامة قريبة منكم، إنما هي مدّ وجزر، إنّما / هي نومة القَدْر[٦١] [٧٧/أ] ويقظه، إنما هي إعراض وإقبال، ﴿أليس الصبح بقريب﴾ [سورة هود

---

(٥٩) ذكره ابن حجر في تلخيص الحبير ١/ ١٢٠، وقال: رواه البيهقي في الخِلافيات من حديث أنس. وابن شاهين في الناسخ والمنسوخ من حديث المبارك ابن فضالة، والدارقطني في العلل. كما أخرجه ابن سمعون في الأمالي ١/١٧٢ .

(٦٠) إشارة لما رواه مسلم في كتاب (البر والصلة)، باب (تحريم ظلم المسلم وخذله)، رقم ٢٥٦٤، «إن الله لا ينظر إلى أجسادكم ولا إلى صوركم ولكن ينظر إلى قلوبكم» وأشار بأصبعه إلى صدره.

(٦١) أي نومة ذات مقدار معلوم، أو هي نومة مدبرة.
انظر اللسان وتاج العروس مادة (قدر).

١١/٨١]. يوم القيامة يوم المتقين، يوم نصرة المتقين، يوم فرح المتقين. المتقون هم الذين اتقوا الله عزّ وجلّ في خلواتهم وجلواتهم، في البأساء والضرّاء، فيما يحبّون وفيما يكرهون، هم عباد الله عزّ وجلّ ورجاله، هم الرجال والأبطال، هم السادة، هم الرؤساء، عندهم أساس الإيمان وبناؤه. يتقون الشرك والنفاق ظاهراً وباطناً، يزهدون في الدنيا والخلق ويكرهون أغراض النفوس. ما تنال درجة القرب من الله عزّ وجلّ حتى تترك ما سواه، كيف تنال ما عند الله وأنت تحبّ الدنيا وتسْعى[٦٢] عليها. إذا أنفقت منها أردى ما عندك. كان من تقدّم من الصالحين / [٧٧/ ب] إذا حضر بين يديه طعام سني[٦٣]، قال لغلامه: (إحمل هذا الطعام إلى بيت فلان الفقير). ويحك أمَا تستحي إذا كان عليك زكاة تخرج أردى ما معك من الذهب؟! تخرج قراضة ردية عن الصحيح؟ فضة عن الجواهر؟!. إذا كان لك شيء يساوي ديناراً قوّمته بالنصف! وتنقص ما للفقراء عندك، وإذا كان بين يديك طعام تصدّقت بأخبثه وتأكل أطيبه، أنت عابد نفسك، ما يمكنك مخالفتها، أنت تابع لهواك وشيطانك وأقرانك السوء.

المتقون نزّاع العشائر[٦٤] من كل ألف ألف واحد، لا تتعبوا، ما يقبل الله منكم إلا صافياً، لا يقعد على مائدته إلا طاهر، ما يحضر على مائدته إلا ما ذبح بيدي صاحب طبقه، ما يقبل ميتة. طالب الخلق / والدنيا ميتته مكدّرة حَمْأة[٦٥]، [٧٨/ أ] والشرك بالخلق والأسباب نجس، ربّنا عزّ وجلّ لا يقبل إلا ما أريد به وجهه، هو أغنى الشركاء. كونوا عقلاء ولا تتكلموا فيما لا يعنيكم. اشتغلوا بما أمرتم به، ولا تضيّعوا زمانكم. اتقوا ربّكم عزّ وجلّ، وتوبوا إليه. من اتقاه وقاه، ومن وقاه

---

(٦٢) في (أ): تشيح.

(٦٣) أي جيد.

(٦٤) انظر تخريج الحديث ص ٧٢.

(٦٥) الطين الأسود المنتن /انظر التاج مادة حمأه/.

رقاه، يرقيه إلى باب قربه، يرقيه إلى العيش الدائم، يرقّيه من عجيب[٦٦] إلى رفيع، يرقيه من النجوم إلى السماء السابعة.عن قريب ترون القيامة، ترون كيف يحْشر الله عزّ وجلّ المتقين له في ظلّ عرشه، ويقعدهم على موائدٍ عليها شهد أبيضٌ، والناس منغمسون[٦٧] في الحرّ والعرق، وهم يقعدون على تلك الموائد يتفرجون على الخلق وعلى أحوالهم. قوم يُحْملون إلى الجنّات، وقوم يحملون إلى النيران. هم / قعود هناك ومنازلهم التي لهم في الجنَّة بحذائهم، تلوح إليهم [٧٨/ب] نساؤهم وغلمانهم، يرون ما لهم قبل وصولهم إليه. ما من مؤمن إلا عند الموت يكشف عن بصره؛ فيرى ماله في الجنّة، تشير إليه الحور والولدان، ويصل إليه من طيب الجنّة، فيطيب له الموت والسّكرات، يفعل الحقّ عزّ وجلّ بهم كما فعل بآسيّة امرأة فرعون عليها السلام، عذبها فرعون بأنواع العذاب، ثم جعل في يديها ورجليها أوتاد الحديد، فكُشف عن بصرها وفتحت لها أبواب السماء، فرأت الجنّة وما فيها، ورأت الملائكة وهي تبني بيتاً فيها، فقالت: ﴿... ربِّ ابن لي عندك بيتاً في الجنّة....﴾ [سورة التحريم ٦٦/١١]. فقيل لها: هذا لك فضحكت / ، فقال فرعون: ألم أقل لكم إنّها مجنونة أمَا ترونها كيف تضحك وهي [٧٩/أ] في هذا العذاب. هكذا المؤمنون يرون مالهم عند الله عزّ وجلّ عند الموت، ومنهم من يعلم بذلك قبل الموت، وهم المقربون المفردون المرادون. إذا عمل أحدكم لأجل الجنّة فلا يعدّه عملاً، اعملوا لوجه الله عزّ وجلّ، لا تفتروا عن الصيام والصلاة وجميع أفعال الخير مع مقارنة الإخلاص، أحكموا هذا الظاهر؛ فإنه يحملكم العمل به إلى وادي العلم. سيروا إلى باب ربكم عزّ وجلّ بأقدام الإيمان والإيقان، فحينئذ ترون مالا عين رأت ولا أذن سمعت ولا خطر على قلب بشر.

---

(٦٦) في (أ): تحجيب.

(٦٧) في (أ): مغتمون.

اسمعي يا قلوب. اسمعوا يا بلغاء، اسمعوا يا عقلاء: الحقّ عزّ وجلّ ما / خاطب الصبيان؛ وإنما خاطب الكبار والعاقلين. ما خاطب النفوس؛ إنما خاطب قلوبَ المؤمنين. اسمعوا كلامه وخطابه، والمشركون صمّوا عن خطابه. اللهم أيقظنا من رقدة غفلاتنا. استر علينا في جميع أحوالنا، استر علينا الخير والشر ولا تجعل بيننا وبين غيرك معاملة، ولا مدحة ولا فضيحة، لا ثناء عند المدح فنعجب، ولا عند الفضيحة فنهتك فلا هذا ولا هذا آمين.

[٧٩/ب]

إني أرى الأكثر منكم إنْ رأوا شرّاً نشروه وإن رأوا خيراً كتموه، لا تفعلوا. لستم وكلاء على النّاس، دعوا الناس تحت ستر الله عزّ وجلّ، دعوا الناس من بين أيديكم؛ فحسابهم على ربهم عزّ وجلّ. لو عرفتم الله عزّ وجلّ لرحمتم الخلق ولسترتم / عليهم. لو عرفتموه أنكرتم غيره ثم عرفتم غيره به. لو عاملتموه لكرهتم معاملة غيره. لو عرفتم بابه ولّت قلوبكم عن باب غيره. لو رأيتم النعم منه شكرتموه، ونسيتم شكر غيره. اسألوه ولا تسألوا غيره، وحّدوه وقد توحدتم. من وحّد توحّد، ومن طلب وَجدّ وَجَد، ومن أسلم فاستسلم سَلِم، مَنْ وافق وفّق، ومن نازع القدر قصم.

[٨٠/أ]

فرعون لما نازع القدر وأراد تغير علم الله عزّ وجلّ قصمه، وفي اليمّ أغرقه، ولموسى وهارون عليهما السلام ورّثه. لما خافت أم موسى عليه السلام من الذباحين الذين أقامهم فرعون لذبح كل مولود. ألهمها الله عزّ وجلّ أنْ تلقيه في البحر، فخافت نَفْسُها عليه، قيل لها: ﴿... لا تخافي ولا تحزني / إنا رادّوه إليك وجاعلوه من المرسلين﴾ [سورة القصص ٢٨ /٧]. لا تخافي فليأمن قلبك، ويسكن سرّك، لا تخافي عليه الغرق والهلكة؛ فسنرده إليك، ونغني به فقرك. فاستعملت له تابوتاً، وتركته فيه، وألقته في اليم، فسار على رأس الماء إلى أن أُوصل إلى دار فرعون، فلمّا تجاوزها استقبلته جواريه وابنته، وفتحوا التابوت فرأوا فيه صغيراً، فأحبوه جميعهم ووقعت رحمته في قلوبهم، ودهنوه[٦٨] وغيروا ثيابه وقميصه، وصار

[٨٠/ب]

من أحب الخلق إلى ابنته وجواريها، وكان كل من رآه من قوم فرعون أحبه وهو معنى قوله تعالى: ﴿... وألقيت عليه محبة مني...﴾ [سورة طه ٢٠/٣٩] قيل: إنه كان كل من نظر إلى عينه أحبّه، ثم ردّه إلى أمه، وربّاه في دار فرعون على الرغم منه، ولم يقدر على إهلاكه. / مَنْ اصطنعه(٦٩) الربّ عزّ وجلّ لنفسه كيف يذبح؟! كيف يهلك؟! وكيف يغرقه الماء وهو محفوظه ومكلّمه(٧٠)؟! من أحبه الحقّ عزّ وجلّ مَنْ يبغضه؟! ومن ينصره [الحق عزّ وجلّ] مَنْ يقدر على أن يخذله؟! من يغنيه [الحقّ عزّ وجلّ] من ذا الذي يُفقره؟! من يرفعه [الحقّ عزّ وجلّ] مَنْ يقدر على أن يضعه؟! من يولّيه [الحقّ عزّ وجلّ] مَنْ يقدر على أن يعزله؟! ومَنْ يقرّبه [الحقّ عزّ وجلّ] من يقدر أن يبعده؟!. [٨١/أ]

اللهم افتح لنا باب قربك، واجعلنا من أهله، واجعلنا من أهل طاعتك ومفرّديك، ومن جنودك، وأقعدنا على سماط فضلك، واسقنا من شراب أنسك، وآتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار.

---

(٦٨) أي بالطيب.

(٦٩) في (أ): اصطفاه.

(٧٠) في (أ): متكلمه.

مجلس

[٨١/ب] يا عباد الله احذروا من الظلم؛ فإنه ظلمات يوم القيامة. الظلم يَسْودُّ / به القلب والوجه. إحذروا من دعاء المظلوم. احذروا من بكاء المظلوم. احذروا من إحراق قلب المظلوم. المؤمن لا يموت حتى يشتفي من ظالمه، ويَرَى موته وسواد بابه، ويُتْم أولاده، وأخذ أمواله، وانتقال ولايته إلى غيره. المؤمن إذا صار قلبياً الغالب عليه أن لا يُحْكَم عليه، بل يُحْكم له، لا يُهَان، بل يهان له، لا يُنْقضَ عليه، بل ينقضّ له، لا يستباح حريمه، ولا يذل، ولا إلى أيدي الظالم يسلّم؛ وإنّما آحاد وأفراد، يكون عليهم بقايا ذنوب فيتطهرون بالآفات والبلايا، تكون لهم في الآخرة درجات لا يصلون إليها إلا بذلك.

عليكم بالرضا بالقضاء مع أحكام الحكيم، ولزوم الأعمال الصالحة في جميع [٨٢/أ] الأحوال عند الشدة والرخاء / عندما تحبون وما تكرهون. عن بعضهم أنه قال: «مَنْ لم يرض بقضاء الله عزّ وجلّ فليس لحمقه دواء، سيكون الذي قُضي أسخط العبد أم رضي».

ويلك يا معترضاً بالقضاء على الله عزّ وجلّ لا تهذي هذياناً فارغاً القضاء لا يرده رادّ، ولا يصدّه صادّ. سلّم وقد استرحت. هذا الليل وهذا النهار أيمكنك ردّهما؟ إذا جاء الليل يقبل وأنت كاره أو راضٍ، والنهار كذلك، كلاهما يجيئان على رغمك، هكذا قضاء الله عزّ وجلّ وقدره لك أو عليك، إذا جاء ليل الفَقْر فسلّم ودع نهار الغنى، إذا جاء ليل المرض فسلّم وودّع نهار العافية، وإذا جاء ليل ما تكره فسلّم وودّع نهار ما تحب. استقبل ليل الأمراض والأسقام والفقر وكسر [٨٢/ب] الأعراض بقلب مستريح، / لا ترد شيئاً من قضاء الله عز وجلّ وقدره فتهلك، ويذهب إيمانك، وينكدر قلبك، ويموت سرّك، قال الله عزّ وجلّ في بعض كتبه «أنا

الله الذي لا إله إلا أنا، من استسلم لقضائي وصبر على بلائي وشكر على نعمائي كتبته عندي صديقاً وحشرته مع الصديقين، ومن لم يستسلم لقضائي ولم يصبر على بلائي ولم يشكر نعمائي فليطلب ربّاً سواي»[٧١]. إذا لم ترض بالقضاء ولم تصبر على البلاء ولم تشكر على النعماء فلا ربّ لك. التمس ربّاً غيره ولا رباً غيره؛ إنْ أردت فارض بالقضاء، وآمن بالقدر خيره وشرّه، حلوه ومرّه، وإنّ ما أصابك لم يكن ليخطئك بالحذر، وما أخطأك لم يكن ليصيبك / بالجد والطلب. إذا تحقق لك [٨٣ أ] الإيمان قدِّمْت إلى باب الولاية، فحينئذٍ تصير من رجال الله عزّ وجلّ المحققين لعبوديته. علامة الولي أن يكون موافقاً لربه عزّ وجلّ في جميع أحواله، يصير كله موافقه من غير لم وكيف مع أداء الأوامر والإنتهاء عن المناهي، لا جرم تدوم صحبته له، يصير صدراً بلا ظهر ، قرباً بلا بعد صفاء بلا كدر، خيراً بلا شرّ.

يا غلام: أنت ما أحكمت الإسلام كيف تكون مؤمناً؟ وما أحكمت الإيمان كيف تكون موقناً؟ وما أحكمت الإيقان كيف تكون عارفاً، ولياً، بدلاً؟ وما أحكمت علم المعرفة والولاية والبدلية كيف تكون محبّاً فانياً عنك موجوداً به؟! كيف تسمّي نفسك مسلماً وقد حكم عليك / الكتاب والسنّة فما عملت بحكمهما، [٨٣ ب] ولا اتبعتهما؟! من طلب الله عزّ وجلّ وجده، ومن جاهد فيه هداه؛ لأنّه قال في محكم كتابه: ﴿والذين جاهدوا فينا لنهدينهم سبلنا وإن الله لمع المحسنين﴾ [سورة العنكبوت ٢٩/٦٩] ليس هو ظالم، ولا يحب الظلم، ليس بظلام للعبيد، وهو يعطي شيئاً بلا شيء، فكيف بشيء؟ قال عز من قائل: ﴿هل جزاء الإحسان إلا

---

(٧١) ذكر الهيثمي في المجمع، ٧/ ٢٠٧، عن أبي هند الداري، قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه [وآله وصحبه] وسلم يقول: «قال الله تبارك وتعالى: من لم يرض بقضائي، ويصبر على بلائي، فليلتمس ربّاً سواي». وقد روى الطبراني في المعجم الصغير عن أنس بن مالك، ٩٠٢، بلفظ «من لم يؤمن بقضاء الله، ويؤمن بقدر الله، فليلتمس إلهاً غير الله». كما ذكره الهندي في الكنز، ٤٨٢.

انظر الروض الداني إلى المعجم الصغير للطبراني.

الإحسان﴾ [سورة الرحمن ٥٥/٦٠] ومن أحسن عمله[٧٣] في الدنيا أحسن الله إليه في الدنيا والآخرة. ما يردّكم عن طاعته وتوحيده إلاّ[٧٤]ذنوبكم وجهلكم وخراب أديانكم وحرمانكم. عن قريب تأتيكم الندامة. اسمعوا آيات القرآن بأسماع قلوبكم، هرولوا إليه من كل باب / دعوا كل باب، والزموا باب ربكم [٨٤/أ] عزّ وجلّ، هو كاشف الضرّ، هو الذي يجيب المضطر إذا دعاه. اصبروا معه وقد رأيتم الخير. اشكروه إذا أجابكم، واصبروا معه على تأخير إجابتكم. الشجاعة صبْر ساعة. يا كاشف الضرّ والبلوى اكشف عنّا ضرّنا وبلوانا؛ فإنّك تجيب المضطرّ إذا دعاك. يا فعّال لما تريد يا قادر على كل شيء وقدير، يا عالماً بكل شيء، أنت العالم بحوائجنا، وأنت القادر على قضائها، أنت العالم بعيوبنا وذنوبنا، وأنت القادر على محوها وغفرها، لا تحلنا على غيرك، لا تكلنا إلى غيرك، لا تدفعنا إلى باب غيرك، ولا تردنا إلى غيرك آمين.

---

(٧٣) في «أ»: من أحسن إليه.

(٧٤) في «أ»: إلى.

مجلس

يا قوم أطيلوا الوقوف في عبادة ربكم عزّ وجلّ، فإنه أثنى على القانتين / بين [٨٤/ب] يديه. عن النبي صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم قال: «كلما طال قيام العبد بين يدي ربه عزّ وجلّ في صلاته تناثرت ذنوبه كما تناثرت الورق اليابس من الشجر في يوم ريح شديدة»(٧٥) كلما صدق العبد في طاعة الله عزّ وجلّ تناثرت ذنوبه من ظاهره وباطنه وجُملته، وتنوّر قلبه، وصفا سرّه.

يا غلام: كن صحيحاً تكن فصيحاً. كن صحيحاً في خلوتك تكن فصيحاً في جلوتكم. إذا كنت صحيحاً في الدنيا تكون في الآخرة فصيحاً في الكلام بين يد الله عزّ وجلّ، تَشْفَع وتشفّع فيمن يشاء من خلقه بعد إذنه وأمره، يقبل منك كرامة لك وإظهاراً لموضعك عنده. كن صحيحاً فيما بينك وبين ربك تكن فصيحاً في تعليم خلقه، تصير معلماً مؤدباً / لهم. [٨٥/أ]

ويحك تقعد في هذا المقام، تعظ الناس ثم تضحك معهم، وتحكي حكايات مضحكة لا جرم لا تفلح ولا تفلحون. الواعظ معلم مؤدّب، والسامعون كالصبيان، والصبي لا يُعَلّم إلا بالخشونة، ولزوم الحرمة والعبوس، وآحاد وأفراد منهم يتعلمون بغير ذلك، موهبة من الله عزّ وجلّ.

يا قومّ: الدنيا فانية، الدنيا قيود وأحزان وهموم وحجاب عن ربكم عزّ وجلّ. انظروا إليها بعين قلوبكم لا بعين رؤوسكم، عين القلب تنظر إلى المعاني، وعين الرأس تنظر إلى الصور. المؤمن كلّه لله عزّ وجلّ ليس فيه ذرّة لخلق الله عزّ وجلّ،

---

(٧٥) لم نعثر عليه.

هو بظاهره وباطنه معه، لا يتحرك إلا له ولا يسكن إلّا لَه، لا يتحرّك إلا به، [٨٥/ب] ولا يسكن إلا به، فهو به ومنه وفيه، المؤمن تأتيه أقسامه / تطرق بابه وهو نائم عنها، تأتيه وتقف في خدمته، وأنتم قد جَعلْتم كل شغلكم العَدْو خلف أقسامكم والحرص عليها، قد نسيتم الموت وما وراءه، وقد نسيتم الحقّ عزّ وجلّ، وتغييره وتبديله، وتركتموه وراء ظهوركم، قد أعرضتم عنه ووقفتم مع الدنيا والخلق والأسباب، الأكثرون منكم يعبدون الدنيا والدرهم، ويتركون عبادة الخالق والرازق، كل هذه الدواهي من نفوسكم، فعليكم بحبسها في سجن المجاهدات، وقطع موادها حتى تكون أمنيتها في كِسْرة يابسة، وجرعة من ماء، يصير هذا كله [٨٦/أ] شهوتها، إذا سمنتموها بأنواع الشهوات / أكلتكم، تصير كما قال بعضهم: (إذا سمنْتَ كلبك أكلك) أيُّ خَيْر يرجى منها وقد قال الله عزّ وجلّ في حقها ﴿.... إن النفس لأمارة بالسوء إلا ما رحم ربِّي...﴾ [سورة يوسف ٥٣/١٢].

يا قوم: تذكروا واذكروا، إنّما يتذكّر أولوا الألباب، القوم هم أولوا الألباب. عقلوا أمر الدنيا فزهدوا فيها، ثم عقلوا أمر الآخرة فدخلوا إليها حتى إذا أُنْبتت لهم أشجارها، وجرت لهم أنهارها وتمكّنوا منها يقظة ومناماً جاءتهم محبة الحق عزّ وجلّ، فقاموا عنها، وسافروا عنها وخرجوا منها، وشدوا أوساط قلوبهم، وتوجهوا نحو باب ربهم عزّ وجلّ، فصاروا من الذين يريدون وجهه ولا يريدون [٨٦/ب] غيره، تبرّكوا بهؤلاء القوم، اقْصدوهم، اخدموهم، تعرفوا / إليهم وتأدّبوا في صحبتهم. اللهم ارزقنا حسن الأدب معك ومع الصالحين من خلقك في جميع الأحوال، وآتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار..

مجلس

تباً لك يا عبد الدنيا، ويا عبد الخلق، ويا عبد القميص والعمامة والدرهم والدينار والحمد والذم.

ويحك كلك للدنيا، كلك لغير ربّك عزّ وجلّ، أين حظّه منك في خلوتك وجلوتك؟ وما خلقك إلا لعبادته، كل مَنْ له عقل ولبّ وتحصيل يعبد ربّه عزّ وجلّ، ويرجع إليه في مهمّاته، ومن ليس له عقل لا يفعل ذلك، يكون قلبه ممسوخاً بالخلق، ويحب الدنيا. كثير من يدعي الإسلام بظاهره، يقول مثل ما قال الكفار ﴿إنْ هي إلا حياتنا الدنيا نموت ونحيا / وما يهلكنا إلا الدهر﴾ [سورة الجاثية ٤٥/٢٤] الكفار قالوا هذا كثير وكثير منكم يقولون ذلك، ويسرّونه، يقولون بأفعالهم التي تصدر منهم، فما لهم عندي قدر ولا وزن جناح بعوضة فكيف عند الحقّ؟! لا عقل لهم ولا تمييز عندهم يفرقون به بين النفع والضرّ. [٨٧/أ]

يا عباد الله: اذكروا الموت وما وراءه، اذكروا الحقّ عزّ وجلّ وتصاريفه في خلقه وفي ربوبيته وعظمته، وتفكروا في ذلك إذا خلوتم عن أهاليكم، ونامت العيون. إذا صحَّ القلب لله عزّ وجلّ فلا يدعه مع البيع والشراء والأخذ بالأسباب يُميّزه ويُخلّصه ويقيمه من سقطته، وعلى بابه يقعده، وفي بحر لطفه ينومه.

يا معرضاً[٧٦] عن ربه عزّ وجلّ، سوف ترى إذا انجلى الغبار، عن قريب ترى خراب بيتك، وبطش الحق / عزّ وجلّ بك إنْ لم ترجع وتلتفت وتنتبه. [٨٧/ب]

ويحك قميص إسلامك مخرّق، وقميص إيمانك نجس، إيمانك عريان، قلبك

---

(٧٦) في (أ): يا ناسيا.

جاهل، سرّك مكدّر، صدرك بالإسلام غير مشروح، باطنك خراب، وظاهرك عامر، صحائفك مسوده، ودنياك التي تحبّها عنك راحلة، والقبر والآخرة مقبلان إليك، تنبّه لأمرك، وما تصير إليه عن قريب، ربما كان موتك اليوم، أو في هذه السّاعة، يحال بينك وبين آمالك، من علم ما يطلب هان عليه ما يبذل. الصادق في المحبّة لا يقف مع غير محبوبه. إذا قال الواحد من الخلق قد سمعْتُ بخبر الجنة وما فيها من النعيم بقوله عزّ وجلّ: ﴿... وفيها ما تشتهيه الأنفس وتلذ الأعين...﴾ [سورة الزخرف ٤٣/٧١] فما ثمنها؟ قلنا له: قال الله عزّ وجلّ / [٨٨/أ] ﴿إن الله اشترى من المؤمنين أنفسهم وأموالهم بأن لهم الجنة...﴾ [سورة التوبة ٩/١١١]. سَلِّم النفس والمال وقد صارت لك. قال آخر: أريد أن أكون من الذين يريدون وجهه، قد لَمَح قلبي باب القرب، وأُري المحبين الدّاخلين فيه والخارجين منه عليهم خلع الملك، فما ثمن الدخول إليه؟ قلنا له: أبذُل كلّك، واترك لذاتك وشهواتك، وافْنَ فيه عنك، ودع الجنّة وما فيها واتركها، ودع النفس والهوى والطبع، ودع الشهوات الدنياوية والأخروية، ودع الكل واتركه وراء ظهر قلبك، ثم ادخل؛ فإنك ترى مالا عين رأت ولا أذن سمعت ولا خطر على قلب بشر.

يا غلام: قل الله ثم ذرهم، قل الذي خلقني فهو يهدين. يا زاهداً في الدنيا إذا خرج قلبك منها طالباً للآخرة فقل: / [٨٨/ب] الذي خلقني فهو يهدين. وأنت يا مريد الحق عزّ وجلّ، الرّاغب فيه، الزاهد فيما سواه، إذا أُخرج قلبك من باب الجنّة طالباً لمولاه فقل: الذي خلقني فهو يهدين، استعذ[٧٧] بهدايته من زعار[٧٨] الطريق.

---

(٧٧) نقص من «أ» أي التجيء.

(٧٨) زَعِر الرجل: إذا ساء خلقه وقلّ خيره.

يا قوم: أجيبوني فإنّي داعي الله عزّ وجلّ. ارجعوا إلى خالقكم بقلوبكم أنتم موتى كلكم بعد قريب، استفتحوا باب التوبة إليه، والاعتذار بين يديه، راقبوه، اعلموا أنّه مطّلع عليكم رقيب وقريب وشاهد، أما سمعتم قوله تعالى: ﴿. . . ما يكون من نجوى ثلاثة إلا هو رابعهم ولا خمسة إلا هو سادسهم ولا أدنى من ذلك ولا أكثر إلا هو معهم أينما كانوا. . .﴾ [سورة المجادلة ٥٨/٧].

كلوا من طعام ذكره، واشربوا من شراب أنسه، استغنوا بقربه، يا موتى القلوب، يا قعوداً على الرّبا، قوموا قبل أن تغوصوا / قوموا قبل أن تهلكوا. [٨٩/أ] يا قعوداً على مكان الجُزر قوموا قبل أنْ يأتيكم المدّ، قوموا [فقد] دخل الماء تحتكم، قوموا من أرض شرككم إلى أرض توحيدكم. يا ربّنا أقمنا على جادة ترضيك عنا، لا تزغ قلوبنا بعد إذْ هديتنا، لا تُمِل قلوبنا عن الحق، لا تخرجها عن اتباع كتابك وسنة نبيك محمد صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم والعمل بهما، لا تخرجنا عن جادة من تقدم من الأنبياء والمرسلين والشهداء والصالحين، اجعل أرواحنا مع أرواحهم أدخلنا إلى دار قربك في الدنيا قبل الآخرة، آمين.

لو كان للمحبين يوم القيامة طريق إلى الامتناع من دخول الجنة لما دخلوها؛ لأنّهم يقولون: أيّ شيء نعمل بالتّكوين؟! نريد المكوِّن. أي شيء نعمل بالجنّة؟!/ نريد الخالق. أيّ شيء نريد بالصنعة نريد الصانع، أي شيء نعمل [٨٩/ب] بالحديث؟ نريد القديم. هذا القلب إذا صحّ [و] كان بهذه الصفة فلا جرم يقرّب من الحقّ عزّ وجلّ. ـ إذا صحّ ترك الدنيا والخلق في الجملة صحّ له القرب. ويلك أنا واقف على باب الحقّ عزّ وجلّ من حال صغري إلى الآن، وأنت ما رأيته قط، ما رأى قلبك الباب ولا صاحبه. أنت بالشرق وهذا الذي أشير إليه بالغرب. كن عاقلاً بما تربّيتُ وربّيْتُ، ما عقلْتُ عقلي إلا وأنا على بابه مع خواص من عباده. قل قد صدق الأمير وإلا حزّ عنقك، يا صاع يوسف تحدّث بما عندك، أخبر بما وراءك(٧٩).

يا غلام: تحدّث من قلبك وصدقك وإلا فاخرس. أنفق من معدنك، من كنزك، من بيتك، وإلا فلا تسرق / وتنفق. أطعم الناس من طبقك، واسقهم من معينك. المؤمن العارف يسقي ويشرب من معين لا ينضب ماؤه أبداً، معين حفره بمعاول مجاهداته وصدقه. [٩٠/أ]

يا غلام: لا جنّة قِبَل الدنيا ولا قرب الجنة[٨٠]، يقْرب العبد من الدنيا ويريدها، ثم تبيّن له عيوبها؛ فيزهد فيها، ويقنع مها بالبلغة ومالا بد منه، يأخذ ذلك منها بيد الشرع والتقوى والورع. يأخذ ذلك من يد الزهد، من يد القلب، لا من يد النفس والهوى والشيطان فإذا تمّ له هذا جاءت الجنّة؛ لأن زهده في الدنيا ثمن الجنة ومفتاحها، فإذا دخلها قلبه واستقرت أقدامه فيها، وتمكّن سره منها، وسهلت أمورها عليه، فبينما هو كذلك إذ رأى رجال الحقّ عزّ وجلّ / وهم سائرون إليه قال لهم: إلى أين؟ قالوا له: إلى باب الملك، ثم شوّقوه إليه، ونبّهوه عليه، وزهّدوه في الجنّة وفيما هو عليه، وقالوا له: نحن من الذين قال الله عزّ وجلّ في حقّهم ﴿... يريدون وجهه...﴾ [سورة الكهف ١٨/٢٨] فضاقت عليه أرض الجنّة برحبها، وطلب الانفلات منها وناشدها: أريني خير طرق الباب حتى أخرج، قد صرْت كالطير المحبوس في القفص، قد صار قلبي في سجنك؛ لأنّ الدنيا سجن المؤمن، وأنت سجن العارف، فيخرج منها مهرولاً فيلحق بالقوم الذين سبقوه. هذا طريق السالكين، وأما طريق المجذوبين فإن بارق القرب يقتنصهم في أول قدم من غير تدريج وواسطه. اللهم اجذب قلوبنا إليك. وآتنا في الدنيا / حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار. [٩٠/ب] [٩١/أ]

= (٧٩) قصد الشيخ الصاع الذي وصفه يوسف في رحل أخيه، وذلك عندما وضعه لإظهار ما يكنّه في نفسه من خير ليوسف وإخوته وليخلصهم من قسوة العيش...

ولعل في ذلك إشارة من شيخنا الجيلاني حمه الله إلى ما يحمله من خير إلى الناس منذ صغره، وبما أكرمه الله به لخدمة عامة المسلمين.

(٨٠) أي لا جنّة مع طلب الدنيا، وأن الاشتغال بها يبعده عن الجنة.

مجلس

القوم لهم أعمال كالجبال من الخير، وهم لا يعدونها عملاً، يتواضعون ويذلّون أنفسهم، كن عاقلاً على قدم ذلّك وتواضعك، كن على قدم التواضع والحذر والخوف من المحو[81]، ومن كدر صفاء السر وضيقه، وضيق الصدر. إذا دمت على ذلك جاءك الأمن من الله عزّ وجلّ، ختم على قلبك وسرّك، وانكتب على حيطان خلوتك، يصير لها ولجوارحك إشارات وألسن وتسبيح وذكر، يسمع قلبك عجائباً ولا يخرج إلى فيك منه كلمة، لا يَسمع ظاهرك والخلق منه كلمة، يكون شيئاً لا يتعداك، يصير ذلك نعمة تعرفها، تتحدث بها في نفسك ﴿وأما بنعمة ربّك فحدث﴾ [سورة الضحى ٩٣/١١] يا وليّ تحدث بهذه / النعمة الباطنة، أنت [٩١/ب] ونفسك، وأنت يا بني: تحدث بنعمة ربّك عزّ وجلّ وكرامته لك مع الجلوة؛ لأن الولي من شرطه الكتمان، والنبي من شرطه الإظهار. إظهار أمر الولي إلى الله عزّ وجلّ، فإن أظهر هو أمره ابتلي وسلب حاله، إذا أظهر أمره[82] بلا أمره[83] بمجرد فعل الله عزّ وجلّ لا يكون عليه مؤاخذة ولا عتاب إذْ فاعل ذلك غيره لا هو. قال لي قائل: أرى أن كل من وقع به يكتمه وأنت تظهره؟!. قلت له: ويلك ما تظهّرْنا شيئاً، هذا يظهر غلبةً لا قصداً، كلما امتلأ حوضي نقّصته، فإذا جاء السّيل غلبه وفاض حواليه بلا اختياري، ماذا أفعل؟ ويحك تنقطع للفتوح. مالك وللزاوية[84] والخلق ملاءة قلبك. عليك بالصحارى / والبراري، فإذا [٩٢/أ]

---

(٨١) المحو: زوال الإيمان وأثره.

(٨٢) الفاعل يعود على الله عزّ وجلّ.

(٨٣) أي أمر الوليّ.

(٨٤) يستنكر شيخنا رحمة الله عليه على القائل الذي يغمز من قناته بقوله: إنّ على الوليّ أن

وقعت هنالك بكنز القرب فدونك القعود بين الخلق، فحينئذ تكون دواءً لهم[٨٥].

رحم الله المؤمن بما أقول، الذائق لما أقول، العامل به في خلوته وجلوته.

يا قوم: جاهدوا واجتهدوا ولا تيئسوا، فمن ساعة إلى ساعة فرج، أمَا سمعتموه عزّوجل كيف قال: ﴿... لعل الله يحدث بعد ذلك أمراً﴾ [سورة الطلاق ١/٦٥] خافوا من ربكم عزّ وجلّ وارجوه، أما سمعتم كيف قال: ﴿... ويحذركم الله نفسه...﴾ [سورة آل عمران ٢٨/٣] على قدر خوفكم وحذركم ترون الأمان. توكلوا على ربكم واتقوه، أما سمعتموه كيف قال: ﴿... ومن يتوكل على الله فهو حسبه...﴾ [سورة الطلاق ٣/٦٥]. اللهم أغننا عن خلقك، أغننا عن الذين قد جمعوا أموال خلقك، وتركوها تحت أرجلهم، وتكبروا عليهم / بها، وهم غائصون في تيه عجبهم[٨٦]، والفقراء [٩٢/ب] يسألونهم ويستغيثون بهم وهم يتصاممون. اللهم اجعلنا ممّن ينزّل حوائجه بك، يستغيث بك في مهماته. قيل لسفيان رحمه الله: من الجاهل فقال: (هو الذي لا يعرف الله عزّ وجلّ حتى يطلب حوائجه من الله عزّ وجلّ، مثله كمثل رجل يعمل في دار ملك شغلاً، أمره الملك بعمله فترك العمل، وخرج إلى باب رجل في

يكتم ولايته ولا يذيعها كما يفعل الشيخ. فيردّ عليه مدافعا عن نفسه بأمرين:

الأول: ان ولايته تفيض رغما عنه علوماً على الخلق.

الثاني: أن على السائل أن لا يتصدّى لهذا الفيض الذي يظهره الله تعالى على لسانه، فالسائل لم يكن عالماً بأحوال الأولياء ذوي القلوب الخالية مما سوى الله عزّ وجلّ؛ بل كان يجب على المعترض أنْ يطهّر قلبه من حبّ الدنيا والخلق والناس أجمعين.

وربما قصد الشيخ من ذلك أنه لا فائدة من الكتمان والإنزواء والقلب مشغول بحبّ الناس والخلق.

(٨٥) في (أ): المزاربة وهم الحمقى والدّجالون.

(٨٦) في «أ»: حجبهم.

جوار الملك يطلب منه كسرة يأكلها، أليس إذا عَلِم الملك بذلك مقته، ومنعه من الدّخول إلى داره.

يا موق القلوب: اسمعوا وأنا أراه عليكم(٨٧)، كيف تموتون وما عرفتم ربكم عزّ وجلّ. اللهم ارزقنا معرفتك، وإخلاص العمل لك /، وترك العمل لغيرك، [٩٣/أ] وارزقنا علم حكمك الظاهر، وعلم الباطن، صبّرنا ورضّنا، طيّب لنا مرارة بلائك الذي قد سبق به علمك لنا، أمِت لحوم قلوبنا حتى لا تؤلمنا معاريض قدرتك، حتى تدوم لنا صحبتك آمين.

يا غلام: ما هو لك لا يفوتك وما يأكله غيرك، وما هو لغيرك لا يأتيك بالرغبة فيه والحرص عليه، إنماهو أمسك الذي مضى، ويومك الذي أنت فيه وغداً الذي يأتي، أمسُك صار موعظتك، ويومك حالك الذي أنت فيه، وغداً، أجل، إمّا أنْ تكون فيه أو لا تكون؛ لأنك لا تدري ما اسمك غداً، فستذكرون ما أقول لكم وتندمون. ويحك تبيع حضورك عندي لأجل ربح حبّة أو حبّتين، إنّما / قَطَعك [٩٣/ب] عني جهلك بما أنا فيه وبما أقول، قد جهلت أصله وفرعه، وقد جهلت معينة وجِبِلّه ومنبعه، لو علمت وعرفت ما انقطعت، ستذكرون بعد وقت ما أقول لك من النصيحة، سترى بعد الموت عاقبة كلامي ﴿فستذكرون ما أقول لكم وأفوض أمري إلى الله﴾ [سورة غافر ٤٠/٤٤] قولوا لا حول ولا قوة إلا بالله العلي العظيم.

أحبّ الأشياء إلى المؤمن العبادة، أحبّ الأشياء إليه القيام في الصلاة. هو قاعد في بيته وقلبه ينتظر المؤذّن الذي هو داعي الحقّ عزّ وجلّ. إذا سمع الآذان دخل إلى قلبه سرور، يطير إلى المساجد والجوامع، يفرح بمجيء السّائل إليه إذا كان عنده شيء يعطيه، لأنه سمع قول النبي صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم:

---

(٨٧) أي أرى صفة هذا الرجل عليكم.

«السائل هدية الله عزّ وجلّ إلى عبده»[٨٨]. كيف لا يفرح وقد نفذ [أمر] ربّه عزّ وجلّ يستقرض منه على يد الفقير. عن النبي صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم أنه قال: يقول الله عزّ وجلّ يوم القيامة لعباده المؤمنين «آثرْتم آخرتكم على دنياكم وآثرتم عبادتي على شهواتكم وبعزتي وجلالي ما خلقت الجنة إلا لكم»[٨٩]. هذا قوله لهؤلاء، وأما قوله للمحبين له: «أنتم آثرتموني على جميع خلقي دنياي وآخرتي أي عزلتم الخلق عن قلوبكم ونحيتموهم عن أسراركم، هذا وجهي لكم، وقربي لكم وأنسي لكم، أنتم عبادي حقّاً.

من الأولياء من يأكل في نومه من طعام الجنة، ويشرب من شرابها، ويرى جميع ما فيها، ومنهم من يفنى عن المأكول والمشروب / ويُعزل عن الخلق، ويحجب عنهم، ويعمَّر في الأرض بلا موت كالياس والخضر. لله عزّ وجلّ عدد كثير منهم محجوبون في الأرض يرون الناس وهم لا يرونهم. الأولياء فيهم كثرة، والأعيان منهم فيهم قلّة آحاد وأفراد، مفردين، والكلّ يأتونهم، يتقربون إليهم، هم الذين تنبت بهم الأرض، وتمطر السماء، ويُدْفع البلاء عن الخلق. [٩٤/ب]

الملائكة طعامها وشرابها ذكر الحقّ عزّ وجلّ والتسبيح والتهليل. وآحاد وأفراد من الأولياء من يصير طعامهم ذلك. ما أكثر غبنك أيها الصحيح الفارغ. عن النبي صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم: «نعمتان مغبون فيهما كثير من الناس الصحة والفراغ»[٩٠].

[٩٥/أ] استعمل صحتك وفراغك في طاعة الله عزّ وجلّ / قبل أن يجيئك مرض

---

(٨٨) أخرجه القضاعي في مسند شهاب، ١٤٩، كما ذكره الهندي في الكنز، ١٦٠٧٨

(٨٩) لم نعثر عليه.

(٩٠) أخرجه البخاري في صحيحه، عن ابن عباس، كتاب الرقاق، باب الصحة والفراغ، ٨ ـ ١٥٨ ـ، ٦٤١٢، وأخرجه الترمذي، كتاب الزهد، باب الصحة والفراغ، ٢٣٠٥، والديلمي في الفردوس، ٦٧٩٥.

يفسد صحتك، وشغل يذهِب فراغك، اغتنم غناك قبل فقرك فإن الغنىلا يدوم. أكرم الفقراء وأشركهم فيما بيدك؛ فإن الذي يعطيهم هو الذي يحصل لك عند ربّك وينفعك في آخرتك.

ويحكم اغتنموا حياتكم قبل موتكم. اتعظوا بالموت. قال النبي صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم: «كفى بالموت واعظاً»(٩١). الموت يُبْلي كل جديد، ويقرب كل بعيد ويكدر كلّ صافٍ. الموت ليس عنه فوت، ربما جاء في هذه الساعة، أو في هذا اليوم. الأمر بيد غيركم ليس هو بأيديكم، كل ما أنتم فيه عارية: شبابكم، وصحتكم، وفراغكم، وغناكم، وحياتكم، عندكم عارية، فليكن همّكم ما أهمّكم. ويلك كيف تأمر غيرك بالصبر وأنت / جزع، كيف تأمر بالشكر على [٩٥/ب] النعم وأنت تارك لشكرها، تأمره الرضا بالقضاء وأنت ساخط. كيف تأمره بالزهد في الدنيا وأنت راغب فيها وتأمره بالرغبة في الآخرة وأنت زاهد فيها، تأمره بالتوكل على الله عزّ وجلّ وأنت متوكل على غيره، وأنت ممقوت الحقّ عزّ وجلّ وملائكته، وممقوت قلوب الصديقين الصالحين من عباده، أمَا سمعت قول بعضهم:

لا تنـه عن خلق وتـأتي مثـله عار عليك إذا فعلت عظيم(٩٢)

---

(٩١) ذكره الهيثمي في المجمع، ١٠/ ٣٠٨، عن عمّار أن النبي صلى الله عليه [وآله وصحبه] وسلم قال: «كفى بالموت واعظا، وكفى باليقين غنى». وقد روى الترمذي في كتاب الزهد، في باب ما جاء في ذكر الموت، ٢٣٠٨، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه [وآله وصحبه] وسلم: «أكثروا ذكْر هادم اللذات، يعني الموت». وقد ذكر العجلوني في الكشف. ٥٠٠، الحديث عن العسكري بلفظ: «مر رسول الله صلى الله عليه [وآله وصحبه] وسلم بمجلس من مجالس الأنصار وهم يمرحون ويضحكون، فقال: أكثروا ذكر هاذم اللذات؛ فإنّه لم يذكر في كثير إلا قلله، ولا في قلل إلا كثّره، ولا في ضيق إلا وسعه، ولا في سعة إلا ضيقها».

(٩٢) هو لأبي الأسود الدؤلي في الديوان لابن سعيد العسكري بتحقيق محمد حسن آل ياسين ص ٤٠٣ ومنها: =

كلك خَلق[٩٣]، كلك نفاق، فلا جرم لا تزن عند الله عزّ وجلّ جناح بعوضة. أنت مع المنافقين في الدرك الأسفل من النار. الثبات على كلامي علامة الإيمان، والهرب منه علامة النفاق. اللهم تب علينا ولا تفضحنا في الدنيا / [٩٦/أ] والآخرة، وآتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار.

= يا أيها الرجل المعلم غيره ... هلاّ لنفسك كان ذا التعليم
ابدأ بنفسك فانهها عن غيّها ... فإذا انتهت عنه فأنت عظيم
فهناك يُسمع ما تقول ويشتفى ... بالقول منك وينفع التعليم
لا تنه عن خلق وتأتي مثله ... عار عليك إذا فعلت عظيم

(٩٣) خلق: بفتح اللام، افتراء، وقريء ﴿إن هذا إلا خلق أولين﴾ [سورة الشعراء ٢٦/١٣٧] أي كذبهم واختلافهم.

مجلس

يا قوم: دعوا عنكم القال والقيل، والجمع للدنيا والمخاصمة عليها، أنتم معاقبون بما في أيديكم من الدنيا إنْ لم تؤدوا منه حقوق الفقراء والمساكين، وتنفقوا البقية في طاعة الله عزّ وجلّ وعبادته.

ويحكم أنتم وكلاء في هذه الأموال، أَمَا تستحيون في جيرانكم، فقراء ويموتون جوعاً وأنتم مُعْرضون عنهم، أمَا سمعتم ربّكم قال: ﴿وأنفقوا ممّا جعلكم مستخلفين فيه...﴾ [سورة الحديد ٧/٥٧] فقد أخبركم أنكم مستخلفون فيه، وأنتم قد تملكتم عليه، وقد خرجتم عليه خوارج، ما أمركم بإخراج الكلّ، بل جعل للفقراء حقّاً معيّناً وهو: الزكاة، والكفارات، والنذور. أقضوا حقوق / [٩٦/ب] الفقراء، ثم اقضوا حقوق الأهل والأقارب، المواسات بعد إخراج الزكاة من أخلاق المؤمنين، من عامل الله عزّ وجلّ ربح، وأصدق القائلين قال في محكم كتابه: ﴿... وما أنفقتم من شيء فهو يخلفه...﴾ [سورة سبأ ٣٤/٣٩].

يا غلام أُخْرج بقلبك عرياناً عما بيدك. انعزل عن جميعك حتى تُعطى عوض جميع ذلك، ويحك الخلق لا ينفعونك ولا يضرّونك إلا بعد توقيع من الله عزّ وجلّ إلى قلوبهم. هي بيده يحركها كيف يشاء، تارة في التسخير، وتارة أخرى في التسليط، أَمَا سمعتم كيف قال: ﴿ما يفتح الله للناس من رحمة فلا ممسك لها...﴾ [سورة فاطر ٣٥/٢] يا غلام: إذا جاء البلاء إليك استقبله بالإيمان والصّبر والتسليم. اصبر عليه ومعه حتى تذهب أيامه وتنمحق أوقاته /، يا مريداً [٩٧/أ] لا تهرب من باب مُرَادك لأجل سهام بلائه، أثبت وقد وقعت بمرادك، إذا ابتلي المريد يحتاج إلى أستاذ يطبّه في بلائه، يداويه بشربات الصّبر والشكر، يأمره بأخذ شيء وترك شيء، يأمره بالإعراض عن نفسه وترك القبول منها، من صَدَق في

صحبة شيخه نفعه الله عزّ وجلّ عاجلاً وآجلاً. يا حائلاً بين الماء المالح والعذب، حُل بيننا وبين التسخط عليك، والمنازعة لك في أقدارك، حل بيننا وبين معاصيك ببرزخ من رحمتك آمين.

يا غلام: إني أراك قرين الشيطان أو خليفته قد أمّنته على نفسك، وصادقته وهو يأكل لحم دينك وتقواك، ويضيع رأس مالك، وما عندك خبر. ويحك ادفعه عنك / وهرِّبه من عندك بالذكر الدائم، عليك بالذّكر الدائم؛ فإنّه يهلكه ويهزمه ويقلل جمعه. اذكر الحق عزّ وجلّ بلسانك تارة، وبقلبك تارات. غيِّر طعامك وشرابك. استعمل الورع في جميع أحوالك. استعن على هزم الشيطان بقول: لا حول ولا قوة إلا بالله العلي العظيم. ما شاء الله كان، لا إله إلا الله الملك الحق المبين، سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم وبحمده بهذا ينغلب وتنكسر شوكته وتنهزم جنوده. عرش إبليس على البحر، وهو يبعث جنوده على الأرض. أعظمهم حرمة عنده أشدهم فتنة لابن آدم. الأدب في حقّ العارف فريضة كالتوبة في حقّ العامي. كيف لا يكون متأدّباً وهو أقْرب الخلق إلى الخالق. مَنْ عاشر / الملوك بالجهل كان جهله مقرّباً له إلى قتله. كل من ليس له أدب فهو ممقوت الخلق والخالق. كل وقت ليس له فيه أدب فهو مَقْتٌ. لا بد من حسن الأدب مع الله عزّ وجلّ.

[٩٧/ب] [٩٨/أ]

يا غلام: لو عرفتني ما برحت من بين يدي، وتبعتني أينما توجهت، ما كنت تقدر [أنْ] تبرح سواء استخدمتك أو بطلتك، أخذت منك أو أعطيتك، أفقرتك أو أغنيتك أتعبتك أو أرحتك. أصل هذا كلّه حسن الظّنّ وإصلاح النيّة، فقد عدمتهما، فكيف تفلح بصحبتي وتنتفع بكلامي. اللهم لا تجعل سماعهم لهذا الكلام حجّة عليهم، واجعله حجة لهم. وآتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار.

مجلس

من عمل صالحاً صار عمله نوراً يسعى بين يديه ومركوباً / تحته، تظْهَرُ أعمال [٩٨/ب] قلبه على وجهه، يصير وجهه كالبدر ويصير كأنه ملك يفرح قلبه بما يرى من إكرام الله عزّ وجلّ له، يبشره عمله بما أعدّ الله عزّ وجلّ له في الجنة.

العمل الصالح يصير صورة يقول له: أنا بكاؤك وصبرك وتقواك وإيمانك ويقينك وصلاتك وصومك ومجاهدتك وشوقك إلى ربّك عزّ وجلّ، ومعرفتك له وعلمك به وحسن عملك وأدبك بين يديه عزّ وجلّ، فيزول ثقله، ويسكن روعه، وينقلب خوفه أمناً، وشدّته رخاءاً.

وأما من لم يعمل صالحاً، وبارز ربّه عزّ وجلّ بالعظائم فأثقال معاصيه وأحمالها على ظهره: الجوع والعطش والخوف في باطنه، والذل أمامه، والملائكة تسوقه من ورائه، يحبو حبواً، ويجرّ نفسه جرّاً / حتى يحضر عرصات القيامة، ثم تأتيه المناقشة [٩٩/أ] والمحاسبة، فيحاسب حساباً شديداً، ثم يوقع له بالنار فيعذب بها، فإن كان من أهل التوحيد عوقب على قدر أعماله، وأخرجه الله عزّ وجلّ من النار برحمته، وإن كان من أهل الكفر فهو مخلد في النار مع أبناء جنسه.

يا غلام: إذا دمت على التوبة والفكر الصحيح تركت ما للدنيا واشتغلت بما للآخرة، تركت ما للخلق واشتغلت بما للخالق، تركت الشرّ وعملت الخير. يا تاركاً التفكّر والتوبة، أنت خاسر وما عندك خبر! أنت خاسر غير رابح، مثلك مثل رجل يبيع ويشتري ولا يحسب ما ينفق، ولا يجود النقد فبعد قليل ينظر وقد ذهب رأسه ماله، والذي قد بقي معه شبه فضّة رديّة.

ويلك قد ذهب رأس / مالك الذي هو عمرك وما عندك خبر، كل كسبك [٩٩/ب]

بهرج، وغيرك من المؤمنين كل كسبه جوهر، عن قريب يوفّى المؤمن ما عمله[٩٤]، وتؤخذ أنت تحبس، ما يقبل من الذي معك ذرة، إنّما يقبل الحقّ عزّ وجلّ الإخلاص، ولا إخلاص عندك. أمَا سمعتم قول النبي صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم: «حاسبوا أنفسكم قبل أنْ تحاسبوا، وزنوها قبل أن توزنوا، وتزيّنوا للعرض الأكبر»[٩٥]. قيل: كل من يريد اللّهُ عزّ وجلّ أن يكون عارفاً به وليّاً من أوليائه محبّاً من أحبّائه مراداً من مراديه، يوكّل به ملكاً في خلوته وجلوته، يربّي قلبه كما ربّى نبيه، يلهمه الخير ويصرفه عن الشرّ. كما قال عن يوسف عليه السلام ﴿. . . كذلك لنصرف عنه السوء والفحشاء إنّه / من عبادنا المخلصين﴾ [١٠٠/أ] [سورة يوسف ١٢/٢٤] هذا فعله مع الأنبياء والمرسلين والأولياء والصالحين والصادقين. اجتاز عيسى عليه وعلى نبيّنا السلام صبياناً وهم يلعبون فقالوا له: تعال العب معنا، فقال: سبحان الله ليس للعب خلقنا.

نفوس القوم أمّارة بالخير لا بالسوء، التحقت بالقلوب بعد المجاهدة لها، كلّما جوهدت اطمأنت وحنّت إلى الرفيق الأعلى، يصير سماع القرآن كل أمنيتها، وقبل هذا كانت تسمعه صورة لا معنى، لا تكثروا من سماع الهذيان والكلام: فإنّ القرآن به حياة القلوب، وصفاء الأسرار، وأساس جوار الرحمان عزّ وجلّ في الجنّة. المؤمن يعرف الخلق، له فيهم علامات، قلبه حساس ينظر بنور الله عزّ وجلّ الذي / سكن في قلبه النور، نور القلوب. الطهارة طهارة القلوب [١٠٠/ب] والأسرار والخلوات. إذا لم يكن قلبك طاهراً وخلوتك[٩٦] طاهرة فما تنفعك طهارة

---

(٩٤) في (أ) و(ب): ما عليه.

(٩٥) ذكره أحمد في الزهد، ١٤٩، من قول عمر بن الخطاب. عن ثابت بن الحجاج قال: قال عمر رحمه الله (حاسبوا أنفسكم قبل أن تحاسبوا، وزنوا أعمالكم قبل أن توزنوا؛ فإن أهون عليكم في الحساب غدا أن تحاسبوا أنفسكم وتزنوا للعرض الأكبر، يوم تعرضون لا تخفى عليكم خافية).

(٩٦) في (أ): وخلقك طاهرا.

ظاهرك، لو اغتسلت كل يوم ألف مرة ما زال من وسخ قلبك شيء. المعاصي لها رائحة خبيثة، يَعْرِف بها الذين ينظرون بنور الله عزّ وجلّ، لكنهم يسترون على الخلق ولا يفضحونهم.

ويحك أنت كسلان، فلا جرم لا يقع بيدك شيء؛ جيرانك وإخوانك وأقاربك قد سافروا وفتشوا وحضروا فوقعوا بالكنوز، ربح الدرهم معهم عشرة وعشرين، ورجعوا غانمين، وأنت قاعد في مكانك. عن قريب يذهب هذا القدر اليسير الذي بيدك، وتطلب بعد ذلك من الناس.

ويحك جاهد / في طريق الحق عزّ وجلّ، ولا تتكل[97] على قَدَره، أمَا [١٠١/أ] سمعت كيف قال: ﴿والذين جاهدوا فينا لنهدينهم سبلنا...﴾ [سورة العنكبوت ٢٩/٦٩] جاهد وقد أتتك الهداية، بك لا تجيء ولا بدّ منك، وحدك لا تجيء، أسرع وقد جاء غيرك، وتمّم شغلك، وكل شيء بيد الله عزّ وجلّ فلا تطلب شيئاً من غيره، أما سمعت كيف يقول في محكم كلامه القديم ﴿وإن من شيء إلا عندنا خزائنه وما ننزله إلّا بقدر معلوم﴾ [سورة الحجر ١٥/٢١]. أبَقيَ بعد هذه الآية كلام؟!.

يا طالب الدنيا والدّرهم هما شيء، وهما بيد الله عزّ وجلّ، فلِمَ تطلبهما من الخلق؟! ولم تطلبهما بلسان شركك بهم واعتمادك على الأسباب. اللهم يا خالق الخلق، يا مسبّب الأسباب، اعصمنا من قيد الشرك بخلقك وأسبابك / وآتنا في [١٠١/ب] الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار.

---

(٩٧) في (أ): ولا تتكلم.

مجلس

يا عباد الله أنتم في دار الحكمة لا بد من الواسطة، اطلبوا من معبودكم طبيباً يطبُّ أمراض قلوبكم، مداوياً يداويكم، دليلاً يدلكم ويأخذ بأيديكم(٩٨). تقربوا إلى مقرّبيه، ومفرّديه، وحجاب قربه وبوابي بابه. قد رضيتم بخدمة نفوسكم ومتابعة أهويتكم وطباعكم، تجتهدون في رضاء نفوسكم وشبعها من الدنيا، وهو شيء لا يقع بأيديكم قط ساعة بعد ساعة، يوماً بعد يوم، وشهراً بعد شهر، وسنة بعد سنة، وقد جاءكم الموت فلا تقدرون أن تتخلصوا من يده، هو منكم على رصد وأنتم ما عندكم خبَر، أنتم غائبون عن انتظاره، وهو قائم بحذائكم. عن قريب ينزل بساحتكم / ساحة عواقبكم وحياتكم. ترتحل روح [١٠٢/أ] أحدكم ويبقى جسده كجسد شاة ميتة. من يرحمك يواريك في التراب قبل أن تأكلك سباع الأرض وهوامها، ثم يقعد أهلك وأصدقاؤك في أكلهم وشربهم وتنعّمهم، فإما يترحمون عليك أو لا يترحمون. كثير من الملوك قتلهم أعداؤهم، ورموا بهم في البراري من غير دفن قصداً لأنْ تأكلهم الكلاب والحشرات. ما أقبح ملكاً يؤول أمره إلى هذا. ما أحسن ما قال بعضهم: «ليس ملكاً يزيله الموت؛ إنما الملك مُلْك من لا يموت». العاقل من ذكر الموت ورضي بما يأتي به القدر، فيشكر على ما يحب ويصبر على ما يكره. اجعلوا تفكركم في أمور أديانكم عوضاً عن التفكر في الشهوات واللذات / وفي الموت، وما وراءه. الأقسام قد فرغ الله [١٠٢/ب] عزّ وجلّ منها، لا يزيد فيها ذرة ولا ينقص منها ذرة. قال النبي صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم: «فرغ الله عزّ وجلّ من الخلق والرزق والأجل، جفّ القلم بما هو

---

(٩٨) يأخذ بأيديكم: نقص من «أ».

كائن إلى يوم القيامة»[99]. لا تشتغلوا بطلب ما قد قُسم؛ فإن ذلك الاشتغال لعب وحمق. جميع أحوالكم قد دَبّرها الله عزّ وجلّ، وأرّخها في أوقات معلومة. ما دامت النفس غير مطمئنة بالمجاهدة فهي لا تؤمن بهذا، ولا تترك الحرص واللّجاج قبل الطمأنينة. تؤمن به دعوى بلسان ظاهرك. كونوا عقلاء، تهذّبوا بما أقول لا تشتغلوا بطلب المقدور المقدر الذي لا بدّ من وجوده عندكم. ومجيئه إليكم في أوقاته المؤرخة / في علم الله عزّ وجلّ. عن النبي صلى الله عليه و[آله وصحبه] [١٠٣/أ] وسلم أنه قال: «لو قال العبد اللهم لا ترزقني لرزقه الله على رغم أنفه»[1]. قَرْص بقّة من الله عزّ وجلّ، مجيء باقلاه[2] من الله عزّ وجلّ، ما إلى الخلق شيء من

---

(٩٩) ذكره الهندي في الكنز، ٤٩٦ . وأخرج البيهقي في الأسماء والصفات، باب بدء الخلق، ٣٧٥، عن عبدالله بن عمرو بن العاص قال: (قال رسول الله صلى الله عليه [وآله وصحبه] وسلم: «فرغ الله عزّ وجلّ من المقادير وأمور الدنيا قبل أن يخلق السموات والأرض، وعرشه على الماء بخمسين ألف سنة.»

ويشهد له ما أخرجه الترمذي في كتاب القيامة، باب ولكن يا حنظلة، ٢٥١٨، عن ابن عباس قال: كنت خلف رسول الله صلى الله عليه [وآله وصحبه] وسلم يوما فقال: «يا غلام إني أعلمك كلمات: أحفظ الله يحفظك احفظ الله تجده تجاهك، إذا سألت فاسأل الله، وإذا استعنت فاستعن بالله. واعلم أن الأمة لو اجتمعت على أن ينفعوك بشيء لم ينفعوك إلا بشيء قد كتبه الله لك. ولو اجتمعوا على أن يضرّوك بشيء لم يضروك إلا بشيء قد كتبه الله عليك، رفعت الأقلام وجفت الصحف».

حواشي فيض الخاطر، م: ف.ك.هـ٤

(١) لم نعثر عليه بهذا اللفظ، ويشهد له ما أخرجه أبو نعيم في الحلية، ٧/ ٩٠، عن جابر قال: قال رسول الله صلى الله عليه [وآله وصحبه] وصحبه وسلم: «لو أن ابن آدم هرب من رزقه كما يهرب من الموت لأدركه رزقه كما يدركه الموت». كما أخرجه الهندي في الكنز، ٥٠٠ .

(٢) الباقلاء: واحده باقلاه، وهي الفول.

ذلك. أين أنت من التوحيد يا مشرك؟! أين أنت من الصفاء يا مكدّر؟! أين أنت من الرضا يا متسخط؟! أين أنت من الصبر يا شاكي إلى الخلق؟! هذا الذي أنت عليه ما هو دين من تقدم من الصالحين. إني أغار إذا سمعتُ واحداً يقول: الله، الله، وهو يرى غيره. يا ذاكراً اذكر الله عزّ وجلّ وأنت عنده، لا تذكره بلسانك وقلبك عند غيره. اهرب من الخلق إلى بابه، أخرج الدنيا والآخرة وما سواه من قلبك، ثم اذكره بلسان قلبك وسرّك ومعناك، ثم بلسان [١٠٣/ب] ظاهرك. / ويحك كم تقول: الله أكبر وأنت تكذب؛ الخبز عندك أكبر. الأدم واللحم عندك أكبر. الغني الذي في جيرانك عندك أكبر. حارث دربك ووالي محلّتك عندك أكبر. سلطانْ بلدك عندك أكبر. تخاف هؤلاء وترجوهم، ، وتتملق لهم، وتستر عنهم، ثيابك تسترك وتبارز ربّك عزّ وجلّ بكل قبيحة؟ تعتمد عليهم في مهماتك، وتراهم في النفع والضرّ والعطاء والمنع. إن حاققتكم لفلّستم من الدين ولا تكونوا، لا مسلمين، ولا مؤمنين.

البعد يستر والقرب يهتك، ولكنّ المقرب يطلع على الأشياء ويَسْترها، ولا يتكلم بشيء منها إلا غلبة. سبحان الستار على عباده، سبحان من يطْلع [١٠٤/أ] خواصه من خلقه على أحوال عباده، ثم يأمرهم بالسّتر/ عليهم.

يا قوم: تفرّغوا من هموم الدنيا ما استطعتم، لا ترغبوا في شيء يفارقكم عن قريب. المؤمن لو قدر لزهد في طعامه وشرابه ولباسه وزوجته، لو قدر لنزع نفسه وطبعه وهواه من نفسه؛ حتى لا يطلب غير ربّه عزّ وجلّ. أمسكوا ألسنتكم عن الكلام فيما لا يعنيكم. أكثروا من ذكر ربّكم عزّ وجلّ، ولازموا بيوتكم، لا تخرجوا إلا عند الضرورة لشغل لا بدّ لكم منه(٣)، أو حضور الجمعة والجماعة، ومجالس الذكر. من قدر منكم [أنْ] يعمل صنعته في بيته فليفعل.

---

(٣) ولازموا بيوتكم لا تخرجوا إلا عند الضرورة لشغل لا بدّ لكم منه: العبارة نقص من (أ).

ويلك تدعي محبّة الله عزّ وجلّ وأنت لا تطيعه، محبّته في آخر الأمر تكون بعد امتثال الأوامر والانتهاء عن النواهي، والقناعة بالعطاء، والرضا بالقضاء. ثم تحبّه لنعمه، ثم تحبّه لغير عوض، ثم تشتاق إليه. المحبّ / يذكر الحقَّ عزّ وجلّ بلسانه [١٠٤/ب] وجوارحه وبقلبه وسرّه. فإذا فني في ذكره باهى به خلقه وميّزه عنهم، يصير حقّاً في حق، يفنى هو ويبقى الأول والآخر والظاهر والباطن. تدعي محبته وتشكو إلى الخلق منه. كذبت في محبّته. من يحبّه في حالة الغناء كيف يشكو منه في حالة الفقر. إذا جاء الفقر على قلب خامٍ لم يقصره الإيمان والإيقان، لا جرم يكون في صحبته الكفر: لا يصلح / للفقر إلا المؤمن الصابر الورع. كيف لا يصبر عليه [١٠٥/أ] والدنيا سجنه؟ هل رأيتم مسجوناً يطلب التنعّم في سجنه. المؤمن يتمنّى الخروج من الدنيا، يتمنّى الإنفلات[٤] منها. بينه وبين نفسه عداوة، يتمنّى لها الجوع والعطش والعري / والذّل حتى يساعده على الطاعة. فالفقر يصلح له ويقدر [أن] [١٠٥/ب] يصبر عليه، يا تمّار إحفظ تمرك تجد تمرك.

ويلك: تدعي إرادتي ثم تسافر عني! إلى أين تمضي؟! تربي حيطاناً! تربي أعمالاً بلا إخلاص! شروعاً بلا تمام! ظاهراً بلا باطن! خَلْقاً بلا خالق، ديناً بلا آخره! إجتهاداً في العبادات بلا علم!. كثير من العبّاد يجتهدون الليل والنهار في العبادة مع جهلهم بالعلم والقضاء والقدر. يتكلمون في الحقيقة بلا شريعة فيتزندقون؛ ولهذا قيل: كل حقيقة لا تشهد لها الشريعة فهي زندقة. أساس هذا الكلام إحكام هذا الكلام، ثم بعد ذلك يكون البناء. أكثروا من الاستغفار والتوبة؛ فإنّهما أصلان عظيمان / لأمور الدنيا والآخرة؛ ولهذا أمر نوح عليه السلام [١٠٦/أ] قومه بالإستغفار، ووعدهم في جوابه بالمغفرة وتسخير الدنيا لهم، ووقوفها في خدمتهم، فقال لقومه حاكياً عن قوله عزّ وجلّ: ﴿يا قوم استغفروا ربكم إنه كان

---

(٤) في (أ): الإنقلاب.

غفاراً يرسل السماء عليكم مدراراً ويمددكم بأموال وبنين ويجعل لكم جنات ويجعل لكم أنهارا﴾ [سورة نوح ٧١/ ١٠-١٢]. توبوا من ذنوبكم، وارجعوا عن شرككم الذي أنتم عليه حتى يعطيكم جميع ما تريدوْن من أمور الدنيا والآخرة. قد أذنبتم كما أذنب أبوكم آدم عليه السلام فتوبوا كما تاب. لمّا أكل هو وزوجته حوّا عليهما السلام من الشجرة التي نهاهما ربّهما عن الأكل منها، عاقبهما بالبعد منه، وعرّاهما من خِلَع كرامته، وتركهما / عريانين، وأخذا من ورق شجر الجنة، ثم يبست [١٠٦/ب] الأوراق وتساقط عنهما وبقيا عريانين، ثم أُهبطا إلى الأرض، وجرى كل ذلك لشؤم المعصية والمخالفة. سمُّ المعصية دبَّ في أجسادهما، وأبعدهما ثم لقّنهما الله عزّ وجلّ التوبة والإستغفار فتابا واستغفرا، فتاب الله عليهما وغفر لهما.

المعادي والمحب لي عندي سواء فما بقي على وجه الأرض لي صديق ولا عدوّ، وهذا فيما يلي صحّة التوحيد، ورؤية الخلق بعين العجز، وأما من اتقى الله عزّ وجلّ فهو صديقي، ومن عصاه فهو عدوّي، ذلك صديق إيماني وهذا عدوّ له. اللهم حقق لي هذا، وثبته، وثبتني عليه. اجعله موهبة لا عارية. إنك تعلم أني أفتّل في حبال دينك، في حبال إرادتك، / وأني خادم للحامدين لك، الزاهدين [١٠٧/أ] فيما سواك طلباً لمرضاتك.

ويحك يا غني لا تظن أن شكر الغنى أن تقول: الحمد لله رب العالمين فحسب؛ وإنما شكره أن تواسي الفقراء بشيء منه، توفيهم الزكاة المفروضة، ثم تواسيهم مهما أمكن، وتعطيهم بلا منّة؛ فإنّ المنّة تؤذي القلوب، وتكدّر العطاء. وكثير من الفقراء يحتملون نار الفقر ولا يحتملون نار المنة. إن كنت تعطي بلا منّة، وإلا فلا تعط، أما سمعت قول الله عزّ وجلّ: ﴿يا أيها الذين آمنوا لا تبطلوا صدقاتكم بالمنّ والأذى...﴾ [سورة البقرة ٢/ ٢٦٤] بطلانها أن لا يبقى لها ثواب. فيخسر المنّان ماله وثوابه، ويسْود قلبه؛ لأنّ المنّة شرك. المؤمن يعطي ولا يمنّ، بل يشكر الله عزّ وجلّ على توفيقه له، يعتقد أن الله عزّ وجلّ هو المعطي

لا هو، يعتقد أنّه واحد لا شريك له، منه يأخذ ويعطي، يعتقد أنّه هو الذي / أعطاه ما بيده، وهو الذي يأخذ منه [ما] يعطيه لغيره.

يا أغنياء يا مُوْسعاً عليهم، لا تغتروا بغناكم، ولا تفخروا وتتكبّروا به على الفقراء؛ فإنّ ذلك سبب فقركم. وأنتم يا شباب لا تغتروا بشبابكم وقواكم وتستعينوا بهما على معصية ربّكم عزّ وجلّ. المعاصي سمٌّ لأجساد أديانكم، هي سبع يأكل لحم أديانكم وعوافيكم وغناكم. ما أحسن ما قال بعضهم «إن كنت في نعمة فارعها؛ فإنّ المعاصي تزيل النّعم.

احضروا عندي مع حسن الظنّ وزوال التهمة. إذا مضيتم إلى بيوتكم فتذكروا هذا الكلام ولا تنسوه. اذكروا الموت وما وراءه. عليكم بقيام الليل وحضور القلوب بين يدي ربّكم عزّ وجلّ. عليكم بالصوم؛ فإنّه ينور القلب، لا سيّما إذا كان إفطاركم على الحلال /، ما يقع بأيديكم شيء إلا ببذل شيء. [١٠٨/أ] اتّفق الحكماء والعلماء على أنّ النّعيم لا يدرك إلا بترك النّعيم. حكي عن بعض الصالحين أنه بقي أربعين سنة ما نام إلا في السّجود، كان سجوده فراشه ولحافه ووسادته. هذا حالة من قد زهد في الدنيا، ورغب في الآخرة، وخاف من الموت والبيات، من زهد في الخلق وفيما في أيديهم، ورغب في الخالق، وعرف ما عنده، وعرفه عَبَدَه، وجاهد نفسه فيه. مَنْ عرف الله أحبّه، ومن أحبّه وافقه. يا غلام: ما تفعل بهذه الدنيا. إن أقبلت اشتغلت، وإن أدبرت حسرت. إن جُعْت منها ضعفت، وإن شبعت منها ثقلت. في أطيب ما يكون الواحد منكم معها تجيئه الأمراض والأسقام والغموم والهموم / لا خير فيها إلا لمن أنفقها في طاعة الله [١٠٨/ب] عزّ وجلّ.

النفس جاهلة فعلّموها. سيئة الأدب فأدّبوها، ما تفرّق بين الداء والدّواء، وبين الحلال والحرام، وبين ما يُصلح ويفسِد. ما تزال تنازع ربها. لا تطعموها لقمة من الشهوات واللذات. لا تزيدوها على حقها الخبز البحت؛ أي بلا إدام.

فإذا اطمأنت على ذلك فانقلوها إلى حشائش الأرض حتى يكون كل أمنيتها أن تعيدوها إلى الخبز، فإذا اطمأنت وسكنت وذهب شرّها، جاءت أقسامها، جاءكم التوقيع من ربكم ﴿لا تقتلوا أنفسكم إن الله كان بكم رحيماً﴾ [سورة النساء ٤/ ٢٩] يقال لها: ﴿يا أيتها النفس المطمئنة ارجعي إلى ربك راضية مرضية﴾ [سورة الفجر ٨٩-٢٧/ ٢٨] تبدو لها أقسامها، ويأمرها العلم السّابق باستيفاء ذلك فتستوفي / أقسامها مع ثباتها، وصحّة الزهد فيها، فحينئذٍ لا يضرّها تلبسها [١٠٩/أ] بها، يصير ذلك التناول إنشراحاً في الصدر وضياء وصفاء في القلب، تصير كالمريض إذا حَماه الطبيب من الأطعمة، وغذّاه بما يصلحه من الأغذية والأشربة إلى أنْ تأتيه العافية؛ فيأمره بتناول الطعام وينقله من طعام إلى طعام فيصير تناوله للطعام دواء له وزيادة في قسوة بدنه. وهكذا هذا الزّاهد إذا تناول الأقسام في آخر الأمر تصير عافية في دينه، ونوراً في قلبه وسرّه. اللهم اجعلنا زاهدين فيما سواك، راغبين فيك في جميع الأحوال. وآتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة، وقنا عذاب النار.

❊ ❊ ❊

مجلس

﴿إنّ الدين عند الله الإسلام. .﴾ [سورة آل عمران ١٩/٣]. حقيقة الإسلام الاستسلام/ عليكم بتحقيق الإسلام، ثم تحقق الإستسلام. صفّوا[١٠٩/ب] ظواهركم بالإسلام، وبواطنكم بالإستسلام. سلّموا نفوسكم إلى ربّكم عزّ وجلّ، وارضوا بتدبيره لكم. اتركوا قدره الذي حكم ربكم عزّ وجلّ به. اجعلوا جميع ما يأتي به القدر مقبولاً عندكم. ربكم عزّ وجلّ أعلم بكم منكم، ارضوا به مدبّراً وحاكماً. ارضوا بكلامه مؤنساً، استقبلوا أوامره ونواهيه بيد القبول. استقبلوا دينه بكل قلوبكم. اجعلوه شعاركم ودثاركم[٥]. اغتنموا حياتكم قبل أن يجيء موتكم. قبل أن يجيء يوم لا مردّ له من الله عزّ وجلّ، وهو يوم القيامة. عليكم بقصر الأمل؛ فما أفلح من أفلح إلا بقصر الأمل. أقلّوا حرصكم على الدنيا؛ فإنّ أقسامكم تأتيكم وإن لم تحرصوا، ما تخرجون / من الدنيا إلا بعد استيفاء جميع [١١٠/أ] ما هو لكم.

ويحك دعْ الهوس؛ فلا انفلات لك من يد الموت. ليس عند الموت فوت. أين توجّهت وكيف تقلبت هو أمامك وحواليك، ما عليك من القيامة، فيوم موتك قيامة خاصة في حقّك، ويوم القيامة قيامة عامّة في حقّك وفي حقّ غيرك. القيامة الأولى تريد القيامة الثانية. إذا رأيت ملك الموت جاء إليك بوجه ضاحك منبسط،

---

(٥) الشعار: ما تحت الدثار وهو ما يلي شعر الجسد دونما سواه من الثياب، وفي المثل (هُمُ الشعار دون الدثار». يصفهم بالمودّة والقرب، وفي حديث الأنصار الذي أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف، كتاب الفضائل، باب في فضل الأنصار، عن أبي سعيد الخدري (أنتم الشعار والنّاس دثار). أي أنتم الخاصة والبطانة، والناس العامة. والدثار: الثوب الذي فوقه الشعار.

وأعوانه كذلك، وسلّموا عليك وأخذ روحك بالرفق كما أخذ أرواح الأنبياء والشهداء والصالحين، فأبشر بالخير في القيامة. اليوم الأول يريد اليوم الثاني، وعنوانه: إنْ رأيت خيراً فخير، وإن رأيت شرّاً فشر. جاء ملك الموت إلى موسى عليه السّلام وبيده / تفاحة فأشمه إياها، فأخذ روحه في تلك الشمّة. وهكذا كل [١١٠/ب] من قَرُبَتْ منزلته عند الله عزّ وجلّ، يأخذ روحه على أسهل وجه، وأحسن حال.

يا قوم: موتوا قبل أن تموتوا عن نفوسكم وإرادتكم، أكثروا ذكر الموت، وتأهّبوا له قبل مجيئه، وقد متّم قبل أن تموتوا يسهلْ عليكم الموت، ولا يبقى له ثقل ولا كرب. لا بد من مجيء يوم الموت، ويوم القيامة، فانتظروهما. هذان يومان لا مردّ لهما من الله عزّ وجلّ. كونوا عقلاء. ما أرى لكم قلوباً ولا معرفة بالقلب.

ويحك تدعي الزهد وتلبس ثياب الزهاد ثم تمضي إلى أبواب الملوك والأغنياء الذين هم أبناء الدنيا، فترجع نفسك وتطلب الدنيا، وتتمنّى ما هم فيه، أما علمت أن النبي صلى الله عليه / و[آله وصحبه] وسلم قال: «من حام حول الحمى [١١١/أ] يوشك أن يقع فيه»(٦).

شغل الدنيا أنها تقطع الطريق على عباد الله عزّ وجلّ، تسحرهم وتأخذ عقولهم هذا عام في حقّ الكل إلا من شاء الله عزّ وجلّ. آحاد أفراد يتولى الله عزّ وجلّ قلوبهم وأعمالهم ويحفظهم في خلواتهم وجلواتهم، يُصفّي لهم بيد قدره

---

(٦) قطعة من حديث، أخرجه البخاري، كتاب الإيمان، باب فضل من استبريء لدينه، ٥٢، عن النعمان بن بشير يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه [وآله وصحبه] وسلم يقول: «الحلال بيّن والحرام بيّن، وبينهما أمور مُشَبّهات لا يعلمها كثير من الناس، فمن اتقى المشبّهات استبريء لدينه وعرضه، ومن وقع في الشبهات كراعٍ يرعى حول الحمى، يوشك أن يواقعه، ألا وإنّ لكل ملك حمى، ألا إن حمى الله في أرضه محارمه، ألا وإنّ في الجسد مضغة، إذا صلَحت صلح الجسد كله، وإذا فسدت فسد الجسد كله ألا وهي القلب». كما أخرجه مسلم في كتاب المساقاة، باب أخذ الحلال وترك الشبهات، ١٥٩٩، بألفاظ مختلفة.

مأكولهم ومشروبهم وملبوسهم. القوم عملوا بما جاء به الرسول فرضي عنهم الرسول وتولاهم وأحبّهم. التمسوا الجار قبل شراء الدار، الرفيق قبل سلوك الطريق. ما هذا الجار [إلا] قرب الحقِّ عزّ وجلّ، ومعرفته والإيمان به، والتوكل عليه والثقة بوعده. فقهت قلوبهم فتنحّت عن دار الدنيا وعن دار الآخرة، ووقفوا ناحية عنهم.

يا غافلين هذا / الذي قد شرحته لا يجيء إلا بالعمل والغوص فيه، بالجوارح [١١١/ب] تارة وبالقلب أخرى، بالقلب تارة وبالفعل أخرى، أي نُطْقٌ تارة ثم خرس، عمل تارة وترك الطلب أخرى، عمل واستحياء، وإطباقة عين القلب عن العمل وغمضها وقتاً عن رؤية الأعمال؛ فإذا تمّ هذا جاء التحريك من الله عزّ وجلّ. يقال له: تحرّك وتقدم، وافتح عينيك، وانظر بعيني رأسك وبعيني قلبك. ما قد جاءك من الله عزّ وجلّ على يد قدره.

القوم أبداً متصاغرون متواضعون لا يزالون على ذلك حتى يرفعهم الذي تواضعوا لأجله. المؤمن يجتهد في إخراج ما بيده والإيثار به؛ لأنه يعلم أنه مخبأ له يجده وقت الحاجة إليه. يتورع ولا يقطع بصفاء كل ما يجده، ويترك أشياء / كثيرة [١١٢/أ] حتى يأخذ شيئاً يعرف أصله وفرعه، يعمل لكل شيء حجّة حتى يخرجه من يده، يقع بيده إرثاً عن أبيه وأمّه، فيقول لعلّهما اكتسبا هذا بغير يد الورع فيخرجه إلى الفقراء والمساكين.

يا من يدعي الإرادة ما تصح إرادتك ولك شيء يحجب عن مرادك. تقول: لي ومالي. المحبّ لا مال له، ولا غرض له، لا خزانة له، لا دار له بالإضافة إلى محبوبه. الكلّ لمراده ومحبوبه. المحبُّ مملوك. عبد بين يدي محبوبه ذليل. والعبد وما ملك لمولاه. إذا تمَّ تسليم المحبّ إلى محبوبه سلّم المحبوب إليه ما تسلّمه منه، وفوضه إليه. ينقلب الأمر، يصير العبد حرّاً، الذليل عزيزاً، البعيد قريباً، المحبّ محبوباً. لمّا صبر مجنون ليلى على محبّتها انقلبت المحبّة إليها / فصارت ليلى المجنون [١١٢/ب]

والمجنون ليلى. من صبر على محبّة الله عزّ وجلّ وصدق فيها ولم يهرب من بابه لأجل سهامٍ [ما] فاته شيء إلا تلقاها بصدر قلبه، صار محبوباً، مراداً، مطلوباً. من ذاق هذا فقد عرفه. هذا شيء لا يجيء بالصفة(٧). هو شيء من وراء معقول الخلق كلهم إلا آحاد أفراد منهم، هم أفهم الخلق، سواء علمهم بلمحة يفطنون بأدنى إشارة، يرجعون ويتأدّبون ويعلمون ما يراد بهم.

يا قوم: اكتسبوا الإيمان واضربوا نفوسكم بعصا المجاهدة. سلموها إلى رائض الإيمان(٨). هي مهرة غير مكيسة(٩)، نفوسكم غير مروّضة، غير مُعَلَّمة، هي ملأى من الكبر والعظمة. طريق الحقّ عزّ وجلّ ليس فيها، أنا، ولي، ومعي. [١١٣/أ] كل هذه الطريق محو وفناء، من / البداية عند ضعف الإيمان لا إله إلا الله. وفي النهاية عند قوة الإيمان لا إله إلا أنت؛ لأنه يخاطب حاضراً، مشاهداً. هذا أمر باطن، سر في سر، نفحة من نفحاته، ولهذا كان النبي صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم يقول: «إنّ لله عزّ وجلّ في أيام دهركم نفحات ألا فتعرضوا لنفحاته»(١٠).

يا منافق: يحقّ ألا تعقل ما أقول؛ لأنّك مكذِّب لي فيما أقول. إنْ أردت أن تعقل ما أقول وتفهمه فتب من نفاقك وأخلص في عملك وازهد في دنياك وفيما

---

(٧) أي بالوصف.

(٨) رائض المهرة: أي معلمها.

(٩) أي غير جيدة.

(١٠) أخرجه البيهقي في الأسماء والصفات، ، ١٥٠ عن أنس عن رسول الله صلى الله عليه [وآله وصحبه] وسلم أنّه قال: «اطلبوا الخير دهركم كلّه، وتعرضوا لنفحات رحمة الله تعالى؛ فإن لله عزّ وجلّ نفحات من رحمته، يصيب بها من يشاء من عباده، وسلوا الله عزّ وجلّ أن يستر عوراتكم ويؤمّن روعاتكم.» كما ذكره الزبيدي في الإتحاف، ٥/٤٠، بغير هذا اللفظ.

سوى مولاك. هذا الأمر أوله لا إله إلاّ الله محمد رسول الله وآخره استواء الحجر والمدر؛ أعني بالحجر الذهب الذي هو محبوب الخلق ومرادهم.

قم باسم الله، اعزم، ما أرى لك بداية ولا نهاية. ما أنت محقق / في قول [١١٣/ب] لا إله إلا الله محمد رسول الله، ولا قائم بشروطها، ولا أنت مع الخواص حتى يستوي عندك الحجر والمدر، فأنت أي شيء؟ أنت كيف نذكرك ونعدك وأنت لا في الأول ولا في الآخر. تريد مني [أن] أمدحك بما ليس فيك حتى تفرح نفسك وترضى عني، وتهدي لي. لا كرامة لك، إنّي أقول الحقَّ ولا أخاف لومة لائمٍ، إني في كرّ وفرّ بين الخلق والخالق، بين من لا يعقل وبين من يعقل، وبين من يُضْبط وبين من لا يضبط. أنت جاهل. مالك ولي؟ لا تعادني فتهلك. لا تكن من الذين يعادون ما جهلوه، جهلت ما أنا فيه فعاديتني، فلا فكرة بك وبعداوتك.

يا غلام: إنْ يمسسك الله بضرّ أو بليّة فما يقدر [أن] يكشفها / إلا هو، فلم [١١٤/أ] تقول لعاجز مثلك اكشف عني ما قد وقعت فيه. إذا جاءك مرض أو أذيّة من الخلق وأُخِذ عرضك أو مالك فلا كاشف لذلك إلا هو. إذا جاءك خسران في المال، أو جوع في الكبد، أو هجر من الإخوان والجيران حتى لا يعطوك لقمة ولا ذرة، وضاقت الدنيا برحبها عليك فاقطع بكل قلبك أنّ هذا كلّه من الله عزّ وجلّ، ولا كاشف لذلك كله إلا هو، ولا رافع له إلا الذي وضعه، هو الذي ألقاه عليك وهو الذي يرفعه، هو ألبسك هذا الثوب وهو ينزعه.

كونوا عقلاء ولا تشركوا بالخلق والأسباب، اجعلوا لكم ربّاً واحداً لا أرباباً. هو المسخر، وهو المسلّط، هو الحاكم، هو القاضي، هو الفاعل. قدره يجيء وبيده المرض، فيطرق باب عافيتك وبيده / الضيق. يجيء فيطرق باب سعتك. قدره [١١٤/ب] يجيء وبيده الغمّ والحزن فيطرق باب فرحك. قدره يجيء وبيده الخوف فيطْرق باب أَمْنك. كل هذا منه ولا كاشف له إلا هو. الدنيا سجن المؤمن فإذا انتهى فيه وانتقلت أقدامه، وانتقل إلى حال المعرفة وقعت حيطان السجن وانفتحت بين يديه

الأبواب، يتريّش قلبه، فيطير في جوّ علم ربّه عزّ وجلّ. يلتحق بالأرواح التي هناك. هذا من وراء معقولكم. قلوب القوم وأرواحهم تأكل من طبق فضل الله عزّ وجلّ وهم في الدنيا كما تأكل أرواح الشهداء في الجنّة. وها هنا يكون الغِنا عن الخلق، من ها هنا يكون ملك القلب، فهم ملوك في الدنيا وملوك في الآخرة، [١١٥/أ] رؤساء في الدنيا / ورؤساء في الآخرة.

يا جاهل، يا معانق الدّينار والدراهم، يا فرحاً بحمد الخلق وثناءهم، أنت عبد الحمد والثناء والعطاء. لو كان لك قلب بكيت على نفسك. إنّا لله وإنّا إليهِ راجعون. ولا حول ولا قوة إلا بالله العلي العظيم. اللهم ارزقنا تحقيق عبوديتك. والصدق في طلبك، وآتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار.

❊ ❊ ❊

مجلس

يا غلام[11]: الصادق لا وراء له، ولا يزال إلى قدّام، له صدر بلا ظهر. لا يزال يصدق في طلبه حتى تصير ذرّته جبلاً، قطرته بحراً، قليله كثيراً، مصباحه شمساً، قشره لبّاً. إذا ظفرت بصادق فلازمه. إذا ظفرت بمَن عنده دواء دائك فلازمه. وإذا ظفرت بمن يدلك على شرٍّ بك فلازمه. وإذا ظفرت بمن يدلك على / [١١٥/ب] ما ضاع منك فلازمه. يحقّ لكم ألاّ تعرفوهم فإنهم آحاد وأفراد. القشر كثير واللّب قليل. القشور على المزابل واللّبّ في خزائن الملوك. كل قلب مليء من الدنيا والشهوات واللذات فهو قشر لا يصلح إلا للنار. متى ما رأيت في قلبك شيئاً من المخلوقات فأنت معاقب. قال الله عزّ وجلّ: ﴿وما خلقت الجن والإنس إلا ليعبدون. ما أريد منهم من رزق وما أريد أن يُطعمون. إن الله هو الرزاق ذو القوة المتين﴾ [سورة الذاريات ٥١/٥٦ـ٥٧ـ٥٨]. الأكثر منكم محجوبون يدّعون الإسلام وما عندهم من حقيقته شيء.

ويحكم، اِسم الإسلام فحسب لا ينفعكم حتى تعملوا[12] بشرائطه. ظاهراً بلا باطن. لا يسوى عملكم شيء. ظاهرك في المحراب، وباطنك يرائي وينافق / [١١٦/أ] ظاهرك متنسّك، وباطنك مليء من الحرام، ولك قعيدة[13] في بيتك. الشرع يسقط عنك العقوبة ظاهراً؛ لأنه لم يظهر منك شيء يخالفه. والعلم يحكم عليه بالمقت والعقوبة باطناً. قدّر أنّك انفلت اليوم من العقوبة مَنْ يفلتك غداً؟!. قدّر

---

(١١) يا غلام: نقص من (أ).

(١٢) في (أ): تعلمون.

(١٣) أي ملازمة البيت، ولعله قصد بذلك المكوث على الحرام.

أنّك سُتِرْتَ عند أهل الحكم كيف تُسْتر عند أهل العلم الذين ينظرون بنوره عزّ وجلّ، ويعرفون الخلق بعلامات عندهم؟! أنت عند العوام مُصلّ صائم مطيع مزكٍّ حاجّ متورّع متّقٍ زاهد، وعند أهل العلم منافق دجال جهنميّ. إذا دخلت عليهم رأوا خراب بيت دينك، يَرَوا آثار النفاق على وجهك، يعرفونك بسيماك، ولكنهم لا ينطقون. خَتْم قرب الحق عزّ وجلّ على أفواههم، وستره ويد سِتْره / [١١٦/ب] ممسكة لألسنتهم، ولسان كرمه وحلمه يمنعهم. لولا ذلك لَهُتكت أستاركم.

يا منافقين: حققوا الإسلام حتى يجيئكم الإيمان والإيقان والمعرفة والمناجات والمخاطبة والمحادثة.

كونوا عقلاء، لا تقتنعوا بالقشور دون المعاني، اعملوا وأخلصوا وقد تخلصتم. اخدموا العلماء بالعلم، العمّال به. من خدم خُدِم. من تواضع رفع. أخدم فإنّك تصير سيّداً، أما سمعت: سيد القوم خادمهم. أنت تحسن [أن] تخدم نفسك وزوجتك وولدك تخبىء مالك عن الفقراء وتنفقه في هواك وأغراضك المدبرة عن قريب تبصر خبرك(١٤)، أنت تخاف حارس دربك، ووالي محلتك. أكثر مما تخاف من ربّك عزّ وجلّ، تعطيهم وتهدي لهم؛ لأنهم يطلعون على خراب / [١١٧/أ] بيتك وفضائحك. عن قريب يفنى مالك، ويهجرك أصدقاؤك الذين هم قرناء السوء ويعادونك، ويفضحك حارس دربك ووالي محلتك لانقطاع عطائك لهم كيف يبارك الله عزّ وجلّ لك وأنت تنفق نعمه على معاصيه. عن قريب تكدي فلا يكدى عليك، ويصير مأواك المناجس والمزابل، وربما جاءك الموت وأنت على ذلك فتنتقل من كرب إلى كرب.

كن عاقلاً واستحي من الله عزّ وجلّ. الدنيا لا تدوم والآخرة تدوم، شهوات الدنيا لا تدوم، وشهوات الآخرة تدوم. المؤمن يبيع الدنيا بالآخرة، والخلق

---

(١٤) في «أ»: يقصد خيرك.

بالخالق. مِن القوم مَن إذا استغنى بالله عزّ وجلّ عن الخلق وعن كل ما في الأرض. ألقى عليه العيال والمؤن[15] ليرجع إلى الخالق ويأخذ من أيديهم، [و] ليكون أخذه[16] رحمة لهم / ، فيكون فقره ظاهراً، وغناه باطناً. يكون غناه سرّاً، [١١٧/ب] وفقره جهراً، يغلبهم فيما يريد وهم سكون متأدّبون. أول ما يربيهم الكتاب والسّنّة، يعملون بهما فيصيرون متّقين ثمّ يربيهم الرسول، في المنام يقول لهم: افعلوا كذا وانتهوا عن كذا وكذا، ثم يرون ربهم عزّ وجلّ في المنام. فيأمرهم وينهاهم، يُرَقَّون من درجة إلى درجة، من كتاب إلى كتاب، من دار إلى دار، من ذكر إلى ذكر.

المؤمن عنده جميع الخلق شخص واحد ذلك الشخص مريض عاجز فقير لا يقدر أنْ يجلب إلى نفسه نفعاً، ولا يدفع عنها ضرّاً، يبغض من عصا من الخلق، ويُحبّ من أطاع منهم. يوافق ربّه عزّ وجلّ في بغضه ومحبته، ولا يحب الخلق لعطائهم. / ولا يبغضهم لمنعهم، لا يحبّ ولا يبغض لنفسه وهواه. هو [١١٨/أ] معزول النفس أبداً، لا يوافقها إلا في طاعة ربّه عزّ وجلّ. يُنحّي الدنيا عن قلبه مَا يزال قائماً مع دين ربّه عزّ وجلّ، مراعياً له، وواقفاً في نصرته.

ويحك. القلب يزهد لا الجسد، يا متزهداً بظاهره، زهدك مردود عليك، قد خبّأت عمامتك وقميصك، ودفنت ذهبك في الأرض ولبسْت المسح[17]وجمعت الأكناف[18]. قطع الله جلدك ورأسك إنْ لم تتب. قد فتحت دكاناً تبيع فيها النفاق. رمى الله دكّانك عليك وقتلك تحته إن لم تخرّبه أنت، وتتوب وتقطع الزنّار.

---

(١٥) في «ب»: المؤمن.

(١٦) نقص من «أ».

(١٧) المِسح: بالكسر والفتح، ثوب من الشعر غليظ. يلبسه الرهبان.

(١٨) اكتنف القوم: اتخذوا كنفا أي مِرْحاضاً، ولعله قصد جمع القذرات.

ويلك المؤمن زهده في قلبه، وقرب ربّه عزّ وجلّ في سرّه، والدنيا والآخرة على
[١١٨/ب] بابه في خزانته لا / في قلبه. قلبه فارغ من غير مولاه، كيف يسع غيره وقد امتلأ به
وبذكره وقربه. قلبه وادع منكسر لأجل مولاه، فلا جرم يكون عنده؛ لأنه قال
عزّ وجلّ في بعض كلامه: «أنا عند المنكسرة قلوبهم، من أجلي[١٩]». انكسرت
نفوسهم بترك الدنيا، وانكسرت قلوبهم لأجل المولى.

فلمّا تحقق لهم الإنكسار جاء إليهم وجبر كسرهم. جاء الطبيب فطبهم. هذا
هو النعيم، لا نعيم الدنيا والآخرة.

القوم مرضى وطبيبهم عندهم، هم بين يدي طبيبهم، نيام في حجر كرمه
ولطفه، يقلبهم بيد منته ورأفته ورحمته. من لم يرَ المفلح لا يفلح، جالِسوا القوم
واسمعوا نطقهم واصحبوهم لله عزّ وجلّ لا للدنيا، وقد انتفعتم بهم. تعلموا
[١١٩/أ] العلم / فإنّ فيه خيراً كثيراً. تعلّموا واعملوا حتى تنتفعوا بالعلم. العلم
كالسيف، والعمل كاليد، سيف بلا يد لا يقطع، ويد بلا سيف لا تقطع. تعلموا
ظاهراً وأخلصوا باطناً. ما تعطون ذرّة من الثواب بلا إخلاص. اسمعوا القرآن
واعملوا به؛ إنّما أنزله الحقّ عزّ وجلّ لتتوصلوا به إليه. له طرفان: طرف بيده،
وطرف بأيدينا. إذا عملتم به رقى قلوبكم إليه، يختطف قلوبكم إلى دار قربه وأنتم
في الدنيا قبل الآخرة. إنْ أردت الوصول إليه فازهد في الدنيا والخلق. إزهد في
نفسك وأهلك ومالك وشهواتك ونزهاتك[٢٠] وحبّك لحمد الخلق وثنائهم وإقبالهم
[١١٩/ب] عليك، إذا صحّ لك هذا استغنيت عنهم، وشبع بطنك، وارتوت / كبدك وعُمّر

---

(١٩) ذكره الزبيدي في الإتحاف ٦/٢٩٠ وقال موسى في مناجاته: «إلهي أين أبغيك ـ أي أطلبك ـ قال: إبغني عند المنكسرة قلوبهم». كما ذكره القاري في الأسرار المرفوعه في الأخبار الموضوعة، ٧٠، بلفظ «أنا عند المنكسرة قلوبهم المندرسة قبورهم لأجلي».

(٢٠) في (أ): شبهاتك.

باطنك وخلوتك، يضيء قلبك وسرّك، وتطمئن نفسك، يكون كلّ هذا ببركة عملك بالقرآن، وهذا القرآن شمس مضيئة فاتركوه في بيوت قلوبكم حتى يضيء لكم. ويحكم إذا أطفأتم المصباح كيف ترون ما بين أيديكم في ظلمة الليل، وأجيبوا الرسول إذا دعاكم لما يحييكم. قلب ميّت ماذا يسمع! كيف يرى قلب ميّت بالدنيا وحبّها وحب الخلق ورجائهم؟! كيف يسمع ويرى؟! اعرف الدنيا وقد زهدت فيها اعرف النفس وقد خالفتها، اعرف الخلق وقد أبغضتهم اعرف تقله[٢١]. يا موتى القلوب تطلبون الدنيا والرغبة فيها والمحبّة لها، وأنتم يا زهّاد طلبكم للجنّة قيّدكم عن ربّكم عزّ وجلّ.

ويحكم / أخطأتم الطريق، حصّلوا الجار قبل الدار، والرفيق قبل الطريق. [١٢٠/أ] وأنتم يا وعّاظ قد صعدتم موضع الأنبياء من غير صنعة، قد تقدمتم إلى الصف الأول وما تحسنون الكرّ والفرّ والصّراع. انزلوا وتعلموا واعملوا وأخلصوا ثم اصعدوا. هذا الأمر [بَدْؤه] الصراع مع النفس والهوى والطبع والشيطان والدنيا والشهوات واللذات، وترك الخلق، والرؤية لهم في الضرّ والنفع. فإذا تغلبت على هؤلاء كلّهم وقهرتهم بقوة إيمانك ويقينك وتوحيدك خلع الحقّ على قلبك وسرَّك ومكّنهما في دار قربه، ثم أمَّرهم على خلقه، وردهما إليهم. فحينئذ تحسن الكرّ والفرّ في مصاف الوقوف مع الخلق والمقاسات لهم.

اللهم استعملنا فيما يرضيك عنا وآتنا / في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا [١٢٠/ب] عذاب النار.

---

(٢١) لعله من القلى أي البغض.

مجلس

رمضان خمسة أحرف: راء وميم وضاد وألف ونون.

الراء من الرحمة والرأفة، والميم من المجازات والمنّة[٢٢]والمحبّة، والضّاد من الضمان للثواب، والألف من الأُلفة والقرب، والنون من النور والنوال.

إذا أتيتم بحقّ هذا الشهر وصحّحتم العمل فيه جاءتكم هذه الأشياء من الحقِّ عزّ وجلّ، يجيئكم في الدنيا تقوية لقلوبكم، تنويراً لها ونعمة، ونواله ظاهراً وباطناً. ويجيئكم منه في الآخرة مالا عين رأت ولا أذن سمعت ولا خطر على قلب بشر.

الأكثر منكم ما عندهم خبر من الصيام، إحترام الأمر على قدر إحترام الآمر. فكلّ من ليس عنده خبر من الله عزّ وجلّ ولا من رسله / [١٢١/أ] وأنبيائه والصالحين من عباده كيف يكون عنده خبر من هذا الشهر.

الأكثر منكم رأوا آباءهم وأمهاتهم وجيرانهم يصومون فصاموا معهم، عادة لا عبادة. يظنون الصوم هو الإمساك عن الطعام والشراب فحسب، لا يأتون بشرائطه وأركانه. يا قوم: اتركوا العادة والزموا العبادة، وصوموا لله عزّ وجلّ، لا تتضجروا بصيام هذا الشهر والعبادة فيه، اعملوا فيه، وأخلصوا في أعمالكم، لازموا صلاة التراويح، أشعلوا الضوء في مساجدكم، فإنه نور يوم القيامة.

إذا أطعتم الله عزّ وجلّ في هذا الشهر واحترمتموه كان شفيعاً لكم يوم القيامة. اقضوا حقّ الصوم حتى يقضي حقكم، وفّوه حتى يوفيكم، ويشهد لكم

---

(٢٢) نقص من (أ).

عند / ربكم عزّ وجلّ ويثني عليكم، يطلب لكم من فضله وكرامته ونعمته ومنّته[١٢١/ب] ورأفته ولطفه وحفظه وكلاءته وحراسته.

ويحك ما الذي ينفعك، تصوم وتفطر على الحرام وتنام مع المعصية في هذه الليالي الشراف، وأنت ويلك تصوم رياء أو نفاقاً ما دمت بين الخلق، فإذا خلوت أفطرت ثم تخرج بينهم، وتقول: أنا صائم، وأنت طول النهار تَشْتم وتقذف وتحلف الأيمان الكاذبة، وتأخذ أموال الناس بالتطفيف والتحيّل والغصب.

ما ينفعك صومك، ولا يعدّ صوماً. قال النبي صلى الله عليه و[آله] وسلم: «كم من صائم ليس له من صيامه إلا الجوع والعطش، وكم من قائم ليس له من قيامه إلا التعب / والسهر»(٢٣) منكم من هو مسلم ظاهراً، وكعبدة الأصنام [١٢٢/أ] باطناً. ويلكم جددوا الإسلام والتوبة والاعتذار والإخلاص حتى يقبلكم مولاكم عزّ وجلّ، ويعفو عما تقدم من ذنوبكم.

يا صُيّام اشكروا ربكم عزّ وجلّ، كيف أهّلكم للصّوم وأقدركم عليه. من صام منكم فليصم سمعه وبصره ويداه ورجلاه وجميع جوارحه وقلبه، وليصم كل ظاهره وكل باطنه. إذا صمتم فاتركوا الكذب وشهادة الزور والغيبة والنميمة والسعاية بالناس وأخذ أموالهم. إنما تصومون حتى تتطهّروا من الذنوب وتتنزّهوا عنها، فإذا وقعتم فيها فماذا ينفعكم صومكم. أما سمعتم قول النبي صلى الله عليه و[آله] وسلم: «الصوم جنة»(٢٤). معنى/ قوله جنّة يستر صاحبه ويغطيه، ولهذا [١٢٢/ب]

---

(٢٣) أخرجه أحمد في المسند عن أبي هريرة، ٩٦٩١، بلفظ: «كم من صائم ليس له من صيامه إلا الجوع. وكم من قائم ليس له من قيامه إلا السهر.» كما أخرجه الخطيب التبريزي في مشكاة المصابيح، كتاب الصوم، باب تنزيه الصوم، ٢٠١٤ .

(٢٤) قطعة من حديث، أخرجه البخاري، كتاب الصوم، باب فضل الصوم، ١٧٩٥، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، أن رسول الله صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم قال: «الصيام جنّة، فلا يرفث ولا يجهل، وإنِ امرؤ قاتله أو شاتمه فليقل إني صائم =

سُمّي الترس مجنّة؛ لأنه يستر صاحبه ويمنع عنه السهام، وسمي زائل العقل مجنوناً؛ لأنه قد تغطى عقله. الصوم جنة لمن صام بورع وتقوى وإخلاص فحينئذ يمنع عنه آفات الدنيا والآخرة. يا صيّام واسوا الفقراء والمساكين بشيء من طعامكم وقت إفطاركم؛ فإنه أكثر ثوابكم وعلامة لقبول صيامكم.

كل هذا يفنى، ما يبقى إلا ما تقدمونه لآخرتكم فقدموا ما دمتم قادرين على التقديم. يوم القيامة تحشرون جياعاً عطاشاً عراة خائفين خجلين وجلين. من أطعم في الدنيا أُطْعِم ذلك اليوم. من سقى في الدنيا سُقِي في ذلك اليوم ومن كسا في الدنيا كسي في ذلك اليوم، ومن خاف الحق عزّ وجلّ واستحى منه / في الدنيا [١٢٣/أ] أَمن ذلك اليوم. ومن رحم في الدنيا رحمه الله في ذلك اليوم.

في هذا الشهر ليلة القدر، هي أعظم ليلة في السنة لها علامات عند الصالحين. من عباد الله عزّ وجلّ مَنْ يكشف عن أبصارهم فيرون نور الألوهية التي بأيدي الملائكة، ونور وجوههم، ونور أبواب السماوات ونور وجه الحق عزّ وجلّ؛ لأنه في تلك الليلة يتجلى لأهل الأرض.

يا قوم: لا تجعلوا همكم في مأكولكم؛ فإنه هَمّ دني. قد ابتليتم بالأكل والشرب وقد كفيتم أمر الرزق فلا تهتموا له. سبحان الصمد الذي لا يأكل ولا يشرب، يرزق ولا يُرزق، يطعم ولا يُطْعَم، الصمد الذي لا جوف له، ولا يأكل ولا يشرب ولا ينام. حرصكم قد زاد، وقلّ ورعكم وأماناتكم / ويحك [١٢٣/ب] الدنيا ساعة فاجعلها طاعة. يا غلام: استعمل الورع في جميع احوالك من أمور

ـ مرتين ـ والذي نفسي بيده لخلوف فم الصائم أطيب عند الله تعالى من ريح المسك، يترك طعامه وشرابه وشهوته من أجلي، الصيام لي، وأنا أجزي به، والحسنة بعشر أمثالها». كما أخرجه مسلم في كتاب الصوم، باب فضل الصيام، ١١٥٣، بغير هذا اللفظ. وكذلك أحمد في مسند أبي هريرة، ٧٤٨٤.

الدنيا والآخرة، وقد أفلحت. إذا استعملت الورع لم يبق عليك حجة، وكان رضاء الله عزّ وجلّ عنك، رُؤي بعض الصالحين في المنام بعد موته فقيل له: ماذا فعل الله عزّ وجلّ بك؟ فقال: غفر لي، فقيل له بماذا، فقال: توضأت يوماً في حمام ومضيت إلى المسجد، فلما قربت منه رأيت بقدر الدرهم من رجلي لم ينلْه الماء، فرجعت وغسلت ذلك المكان، فقال الله عزّ وجلّ: قد غفرت لك لاحترامك لشريعتي.

أين أنتم من القوم الذين تتجافى جنوبهم عن المضاجع لا يقدرون [أن] يناموا. وكيف ينامون والخوف يقلقهم ويطيّر النوم عن أعينهم، والأنس الذي يجدونه في قيامهم / يحوجهم، لا ينامون إلا غلبة في سجودهم. فسبحان من يمنّ [١٢٤/أ] عليهم بذلك النوم غلبة حتى تستريح أجسادهم. تلك اللحظة تنبو جنوبهم عن المضاجع، ولا تقدر أن تستقر عليها خوفاً تارة، رجاء أخرى، وحياء تارة، وشوقاً أخرى، ما أقل خوفكم من ربكم عزّ وجلّ مع قلة طاعتكم. وما أكثر خوف الصالحين مع كثرة طاعتهم له عزّ وجلّ. كان نبينا صلى الله عليه و[آله] وسلم إذا صلّى يسمع من صدره أزيزاً كأزيز القِدر.

إبراهيم صلى الله عليه وسلم كان إذا صلى يسمع أزيز صدره من ميل وهو ثلث الفرسخ. كانوا يخافون مع كونهم صدِّيقين وأخلاء ومحبين ومجابي الدعوات. فقولوا لي هذا الأمر الذي أنتم فيه ما وجهه؟!.

إني أراكم قد استدرتم من الوسط، وخرجتم من العدد / وقد قلَّ أنسكم [١٢٤/ب] بالطاعة، وكثرت وحشتكم منها، وقد قنعتم من الخير باليسير، والكثير من الدنيا ما يشبعكم. ما هذا عمل من يعلم أنه يموت، ويلقى ربه عزّ وجلّ! وتعرض عليه أعماله يوم القيامة. ما هذا عمل من يخاف المحاسبة والمناقشة، ما هذا عمل من يريد أن ينزل إلى قبره ولا يعلم هل هو حفرة من النار أو روضة من رياض الجنّة.

القوم يصومون النهار ويقومون الليل فإذا تعبوا انطرحوا على الأرض،

فيستريحون، فتتجافى جنوبهم عن المضاجع، فيقعدون ويعودون إلى ما كانوا عليه يدعون ربهم خوفاً وطمعاً، يخافون من الردّ، ويرجون القبول. يقولون: ربنا ما عملنا عملاً صحيحاً كاملاً بالإخلاص، خالياً عن رؤية النفس والعُجب، [١٢٥/أ] فيخافون من الرد، ثم / يرجون قبوله لعلمهم بأنه كريم، يقبل القليل، ويعطي الكثير، يقبل الردي البهرج، يعطي الجيد. يقبل البضاعة المزجاه ويوفي الكيل.

الخوف عزيمة والرجاء رخصة. القوم في تردّد بين الخوف والرجاء. تارة في هذا، وتارة في هذا، وتارة مع الظاهر وتارة مع الباطن، تارة مع الصفا وتارة مع الكدر، تارة عزّ وتارة ذلّ، تارة عطاء وأخرى منع، لا يزالون كذلك حتى يبلغ الكتاب أجله، وتصل قلوبهم إلى خالقهم فحينئذ لا يبقى لهم عندهم رخصة ولا كدر بل عزيمة وصفاء كلّي.

المال يتبعك إلى الباب. والأهل يتبعونك إلى القبر ويرجعون. والعمل يصحبك وينزل معك إلى القبر ولا يفارقك.

[١٢٥/ب] يا غافلين: استقلُّوا ممن يفارقكم واستكثروا ممّن يصحبكم ولا /يفارقكم. استكثروا من الأعمال الصالحة، صوموا وأخلصوا في صومكم، صلّوا وأخلصوا في صلواتكم، حجّوا وأخلصوا في حجّكم، زكّوا وأخلصوا في زكواتكم، اذكروا ربّكم عزّ وجلّ وأخلصوا في ذكره، واخدموا الصالحين وتقربوا إليهم، وأخلصوا في خدمتكم لهم، واشتغلوا بعيوب أنفسكم وأعرضوا عن عيوب غيركم، مُروا بالمعروف وانهوا عن المنكر، ولا تفشوا على الناس، ولا تهتكوا أستارهم، أنكروا ما ظهر ـ وما عليكم مما بطن ـ اشتغلوا بأنفسكم، وما عليكم من غيركم. لا تكثروا الكلام فيما لا يعنيكم؛ فإن النبي صلى الله عليه و[آله] وسلم قال: «من حسن إسلام المرء ترك مالا يعنيه»[٢٥]. عيوبك تعنيك وعيوب غيرك لا تعنيك.

---

(٢٥) انظر تخريجه ص ٣٣ .

أطع ولا تعصِ، وحدّ ولا تشرك /. اعتمادك على الخلق والأسباب شرْك. [١٢٦/أ]

ويحك أنت مجنون؛ التسخط والاعتراض [لا] يعطيك شيئاً، يزيل من عندك أشياء. غضبك [لا] يقدّم شيئاً و[لا] يؤخّر شيئاً. البلاء وزوال البلاء بيد الله عزّ وجلّ. هو أنزل الداء والدواء، الذي خلق الداء خلق الدّواء؛ وإنّما يبتليك ليُعرّفك نفسه بالبلاء؛ ليريك آياته وقدرته في نزول البلاء وفي رفعه، يريك رفع طبقه ووضعه، البلايا معرفات مطرقات إلى باب الحق عزّ وجلّ، جامعات بين القلب وبين الحقّ عزّ وجلّ، رافعات للمنازل. لا تُبغضوا البلايا؛ فإنّ لكم مصالح فيما تكرهون نحولِمَ وكيف من الوسط، إذا صبرتم على البلايا طُهّرتم من الذنوب الظاهرة والباطنة، عن النبي صلى / الله عليه و[آله] وسلم أنه قال: [١٢٦/ب] «لا تزال البلايا بالمؤمن حتى يمشي على الأرض وما عليه خطيئة»(٢٦). ترتفع خطاياه من صحائفه وتنساها الملائكة الذين كتبوها. كان بعض الصالحين يقول: (إلهي أحببتك الناس لنعمائك وأحببتك لبلائك).

وكان بعضهم يوم لا تجيئه بليّة يقول: (إلهي أيّ ذنب عملت اليوم حتى حرمتني البلاء).

ويحك إذا لم ترضَ بقضائه فلا تأكل رزقه، واطلب ربّاً سواه. قال الله عزّوجلّ في بعض كلامه: «يا بن آدم إن لم ترض بقضائي ولم تصبر على بلائي فاطلب ربّاً

---

(٢٦) أخرجه الدارمي في السنن، باب في أشدّ الناس بلاء ج ٢/، ٣٢٠ عن سعد قال: سئل النبي صلى الله عليه وآلم وسلم: «أي الناس أشدّ بلاء؟ قال: الأنبياء، ثم الأمثل فالأمثل. يبتلى الرجل على حسب دينه. فإن كان في دينه صلابة زيد صلابة، وإن كان في دينه رقة خُفّف عنه، ولا يزال البلاء بالعبد حتى يمشي على الأرض ما له خطيئة». وأخرجه الحاكم في المستدرك ج ١/، ٣٤٦ بغير هذا اللفظ، كما ذكره الهيثمي في المجمع ٢/٢٩٢ بألفاظ مختلفة. كان بعض الصالحين يقول: إلهي أحببتك الناس لنعمائك وأحببتك لبلائك. وكان بعضهم يوم لا تجيئه بليّته يقول: إلهي أيّ ذنب عملت حتى حرمتني من البلاء.

سوائي»[٢٧]. اصبروا مع ربّكم عزّوجلّ فليس لكم ربٌّ سواه، ليس غيره ربّاً ثانياً. ليس غيره باباً آخر، ليس خالقاً آخر، ليس رازقاً آخر. اصبروا مع هذا / [١٢٧/أ] الواحد على إرادته. اللهم اجعلنا مطمئنين راضين موافقين مسلمين مستسلمين، وآتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار.

* * *

---

(٢٧) انظر تخريجه ص ٧٢ .

مجلس

يا غلام: العبد إذا عرف الحق عزّ وجلّ قرّب قلبه كلّ القرب، وأعطاه كلّ العطاء، وآنسه كل الأنْس، وأعزّه كلّ العزّ. فإذا سكن إلى ذلك أزاله عنه، ويفقر يده، ويرده إلى نفسه، ويجعل بينه وبينه حجاباً، يختبره لينظر كيف يعمل، هل يهرب؟ هل يميل أو يثبت؟ فإذا ثبت رفع الحجب عنه، وردّه إلى ما كان عليه، أَمَا رأيتم والداً اختبر ولده يخرجه من بيته ويغلق الباب في وجهه ويقف ينظر ماذا يصنع؟ فإذا رآه قد لازم العتبة، ولم يمض إلى جاره، ولم يشكُ منه، ويسيء الأدب، فتح الباب وأخذه / وضمّه إليه، وزاده في الإحسان إليه. كل من لم [١٢٧/ب] يُخْلِص في عمله لا يقع بيده ذرّة من قرب الله عزّ وجلّ وكرامته. قال الله عزّ وجلّ في بعض كلامه: «أنا أغنى الشركاء عن الشرْك، من عمل عملاً وأشرك فيه غيري فهو لشريكي دوني لا أقبل إلا ما يريد به وجهي»(٢٨).

عن النبي صلى الله عليه و[آله] وسلم أنّه قال: «يُنَادَى المنافق يوم القيامة، يا غادر يا فاجر اطلب جزاك من الذي عملت له»(٢٩).

يا عابدين لغير ربّهم عزّوجلّ: أما سمعتموه كيف قال: ﴿وما خلقت الجن والإنس إلا ليعبدون﴾. [سورة الذاريات ٥١/٥٦]، وقوله: ﴿وما أمروا إلا ليعبدوا الله مخلصين له الدين. . .﴾ [سورة البينة ٩٨/٥]. يجب على كل عبد أنْ

---

(٢٨) رواه ابن ماجه في السنن، كتاب الزهد، باب الرياء والسمعة، ٤٢٠٢، بلفظ «قال الله عزّ وجلّ: أنا أغنى الشركاء عن الشرك، فمن عمل لي عملاً أشرك فيه غيري، فأنا منه بريء، وهو للذي أشرك».

(٢٩) لم نعثر عليه.

يعبد ربّه عزّ وجلّ طالباً لوجهه ومرضاته لا لغرض[٣٠] ولا للعطاء. من عجز منكم عن / الإخلاص في العمل في الجلوة فليكن عمله في الخلوة حيث لا تراه عين [١٢٨/أ] مخلوق، ولا تسمع أذن صوت قراءته وتسبيحه. إنّ شأن الرياء لعظيم. عن بعضهم أنه قال: لو صلّى مصلٍّ في بيت مظلم واطلع عليه عبد زنجي عاجز فقير لا يقدر على شيء لتغير له.

كل من يعمل ولا يخلص فليس له في عمله شيء. يا ممسكاً عن الإنفاق أمَا سمعت قوله عزّ وجلّ: ﴿وممّا رزقناهم ينفقون﴾ [سورة البقرة ٢/٣] يعني ينفقون أموالهم على الأهل والأولاد والفقراء والمساكين. البخيل محروم مطرود مردود. بعيد من الخلق والخالق. سلوا ربّكم عزّوجلّ من فضله، سلوه إن أجابكم وإنْ لم يجبكم؛ فإن السؤال له عبادة. الدعاء في البعد والمناجات في القرب والإيماء عند الحبّ. من هو في البعد يستغيث / إلى الباب ينادي يا ملك أعطني قَرِّبني، ومن [١٢٨/ب] قرب منه ووصل عند السُّدّة يناجيه بصوت خفي، لأنّه قرب منه، ومن اقعد إلى جنبه تغلبه الهيبة فيسكت ويشير إشارة. المسلم في البعد ينادي ويدعوا والمؤمن العارف في القرب يناجي بحسن الأدب، والمحبوب الواصل قلبه في مخدع القرب يومي إيماءاً.

رحم الله من أدرك ما أقول وعمل به وأخرج التهمة من قلبه لي ولكلامي. وسلّم مالا يفهمه ولا يصل علمه إليه إلى ربّه عزّ وجلّ.

القوم يؤمنون ويُصدّقون ويعملون وينفقون أموالهم على الصالحين، يخرجون أموالهم بحجج يحتجون بها على النفوس، تارة زكاة مفروضة، وتارة صدقة غير مفروضة، وتارة / إيثاراً، وتارة نذراً، يحلفون بيمين جزماً لا بدّ [أن] يخرجوا هذا [١٢٩/أ] الشيء. كل ذلك يتقرّبون به إلى الله عزّوجلّ لقوة قلوبهم وإيقانهم، وقهرهم

(٣٠) في (أ): لا للعوض.

لنفوسهم. ومنهم من يُؤمّر بالعطاء لشيء معين من ماله فيتمثل أمر الله عزّ وجلّ. ومنهم من يجري العطاء على يده وهو في غيبة عن ذلك. الأولياء يؤمرون بالعطاء للفقراء والمساكين. والأبدال تؤخذ أموالهم من أيديهم وهم في غيبة عن ذلك. حكي عن بعضهم أنه كان واقفاً في بعض الصحارى يصلّي، فاجتاز عليه جماعة عيّارون(٣١) فأخذ واحد منهم رداءه من على كتفه، فلما فرغ من صلاته قال له الذي أخذه: اجعلني في حل من أخذي لردائك وازعاجك. فقال لهم: والله ما شعرت وقت(٣٢) ما أخذته / ولا شعرت في وقت ما رددته، وإن أردت أن [١٢٩/ب] تأخذه فخذه. ما عند القوم خبر غير ما هم فيه. إذا وقفوا بين يدي ربّهم عزّوجلّ غابوا عمّا سواه. يغيب المعنى وتبقى الصورة، يغيب القلب ويبقى القالب. كان مسلم بن يسار(٣٣) رحمة الله عليه إذا دخل بيته إنقبض أولاده وتأدّبوا حتى لا يقدر أحدهم [أنْ] يضحك، وكان يحسُّ بانقباضهم، فكان إذا أراد الدخول في الصلاة يقول لهم: اشتغلوا بشغلكم واتركوا انقباضكم؛ فإني لا أدري ما تفعلون فكان إذا دخل في الصلاة لعبوا وانبسطوا وضحكوا وهو لا يعلم بما يفعلون. وكان في بعض الأيام قائماً يصلّي في الجامع فوقعت إلى جنبه سارية وما عليها من السقوف وما علم بوقعها. ووقع في داره حريق وهو في الصلاة / فجاءه الناس وأطفأوه وهو لا يعلم [١٣٠/أ] به.

القوم كلهم للحق عزّ وجلّ، كلهم لمصالح الخلق، ولهم الخالق، وينفقون ما

---

(٣١) رجل عيّار: لغة كثير التطواف والحركة، ومجازا: الذكي من الشطار.

(٣٢) نقص من «أ».

(٣٣) من التابعين، لقي عددا من الصحابة، وروى عنهم. حدّث عنه من التابعين أبو قلابه ومحمد بن سيرين وقتادة. كان زاهدا، عابدا. لا يشعر بما جرى حوله وهو في الصلاة لخشوعه.

انظر التاريخ الكبير للبخاري ٧/٢٧٥.

بأيديهم من الدنيا وما في قلوبهم من العلم. وقعوا بالكنز الأعظم فهانت عندهم كنوز الدنيا. رأوا[34] الملك الأعظم، فهان عندهم ملك الدنيا. زهدوا في كل مكوَّن فأعطيت قلوبهم التكوين. ما دام هذا الظاهر بيدك وقلبك معانق له ما ترى من التكوين شيئاً. قيل لبعضهم من أين تأكل فقال: من البيدر الكبير. فقيل له: ما البيدر الكبير، فقال: كن فيكون.

انظروا في أمور الدنيا إلى من هو دونكم وفي أمور الآخرة إلى من هو فوقكم. عن بعضهم أنه اشترى في يوم عيد باقلاء، وجلس يأكله فقال: ترى يكون مثلي [١٣٠/ب] أحد / في مثل هذا اليوم يأكل الباقلاء من غير دهن وملح؟! فالتفت فرأى واحداً يأكل ما يرميه من القشور فبكى. واعتذر إلى الله عزّوجلّ من قوله.

يا ابن آدم ما أبخلك على نفسك، أليس قد استقرض الحق عزّ وجلّ منْك وأنت لا تقرضه؟! أمَا سمعت قوله عزّ وجلّ: ﴿من ذا الذي يقرض الله قرضاً حسناً. . . .﴾ [سورة البقرة ٢/٢٤٥] إذا أقرضته وقبلت حوالته على يد الفقير ضاعف لك، وأعطاك أكثر مما أعطيت اليوم وغداً. عاملوه وقد رأيتم الأرباح، عاملوه بغير تجربة. كان جعفر الصادق[35] رحمة الله عليه إذا احتاج إلى خمسمائة دينار وعنده خمسون ديناراً تصدّق بها، فبعد أيام تجيئه خمسمائة ديناراً، ولو لم تجئه ما اتّهم ربّه عزّ وجلّ ولا عارضه ولا استبخله.

القوم تعوّدوا معاملة ربّهم عزّ وجلّ بطريق كتابه وسنة رسوله [صلى الله عليه

---

(٣٤) نقص من «أ».

(٣٥) هو جعفر بن محمد الباقر بن علي زين العابدين بن الحسين بن علي ابن أبي طالب. كان من أجلاء التابعين، (٨٠ ـ ١٤٨هـ). له منزلة رفيعة في العلم. أخذ عنه كثير من الخلق منهم: الإمامان أبو حنيفة ومالك. لقّب بالصادق لأنّه لم يعرف عنه الكذب قط. انظر الأعلام للزركلي ٢/١٢٦.

وآله وسلم] وبيقين من قلوبهم. عن بعضهم أنه كان عنده ثلاث بيضات فجاء سائل فقال لجاريته: أعطه تلك البيضات، فأعطته بيضتين وخبأت واحدة، فبعد ساعة أهدى له صديق عشرين بيضة، فقال لجاريته: كم أعطيت السائل؟! فقالت بيضتين وخبّات لك واحدة تفطر عليها، فقال لها: يا قليلة اليقين حرمتنا عشرة. عن النّبي صلى الله عليه و[آله] وسلم أنّه قال: «ملعون من تعزز بمخلوق مثله»(٣٦). يا مسكين إذا جاءك فقير يستقرض منك فأقرضه، ولا تقل: ما الذي يعطيني هذا. خالف نفسك وأقرضه وبعد وقت هبْه له. مِنَ الفقراء من لا يستحسن [أنْ] يطلب بل يستقرض وينوي / قضاءه، يثق بالله عزّ وجلّ [١٣١/ب] ويستقرض عليه فإذا جاء إليك يا غني يطلب منك القرض فأقرضه. ولا تواجهه بالعطاء(٣٧) فينكسر زيادة على كسره؛ فإذا طالت المدة فالقه واسألْهُ قبول ذلك الدين منك وأبرىء ذمّته منه، فيحصل لك ثواب فرحه الأول وفرحه الثاني. قال النبي صلى الله عليه و[آله] وسلم: «هدية الله عزّ وجلّ إلى عبده السّائل إلى بابه(٣٨)». ويحك كيف لا يكون الفقير هدية الله عزّ وجلّ وهو يأخذ لك من دنياك إلى آخرتك، يخبىء لك شيئاً تجده في وقت الحاجة إليه، ذلك القدر الذي تعطيه يفنى ويذهب وأنت ترتفع لك الدّرجات عند الله عزّ وجلّ. ويحكم يا عبّاد أمّا تستحْيون. ويحكم يا عباد تعبدون ربكم عزّ وجلّ حتى يعطيكم / الجنّة، [١٣٢/أ] ويعطيكم الحوريات، يعطيكم الولدان. الجنّة هي الدار. أين الجار؟ مَن يريد

---

(٣٦) لم نعثر عليه، ويشفع له ما رواه ابن حنبل في المسند، ١٨٨٠٤ عن عيسى ابن عبد الرحمن، قال: دخلت على عبدالله بن عكيم وهو مريض نعوده، فقيل له: لو تعلقت شيئا، فقال: أتعلق شيئا وقد قال رسول الله صلى الله عليه [وآله وصحبه] وسلم: «من تَعلق شيئا وكِل إليه».

(٣٧) أي لا تجعله يشعر أنك تتصدق عليه.

(٣٨) انظر تخريجه في ص ١٠٨.

وجه الحقّ عزّ وجلّ غير من يريد الجنّة، غير من يريد الدنيا، غير من يريد الخلق. ما أقل من يريد رؤية الله عزّ وجلّ وقربه. رؤيته قرة عيون العارفين والمحبين. ورؤية الجنّة والسّكون فيها مع الحور، والأكل والشرب قرّة عيون الزاهدين، وشتّان ما بينهم! ما أبعد ما بينهم!

يا مَنْ يريد الدنيا ذهب زمانك في لا شيء[39]، ويا مَنْ يريد الجنّة والحور والولدان قد أردت غير ربّك واخترت غيره. لو كان عندك خير ما طاب لك أن تغيب عنه لحظة، ولكنّك لا تعرف.

ويحك لذة نظرة إلى الحقّ عزّ وجلّ تستوعب جميع ما في الجنّة من الولدان واللذات والشهوات والنعيم فكيف لذة نظرات / وساعات. [١٣٢/ب] الدنيا دار البلاء، وأكبر البلايا شهوة البطن والفرج. ما للأعزب والإفطار بالنهار والمشي في الأسواق والأكل للشهوات واللذات والقعود مع شياطين الإنس الذين هم قرناء السوء؛ فكأنه يشْعِل نار الشهوات في حطب النفس. اللهم قوّنا على مجاهدات أنفسنا، وارزقنا الهداية، واهدنا للناس، نور قلوبنا واجعلنا نوراً يستضيء بنا الناس، إسقنا شراب أنسك حتى نرتوي به ويرتوي بها كل ظمآن، وارزقنا عطاء ورضاء، ألهمنا الشكر في حالة العطاء، والرضا في حالة المنع، وعلق الباب، وحقّق صدقنا، وامحق كذبنا وباطلنا، آمين.

[١٣٣/أ] المتقون الذين هم يتقون الله عزّ وجلّ في الخلوات والجلوات / ويراقبونه في جميع الحالات، ترتعد فرائص قلوبهم منه في الليل والنهار، يخافون البيات من مجيء الآفات التي تقطعهم عنه مع عدم الصّبر؛ فينتقلون إلى الكفر. يخافون من مجيء الموت وهم على شرّ عمل، يؤتون ما أتوا وقلوبهم وجلة، يصلّون ويصومون ويحجون ويتصدّقون ويفعلون جميع أفعال الخير وقلوبهم وجلة خائفة من الردّ،

---

(٣٩) نقص من «أ».

خائفة من علم الله تعالى عزّ وجلّ فيهم. كان الفضيل ابن عياض[٤٠] رحمة الله عليه إذا لقي سفيان الثوري يقول له: (تعالى حتى نبكي على علم الله عزّ وجلّ فينا). ما أحسن هذا الكلام. هو كلام عارف بالله عزّ وجلّ، عالم به وبتصاريفه. ما علم الله عزّ وجلّ الذي أشار إليه هو قوله: «هؤلاء إلى الجنّة ولا أبالي وهؤلاء إلى النار ولا أبالي وخلط / الكلّ موضعاً واحداً فلا يدري من أي القبيلين [١٣٣/ب] هم[٤١]». لم يغتروا بما ظهر من أعمالهم؛ لأن الأعمال بخواتيمها.

المتقون هم التاركون للمعاصي والزلّات ما ظهر منها وما بطن، والرياء والنفاق والعمل للخلق والأغراض، فهم اليوم في جنّة الطاعة، وغداً يكونون في جنّات وعيون، قعوداً بين أشجار لا تيبس أبداً، وأثمار لا تنقطع أبداً، وأنهار لا ينضب ماؤها أبداً، كيف تنضب وهي تخرج من تحت العرش، لكل واحد منهم نهر من ماء، ونهر من لبن، ونهر من عسل، ونهر من خمر، تجري هذه الأنهار معهم أينما ذهبوا من غير شق في الأرض. كل شيء في الدنيا مثله في الآخرة وزيادة. كل شيء في الآخرة في الدنيا نموذجه /. آخذين ما آتاهم ربّهم من النعيم؛ وهو مالا [١٣٤/أ]

---

(٤٠) هو الفضيل بن عياض بن مسعود بن بشير، الإمام القدوة، الثبت، شيخ الإسلام، ولد بسمرقند، نشأ بأبيورد، ارتحل في طلب العلم، وتوفي في مكة ١٨٧ هـ. كان ثقة، نبيلاً، فاضلاً، عابداً، ورعاً، كثير الحديث. روى عن خلق كثير، وروى عنه خلق كثير. انظر سير أعلام النبلاء ٤٢٣/٨ .

(٤١) أخرجه مسلم في كتاب القدر، باب في كيفية الخلق الآدمي في بطن أمه وكتابة رزقه . . .، ٢٦٥١ بغير هذا اللفظ، وورد في الصحيح المسند من الأحاديث القدسية، ١٨٠ عن أبي الدرداء عن النبي صلى الله عليه [وآله وصحبه] وسلم قال: «خلق الله آدم حين خلقه، فضرب كتفه اليمنى، فأخرج ذريّة بيضاء كأنّهم الدرّ، وضرب كتفه اليسرى فأخرج ذرية سوداء كأنهم الحميم، فقال للذي في يمينه إلى الجنة ولا أبالي، وقال للذي في كفّه اليسرى إلى النار ولا أبالي.

كما ذكره الألباني في سلسلة الأحاديث الصحيحة، ٢٤٩ .

عين رأت ولا أذن سمعت ولا خطر على قلب بشر، قطوفها دانية، إذا اتكى أحدهم جاءت الثمار إلى فِيْه فيتناولها وهو نائم، عروق أشجارها إلى فوق، وأثمارها إلى تحت، أصولها من فضّة، وأغصانها من ذهب. إذا خطر بقلب واحد منهم أكل شيء منها فتتقدم الثمرة إلى فِيه فيتناول منها ما يريده، ثم يرجع. كل شيء يغنّي لأهل الجنّة في الجنة ويطربُهم، كلامهم لذيذ بأحسن صوت حتى أنهارها وأشجارها وجميع ما فيها.

يا طالبي الدنيا، الدنيا فانية متعبة. اطلبوا الجنّة الباقية التي هي دار الراحة، دار النعيم والنعمة، دار الشكر، ليس فيها صوم ولا صلاة ولا حج ولا زكاة ولا صبر على الآفات والأمراض والأسقام، ولا فقر ولا خوف من الخروج.

يا قوم: عن قريب يجيئكم الموت ويأخذكم، فتصيرون كأنكم لم تخلقوا، ولم تُرَوا.

أعرضوا بقلوبكم عن أهاليكم وأولادكم وأموالكم. ازهدوا في جميع خلق ربكم عزّ وجلّ، ولا تتكلوا على أحد منهم لا في قليل ولا في كثير. اللهم ارزقنا التوكل عليك في جميع الأحوال، ورؤية غيرك بعين العجز. وآتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار.

* * *

مجلس

يا غلام: لا تهرب من البلاء والصّبر عليه، لا بد منه ومن الصبر عليه، كيف تتغيّر/ جبلّة الدنيا وما خلق عليها لأجلك، ما يزال الأنبياء الذين هم خير الخلق [١٣٥/أ] مبتلين، وهكذا أتباعهم المقتدون بهم والماشون في جادّتهم والمقتفون آثارهم. نبيّنا محمد صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم كان محبوبَ الله عزّ وجلّ، الموجود من أجله كلّ شيء، ما زال يُبْتلى بالفقر والفاقة والجوع والقتال والحروب وأذيّة الخلق حتى مات. وعيسى عليه السلام روح الله وكلمته، الذي خلقه من غير ذَكَرٍ، ويبريء الأكْمه والأبرص، ويحيي الموتى، وهو مستجاب الدعوة سُلِّط عليه قومه يسبُّونه، ويقذفون أمّه، ويضربونه. وفي آخر الأمر هرب منهم هو والحواريون، ثم ظفروا بهم، وأخذوهم وضربوهم وعذبوهم، وقصدوا صلب عيسى عليه السلام/ [١٣٥/ب] فنجّاه الله تعالى منهم، وصلب الذي دلّ عليه. وهكذا كان موسى عليه السلام مبتلى بتلك الأهوال التي جَرَت عليه، وكل واحد من الأنبياء عليهم السلام كان له بلاء يخصه. هذا فعله مع الأنبياء والرّسل الذين هم أحبابه. فمن أنت حتى تريد تغيير علم الله عزّ وجلّ فيك وفي الدنيا؟. إزهد في إرادتك واختيارك، ازهد في حديثك مع نفسك وهواك ودنياك. ازهد في حديثك للخلق والأنس بهم، فإذا تمّ لك هذا كان حديث قلبك مع ربك عزّ وجلّ، وأنسك به، يخيّم ذكره في قلبك، تصير أنت ذاكره وهو ذاكر لك، يقتنص قلبك إليه من فؤادك مع جوارحك، يجعلها عنده، تريد ما يريد، يصير ما سواه عندك [ممقوت]/. [١٣٦/أ]

يصير من الروحانيين الواصلين يزهد في البلاد والعباد، فتندفع الآفات والبلايا عن الخلق به، يأخذ ما آتاه ربك عزّ وجلّ، هذا هو العطاء الحقيقي وما سواه مجاز.

يا غلام: لا تحدّث أحداً من الخلق بما أنت فيه من أمور الدنيا وأمور الآخرة. سدّ ثقب ما أنت فيه، واجعله من وراء الأغلاق، غطّ وجه حالك ولا تري أحدا منه سوى العينين وإن كان النقاب برقعا فهو خير لك. هذا آخر زمان أيام الفتره، سوق النفاق، سوق المعاملة بالرغبة والرهبة، يرغبون في مجيء الدنيا ويرهبون من بعدها، يرغبون في القرب من الخلق ويرهبون من بُعدهم. قد صارت الملوك لكثير من الخلق آلهة. قد صارت الدنيا والغنى والعافية والحول والقوة آلهة.

[١٣٦/ب] ويلكم جعلتم/ الفرع أصلا، والمرزوق رازقا، والمملوك مالكا، والفقير غنيّا، العاجز قويّا، والميت حيا، لا كرامة لكم، لا نتّبعكم ولا ننتحل مذهبكم؛ بل نكون ناحية منكم، نَقِفُ على تلّ السلامة، على السنّة وترك البدعة، وعلى تلّ التوحيد والإخلاص وترك الرياء والنفاق، ورؤية الخلق بعين العجز والضعف والقهر، نرضى بالقضاء، ونترك التسخّط، ونتمسك بالصبر، ونترك الشكوى، ونمشي على أقدام قلوبنا إلى باب مليكنا عزّ وجلّ، التسخير والتسليط منه، كما أن التخليق والترزيق منه، إذا عظّمت جبابرة الدنيا وفراعنتها وملوكها وأغنياءها ونسيت الله عزّ وجلّ ولم تعظّمه فحكمك حكم عبدة الأصنام، يصير مَنْ عظّمته صنمك.

[١٣٧/أ] ويلك اعبد خالق الأصنام: وقد ذلّت لك الأصنام، تقرّب إلى الله عزّ وجلّ وقد تقرب الخلق إليك، على قدر تعظيمك لله عزّ وجلّ يعظمك خلقه، على قدر حبّك له يحبّك خلقه، على قدر خوفك منه يخاف منك خلقه، على قدر احترامك لأوامره ونواهيه يحترمك خلقه، على قدر تقرّبك منه يقرب إليه خلقه، على قدر خدمتك له يخدمك خلقه، على قدر خدمتك له يخدمك خلقه. عليك بالورع، لا تخله من يد قلبك. إن تركته فالخذلان في زيقك(٤٢). من ترك الورع اسود قلبه بالشبهات والتخليطات.

---

(٤٢) في (أ): ريق، والزيق: هو طرف الشيء. انظر اللسان مادة «زيق».

ويلك تدعي أنّك متّقٍ وأنت تارك للورع. المتورع يترك أشياء كثيرة خوفاً من الوقوع في الحرام والشبهة، يعاقبه الله عزّ وجلّ بأدنى ترخص. مررْت يوماً على/ [١٣٧/ب] قرية وحولها ذُرَة مزروعة فمددْتُ يدي فأخذت قصبة من قصب الذرة حتى أمصها، فإذا جاءني رجلان من أهل القرية، ومع كل واحد منهما عصا، فضرباني حتى وقعت على الأرض، فعاهدت الله عزّ وجلّ في تلك الساعة أني لا أعود أترخص فيما يخصّني، لأنّ الشرع قد أباح للمجتاز على الزروع والثمار أن يأكل منها قدر الحاجة، ولا يأخذ منه شيئاً، فهذه رخصة عامة، ولكنّي لم أُتْرَك مع هذه الرخصة، وطولبت بالعزيمة ودقيق الورع.

كل منْ يذكر الموت يكثر ورعه، وتقل رخصته، وتكثر عزيمته. ذكر الموت دواء لأمراض النفس ومنفعه. على رأسها بقيْتُ سنين أُكْثر من ذكر الموت ليلاًونهاراً؛ فإني أفلحت بذكري له، وقهرت نفسي بذكره. ففي بعض تلك/ [١٣٨/أ] الليالي ذكرت الموت وبكيت من أوّل الليل إلى سحره، وكنت في تلك الليلة أبكي واقول: إلهي أسألك أن لا يقبض ملك الموت روحي و[أنْ] تتولى قبضها أنتَ، فغفت عيناي وقت السحر فرأيت رجلاً شيخاً بهياً له سمت حسن، قد دخل عليّ من الباب، وقلت له: من تكون؟ فقال: أنا ملك الموت. فقلت له: إنّي سألت الله عزّ وجلّ أن يتولّى قبض روحي ولا تقبضها أنت، فقال: ولِمَ سألته ذلك؟ أيّ ذنب لي؟ إنْ أنا إلا عبد مأمور، أومرَ بالرفق بقوم، وبالفظاظة على قوم. وعانقني وبكا وبكيت معه، ثم انتبهت وأنا أبكي.

دعوا عنكم الهوس، هذا لا يجيء بالتحلّي والتمني ولَقْلَقْة اللسان، إن كنت قاعداً على هذا الطبق وعلى هذا المنهل فكُلْ واشرب/ وأطعم واسق. وإن كنت [١٣٨/ب] سمعت بهما سماعاً فاسكت، لا تخبر عن شيء لم تره، ولا تدع الناس إلى دعوة غيرك. لا تدع الناس إلى بيت فارغ فيضحكوا عليك. إرمنا من جعبتك، أنفق علينا من كيسك، من كسبك وعرق جبينك. لا تطعمنا من عملتك التي سرقتها

من جيرانك، لا تكسنا من عاريتك. ما نقبل الهدية إلا من مالك لا من مستعير وغاصب. التوحيد نار محرقة لكل شيء، يا نار كوني برداً وسلاماً. اللهم أعطنا خير هذا اليوم. واكفنا شرّه، وهكذا جميع الليالي والأيام.

يا قعوداً على دنياهم وطول أمالهم، عن قريب تأتي الآجال، فتحول بينكم وبين الآمال. بادروا الآجال قبل مجيئها، انظروا إلى وجه الموت الفجأة، ليس من شرط للموت/ المرض. إبليس عدوّكم يحب منكم أن تموتوا على قدم الغفلة والمعصية والكفر. لا تغفلوا عن عدوكم، ولا تقبلوا مشورته، لا تأمنوه فما هو أمين. كونوا منه على حذر، فما يرد سيفه عن صديق ولا زنديق، وما ينفلت منه إلا آحاد أفراد. أَخْرج أباكم آدم وأمّكم حوى عليهما السلام من الجنّة وهو مجتهد أنْ لا يخليكم تدخلونها. هو يأمر بالمعاصي والزلات(٤٣) والكفر والمخالفة؛ فكل المعاصي منسوبة إليه بعد قضاء الله تعالى عزّ وجلّ وقدره. كل الخلق مبتلون به سوى عباد الله المخلصين والمحققين لعبادته، فلا سلطان له عليهم، وفي بعض الأوقات يؤذيهم بعض الأذية. إذا جاء القضاء غشى البصر، عمله معهم في الجسد لا في القلب والسرّ، فيما يلي الدنيا/ لا فيما يلي الآخرة، فيما يلي الخلق لا فيما يلي الحقّ عزّ وجلّ. وأكثر ما يدخل على الخلق بطريق الدنيا والنفس. طلب الدنيا نار محرقة. يا غلمان اشتغلوا بما يعنيكم وما يصلحكم، العمل لما بعد الموت يعنيكم، مجاهة نفوسكم تعنيكم. والاشتغال بعيوبكم يعنيكم، والاشتغال بعيوب الناس لا يعنيكم. اذكروا الموت واعملوا لما بعد الموت. قال النّبيّ صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلك: «الكيّس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت، والعاجز من اتبع نفسه هواها وتمنّى على الله المغفرة»(٤٤). ألزموا أنفسكم التواضع لله عزّ وجلّ

[١٣٩/أ] [١٣٩/ب]

---

(٤٣) في (أ) اللذات.

(٤٤) رواه أحمد في مسند الشاميين، عن شداد بن أوس، ١٧١٢٣، دون لفظ المغفرة، وأخرجه ابن ماجه في السنن، كتاب الزهد، باب ذكر الموت والاستعداد له، ٤٢٦٠، دون لفظة المغفرة.

وللمؤمنين من خلقه. طالبوها بحقوق الله عزّ وجلّ التي له عليها. ناقشوها وحاسبوها كما يفعل الصالحون. وكان أمير المؤمنين/ عمر بن الخطاب رضي الله [١٤٠/أ] عنه إذا جنّ الليل يُقْبل على نفسه ويقول لها: ما فعلت لربّك عزّ وجلّ؟ ما صنعت له؟ ثم يأخذ الدّرة[٤٥] ويضرب بها فخذيه، ويواقفها[٤٦] على شيء فشيء، كان يطالب نفسه بحقوق الله عزّ وجلّ، ويطلب منها الزيادة في خدمته، وهو من كبار الصديقين المقرّبين المحدّثين المقطوع لهم بالجنّة. الصّالحون يحاسبون أنفسهم مع صلاحهم وطاعاتهم وأنتم لا تحاسبونها، لا جرم لا تنتفعون بها. اللهم قوّنا على أنفسنا وأهويتنا وشياطيننا، واجعلنا في حزبك، ومن حزبك، قرّب قلوبنا إليك قبل الموت، وارزقنا لقاء الخاص قبل لقاء العام، آمين. / كان لقمان الحكيم رحمة [١٤٠/ب] الله عليه يقول لابنه: (يا بني كيف يأمن النار من لا بد له من الجواز عليها؟! وكيف يأمن الدنيا من لا بدّ له من الاشتغال عنها؟ وكيف ينسى الموت من لا بدّ له منه؟!. وكيف يغفل عنه وهو لا يغفل عنه؟!) كلكم تجوزون على النّار وما يتخلّص منها إلا من اتقى اللهعزّ وجلّ. الجواز على النار سفر يريد زاد التقوى وما أراكم حَصّلتم زاد التقوى. يا طلاب الدنيا، يا عاشقين لها، هل هي إلا خدامة[٤٧] بالإضافة إلى الجنّة، الجنّة هي السّريّة[٤٨]، هي السّت، هي الأصل. كان الإمام أحمد بن حنبل ـ رحمة الله عليه ـ يقول:(عزيز على قلوب حبّ الدنيا وقد جمعت صدورها القرآن). عن النبي صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم أنه

كما أخرجه الترمذي في كتاب صفة القيامة، باب الكيّس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت، ٢٤٦١ .

(٤٥) الدرّة: العصا التي يضرب بها السلطان.

(٤٦) في (أ): يواقعها.

(٤٧) في «أ»: خداعة.

(٤٨) السّرية: الشرف، وقصد بها الرفعة والغاية.

[١٤١/أ] قال: «إنّهذه القلوب لتصدأ وإنّ جلاءها القرآن/، وحضور مجالس الذكر»(٤٩).

مجالسة العلماء العمال بالعلم تجلو القلوب وتصفيها وترقيها وتزيل قساوتها. شكى رجل إلى الحسن البصري ـ رحمة الله عليه ـ قساوة قلبه فقال: (أَدْنه(٥٠) من الذكر. الذاكرون لله عزّ وجلّ العلماء به، الأولياء له.).

هم الملوك على الحقيقة عرفوا الملك من هو فسعوا إليه، فصيّرهم ملوكاً. رأوا الآخرة فصغُرت الدنيا في قلوبهم. ورأو الحقّ عزّ وجلّ فصغُر الخلق عندهم. العزة في طاعة الله عزّ وجلّ وترك معاصيه.

هذا القلب لا يصحّ ولا يفلح حتى يترك كل محبوب، ويقطع كل موصول، ويزهد في كل مخلوق. أترك وقد أوتيت خيرا مما تركت. قال النبي صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم: «من ترك شيئاً لله عوضه الله عزّ وجلّ خيراً منه»(٥١).

[١٤١/ب] اللهم أيقظ قلوبنا لك/ ونبهنا/ عن الغفلة عنك، وآتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار.

---

(٤٩) ذكره ابن عدي في الكامل ١/ ٢٥٨، عن ابن عمر رضي الله عنه، بلفظ «إن القلوب لتصدأ كما يصبدأ الحديد إذا أصابه الماء، قالوا يا رسول الله: وما جلاؤها؟ قال: كثرة ذكر الله جلاؤها». كما ذكره القضاعي في مسند الشهاب، ١١٧٨، بلفظ «قيل يا رسول الله: فما جلاؤها؟ قال: ذكر الموت وتلاوة القرآن.

(٥٠) في (أ): دُم.

(٥١) ذكره السيوطي في الدرر المنتثرة، ٤٠٧، ويشهد له ما أخرجه القضاعي في مسند الشهاب، ١١٣٥، عن أبي قتادة وأبي الدهماء قالا: أتينا على رجل من أهل البادية فقال: أخذ بيدي رسول الله صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم فعلمني ممّا علّمه الله. فكان ممّا حفظته عنه: إنّك لا تَدَع شيئاًاِتقاء الله إلا أعطاك الله خيرا منه.

مجلس

الصادق يشكر على النّعم، ويصبر على النقم، ويمتثل الأمر وينتهي عن النواهي. القلوب على هذا تتربّى، الشكر على النعم يزيد النعم، والصّبر على النّقم يزيل النقم ويسهل أمرها. اصبروا عند موت الأولاد والأهل، وذهاب المال، وأخذ العرض، وكسر الأغراض وأذية الخلق وقد رأيتم خيراًكثيرا. إذا شكرت عند مجيء اليسير وصبَرْت عند مجيء العسر تَرَيَّش جناح إيمانك وقوى، فطار قلبك وسرّك بهما إلى باب مولاك عزّ وجلّ. كيف تدّعي الإيمان ولا صبر لك. أَمَا سمعت قول النّبي صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم: «الصّبر من الإيمان كالرأس من الجسد»(٥٢). إذا لم يكن لك صبر/ فلا رأس لإيمانك. فإذاً لا عبرة بجسده، ولو[١٤٢/أ] عرفت المبتلي صبرت على بلائه. لو عرفت الدنيا ما خضْت في طلبها. اللهم اهدِ كلَّ ضال، وتب على كلّ عاصٍ، وصَبّر كلَ مبتلى، ووفق للشّكر كل معافى، آمين.

سأله سائل: أيّما أشد نار الخوف أو نار الشوق، فقال: نار الخوف للمريد، ونار الشوق للمراد، هذا شيء وهذا شيء، أيّ النارين عندك يا سائل؟ يا معتمدين على الأسباب، نافعكم واحد، ضاركم واحد. ملِكُكم واحد، سلطانكم واحد، إلهكم واحد، صانعكم واحد، هو الذي صنعكم، والذي تصنعونه هو يصنعه على أيديكم، هو خلقكم ورزقكم وضرّكم ونفعكم وهدداكم، لَمَ تعتمدون على

---

(٥٢) أخرجه الديلمي في الفردوس، ٣٨٤٠، عن أنس، والعراقي في تخريج الإحياء ٤/ ٦١، وذكره المناوي في فيض القدير، ٥١٣٦، عن أمير المؤمنين علي بن أبي طالب رضي الله عنه.

[١٤٢/ب] مخلوق مثلكم؟. لِمَ تعبدون ما لا يملك لنفسه ضراً ولا نفعا، أمَا سمعتموه/ كيف قال: ﴿فمن كان يرجوا لقاء ربّه فليعمل عملاً صالحاً ولا يشرك بعبادة ربه أحداً﴾ [سورة الكهف ١٨/١١٠].

يا منافق: زمانك يذهب في لا شيء، ويا مدبّر زمانك يضيع. رأس مالك يذوب، لا جرم لا ترى الأرباح. رأس مالك دينك، وأنت تأكل الدنيا به، فأنت إذا تأكل دينك، فهو ذائب ذاهب، يذهب بعملك للخلق، وطلبك للصيت، والدينار والدّرهم، والجاه والقبول. أنت عدوّ الله عزّ وجلّ ممقوته، وممقوت قلوب الصديقين من عباده، وممقوت الملائكة. الملائكة تلعنك، والأرض التي تحتك تلعنك، والسماء التي فوقك تلعنك، والثياب التي عليك تلعنك، فأنت [١٤٣/أ] ملعون الخالق والخلق، أَمَا علمت أن المنافق في الدّرك الأسفل من النار. أسلم/ ثم تُبْ، تدارك الأمر قبل أن يفجأك الموت، قبل أن تؤخذ بغتة فتندم ولا ينفعك النّدم، إنّي أعرفك وما يمكنني [أن] أعينّ عليك، وقد أمرنا في الحكم بالسّتر عليك وعلى غيرك، ولكنّي أرسل الكلام إرسالاً من غير تعيين، أشير إليك إشارة من غير تصريح. إياك أعني، واسمعي يا جاره.

العبد يضرب بالعصا والحرّ تكفيه إشارة، الحقّ تعالى ناظر إلى خلوات الخلق وجلواتهم، وإلى قلوبهم، لا يقبل منهم إلا ما كان له، وارادوا به وجهه. لا تتصنّعوا ولا تبهرجوا لا تدلسوا، فإنه يعلم السرّوأخفى، يعلم خائنة الأعين وما تخفِي الصدور. أخدموا هذا الملك، هذا الخالق، هذا الرازق، هذا المنعم، هذا [١٤٣/ب] الذي جعل لكم الشمس ضياءا، والقمر نورا، والليل سكنا/ قد نبّهكم على نعمه عليكم، وعدّدها حتى تشكروه، ثم قال لكم بعد تعديدها ﴿... وإن تعدوا نعمة الله لا تحصوها ...﴾ [سورة إبراهيم ١٤/٣٤]. مَنْ رأى نعم الله عزّ وجلّ على الحقيقة عجز عن شكرها، وبهت لها، ولهذا قال موسى عليه السلام: (إلهي إنّي أشكرك بالعجز عن شكرك.) ما أقلّ شكركم، وما أكثر اعتراضكم، لو عرفتموه. خرست ألسنتكم بين يديه، وتأدّبت قلوبكم وجوارحكم في جميع الأحوال؛ ولهذا

قال النبي صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم: «من عرف الله كَلَّ لسانه»(٥٣). العارف لا يزال أخرس، لا ينطق بالأسرار التي عنده إلا بإذنٍ منه [عزّ وجلّ].

يا غلام: استودع نفسك وجوارحك وأهلك ومالك الحقَّ عزّ وجلّ الذي لا تضيع ودائعه، وسرْ بقلبك إليه؛ فإنّك تجد عنده كل خير. أدّ حقّ الحكم. أرْض هذا النبيّ/صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم واتّبعه، ثمّ ادخل على ربّك [١٤٤/أ] عزّ وجلّ بأقدام علمك به، ومعرفتك له، اصحب الحكم إلى أنْ تصل إلى الباب، فإذا وصلت إليه استوقفه هناك واسأله الدعاء بالسلامة، وسعادة البخت ثم ادخل إلى دار سرّك ومعناك. عن بعضهم أنه قال: (لإنْ آكل الدنيا بالطبل والمزمار أحب إليّمن أنْ آكلها بالدِّين). عن قريب يتفكر كل واحد منكم ما سعى من التوحيد والشرك، من النفاق والإخلاص، ذلك اليوم تَبْرز الجحيم لمن يرى، كل من في القيامة يراها، ويفزع منها إلا آحاد أفراد. إذا رأتِ المؤمن ذلّت له، وخمدت حتى يجوز؛ ولهذا نقل عن النبي صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم أنّه قال: «تقول النار يوم القيامة للمؤمن جُزْ يا مؤمن فقد أطفأ نورك/ لهبي»(٥٤). [١٤٤/ب] تناديه قبل أن يجوز عليها أسرع، جُزْ، لا تبطل عليّ شغلي، فإن شغلي مع غيرك، لا بد من الجواز عليها للمسلم والكافر، للطائع والعاصي. إذا استقرت قدم المؤمن على الصّراط الممدود عليها تنزوي وتخمد، وتقول له: جز فقد أطفأ نورك لهبي. ومنهم من يجوز ولا يراها، فإذا دخلوا الجنّة يقولون: أليس قد قال الله عزّ وجلّ: ﴿وإن منكم إلا واردها . . .﴾ [سورة مريم ١٩/ ٧١]. فما رأيناها، فيقال لهم: جزتموها وهي خامدة.

العاصي آبق من مولاه عزّ وجلّ. المؤمن الطائع واقف في خدمة مولاه عزّ وجلّ، علم أنّه سيلقاه، ويسأله عن جميع أموره التي كان فيها وهو في الدنيا،

---

(٥٣) لم نجده بهذا اللّفظ.

(٥٤) انظر تخريج الحديث في الصفحة (٥٠).

ترك متابعة هواه؛ لأنّه علم أنّه يضلّه، ويأمره بمنازعة ربّه عزّ وجلّ، خالف [١٤٥/أ] نفسه/وعاداها؛ لأنه علم أنها معادية لربّه عزّ وجلّ. أوحى الله عزّ وجلّ إلى داود عليه السلام: (يا داود اهجر هواك، فإنّه لا منازع ينازعني غير الهوى) اصحبوا الحقّ عزّ وجلّ بالسكون والإطراق وحسن الأدب. اتركوا إرادتكم لإرادته، اختياركم لاختياره، حكمكم لحكمه، مشيئتكم لمشيئته. هو فعّال ما يريد، لا يسأل عما يفعل وهو يسألون. صحبته كصحبة السباع والأفاعي؛ ولهذا القوم وقوف معه على قدم الخوف والحذر، لا ليلهم ليل، ولا نهارهم نهار. أَكْلُهم أكل المرضى. ونومهم نوم الغرقى. وكلامهم ضرورة. المريض بأدنى شيء يشبع ويأكل وهو خائف من أكله، لا يدري هل هو يوافق مزاجه أم لا، والغريق تغفو عيناه [١٤٥/ب] غلبة، والأمواج تنبّهه. هم في بحر القدرة:/ بحر فعّال لما يريد لا ما يريدون[٥٥]. يخافون أن تغرقهم الأمواج، أو تسلّط عليهم بعض الدّواب فتأكلهم، ويرجون أن ترميهم إلى السّاحل فتدخلهم قصر قربه ومناجاته ومشاهدته. يا من يريد: اجتهد أنّك لا تريد. قيل لبعضهم: ما تشتهي؟ قال: أشتهي أن لا اشتهي). كل الدائرة على الرضا بالقضاء. وترك الإرادة واستطراح القلب بين يدي مقلبه. اللهم اجعلنا من المسلمين المستطرحين بين يدي قدرك. وآتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار.

---

(٥٥) في (أ): لا يريدون سواه.

مجلس

يا غلام: القوم تركوا العمل وقالوا: ما سواه حشو وقشر، طلبوا اللّبّ واستغنوا به عن القشرة بما لا بدّ منه عما لا بدّ منه. الحقّ عزّ وجلّ ما لا بدّ منه، وما سواه بدّمنه. لما علم/ منهم صدقهم في الطلب أعطاهم العفو والعافية والقرب [١٤٦/أ] منه، هنالك الولاية لله الحقّ. كل قلب لا خوف فيه كبلدة لا شحنة[٥٦] فيها، وغنم بلا راع، فتكون البلدة خرابا، والغنم مأكول الذئاب. من خاف أدلج، لايستقر مكاناً واحداً، لا يزال سائراً. غاية سفر القوم إلى دار قرب الحق عزّ وجلّ. السير-سير القلوب، والوصول وصول الأسرار. إذا وصلت الأسرار صارت ملوكاً، وتصير الجوارح أتباعا وحواشيا. إذا وصل القلب إلى الباب استأذن للسير، فيدخل هو بعده. ما أكثر علومكم وأقل أعمالكم. قد جعلتم حظكم من العلم حفظه، وإيراد الحكايات، والسير. ما ينفعكم هذا. يحفظ أحدكم كذا وكذا حديثاً ولا يعمل بحرف منه. هذه حجة عليكم لا حجة لكم، أحدكم/ يقول: [١٤٦/ب] شيخي فلان، وصحبت فلانا، قرأت على فلان، قلت للعالم فلان. كل هذا من غير عمل لا يساوي شيئاً. الصادق في عمله يودّع الشيوخ ويجوزهم، يشير إليهم: اقعدوا مكانكم حتى أمضي إلى الموضع الذي دللتموني عليه. الشيوخ باب فهل يحسن أن تلزم الباب ولا تدخل الدار، ويضرب الله الأمثال للناس.

علامة شقاوة العبد قساوة قلبه، وجمود عينيه، وطول أمله، وبخله بما في يده وتهاونه بالأمر والنهي، وتسخطه عند نزول الآفات فإذا رأيتم أحداً على هذه الصفة فاعلموا أنّه شقي. صاحب القلب القاسي لا يرحم أحدا، ولا تدمع عيناه: لا في

---

(٥٦) أي فارغة لا خير فيها.

فرحة، ولا في ترحه، لأن جمود عينيه لقساوة قلبه علامة، كيف لا يكون قلبه قاسيا وهو ملآن من التمني للمعاصي والزلات/وطول الأمل والحرص على ما لم يقسم [١٤٧/أ] له، والحسد عليه، ويبخل بالزكاة المفروضة عليه، والكفارات لا يخرجها، والنذور لا يوفي بها، وأقاربه لا يتفقدهم، والديون التي عليه لا يقضيها مع القدرة على قضائها بل يماطل بها أو يجحدها، يكره إعطاء الفضل والحقّ، فكلّ هذا وأمثاله من علامات الشقاوة. قال عز من قائل: ﴿ألم يأن للذين آمنوا أن تخشع قلوبهم لذكر الله وما نزل من الحق . . . ﴾ [سورة الحديد ١٦/٥٧]، ولا تحتجوا عليه بقدره. جدّوا واجتهدوا، ولازموا واطلبوا، وتضرّعوا وابكوا، واستشفعوا وذلّوا، واثبتوا على الباب ولا تهربوا. كل الأمور بيد الله عزّ وجلّ، هو الموقظ والمحذّر. هو المنبّه، هو المنوّم. نبيّنا صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم لمّا سمع مناداة الحقّ عزّ وجلّ له ﴿يا أيها/ المدّثر﴾ [سورة المدثر ١/٧٤]. قام عن فراشه وخرج هائماً. وهكذا [١٤٧/ب] القلب يسمع مناداة الحق عزّ وجلّ فيجيبه ويهيم في طلبه، يشتاق إليه. هو ينبّه القلوب ويدلّها عليه. إذا أرادك لأمر هيّأك له، هذا أمر باطن. وهو القدر والسّابقة والعلم. لا يجوز لنا الوقوف معه والاحتجاج به، بل نجدّ ونجتهد، و[لا] نعترض ولا نكسل. اللهم رضّنا بقضائك، صبّرنا على بلائك، أوزعنا شكر نعمائك. نسألك تمام النعمة ودوام العافية، والثبات على المحبّة. عن إبراهيم بن أدهم(٥٧) ـ رحمة الله عليه ـ أنّه قال: (بقيت ليلة، من أوّل الليل إلى آخره أدعوا الله عزّ وجلّ

---

(٥٧) هو إبراهيم بن أدهم بن منصور التميمي البلخي توفي (١٦١هـ). زاهد مشهور كان أبوه من أهل الغنى في بلخ فتفقّه ورحل إلى بغداد وجال في العراق والشام والحجاز ولم يعبأ بالغنى، كان يعيش من عمله بالحصاد وحفظ البساتين والحمل والطحين، ويشترك مع الغزاة في قتال الروم، أخذ عنه كثير جداً من العلماء. أخباره كثيرة وفيها اضطراب في نسبته ومسكنه ومتوفاه.

انظر الاعلام للزركلي ٣١/١ .

بأنواع الدعاء وأبكي إلى قريب من الصبح غفت عيني، فرأيت الله عزّ وجلّ في نومي فقال: (يا إبراهيم إنّك ما تحسن تدعوني/ قل: اللهم رضني بقضائك، [١٤٨/أ] وصبّرني على بلائك، أوزعني أن أشكر نعمائك، أسألك تمام النعمة، ودوام العافية، والثبات على المحبّة) فانتبهت وأنا أكررها. العبد المحقق للعبودية من استغنى بربّه عن خَلْق ربّه عزّ وجلّ، بحاله عن أحوال غيره، بنبيه صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم عن سائر الأنبياء. لا يبقى له حاجة إلى شيء، وتحتاج الأشياء إليه.

القوم لا يطلبون من الله عزّ وجلّ غير الله، يطلبون المنعم لا النعمة، الخالق لا المخلوق، هربوا من الطعام والشراب واللباس والنكاح وصداع الدنيا، هربوا إليه فهم يعبدونه لأجله، ويطلبون منه، ما يعبدونه لعلف النفوس، ما يعبدونه لدار الضيافة، يقولون ما نصنع بالزحمة؟! نريد الرحمة، نريد الخلوة مع المحبوب من غير زحمة، المحبّة/ لا تحمل شريكاً. يا مَنْ يدّعي المحبّة، المحبّ ضيف [١٤٨/ب] المحبوب، وهل رأيت ضيفاً يتحرّك في تحصيل طعامه وشرابه ومصالحه؟ تدّعي المحبّة وتنام! المحبّ كيف ينام؟! لا يخلو إمّا أن يكون محبّاً أو محبوباً؛ فإنْ كنت محبّاً فالمحبّ كيف ينام؟! وإنْ كنت محبوباً فالمحب ضيفك يا مدّعي ما ليس عندكم سوف تعلمون نبأه بعد حين. سوف ترون(٥٨) عقوبة دعاويكم عاجلاً وآجلاً.

يا علماء: يا متعلمون: ليس المقصود العلم إنّما المقصود ثمرته. ماذا تنفع الشجرة من غير ثمرة؟! وما ثمرة العلم إلا العمل والإخلاص. الكتاب والسنة آلة يُعمل بهما فكيف تنفع آلة لا يعمل بها، إنّما تحصل الأجرة للصّانع بعد عمله وتعبه. لا كلام حتى تُقْدم من سفْرة الدنيا والوجود والخلق. إذا قدمت عليه بَيَّنَ/ [١٤٩/أ] لك وكشف وشرح. قال الله تعالى: ﴿. . . اتقوا الله ويعلمكم الله . . .﴾ [سورة

---

(٥٨) في (أ): تعلمون.

البقرة ٢/٢٨٢]. وقال: ﴿... ومن يتق الله يجعل له مخرجاً ويرزقه من حيث لا يحتسب...﴾ [سورة الطلاق ٦٥/ ٢-٣].

التقوى أساس كل خير، سبب لمجيء الدنيا والحكمة والعلوم وصفاء القلوب والأسرار. اتقوه واصبروا معه، رأس الإيمان(٥٩) الصبر وجسده العمل؛ ولهذا كان النبي صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم يقول: «الصبر من الإيمان كالرأس من الجسد»(٦٠) كل الأعمال لا تتم إلا بالصّبر تحت قضاء الله عزّ وجلّ. اصبروا واثبتوا وتورعوا. عليكم بالورع في خلواتكم وجلواتكم، والزهد في أقسام غيركم، والإعراض عن أقسامكم. أنت تغنم بدل الدين الجاه، وتجمع الغلات والدنانير والثياب والدور والجواري والخيل والخدم، كل هذا هوس، عن قريب تفارقه. [١٤٩/ب] ارجع إلى ربّك/ عزّ وجلّ. اعكس تصب، دع الباطل والاختلاط والجنون، كيف تجمع شيئا تتركه لغيرك، وتنفرد بمحاسبته ومناقشته، ما ينفعك من جميع ما تجمع ذرّة، ما يقع بيدك منه إلا حجته وحسابه ونكاله وذهابه وندامته. مالك عقل، اشترِ مني عقلاً، تقدَّم إلى بين يديّ واسمع نصحي لك. إنّي أعرف ما لا تعرف، وأرى من الآخرة ما لا ترى. ويحكم الأعمال الصّالحة هي التي تردّ العذاب عنكم في قبوركم. عن النبيّ صلّى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم أنّه قال: «إذا نزل المؤمن إلى قبره: تقعد الصدقة عند رأسه والصلاة عن يمينه والصيام عن شماله، والصّبر عند رجليه فيأتي العذاب من عند رأسه فتقول الصدقة مالك عندي سبيل، فيأتي عن يمينه فتقول الصلاة مالك عندي/ سبيل، فيأتي عن شماله فيقول [١٥٠/أ]

---

(٥٩) في «ب»: الدين.

(٦٠) أخرجه الديلمي في الفردوس، ٣٨٤٠، عن أنس رضي الله عنه، كما ذكره العراقي في تخريج أحاديث الإحياء، ٤/ ٦١، وذكره في المناوي في فيض القدير، ٥١٣٦، عن أمير المؤمنين علي بن أبي طالب.

الصيام مالك عندي سبيل، فيقول الصبر: ها أنا حاضر إن احتجتم إليّ ساعدتكم[٦١]».

يا قوم: عليكم بالمواساة للفقراء والإيثار لهم عند ضعف الإيمان، والمواساة عند قوته، والإيثار مع التبسم. استقبلوا الفقراء بالعطاء أو بالردّ على أحسن وجه عند العدم. عن النبي صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم أنّه قال: «هدية الله عزّ وجلّ إلى عبده السّائل على بابه»[٦٢].

ويحكم تكرهون هدية الله عزّ وجلّ وتردّونها ولا تقبلونها[٦٣]، عن قريب ترون جزاءكم، يجيء إليكم الفقر فيطرد غناكم ويقعد مكانه، يجيء إليكم المرض فيطرد عوافيكم ويقعد مكانها، لا تخاطرون برؤوس نعم ربّكم عزّ وجلّ التي له عندكم.

---

(٦١) رواه ابن حبان في صحيحه، ٣١١٣، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله عليه [وآله وصحبه] وسلم قال: «إن الميت إذا وضع في قبره إنه ليسمع خفق نعالهم حين يولّون عنه، فإنْ كان مؤمنا كانت الصلاة عند رأسه، وكان الصيام عن يمينه، وكانت الزكاة عن شماله، وكان فعل الخيرات من الصدقة والصّلة والمعروف والإحسان إلى الناس عند رجليه. فيؤتى من قبل رأسه فتقول الصلاة: ما قِبَلي مدخل. ثم يؤتى عن يساره، فتقول الزكاة: ما قبلي مدخل. ثم يؤتى من قبل رجليه، فتقول فعل الخيرات من الصدقة والصّلة والمعروف والإحسان إلى الناس: ما قبلي مدخل . . .». وقد أورد الطبراني في الأوسط عن أبي هريرة رفعه، قال: يؤتى الرجل في قبره، فإذا أُوتي من قبل رأسه دفعه تلاوة القرآن، وإن أُتي من يديه دفعته الصدقة، وإذا أُتي من قبل رجليه دفعه مشيه إلى المساجد، والصبر حَجْره، فقال: أما إني لو رأيت خللاً كنت صاحبه». قوله حَجْره بفتح الفاء وسكون الجيم والراء، أي ناحية. انظر تخريج إحياء علوم الدين لمحمود الحداد، ٤٠٦٥.

(٦٢) انظر تخريجه ص ١٠٨.

(٦٣) نقص من «أ».

المؤمن يعلم أنّه لم يوجّه الحقّ عزّ وجلّ إليه بالسائل[٦٤] إلا حتى يعطيه من نعمه التي له عنده، ويرى أنّه/ إذا أعطاه أكرمه وقبل حوالته، أعطاه ما هو أوفى وأكثر [١٥٠/ب] وأحسن من عطيته دنيا وآخره.

يا مدبرا: تعامل السلاطين والأمراء والأغنياء طلبا للجاه والزيادة، ولا تعامل ملك الملوك[٦٥]. هو أغنى الأغنياء الذي لا يموت أبداً، ولا يفتقر أبداً، وإذا أقرضته يضاعف لك، يعطيك عن الدرهم عشرة في الدنيا وثوابك في الآخرة لا ينقص. يعطيك في الدنيا البركة وفي الآخرة الثواب، أمَا سمعت كيف قال: ﴿... وما أنفقتم من شيء فهو يخلفه ...﴾ [سورة سبأ ٣٤/٣٩].

اللهم ارزقنا معاملتك، وطيّب لنا خدمتك، والوقوف على بابك مع جملة خدمك. وآتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار.

* * *

---

(٦٤) نقص من «أ».

(٦٥) في (أ): مالك الموت.

مجلس

عن النبي صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم أنّه قال: قال لي جبريل عليه السلام/ إنّما يرحم الله من عباده الرحماء(٦٦)»، «ارحموا من في الأرض يرحمكم من [١٥١/أ] في السماء»(٦٧). يا من يريد الرحمة من الله عزّ وجلّ، زنْ ثمنها وقد وقعتْ بيدك! ما ثمنها؟ رحمتك لخلقه والشفقة عليهم، وإصلاح نيّتك لهم. تريد شيئاً بلا شيء. ما يقع بيدك؟!. هات الثمن وخذ المثمّن.

ويحك تدّعي معرفة الله عزّ وجلّ ولا ترحم خلقه. كذبت في دعواك. العارف يرحم كل الخلق من حيث العلم، ويرحم قوما دون قوم من حيث الحكم. الحكم يفرق، والعلم يجمع. قال الله تعالى: ﴿... وأتوا البيوت من أبوابها ...﴾ [سورة البقرة ٢/١٨٩]. الشيوخ العاملون الصادقون هم أبواب الحقّ عزّ وجلّ وطرقه إلى قربه. هم ورثة الأنبياء والمرسلين ونوّباهم. هم مفردوا الحق عزّ وجلّ والدعاة إليه. هم سفراء بينه وبين خلقه/ هم أطباء الدِّين ومعلموا الحقّ. اِقْبلوا [١٥١/ب] منهم واخدموهم. سلّموا نفوسكم الجاهلة إلى يد أمرهم ونهيهم. الأرزاق بيد الله عزّ وجلّ. رزق الأبدان. ورزق القلوب. ورزق الأسرار فاطلبوها منه لا من غيره. رزق الأبدان الطعام والشراب، ورزق القلوب التوحيد. ورزق الأسرار الذكر الخفي. ارحموا نفوسكم بمجاهدتها وأمرها ونهيها ورياضتها. ارحموا الخلق بأمرهم

---

(٦٦) قطعة من حديث أخرجه البخاري، كتاب الجنائز، باب ما يرخص في البكاء من غير نوح، ١٢٢٤، «هذه رحمة جعلها الله في قلوب عباده، إنما يرحم الله من عباده الرحماء». كما أخرجه أحمد في مسند الأنصار، ٢٢٦٣ .

(٦٧) رواه الترمذي في صحيحه، كتاب البر والصلة، باب من رحمة الناس، ١٩٢٤، عن عبدالله بن عمرو، كما رواه البيهقي في الشعب، ١١٠٤٨ ١٠هـ.

بالمعروف ونهيهم عن المنكر، والصدق في نصيحتهم، والأخذ بأيديهم إلى باب ربهم عزّ وجلّ.

الرحمة من صفات المؤمنين، والقساوة من صفات الكافرين. صلوا من قطعكم، وأعطوا من حرمكم، واعفوا عمّن ظلمكم، إذا فعلتم هذا فقد اتصل حبلكم بحبل الله/ [١٥٢/أ] تعالى، وما عندكم بما عنده؛ لأنّ هذه الأخلاق من جملة أخلاق الحقّ عزّ وجلّ. أجيبوا المؤذنين الذين يدعونكم إلى المساجد التي هي بيت الضيافة والمناجاة. أجيبوهم فإنكم تلقون النجاة والكفاية عندهم. إذا أجبتم داعيه أدخلكم داره وأجابكم وقربكم وعلّمكم المعرفة والعلم. يريكم ما عنده، ويهذّب جوارحكم، ويطهر قلوبكم، ويصفي أسراركم، ويلهمكم رشدكم، ويقيمكم بين يديه، ويوصل قلوبكم إلى دار قربه، ويأذن لها بالدخول عليه. هو كريم إذا أجبتموه ولم تتهاونوا بدعائه أجابكم، وأحسن إليكم، وخلع عليكم [الخِلَع]. قال عزّ من قائل ﴿هل جزاء الإحسان إلا الإحسان﴾ [سورة الرحمن ٥٥/٦٠].

إذا أحسنتم العمل أُحْسِن الثواب. قال النبي صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم/ [١٥٢/ب] : «كما تدين تدان»(٦٨)، «كما تكونوا يولّى عليكم»(٦٩). أعمالكم أعمالكم. كونوا في الدنيا بقلوب زاهدة متعففة معبّرة. لا تتوطنوا فيها فليست دار الوطن والمقام. ثم وطن آخر [و] مقام أخير. هذه الدار سجن بالإضافة إلى دار الآخرة؛ ولهذا قال النبي صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم: «الدنيا سجن

---

(٦٨) قطعة من حديث، أخرجه عبد الرزاق في المصنف، عن أبي قلابة، ٢٠٢٦٢، وأوله: «البرّ لا يبلى، والذنب لا ينسى، والديّان لا يموت؛ فكن كما شئت، فكما تدين تدان». كما أخرجه الديلمي في الفردوس، ٢٢٠٣، عن ابن عمر بنفس اللفظ.

(٦٩) أخرجه الديلمي في الفردوس، ٤٩١٨، بلفظ «كما تكونوا يولى عليكم أو يؤمر عليكم». كما ذكره العجلوني في الكشف، ١٩٩٧.

المؤمن»[٧٠] هي سجنه ولو عاش فيها ألف سنة متقلب في نعيمها، والآخرة فَرَجُه وفرحته وجنّته وبرّه وثوابه ودولته وأمره ونهيه وسعته.

وأما العارف العالم الصدّيق فثوابه في الدنيا قبل الآخرة، وهو قرب ربّه عزّ وجلّ، يتمنّى أن لم تخلق، يرى أن القيامة زحمه والجنة زحمه، يرى أن في القيامة ظهور سريرته؛ لأنّ في ذلك اليوم تنقلب الأسرار إلى الوجوه، ويرى/ أنه يقوم من [١٥٣/أ] قبره وعليه حليّ وحلل، وتستقبله المواكب[٧١] والغلمان، وقلبه أبداً زاهد في مثل هذا. يكره الزحمه لاستغنائه برؤية ربّه عزّ وجلّ، يحبّ المنعم لا النّعمة، يحبّالدخول على الملك من باب السرّ لا في المواكب، يكره الجواز في الجنّة؛ لأنّه يتعثر بنعيمها ويتغير، يتمنّى ـ المحبّ لله عزّ وجلّ التارك لما سواه ـ أنْ لا يرى الجنّة حتى لا يتقيّد بها، ولا يتعثر بها، ولا تقف خطواته عن ربّه عزّ وجلّ ويشتغل بغيره.

واحريقاه، واناراه على من لا يعرف الله عزّ وجلّ في الدنيا قبل الآخرة، ويشمّ نسيم قربه، ويأكل من طعام فضله ويشرب من شراب أنسه. كم أناديكم يا منافقين، وأنتم لا تسمعون، وغدا سمعتم تتصامون ولا تجيبون. ما أبعدكم وأنتم تنادون/ من مكان بعيد. تجيء أصواتكم من قرار الأرض لا من قلعة القرب [١٥٣/ب] وساحل المنة. كلّ همّكم بطونكم وفروجكم وأجسادكم وجميع دنياكم. إن هذا [إلّا] دنس[٧٢].

---

(٧٠) أخرجه مسلم، كتاب الزهد والرقاق، ٢٩٥٦، عن أبي هريرة رضي الله عنه. كما أخرجه الترمذي في كتاب الزهد، باب الدنيا سجن المؤمن وجنة الكافر، ٢٣٢٥، كما ذكره الحاكم في المستدك، كتاب الرقاق ٤ / ٣١٥، بلفظ «الدنيا سجن المؤمن وسنته، فإذا خرج من الدنيا فارق السجن والسنة».

(٧١) في (أ): المراكب.

(٧٢) في (ب): دَنِيّ.

الجوع طعام الله عزّ وجلّ في الأرض، تشبع به بطون الصّديقين. يا خائفين من الفقر، الفقر هو الخوف من الفقر، والغَنَاء هو الغنى بالله عزّ وجلّ عمّن سواه لا الغنى بالدراهم والدنانير.

يا غلام: أقم القيامة على نفسك، أُدخل بأقدام فكرك إلى النار والجنّة، وأنظر ما فيهما بعيني إيمانك ويقينك، ما يزال المؤمن يعمل حتى يصحّ فكره ونظره؛ فحينئذ يقيم القيامة عَلَى نفسه، ويقوم بين يدي ربّه عزّ وجلّ ويقرأ صحائفه، ويرى فيها حسناته وسيئاته، ويرى سيئاته قد غلبت على حسناته، وأنه قد وقع بها في النار[73]، يجوز الجواز على/ الصراط فيجوز عليه وهو بين الخوف والرجاء والهلاك [١٥٤/أ] والعبور، فبينما هو كذلك إذ تداركه الله عزّ وجلّ برحمته فأمر بردّه إليه، وعرّض الصراط تحت قدميه وأطفأ لهب النّار بماء رحمته حتى قالت: له: جُزْ يا مؤمن فقد أطفأ نورك لهبي. كل هذا يتفكّر فيه المؤمن ويصوّره ويقرّره، لا يزال يؤمن به حتّى يصير عنده يقينا.

يا غلمان: لا تنقطعوا عن هذا النعيم الذي قد شرحته لكم بعدْوِكم خلف أقسامكم، ارتكوا العدو خلفها حتى تسعى هي خلفكم[74]، هذا شيء قد جرّبته ورأيته، ورآه غيري ممّن سلك هذا الطريق. لا تستعجلوا فما يفوتكم ما هو لكم. عن النبي صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم أنّه قال: «ما تخرج نفس من الدنيا حتى تستوفي رزقها فاتقوا الله/وأجملوا في الطلب»[75]. توقفوا، ولا تحرصوا، [١٥٤/ب] ولا تتبعوا، وتثبّتوا، هذا إن كان لا بد لكم من الطلب. إذا أعرضت عن أبواب

---

(٧٣) في (ب): وقع له بالنار.

(٧٤) في (أ) و (ب): حتى سعت.

(٧٥) أخرجه الحاكم ٢/٤، عن جابر بلفظ «قال رسول الله صلى الله عليه [وآله وصحبه] وسلم: «إنّ أحدكم لن يموت حتى يستكمل رزقه فلا تستبطؤوا الرزق، واتقوا الله أيها الناس وأجملوا في الطلب، خذوا ما حلّ، ودعوا ما حرّم».

الملوك فتح الله لك باباً لا ينغلق ابدا، باب السّرّ، باب الباطن، يفتح لك من غير حولك وقوتك وظنّك.

المؤمن يخرج من بيت نفسه وهواه وطبعه قاصداً إلى باب ربّه عزّ وجلّ. فبينما هو كذلك إذْ وقف في طريقه سدّالآفات في نفسه وماله واهله، فيقف متحيّراً، فيرجع إلى ذنوبه وسوء أَدَبه في خرق حدود شرع ربّه عزّ وجلّ فيتوب من جميع ذلك، ويسكت عن لِمَ وكيف، ويخرس ظاهراًوباطناً عن الدعاوي وعن المنازعة، ويسلّم ويستطرح لا يعالج، ذلك السدّ الذي بين يديه بيد حركته وجده واجتهاده، ولا يستعين على فتحه بغير ربّه عزّ وجلّ يجعل/ كل شغله في ذكره، [١٥٥/أ] والرجوع إليه، وذكر ذنوبه، والاستغفار منها، والرجوع إلى(٧٦) نفسه بالملامة. حتى إذا فرغ من ذلك رجع إلى قدر ربّه عزّ وجلّ، يقول قَدَرُ الله عزّ وجلّ وقضاؤه وسابقته مكتوب عليّ، يرجع إلى التسليم والتفويض من حيث القلب لا من حيث اللسان. فيما هو كذلك مطرقا مغمضا إذ فتح عينيه والسد قد زال، والباب مفتوح، وقد جاءه مكان الآفات نعماء، ومكان الضيق سعة، ومكان المرض عافية، ومكان الهلاك ملْكا، كل ذلك تصديق قوله عزّ وجلّ ﴿. . . ومن يتق الله يجعل له مخرجا ويرزقه من حيث لا يحتسب . . .﴾ [سورة الطلاق ٦٥/٢-٣]

لا يزال العبد يقابل النعم بالشكر، ويقابل البلاء بالموافقة والاعتراف بالجرائم/والذنوب واللوم للنفس حتى تنتهي خطوات قلبه إلى ربّه عزّ وجلّ. [١٥٥/ب]

لا يزال يخطو بالحسنات والتوبة من السيئات حتى يصل إلى باب ربّه عزّ وجلّ.

لا يزال يخطو بالشكر على النعم وبالصبر على النقم حتى يصل إلى باب ربّه عزّ وجلّ، فإذا وصل إلى هناك رأى ما لا عين رأت ولا أذن سمعت ولا خطر على قلب بشر. إذا وصل قلب العبد إلى ربّه عزّ وجلّ انقطعت توبته: الحسنات

---

(٧٦) في «أ»: على.

والسيئات، والشكر والصبر، والتعب والشفاء كما تنقطع خطوات المسافر إذا وصل إلى مقصده ومنزله فتبقى المجالسة والمجانسة والمشاهدة والمحادثة والإطلاع على الأسرار. إذا وصل محبّاإلى محبوب هل يبقى تعب؟! ينقلب التعب راحة، البعد/ [١٥٦/أ] قربا. الغَيبة حضورا. الخبر معاينة، يطلع على أسراره، ويطوف به داره، ويفتح له خزائنه، ويفرجه في بساتينه. أليس تفعلون هذا، ويضرب الله الأمثال للناس؟!. إنما يعرف الإشارة أهل الإشارة.

يا عابداً بغير قلب حاضر، مَثَلُك مثل الجمل المشدود العين وهو يطحن، يظنّ أنه قد مشى فراسخ كثيرة وهو من مكانه لم يبرح.

ويلك تقوم وتقعد في صلاتك، وتجوع وتعطش في صومك بلا ذرّة من الإخلاص والتوحيد، فماذا ينفعك؟! ما يقع بيدك غير التعب. تصلي وتصوم وعين قلبك إلى ما في بيوت الناس وجيوبهم وأطباقهم! وتنتظرهم حتى يهدوا لك وتريهم [١٥٦/ب] عبادتك وتُعْلِمُهُ/ بصومك/ ومجاهدتك! يا مشركاً بالخلق ما أنت على شيء، ارجع عن شركك. يا منافقا، يا مرائيا، يا مُدْبراً عن صف الصديقين الروحانيين الربانيين، أما تعلم أني محكّكم وكيركم وشحنة عليكم، أطالبكم بدعاويكم، عن النبي صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم أنّه قال: «لو أُخذ الناس بدعاويهم لادعى القوم دماء قوم ولكنّ البينة على المدّعي واليمين على من أنكر»(٧٧). ما أكثر قولك، وما أقل فعلك، اعكس تصب. من عرف الله عزّ وجلّ كَلَّ لسانه، ونطق قلبه، وصفا سرّه، وارتفعت عنده درجته، واستأنس به واستراح إليه، واستغنى

---

(٧٧) أخرجه مسلم في صحيحه، كتاب الأقضية، باب اليمين على المُدّعي عليه، ١٧١١، بلفظ «لو يعطى الناس بدعواهم لادّعى ناس دماء رجال وأموالهم لكنّ اليمين على المدّعى عليه.

كما ذكره الشوكاني في نيل الأوطار، باب استحلاف المدَّعى عليه في الأموال والدماء وغيرها» ٤/٣٠٥.

به، يا نار القلوب كوني برداً وسلاماً. يا قلوب تهيء ليوم تسير فيه الأرض والجبال وتبرز فيه الأرض. الرجل كلُّ الرجل/ من يثبت في ذلك اليوم. الربانيّ يثبت في [١٥٧/أ] ذلك اليوم على قدمي إيمانه وإيقانه وتوكله ومحبته لمولاه وشوقه إليه على قدميّ معرفته له في الدنيا قبل الآخرة. تسير جبال الأسباب والخلق وتبقى جبال المسبّب والخالق، تسير جبال ملوك الظاهر والصور وتضمحل، وتظهر جبال ملوك الباطن، وتثبت يوم القيامة، يوم التغيير والتبديل. هذه الجبال التي ترونها(٧٨) وتتعجبون من قوتها وصلابتها وعظم خلقها تصير كأنّها الصّوف المندوف، وتنقطع من أماكنها بعروقها، وتذهب صلابتها وتسير أسرع من سير السحاب، وتصير السماء كالمهل وهو الصفر المذاب(٧٩)، تتغير صفة الأرض والسماء، تنتهي نوبة الدنيا، ونوبة الحكمة، نوبة الأعمال، نوبة الزراعة/ نوبة التكليف. وتجيء نوبة الآخرة، نوبة [١٥٩/ب] القدرة، نوبة الإثابة على الأعمال، نوبة الحصاد، نوبة الراحة من الكلفة، نوبة إعطاء كل ذي فضل فضله. اللهم ثبت قلوبنا وجوارحنا في ذلك اليوم، وآتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار.

---

(٧٨) التي ترونها: نقص من (أ).

(٧٩) أي النحاس المذاب.

مجلس

عن النبي ﷺ أنّه قال: «خالطوا الناس بخلق حسن فإن متّم ترحّموا عليكم وإن عشتم حنّوا إليكم»[٨٠]. اسمعوا هذه الوصية، شدّوها على أعين قلوبكم ولا تنسوها، قد دلّكم على عمل يسير، له ثواب كثير. ما أحسن الخلق الحسن! هو راحة لصاحبه ولغيره، وما أقبح الخلق السيء، هو تعب لصاحبه وأذية لغيره. [١٦٠/أ] ينبغي للمؤمن أن يجاهد نفسه في تحسين خلقه ويلزمها به كما يجاهدها في بقية الطاعات؛ فإنّ دأبها الكبر والغضب وحقارة الناس. جاهدوها حتى تطمئن فإذا اطمأنت تواضعت وذلّت وحسن خلقها، وعرفت قدرها، واحتملت من غيرها. قبل المجاهدة هي فرعونة، طوبى لمن عرف نفسه وعاداها وخالفها في جميع ما تأمر به. ألزموها ذكر الموت وما وراءه وقد ذلّت وحسن خلقها. إمنعوها الحظوظ، وأوفوها الحقوق وقد ذلّت وحسن خلقها. خذوها بيد الفكر وأدخلوها النار والجنة حتى ترى ما فيها وقد ذلّت وحسُن خلقها. تفكروا في القيامة، أقيموها على أنفسكم قبل أن تقوم. يوم القيامة فرح لقوم وغمّ لقوم، عيد لقوم ومأتم لقوم. [١٦٠/ب] هو/ يوم عيد الصالحين، يوم زينتهم وحللهم وحليهم وركوبهم لنجائبهم، وظهور غلمانهم وأعلامهم. تصير أعمالهم صورا. يظهر نورها على وجوههم. يا غلام: إن كان لك غرض في ربّك عزّ وجلّ وكنت مريداً له فالزمني واقنع مني بخرقة ولقمة، واخدم فيما أستخدمك فيه، ولا تخالف قولي. إنْ فعلت هذا وإلا فلتصدّ عني.

---

(٨٠) ذكره أحمد في مسند معاذ بن جبل، ٢٢١٢٠، بلفظ «يا معاذ اتق الله» حيثما كنت، وأتبع السيئة الحسنة تمحها، وخالق الناس بخلق حسن». كما ذكره الترمذي في أبواب البرّوالصلة، باب ما جاء في معاشرة الناس، ١٩٨٨، عن أبي ذر.

هذا الطريق لا يسلك مع النفس والهوى والطبع ورؤية الخلق، قد كشفت لك الحال؛ فإن أردت تقبلْ، وإلا فأنت أعرف. إن قبلت رجوت لك من الله عزّ وجلّ خيرا كثيرا. اتبعني ولا تخف على نفسك من الجوع والفقر. أُصدق وما يكون إلا ما تريد، ولا ترى إلا الخير. كنت أخلو بنفسي في مواضع خالية وأنا صغير فأسمع في بعض الأوقات صوتا/ ولا أرى شخصاً: يا مبارك: إنك بخير، وسترى خيراً، [١٦١/أ] فأقوم وأطوف حوالي فلا أدري من أين ذلك الصوت. وبحمد الله عزّ وجلّ رأيت البركة والخير في جميع أحوالي. من عباد الله عزّ وجلّ قوم يقولون للشيء: كن فيكون ولكنكم لا تدرونهم، وإذا رأيتموهم لم تعرفوهم، وتغلقون أبوابكم في وجوههم، تشدون أكياسكم وخرقكم عنهم، ويحكم إذا سددتم أبوابكم في وجوه الفقراء سدّ الله عزّ وجلّ عليكم، وإذا فتحتموها في وجوههم فتح الله عزّ وجلّ عليكم. إذا أنفقتم لوجوه الخلق عسَّر عليكم. أنفقوا ولا تبخلوا، قال الله عزّ وجلّ: ﴿الشيطان يعدكم الفقر ويأمركم/ بالفحشاء . . .﴾ [سورة [١٦١/ب] البقرة ٢/٢٦٨] وقد وعدكم بالخلف في مقابلة الإنفاق، فقال: ﴿. . . وما أنفقتم من شيء فهو يخلفه . . .﴾ [سورة سبأ ٣٤/٣٩]. ويْلك تدّعي الإسلام وتخالف الرسول، وتُحْدِث في دينه ما تريد بهواك. كذبْت في إسلامك. ما أنت متبع بل أنت مبتدع[٨١]، ما أنت موافق بل أنت مخالف! أما سمعت كيف قال النّبيّ ﷺ: «اتبعوا ولا تبتدعوا فقد كفيتم»[٨٢]. وقوله: «تركتم على بيضاء نقيّة»[٨٣]. ترد عليه؟! وتخالف قوله؟! وتدّعي أنك متبع له؟! لا كرامه لك. إنّي

---

(٨١) بل أنت مبتدع: نقص من «أ»..

(٨٢) ذكره الهيثمي في المجمع ١/ ١٨١، وقال عن عبدالله بن مسعود قال: اتبعوا ولا تبتدعوا، فقد كفيتم، كما ذكره الهندي في الكنز، ١١١٢ .

(٨٣) ذكره الزبيدي في إتحاف السادة المتقين، ١/ ١٨٢، بلفظ «تركتكم على البيضاء، ليلها كنهارها، لا يزيغ عنها بعدي إلا حالك».

أقول لك الحقّ، فإنْ شئت أن تجيء وإن شئت لا تجيء[٨٤]، إنْ شئت أن تمدح وإن شئت أن تذم. قال عزّ من قائل: ﴿وقل الحق من ربكم فمن شاء فليؤمن ومن شاء فليكفر . . .﴾ [سورة الكهف ١٨ / ٢٩] ما يهرب من حِدَّة كلامي إلا منافق دجّال نصّاب مدَّعٍ، راكب هواه موافق لنفسه، ومخالف/ لكتاب الله عزّ وجلّ [١٦٢/أ] وسنة نبيه ﷺ، مبغض للحق، محب للباطل، لا خطوات لقلبه تقرب من مولاه عزّ وجلّ.

يا غلام: اسمع وانظر بقلبك من غير تهمة، ثم انظر ماذا ترى من العجائب. أزل التهمة للقوم وصدّقهم واقتفهم[٨٥] بلا لِمَ ولا وكيف. وقد استصحبوك معهم، ورضوك لخدمتهم، وأخرجوا لك سهماً مِمّا ينزل عليهم من النعم والمنن، وما ينزل من السماء على قلوب الصّدّيقين، وموارد الأسرار تنزل على أسرارهم في الليل والنهار. إنْ أردت أن يرضوك لخدمتهم فطهر ظاهرك وباطنك، وقف بين أيديهم. طهّر قلبك من البدعة؛ فإن القوم اعتقادهم اعتقاد النبيين والمرسلين والصديقين. هم سلفيون، ومذهبهم مذهب العجائز، يدّعون اعتقاداً/ ولهم على [١٦٢/ب] دعواهم شاهدان عدلان، مقطوع بعدالتهما من التهمة: كتاب الله عزّ وجلّ وسنة نبيه.

يا قوم: لا تظلموا أنفسكم، ولا تظلموا غيركم. الظلم يخرب الديار، ويقلع الأصول، ويسوّد القلوب والوجوه ويضيق الأرزاق. لا تظلموا فلنا قيامة، لا بد أن تقوم. كل آتٍ قريب، لنا خالق لا بد أن يوقفنا بين يديه ويحاسبنا ويناقشنا ويسألنا عن القليل والكثير ويطالبنا بالذرات. إنّي لكم ناصح لا أريد منكم على نصحي أجره. لا تقربوا الربا. فتحاربوا ربكم عزّ وجلّ، وترفع البركة من أموالكم. أقرضوا الدينار بدينار، ومن قدر منكم أن يقرض الفقير وبعد وقت

---

(٨٤) لا تجيء: نقص من «أ».

(٨٥) في «أ»: وافن فيهم.

يحلله يحالله لله فليفعل، يفرحه مرتين: مرة بالإقراض، ومرة بالاستحلال. /[١٦٣/أ]
افعلوا ذلك اتكالاً على ربّكم عزّ وجلّ وثقة به، إنه يخلق ويثيب ويبارك. اجتهدوا أنكم لا تردون سائلاً بل أعطوه أي شيء حضر. القليل خير من الحرمان وإن لم يحضركم شيء فلا تنهروه وردّوه بلين الحديث، ولا تكسروه. من كل وجه الدنيا معْبرة تعبر باختلاف الليل والنهار. كل من مات فقد قامت قيامته وعرف ما له وما عليه. كل شيء له آخر: العافية والبليّة، والخير والشّر، والغنى والفقر، الحياة والموت، العزة والذل. هذه الأشياء كلُّها أضداد، يأتي أحدها ويذهب ضدّه. وفي آخر الأمر الموت. المؤمن العارف إذا أغمض عيني رأسه انفتحت عينا قلبه، فيرى الخلق على ما هم عليه. وإذا أغمضت عينا قلبه انفتحت عينا سرّه. فيرى الحق عزّ وجلّ وتصاريفه في الخلق، وإذا حضر الخالق ذهب الخلق/وإذا حضرت [١٦٣/ب] الآخرة ذهبت الدنيا، وإذا حضر الصدق ذهب الكذب، وإذا حضر الإخلاص ذهب الشرك، وإذا حصر الإيمان ذهب النفاق. كل شيء له ضدّ. العاقل ينظر إلى العواقب. لا تنظروا إلى ظواهر الدنيا وزينتها؛ فإنها عن قريب منتقلة زائلة تزولون ثم تزول بعدكم. لا تهربوا من صحبة ربكم عزّ وجلّ لأجل الآفات التي ترد عليكم منه، هو أعرف بمصالحكم منكم. المصالح في طي المكاره. كونوا عقلاء وتأدّبوا تأتِ الآفات إلى قلوب الصديقين فتسلّم عليها، وتشفع لها، ويقف المتمكّن من الله عزّ وجلّ يضمها إلى صدره، ويقبّل بين عينيها ويزفّها بالصبر والموافقة والرضا؛ فتبقى عنده مدّة ثم تؤخذ من عنده، فيقال لها: كيف رأيت المكان والضيافة؟ فتقول: نعم المكان/ ونعم المضيف، نعم الهدية[٨٦] ونعم المهدي. قيل [١٦٤/أ] لبعض هؤلاء السادة ـ رحمة الله عليه ـ وكان قد ابتلي ببلاء: كيف أنت في هذا البلاء؟ فقال: سلوا البلاء عني. اصبروا مع ربكم عزّ وجلّ؛ فإنّه يزيل بلاءكم، ويرفع درجاتكم عنده جزاء لصبركم. كونوا معه على أنفسكم. كونوا مع الصادقين

(٨٦) في (أ): الهداية، وفي (ب): الدابة.

فيه. العاملين معه وبه وله. اللهم سخّر لنا ويسّر لنا، وافتح لنا، وسهّل لنا، آمين. «الإيمان الذي يزيله المرض والفقر والجوع وكثرة الأغراض ليس بإيمان؛ إنما يبين جوهر الإيمان وصحته ويظهر نوره عند البلاء»[٨٧] إنّما تظهر شجاعته عند مجيء عسكر البلاء. ربكم عزّ وجلّ بما تعملون خبير. يا ملوك ويا مماليك، ويا عوام ويا خواص، يا أغنياء ويا فقراء، يا أهل الخلوات ويا أهل الجلوات ما لأحد عنه حجاب، هو معكم/ أينما كنتم. اللهم ستراً وغفرا وعفوا ولطفاً وعلما [١٦٤/ب] وتجاوزا وعناية وكفاية ومعافاة، آمين.

كل ما أنتم عليه من الخير والشرّ والصدق والكذب والإخلاص والشرك والطاعة والمعصية هو به عليم خبير رقيب حاضر مشاهد. استحيوا من نظره، وانظروا بعين الإيمان وقد رأيتم نظره من جهاتكم الست. يكفيكم هذا في الموعظة، لو اتعظتم وسمعتم بآذان القلوب يكفيكم هذا في الخوف من ربكم عز وجل في خلواتكم وجلواتكم. راقبوه وانظروا إلى نظره إليكم، وما عليكم من الملائكة الكرام الكاتبين، خافوا منه وراقبوه من الحدود الشرعية التي يقيمها عليكم.

سلطانكم وأميركم لو خفتم منه لما تعب المتولون عليكم معكم. يا فقير يا جائع يا عريان يا محتاج تستغيث بغيره[٨٨] سكوتك أحب/ إليك وأنفع لك. [١٦٥/أ]

علمه بحالك يغنيك عن سؤالك. إنما ابتلاك لترجع إليه، فارجع بقلبك إليه واثبت وقد رأيت الخير. لا تستعجله ولا تستبخله ولا تتهمه. جوّعك وأعراك وأحوجك وحجبك لينظر هل تلازم بابه أو باب غيره؟ ترضى عنه أو تسخط عليه؟

---

(٨٧) العبارة بين قوسين من: «ب».

(٨٨) نقص من «أ».

تشكو إليه أو تشكو منه؟ تصرخ عليه أو تضرع إليه؟ يبتليكم لينظر كيف تعملون.

يا جهّال: تركتم باب الغنى ولزمتم باب الفقر! تركتم باب الكريم ولزمتم باب اللئيم! تركتم باب الرحيم ولزمتم باب غير الرحيم! تركتم باب القادر ولزمتم باب العاجز! يا جهال به: عن قريب يجمعكم بين يديه، ويوقفكم يوم يجمعكم ليوم الجمع، ويجمعكم على اختلاف أجناسكم. يا سائر الخلق قال عزّ من قائل: ﴿هذا يوم الفصل جمعناكم والأولين/ فإن كان لكم كيد فكيدون﴾ [سورة [١٦٥/ب] المرسلات ٧٧/٣٨-٣٩] يوم القيامة يوم يجمع الله الخلائق على غير هذه الأرض. أرض[٨٩] لم يصب عليها دم بريء، ولم يُعمل عليها خطيئة. هذا شيء لا ريب فيه. لا شك فيه. قال الله عزّ وجلّ: ﴿وأن الساعة آتية لا ريب فيها وأن الله يبعث من في القبور﴾ [سورة الحج ٢٢/٧] يوم القيامة يوم التغابن، يوم الحسرة، يوم الندامة، يوم التذكرة، يوم الموافقة، يوم الشهادة، ويوم القصاص، يوم الفرح، يوم الحزن، يوم الخوف، يوم الأمن، يوم النعيم، يوم العذاب، يوم الراحة، يوم التعب، يوم العطش، يوم الري، يوم الكسوة، يوم العري، يوم الربح، يوم الخسران، يوم يفرح المؤمنون بنصر الله عزّ وجلّ. اللهم إنا نعوذ بك من شرّ ذلك اليوم، ونسألك خيره وآتنا في الدنيا حسنة/ وفي الآخرة حسنة وقنا [١٦٦/أ] عذاب النار، آمين.

---

(٨٩) نقص من «أ».

مجلس

العبادة ترك العادة، هي ناسخة لها، الشرع ينسخ العادة ويزيلها. تمسكوا بشرع ربكم عزّ وجلّ، واتركوا عاداتكم. العالِم يقف مع العبادة، والجاهل يقف مع العادة، عوِّدوا أنفسكم وأولادكم وأهاليكم فعل الخير والدوام عليه. عوِّدوا أيديكم البذل للدنيا، وعودوا قلوبكم الزهد فيها، لا تبخلوا بها على الفقراء إليها، لا تردوا السؤال لكم فيرد الحقّ عزّ وجلّ سؤلكم. كيف لا يرد سؤالكم وقد رددتم هديته. قال النبي ﷺ: «هدية الله عزّ وجلّ إلى عبده السائل على بابه»[٩٠]. ويحك ما تستحي [أن] تقطع بفقر جارك وجوعه ثم تحرمه عطاءك بظنّ باطل. تقول: معه ذهب مخبأ وهو يظهر/ الفقر. تدعي الإيمان وتنام وجارك جائع وعندك [١٦٦/ب] ما يفضل عنك ولا تعطيه. عن قريب يؤخذ مالك من يدك، وترفع مائدتك من بين يديك، وتذلّ وتفتقر قهراً وجبراً، وتفارقك دنياك التي هي محبوبتك، اتركوا الدنيا اختياراً لا اضطراراً ارضوا بأقسامكم ولا تنظروا إلى أقسام غيركم. اقنعوا بما يسدّ الرمق ويغطي العورة، فإنْ كان لكم شيء آخر فهو يجيء من وقته، هذا فعل الأذكياء المجربين، استراحوا والله من ثقل الطمع وذله. الزهاد عرفوا الدنيا ما عرفوها إلاّ عن معرفة وخبر عرفوا أنها تربّي ثم تقتل، تعطي ثم تأخذ، تولّي ثم تعزل، تحب ثم تبغض، تسمن ثم تأكل، تقبل ثم تدبر، ترفع على الرؤوس ثم تنكس. تحولوا عنها بقلوبكم ومعانيكم. لا تشربوا من ثديها،/ ولا تناموا في [١٦٧/أ] حجرها. لا ترغبوا فيها لأجل زينتها، ولين جلدها وثيابها، وطيب كلامها وحلاوة طعامها. طعامها مسموم، هي قتالة سحّارة مكّارة غدّارة. ما هي دار البقاء

(٩٠) انظر تخريجه ص ١٠٨.

والإقامة. انظروا في أحوال مَنْ تقدم معها وفعلها بهم. لا تقتلوا أنفسكم في طلب الزيادة منها؛ فإنها ما تعطيكم زيادة على أموالكم من عندها. دع طلب الزيادة والنقصان واسكت وتأدّب واقنع. قل: صدق الله في قوله ووعده، وصدق رسوله في قوله: «فرغ ربكم من الخلق والرزق والأجل. جف القلم بما هو كائن إلى يوم القيامة»(٩١). وقوله ﷺ لما خلق القلم قال له: اجرِ. قال: بما أجري، قال: اجرِ بحكمي في خلقي إلى يوم القيامة»(٩٢).

يا غلام: لو ذكرت الموت لما كان/ لنفسك معك كلام، ولما خالفت في طاعة [١٦٧/ب] مولاك عزّ وجلّ،. لكنّك قد جعلتها أميرتك وراكبتك، ما تحبّ أن تؤلمها بذكر الموت، ولا تبغضها ولا تحزنها به، وتقودك إلى النار وما عندك خبر. يا عبد النفس والطبع والهوى قد خرجت عن نسب أبيك عليه السلام والاتصال به. لو رأيت نفسك كما يرى الصالحون نفوسهم لهربت منها. ويحك انتبه قد جعلتْك راحلتها،

---

(٩١) انظر تخريجه ص **١١٧**.

(٩٢) أخرجه البيهقي في الأسماء والصفات، ٣٧٨ . عن ابن عباس رضي الله عنهما بلفظ مشابه قال: (أول ما خلق الله عزوجل من شيء القلم فقال له: اكتب. فقال يا رب وما أكتب؟ قال: اكتب القدر، فجرى بما هو كائن من ذلك اليوم إلى قيام الساعة. قال ثم خلق النون، فدحا الأرض عليها، فارتفع بخار الماء، ففتق منه السماوات، واضطرب النون فمادت الأرض فأثبتت بالجبال، وإن الجبال لتفخر على الأرض يوم القيامة).

ويشهد له أيضاً ما أخرجه الترمذي في صحيحه، كتاب القيامة، باب ولكن يا حنظلة، ،٢٥١٨ عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: كنت خلف رسول الله صلى الله عليه [وآله وصحبه] وسلم يوماً فقال: يا غلام: إني أعلمك كلمات: احفظ الله يحفظك، احفظ الله تجده تجاهك. إذا سألت فاسأل الله، وإذا استعنت فاستعن بالله. واعلم أنّ الأمّة لو اجتمعت على أنْ ينفعوك بشيء لم ينفعوك إلاّ بشيء قد كتبه الله لك. ولو اجتمعوا على أن يضرّوك بشيء لم يضرّوك إلا بشيء قد كتبه الله عليك، رفعت الأقلام وجفت الصحف.

وأثقالها عليك وهي راكبتك، تحملها من موضع إلى موضع. أولياء الله عزّ وجلّ عَكَسوا الأمر جعلوا نفوسهم رواحلهم، وحمّلوها أثقال المجاهدة، وتكاليف العبادة، وقعدوا على تلّ السلامة معها، لا جرم جاءت الدنيا والآخرة إلى خدمتهم [١٦٨/أ] ووقفتا بين أيديهم يأمرنها/ وينهونا، يستوفون أقسامهم من هذه عاجلاً ويستوفون أقسامهم من الأخرى آجلاً.

يا سامعين لهذا الكلام: هو حجّة عليكم يوم القيامة إذا لم تعملوا به، وحجة لكم إن عملتم به. يقال لكم: سمعتم وما عملتم، ما أكثر حضوركم في المجلس للهوى والمعصية والمعارضة، فحضوركم باطل بلا حقّ، عقاب بلا ثواب. شرّ بلا خير. توبوا من حضوركم على هذه الصفة. احضروا بنيّة الانتفاع وقد انتفعتم. إنّي أرجوا من الله عزّ وجلّ أنْ ينفعكم بي ويصلح قلوبكم ونياتكم ومقاصدكم. ما آيِسُ منكم امتثالاً لقوله تعالى: ﴿. . . لعل الله يحدث بعد ذلك أمرا﴾ [سورة الطلاق ٦٥/١] سوف تنتبهون ولتعلمن نبأه بعد حين. اللهم ارزقنا يقظة [١٦٨/ب] المستيقظين، عاملنا/ بما عاملتهم به، أدخلنا في أحوالهم مع العفو والعافية والمعافاة الدائمة في الدين والدنيا والآخرة، ارزقنا قربك مع العفو والعافية. ارزقنا خير هذا اليوم وخير كل يوم. ارزقنا خير من حضر وخير من غاب، واصرف عنا شرّ من حضر وشرّ من غاب. وارزقنا خير السلاطين الذين مكنتهم في أرضك، واكفنا شرّهم. واكفنا شرّ الأشرار، وكيد الفجار، وشرّ كل عبادك وبلادك، وشرّ كلّ دابّة أنت الآخذ بناصيتها إنك على صراط مستقيم. هَبِ العصاة للطائعين، والجهال للعالِمين، والغائبين عنك للحاضرين عندك. الباطلين للعاملين. الضالين للمهتدين.

[١٦٩/أ] أخرجوا من قلوبكم الأضداد والأنداد والشركاء؛ فإن الحق عزّ وجلّ لا يقبل/ شريكاً ولا سيّما في القلب الذي هو بيته. كان الحسن والحسين عليهما السلام يلعبان بين يدي رسول الله ﷺ وهما صغيران، وهو فرح بهما، مقبل عليهما **بكليته**.

فجاءه جبريل عليه السلام فقال: «هذا يُسَمُّ وهذا يقتل»[91] وإنّما قال له ذلك حتى يخرجهما من قلبه، وينقلب فرحه بهما غَماً عليهما، وهكذا كان رسول الله ﷺ يحبّ عائشة عليها السلام فجرت عليها تلك القصة المشهورة المعروفة، فتنحّت عن قلبه مع علمه وتيقنه ببراءتها وبراءة ساحتها؛ لأنّه علم مقصود الحقِّ عزّ وجلّ في ذلك. ويعقوب عليه السلام لمّا أحبّ يوسف عليه السلام، جرى ما جرى عليه وفرق بينه وبينه، ومن هذا الجنس كثير جرى على/ الأنبياء والأولياء محبوبي الحقّ عزّ وجلّ؛ [١٦٩/ب] لأنه غيور يفرغ قلوبهم مما سواه.

عليكم بالإخلاص، صلّوا لله [تعالى]، صوموا لله [تعالى] لا لخلقه، تعيشوا في الدنيا لله [تعالى] لا لخلقه ولا لنفوسكم. كونوا في جميع الطاعات لله [تعالى] لا لخلقه. ما تقدرون على الأعمال الصالحة والإخلاص فيها إلّا بقصر الأمل، وقصر الأمل ما تقدرون عليه إلّا بذكر الموت. ما تقدرون عليه إلّا برؤية المقابر الدّارسة والتفكر في أهلها وما كانوا فيه. أُقْعدوا عند القبور الدّوارس، وقولوا لأنفسكم: هؤلاء كانوا يأكلون ويشربون وينكحون ويلبسون ويجمعون كيف حالهم؟ الآن أي شيء ينفعهم ذلك؟! ما بقي بأيديهم غير الأعمال الصالحة. فيكم يا أهل هذه البلدة من لا يقول بالبعث والنشور، متبعون مذهب الدهرية/ وهم [١٧٠/أ] يسترون على أنفسهم خوف القتل، وإني أعرف منهم جماعة غير أني أعاملكم بحِلم الله عزّ وجلّ، وأستر عليكم وجه علم الله عزّ وجلّ. أعاينكم واحدا واحدا، وأغطي عيني عنكم. اللهم ستراً وغفراً وهداية وكفاية وغاية آمين.

ويلك لا تكن أبلهاً تنازع الله عزّ وجلّ وتناظره بحماقتك وجهلك فتخاطر برأس ظاهرك ودينك. أغمض، أطرق، تأدب، اعرف من أنت، اعرف قدرك وذل في نفسك. أنت عبد والعبد وما يملكه لمولاه. ليس له في نفسه تصرف. يجب عليه أنْ يترك إرادته لإرادة سيّده، واختياره لاختيار سيّده، وقوله لقول سيّده. أنت تتواقح على الله عزّ وجلّ لأجل نفسك، والقوم يتواقحون على ربّهم عزّ وجلّ

(٩١) لم نعثر عليه.

[١٧٠/ب] لأجل الخلق. يسألونه/ : ربي، حياتي فيهم، ويلحون عليه لأجلهم. هم الذين ودّعوا الخلق، طهّروا قلوبهم عن الخلق، لم يبق في قلوبهم من الخلق ذرّة، هم قيام معه وله وبه، هم في بسطٍ كلي بلا قبض، عزّ كلي بلا ذل، عطاء كلّي بلا حرمان، إجابة كلية بلا منع، قبول كلّي بلا رد، فرحة بلا ترحة، قدرة بلاعجز، قوّة بلا ضعف، نعمة بلا نقمة. قد ألبسوا خلع الكرامة، وسلّم إلى أيدي قلوبهم التوقيع بالتفويض(٩٣) والتمكين(٩٤) والتكوين(٩٥)، صارت التكوين في أيديهم كنزاً لا ينفذ، ومعينا لا ينضب، كلّما خافوا زادهم أمنا، كلما تأخروا قدمهم، لهم قول مسموع، وشفاعة مقبولة، فوَّض إليهم ملك الدنيا والآخرة من وراء معقول [١٧١/أ] الخلق. يُدْعون في الملكوتْ عظماء، عن النّبيّ ﷺ أنّه قال: «من تعلم/ وعمل دعي في الملكوت عظيما»(٩٦).

---

(٩٣) التفويض: إرجاع الأمور التي جعلها الله لهم إلى الحقّ عزوجل من جميع أمورهم، ملاحظون لأفعال الله تعالى، مفوضون إليه زمام الأمر، وهذا تفويض الشهداء. أما تفويض الصدّيقين فملاحظة الجمال الإلهي حيث تنوعات التجليات مع غير التقييد بتجلٍ ما.

وتفويض المقرّبين: عدم الجزع على ما اطلعوا عليه بما جرى به القلم في المخلوقات. فلا يتصرفون بشيء في الوجود بل مفوضون إلى الحق تعالى يتصرف في ملكه كيف يشاء وهم الأمناء.

(٩٤) التمكين: هو حال أهل الوصول، فأهل المقام من المبتدئين، وأهل التمكين من المنتهين في محل الكمال والدرجات العليا. والتمكين أيضاً رفع التلوين.

(٩٥) التكوين: لعله قصد فيها الطبع والسجية.

(٩٦) أخرجه أحمد في الزهد ص ٧٧ من كلام عيسى عليه السلام. كما ذكره في الإحياء من كلامه عليه السلام، ج ١/١١٠.

ولعل الناسخ قد ألبس عليه بسبب ذكر الشيخ الجيلاني لعبارة (صلى الله عليه وسلم).

تفكروا فيما أنتم فيه وعليه؛ فإنْ رأيتم أنه موافق لرضى(٩٧) الله عزّ وجلّ فالزموه وإن رأيتم أنه مخالف لرضاه فاتركوه.

تورّعوا في مأكولكم ومشروبكم ومنكوحكم وحركتكم.

يا غلام: اكتم ما عندك؛ فإنْ أخبرت به من غيرك كنت محمولاً فيه، وإنْ أخبرت به من نفسك عوقبت، فالأدب أنْ يكون المخبر غيرك لا أنت. من الصالحين من يكون قاعداً في خلوته في بريّة في صومعته في ساحله مراقباً برأسه في زيقه مستأنساً بربّه عزّ وجلّ وبذكره، يمرّ به مار من صالحي الإنس والجنّأو الملك، فيقول له: هَنَّأَكَ الله عزّ وجلّ بأنسك به وبتنعمك بذكره، يا مصفاً يا مستأثراً يا مقرّباً يا متقياً يا مميزاً يا مخلصاً/ يا منعماً عليه، وهو لا يرفع راسه إليه، ولا يغترّ بما سمع منه[١٧١/ب] بقلبه، ويسمع ذلك مرّة بعد أخرى وكأنّه ما سمع هذا وأمثاله. إذا رجع أحد إلى الخلق كان طبيباً لهم في مارستان الدنيا، تكون أدويته نافعة عاملة، وكحله يقلع سيلان عيون القلوب، ويزيل أمراضها. هو معافى يُعافى به فيجيء نور فيستضاء به، طعام يشبع به، شراب نيرنوي به، شافع فتقبل شفاعته. قائل فيقبل قوله، آمر فيمتثل أمره، ناهٍ فيقبل نهيه.

القوم يكتمون ما في قلوبهم، يكتمون معارفهم وعلومهم، أبواب قلوبهم مفتحة إلى دار قرب ربّهم عزّ وجلّ، في ليلهم ونهارهم. عندهم دار ضيافة القلوب. ما تزال قلوبهم وأسرارهم في سماع موارد الحقّ عزّ وجلّ ليلاًونهاراً/ ابن[١٧٢/أ] آدم إذا صحّ فهو الصحيح يعلو على الكلّ، يتجوهر ويصفو فيعلو ويعلو الجميع، جميع الخيرات فيه. يصير كعصا موسى عليه السلام التي جمع له فيها الخيرات. قيل إن جبريل عليه السلام أخذها من غرس الجنّة وسلّمها إلى موسى عليه السلام حين هرب من فرعون. وقيل إن يعقوب عليه السلام سلمها إلى من انتقلت منه إليه

---

(٩٧) في (أ): لوجه الله.

وجعلها الله عزّ وجلّ معجزة للخلق وتقوية لنبوته، وتصحيحا بها وأنحله(٩٨) مما يخصه بأشياء أخر. كان موسى عليه السلام إذا تعب حملته كالدابة له ولما معه. وإذا عرض له نهر صارت له جسراً يعبر عليها، وإذا جاءه عدو قاتلت عنه. يوم يرعى الغنم في برية قفراء وحده بلا مؤنس غير ربه عزّ وجلّ، فغلبه النوم فنام، فانتبه فرأى في [١٧٢/ب]رأس العصا/ أثر الدم ففتّش حوله فرأى حيّة عظيمة مقتولة، فشكر الله عزّ وجلّ على دفعها عنه. وكان إذا جاع صارت شجرة وأثمرت في الحال، يأكل على قدر كفايته. وإذا عطش صارت نهرا فيشرب منه على قدر كفايته. وكان إذا آذاه حرّ الشمس تركها إلى جنبه فظلّلته. هكذا هذا العبد، إذا صحّ قلبه وصلح لربه عزّ وجلّ جعل فيه منافع للخلق عامة وله خاصة. نفع خاص وعام: ما ظهر للخلق وما بطن، له الجهر للخلق، والسرّ له، هذا الأمر أوله لا إله إلا الله محمد رسول الله، وآخره استواء الحمد والذمّ والخير والشرّ، والنفع والضرّ والقبول والردّ وإقبال الخلق وإدبارهم، صحّح(٩٩) الأول حتى يصح الثاني. إذا لم يَثْبت [١٧٣/أ]قدمُك على الدرجة الأولى كيف تترقى إلى الثانية. الأعمال بخواتيمها، / قولك لا إله إلا الله محمد رسول الله دعوى فأين البيّنة؟! وهي التوحيد والإخلاص مع إحكام الحكم وإعطائه حقّه.

---

(٩٨) أنحله نحلا: أعطاه عطيه، والنُحل: جميع أنواع العطاء. ذكر الخازن في تفسيره ٣/٢٣٦ في قوله تعالى: ﴿ولي فيها مآرب أخرى﴾ أي حاجة ومنافع أخرى، وأراد بالمآرب ما كان يستعمل فيه العصا في السفر، فكان يحمل بها الزاد، ويشدّ بها الحبل، ويستقي بها الماء من البئر، ويقتل بها الحيات، ويحارب بها السباع، ويستظلّ بها إذا قعد. كانت تماشيه وتحدّثه. كان يضرب بها الأرض فيخرج له ما يأكل يومه. وإذا اشتهى ثمرة ركزها فتصير غصن تلك الشجرة وتورق وتثمر، وكانت تضيء بالليل كالسراج، وإذا ظهر له عدوّ كانت تحارب وتناضل عنه.

(٩٩) في (أ): صح.

الموحّد ما عنده خبر من السلطان ولا من الشيطان. هو ناحية عنهما، قائم بقلبه مع الرحمن، يرى تصاريف الحق وأفعاله فيه وفي خلقه، يده في حلقتي مصراعي القضاء والقدر، يراهما كيف يفتحان ويردّان يرى الخلق بعين العجز والضعف والمرض والفقر والذلّ والموت، لا صديق له ولا عدو له، ولا من يدعوا له ولا من يدعوا عليه. إذا أنطقه ربّه عزّ وجلّ بالدّعاء على شخص دعا عليه، وإذا أنطقه بالدعاء لشخص دعا له. هو تحت الأمر والنهي. التحق قلبه بالملائكة الذي قال الله عزّ وجلّ في حقهم ﴿لا يعصون الله ما أمرهم. ويفعلون ما يؤمرون﴾ [سورة التحريم ٦٦/ ٦] ينطق كما/تنطق الجوارح يوم القيامة، فإذا [١٧٣/ب] دعا عاتبهم من هو منهم، قالوا: أنطقنا الله الذي أنطق كل شيء. يصير هذا العبد الذي وصل إلى هذا المقام فانياً عنه موجوداً بربه عزّ وجلّ. اللهم صحّح دعاوينا فيك، وآتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار، آمين.

* * *

مجلس

عن النبي ﷺ أنه قال: «ويل لمن ترك عياله بخير وقدم على الله بشرّ»(١). إني أرى الأكثر منكم هكذا، يجمعون الدراهم والدنانير بغير يد الورع، ويخلفونها لأهلهم وأولادهم ويكلوهم إليها. ويكون الحساب عليهم والهناء لغيرهم، والحزن لهم والطرب لغيرهم.

يا مخلّفي الدنيا لعيالهم، اسمعوا قول نبيكم صلى الله عليه [وآله وصحبه] وسلم: «لا تُخلِّفوا لهم الحرام فتقدموا على الله عزّ وجلّ/ في صحبة الشرّ والعذاب [١٧٤/أ] والنكال»(٢). المنافق يسلّم أولاده إلى المال الذي خلفه لهم، والمؤمن يسلّم أولاده إلى ربّه عزّ وجلّ. لو خلّف لهم الدنيا وما فيها ما سلّمهم إلى ما خلّف، قد جرّب وعرف أنّ كثيرا من الناس سلّموا أولادهم إلى ما خلفوا من الأموال فذلوا وافتقروا، وكدّا من الناس، وارتفعت البركة من الذي خلفوه لهم، ذهبت البركة من لكونه مجموعاً بغير يد الورع، ولكونهم اعتمدوا عليه، وسلّموا أولادهم إليه، ونسوا ربّهم عزّ وجلّ، المنافقون عبيد الخلق، عبيد الدراهم والدينار، عبيد الحول والقوة والأرباح، عبيد الأغنياء والملوك والسّلاطين، أعداء من يدعوهم إلى ربّهم عزّ وجلّ ويدلّهم عليه ويقبح لهم ما هم فيه، المؤمنون قيام مع ربّهم عزّ وجلّ في البأساء والضرّاء والشدّة والرّخاء والنعيم/ والنقم في العافية والمرض، وفي الفقر [١٧٤/ب] والغنى، في إقبال الخلق وإدبارهم، في جميع أحوالهم، لا يفارقونه بقلوبهم

---

(١) لم نعثر عليه.

(٢) لم نعثر عليه.

ولا لحظة، مسلمين، مستسلمين، مستطرحين، راضين، موافقين، وللمنازعة تاركين، غائبين لا يوقظهم[٣] إلا الأمر والنهي.

يا غلام: استفت الكتاب والسنة في جميع تصاريفك، إذا أشكل عليك أمر في دينك فقل: ما تقول يا كتاب؟. ما تقولين يا سنّة؟. ما تقول يا رسول الله في هذه المشكل؟ ما تقول: أنت يا شيخ الذي دلّني على الرسول؟ ما تقول: أنت يا رسول الذي دلّني على المُرْسِل[٤]؟ إذا فعلت هذا إنحل مشكلك، وزالت ظلمتك. إذا أشكل عليك شيء فاسأل عنه ظاهراًأهل الحكم، وباطنا قلبك؛ ولهذا قال النبي ﷺ/ لبعضهم: «استفت قلبك وإن افتاك الناس»[٥]. فإن أفتوك فانظر ماذا [١٧٥/أ] يقول باطنك لك مع كونك قد استفتيت المفتين. انظر ماذا عند قلبك وماذا يتحرك فيه وإنْ أفتاك المفتون؟ استفت الحُجَّاب والبوّابين والوزير ثم ادخل إلى الملك وانظر ماذا يقول. فإن وافق فمرحبا بالوفاق، وإن خالف فالزم قوله دون قول غيره.

يا غلام: انعزل عن المُلْك إن أردت دوام الصحبة مع الملك. المُلْك حجاب عن الملك. النعمة حجاب عن المنعم، الوقوف مع البلاء حجاب عن المبتلي، التعلّق بالمخلوقات المكوّنات المصورات قيد للقلوب والأسرار والمعاني. مَنْ أراد الله عزّ وجلّ به خيرا كثيرا قيده، وأقامه بين يديه على رجلي قلبه، وأنبت له جناحين. يطير بهما في جوّ علمه، ثم يأوي إلى/ برج قربه ومع ذلك يلقى عليه الخوف وترك [١٧٥/ب] الاغترار بما هو فيه، يخاف يد الغيرة أنْ تقص جناحه وتحجبه عن معرفته بعدما

---

(٣) في (أ): لا يوافقهم.

(٤) في (أ): المرسل إليه.

(٥) أخرجه أحمد في المسند، عن وابصة بن معبد، ١٨٠٢٣، بلفظ يا وابصة استفت قلبك، البرّما اطمأن إليه القلوب. واطمأنت له النفس، والإثم ما حاك في القلب وتردّد في الصدر وإن أفتاك الناس». كما أخرجه الدارمي في البيوع، ٢/ ٢٤٥، وأبو يعلى في المسند، ١٥٨٦.

عرف ما هناك. ما دام العبد في الدنيا لا بدّ له من الخوف وترك الاغترار ولو لوصل إلى أي حالة وصل؛ لأنّ الدّنيا دار التغير والتبديل، والآخرة دار الإقامة لا تغير فيها ولا تبديل. ويلك تدّعي وصول قلبك وهو مقيّد ومثقل ومسْجون خلف الأبواب والأغلاق، بَهْرِجْ على غيري، ما يصح لك معي شيء. إن كنت تجيء حتى تبهرج عليّ فلا تجيء؛ لأنّك تتعب ولا آخذ منك بهرجتك، وإن كنت تجيء حتى أسْبُك لك ذهبك، وأخرج منه الشبه والفضة والمشن[٦] فتعال. أَمَا علمت أن [١٧٦/أ] القوم صيارفة ينتقدون دنانير الدين، ويميزون بين/ الجيد والرديء، وبين ما هو لله عزّ وجلّ، وما هو للخلق. القوم سفراء أدلاء، أطبّاء، جهابذة، وكلاء، عمّال، وداعون إلى جين ربّهم عزّ وجلّ.

يا قوم: أحبّوا ربّكم عزّ وجلّ وحببوه إلى خلقه، أحبوه ودلوا عليه الخلق حتى يحبّوه معكم. ذكّروا الغافلين عنه، وذكروهم بنعمه عليهم حتى يحبّوه. أوحى الله عزّ وجلّ إلى داود عليه السلام، يا داود حَبِّبْني إلى خلقي. قد سبق علمه بمحبته لمن يريد، وقد سبق علمه بمن يحبّه، ثم أمر داود عليه السلام بتحبيبه إلى خلقه حتّى يظهر ذلك العلم القديم. إذا كنت في بيت مظلم وعندك المقدحة والحراق وقد قدحت أليس تظهر النار؟ فالنّار كانت في المقدحة قديمة؛ ولكن القَدْح أظهرها. هكذا تكاليف الحق [عزّ وجلّ] تظهر وتبين. العلم القديم في الخلق. الأمر والنهي [١٧٦/ب] يبينّ العبد الطائع من العبد/ العاصي. جهبذ التكليف المستوفي الأمر والنهي يعرف الغريم الوفي من غريم السوء. كان في قديم الزمان المخلصون قليلون وهو اليوم أقل من كل قليل. المؤمن يحبّ الله عزّ وجلّ وإنْ ابتلاه، وإن قلل طعامه وشرابه ولباسه وجاهه وعافيته، وطرْد الخلق له، لا يهرب من بابه بل يتوسد بالعتبة لا يستوحش منه، ولا يعترض عليه إذا أعطى غيره وحرمه. إنْأعطاه شكر، وإنْ منعه صبر. ليس مقصوده العطاء، بل مقصوده رؤيته له وقربه منه، والدخول

(٦) القشر.

عليه. يا كاذبين، الصادق لا زور له، الصادق لا يرجع، الصادق أمام بلا وراء، صدق بلا كذب، قول وعمل، دعوى وبيّنة. ما يرجع عن محبوبه لسهام تأتيه منه، بل يتلقاها بصدره، حبّك للشيء يعمي ويصم، من علم ما يطلب هان عليه/[١٧٧/أ] ما يبذل، المحبّ الصادق في محبته أبدا يقتحم الأخطار في طلب محبوبه، لو كان بين يديه نار غاص فيها، يهجم على ما لا يتجاسر عليه غيره. صدقه يحمله على ذلك. محبته وقلة صبره عن محبوبه تحمله على ذلك. البلايا تظهر وتميز بين الصادق والكاذب. ما أحسن ما قال بعضهم: (وفي حالة السخط لا في الرضا يبين المحبّ من المبغض). البلايا والآفات تظهر الإيمان والإيقان، والمعرفة والعلم تميز بين اللّب والقشر. الموافق فيها لبّ، والمنازع قشر. الموافق لربّه عزّ وجلّ ينقشر الخلق عن قلبه فيبقى لباً بلا قشر. من قوي توحيده وتوكله ورؤيته بعين اليقين لا يرجع عن طريق الحق عزّ وجلّ، ولا يهرب من بابه. لا يزال على قدم الصّدق والاستقامة. المحبون لربّهم/ عزّ وجلّ يتمنون أنّهم لا يرون الدنيا والآخرة،[١٧٧/ب] ولا الإنس والجنّ ولا الملك. يتمنون أن لا يروا بعيونهم أحداً ولا تراهم عين أحد. كالمحبّ إذا ظفر بمحبوبه، يحبّ أن لا تراه حيطان خلوته، ولا باب بيته، يحبّ أنْ لا تراه الماشطة ولا الوالدة(٧)، يحبونه دون غيره. يريدون وجهه دون الدنيا والآخرة، دون العطاء والحمد والثناء. فهم نادر من كل نادر. أنتم تحبّون أنفسكم وشهواتكم ولذاتكم ووجوه مستحسناتكم، إذاً لا تفلحون، ولا ترون وجه قرب ربّكم عزّ وجلّ. ما أكثر همّكم بالأكل والشرب واللبس والنكاح، أكثر حديثكم في هذا حتى وقت قعودكم في مساجدكم التي هي بيوت ذكر الحقّ عزّوجلّ، المساجد تفرح بالذاكرين لله عزّ وجلّ، وتمقت الذاكرين/ لغيره.[١٧٨/أ]

ما أكثر ما تخافون من الجوع والفقر. لو كان لكم يقين ما تفكرتم في مثل

---

(٧) الماشطة: هي التي تحسن المشط، وحرفتها المشاطة.

والماشطة والوالدة: كناية عن الملازمة والقرب الدائم للإنسان ومحبتها له.

هذا. كونوا مع ربّكم عزّ وجلّ موافقين لإرادته إنْ جوّعكم فاصبروا بِطيبةٍ من قلوبكم، وإن أشبعكم فاشكروا، هو أعرف بمصالحكم ما عنده بخْل ولا قلّة. حكيَ أن سبعين نبيّاً مدفونون بين الملتزم والمقام قتلهم الجوع والقمّل، أما كان في مملكته ما يشبعهم به؟ غير أنّه اختار لهم ذلك. ورضيه لهم. وفعل ذلك بهم رفعة لهم لا لهوانهم عليه، بل لهوان الدنيا عليه. لهذا العبد إراده دون غيره من المخلوقات تحبس عنه إرادته، ويحجب بينه وبين الأشياء؛ لتذوب نفسه وتخمد ثائرة طبعه، وتستثقل ورحه المُقام مع الدنيا، وتشتاق إلى الآخرة التي فيها ربّه عزّ وجلّ، فيتمنى الموت ويستطيبه/ حتى يلحق بربّه عزّ وجلّ، هذا هو الأغلب [١٧٨/ب] والأعم، وأمّا النادر فهو آحاد وأفراد من خلقه، خلقهم لمعنىً آخر خارجٍ العدّ والعادة لأمر يعلمه، خلقهم لصحبته ونيابته وسفارته ودلالة خلقه عليه، يسيّرهم في الشرق والغرب والبحر، يخاطبون الخلق بألسنتهم، جعلهم أبوابه؛ فهم لا يتمنّون الحياة ولا الموت. هم فانون فيه عن إرادتهم، ماتت إرادتهم، واطمأنت نفوسهم، وانكسرت أهويتهم وانخمدت نيران طباعهم، وانهزمت شياطينهم، وذلّت الدنيا لهم. ولم يبق لها عليهم سبيل، فهم نادر من كل نادر، نزّاع العشائر[٨]، محبّوا الحقّ عزّ وجلّ ومواذُّوه من خلقه.

يا قوم إنْ لم تكونوا محبين فاخدموا المحبّين، إقربوا من المحبين، أحبّوا المحبّين، أحسنوا الظّنّ في المحبين.

[١٧٩/أ] سأله/ سائل: نرى المحبّة أوّل الأمر اضطرارً وفي آخره اختيارا! فقال: المحبّة تأتي اضطراراً واختيارا. اضطرارا لآحاد أفراد ينظر الحقّ عزّوجلّ إليهم فيحبهم، وينقلهم من شيء إلى شيء في لحظة واحدة، ما يريد [أنْ] يحبّهم بعد سنين [بل] يحبّهم في ساعة واحدة فيحبونه ضرورة بلا تأخير، بلا تقدمة، بلا تدريج، بلا ممرّ زمان.

---

(٨) راجع ص «٧٣».

واختيار الجمهور: أنّ المحبين يختارون الله عزّ وجلّ على خلقه، يرون النعم التي عندهم منه لا من غيره، يرون ألطافه، وتربيته لهم، وإعطاءه إياهم فيحبّونه، ثم يختارونه على الدنيا والآخرة، يتركون الحرام والشبهة والمباح ويتقللون من الحلال، ويؤثرون بالموجود، ويهجرون اللحاف والفراش والنوم والقرار، تتجافى جنوبهم/ عن المضاجع، لا ليلهم ليل ولا نهارهم نهار. هم يقولون: إلهنا تركنا [١٧٩/ب] الكلّ وراءء ظهور قلوبنا، وعجلنا إليك لترضى. يسيرون إليه تارة بأقدام قلوبهم، وتارة بأقدام أسرارهم، وتارة بأقدام إرادتهم، وتارة بأقدام هممهم، وتارة بأقدام صدقهم، وتارة بأقدام حبّهم، وتارة بأقدام شوقهم، وتارة بأقدام ذلهم وتواضعهم، وتارة بأقدام قربهم، وتارة بأقدام خوفهم، وتارة بأقدام رجائهم. كل ذلك حبّاً له، وشوقاً إلى لقائه. يا سائلاً أنت من جملة مَنْ يحبّ الله عزّ وجلّ اضطرارٌ أو اختياراً؟. فإن كنت لا ذا ولا ذا فاسكت، واشتغل بتصحيح الإسلام. ليتك صحّ لك الإسلام والإيمان، ليتك خرجت من زمرة الكافرين والمنافقين اليوم وغداً. ليتك قمت من مجالسة المشركين بالخلق والأسباب/ والمنازعين للحق عز [١٨٠/أ] وجل، تُبْ ولا تتعرّض لخزائن الملوك وأسرارهم. كان الشيخ حمّاد[٩] رحمة الله عليه يقول: (من لم يعرف قدْره عرّفته الأقدار قدْره). الاعتراف بقدْرك أحسن من إنكارك لقدْرك؛ لأنّ الجاهل جاهل بقدْره وقدر غيْره. اللهم لا تجعلنا من المدعين الكذابين الجاهلين بك وبخواصّك من خلقك، ربّنا آتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار، آمين.

---

(٩) هو شيخ حماد بن سلم الدباس الذي أخذ عنه الشيخ الجيلاني الخرقة، وهو شيخ عارف من كبار مشايخ بغداد. ولد برحبة الشام وتوفي في بغداد ٥٢٥ هـ. له كرامات ظاهرة ومشهورة.

انظر جامع كرامات الأولياء ٢/ ٥٤.

مجلس

ما أقل التوحيد فيكم! ما أقل الرّضى عن الله فيكم! ما من دار إلاّ ما شاء الله إلاّ وفيها منازعة وسخط، ما أكثر شرككم بالأسباب والخلق، قد اتخذتم فلانا وفلانا أربابا من دون الله عزّ وجلّ، تضيفون الضرّ والنفع، والعطاء والمنع إليهم، لا تفعلوا! ارجعوا إلى ربكم/ عزّ وجلّ. فرّغوا قلوبكم له. تضرعوا إليه. واسألوه [١٨٠/ب] حوائجكم. ارجعوا إليه في مهماتكم. مالكم موضع آخر. مالكم باب آخر. كلّ الأبواب مغلقة إلا بابه. أُخلوا به في المواضع الخالية، وحدّثوه وخاطبوه بألسنة يمانكم. كل واحد منكم إذا نام أهله، وسكنت أصوات الخلْق فليتطهر وليضع جبهته على التراب، ويتوب ويعتذر، ويعترف بذنوبه، ويتعرض لنواله، ويسأل حوائجه ويشكو إليه من جميع ما يضيق به صدره، وهو ربكم لا غيره، هو إلهكم لا غيره، هو مليككم لا غيره. لا تهربوا منه لأجل سهام آفاته. كل من تقدمكم عاملهم بالبأساء والضرّاء والشدّة والرخاء ليعرفوه وليشكروه، وليصبروا معه، وليتوبوا إليه. العقوبات للعوام والكفارات للمؤمنين / المتقين، والدرجات [١٨١/أ] للصالحين المؤمنين المؤيدين الصديقين. قال النبي ﷺ: «نحن معاشر الأنبياء أشد الناس بلاءاً ثم الأمثل فالأمثل»(١٠) المؤمن إذا ابتلي صبر، وكتم بلاءه عن الخلق، ولم يشك إليهم؛ ولهذا قال النبي ﷺ: «بشرى للمؤمنين في وجهه وحزنه في قلبه

---

(١٠) أخرجه الدارمي في السنن، باب في أشد الناس بلاء، ٢/ ٣٢٠، عن سعد قال: سُئِل النبي صلى الله عليه وآله وسلم: أيّ الناس أشدّ بلاء، قال: الأنبياء، ثم الأمثل فالأمثل. يبتلى الرجل على حسب دينه؛ فإن كان في دينه صلابة زيد صلابة، وإن كان في دينه رقة خفّف عنه، ولا يزال البلاء بالعبد حتى يمشي على الأرض ما له خطيئة». كما ذكره ابن حجر في الفتح، ١٠/ ١١٢.

يلقى بالبشر حتى لا يطلعون على ما في قلبه»(١١). يسترون كنوز بواطنهم، ويسترون على شحنة قلوبهم، الحزن شحنة القلوب، والخوف شحنة النفوس، الحزن غمامة ممطرة على القلوب الحِكَمَ والأسرار. لِمَ لا تصبرون على الحزن والانكسار وقد قال الله عزّ وجلّ في بعض كلامه: «أنا عند المنكسرة قلوبهم من أجلي»(١٢) كلَّما انكسرت قلوبهم بالبعد جاء جابر القرب جبرها، كلما استوحشت [١٨١/ب] عن الخلق جاء الأنس بالله عزّ وجلّ آنسها. كلما استوحشت عن الخلق استأنسوا بقرب الله عزّ وجلّ. كلما أدام حزنهم في الدنيا دام فرحهم في الآخرة. كان نبينا محمد ﷺ طويل الحزن(١٣)، دائم التفكر كأنّه مصغٍ إلى محدّث يحدّثه ومناد يناديه وهكذا خلفاؤه ونوابه ووراثه في طول حزنهم ودوام تفكرهم. كيف لا يقتدون به في أفعاله وهم قائمون مقامه، يَطْعمون طعامه، ويَسْقون شرابه، ويحملون على خيوله، ويقاتلون بسيوفه ورماحه. القوم ورثوا أحوال الأنبياء ومقاماتهم لا أساميهم وألقابهم، والخصائص التي كانت لهم والفضائل. الأولياء / والأبدال [١٨٢/أ]

---

(١١) لم نجده بهذا اللفظ ولكن روى الحاكم في المستدرك، ٤/ ٣١٥، عن أبي الدرداء، أن رسول الله صلى الله عليه [وآله وصحبه] وسلم قال: إن الله يحب كل قلب حزين».

كما يؤيده ما رواه البخاري في صحيحه، كتاب التفسير وغيره، باب تفسير سورة المائدة، ٤٣٤٥، عن أنس رضي الله عنه قال: «لو تعلمون ما أعلم لضحكتم قليلاًولبكيتم كثيراً». قال فغطى أصحاب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وجوههم، لهم خنين، فقال رجل: مَنْ أبي؟. قال: فلان. فنزلت الآية ﴿لا تسألوا عن أشياء إن تبد لكم تسؤكم . . .﴾ [سورة المائدة ٥/ ١٠١].

(١٢) انظر تخريجه ص **١٣٢** .

(١٣) الحزن: حال يقبض القلب عن التصرف في أوديه يمنع الغفلة. وهو من أوصاف أهل السلوك.

وصاحبه: دائم التفكر. كثير الاستغفار ويمنع من الذنوب وقلبه عامر بذكر الله والخوف منه.

معدودون لا يزيدون ولا ينقصون، ففيهم من يظهر أمره من أول عمره ومنهم من يظهر أمره في آخر عمره، تتقلب به الأحوال وهو وليّ الله في علم الله عزّ وجلّ، وليس من شرط البدلية والولاية العصمة، ليس بعد الأنبياء معصوم. العصمة من جملة خصائصهم. يحكى عن النبي ﷺ أنه قال: «إذا عصى ولي من أولياء الله تعالى ضحكت الملائكة وقال بعضهم لبعض انظروا إلى وليّ الله كيف يعصي»[١٤]. كيف يتعجبون من معصيته وكفره وبُعده ونفاقه وهم يعلمون أنه بعد أيام يصير ولياً محبوباً مقرَّباً مطهّراً شفيعاً دالاً وارثاً. يا منافقاً: مالك لسماع هذا الكلام، اخرج [١٨٢/ب] أنت عدو الله عزّ وجلّ، وعدو رسوله وأنبيائه وأوليائه/ لولا الحلم والحياء من الله عزّ وجلّ لنزلت وأخذت بعنقك وأخرجتك. كل ما أنت فيه هوس.

يا قوم: اعملوا وأخلصوا ولا تعجبوا، ولا تَمُنّوا على ربكم عزّ وجلّ بأعمال وفقكم عليها. المعجب جاهل، والمنّان جاهل، والمتكبِّر على الخلق جاهل. التواضع من الرحمن والتكبر من الشيطان. أول من تكبّر إبليس فلعن ومقت وطُرد وحُرم. ولو لم يكن للذلّ والتواضع درجة عالية لما وصف به الذين يحبّهم ويحبّونه وهو قوله تعالى: ﴿يا أيها الذين آمنوا من يرتدّ منكم عن دينه فسوف يأتي الله بقوم يحبهم ويحبونه أذلّة على المؤمنين أعزة على الكافرين . . . ﴾ [سورة المائدة ٥/٥٤]. المؤمنون يذلّون للمؤمنين، ويتعززون على الكافرين. ذلّهم للمؤمنين [١٨٣/أ] عبادة، وتكبرهم/ على الكافرين عبادة. المؤمن لا يتكبّر على الخلق بل يتذلّل لهم. يكتم أمره وحاله بذله وتواضعه. هو قريب من الملك في داره، فإذا خرج خرج معه في زي الغلمان حتى لا يعلم أحد بقربه منه. فإذا خرج الوزير مع الملك وهما مختفيان فعرف الوزير واحدٌ من اصدقائه فكلمه فليس للوزير أن يتكبّر عليه. ويتجرّد ويقول له: الملك معي. بل يتبسّم في وجهه، ويقضي شغله ويُظهر له أن الذي معه أحد من غلمانه، ويغطي عليه ويستره.

---

(١٤) لم نعثر عليه.

يا غلام: ما تعرف أحوالهم ولا تؤمن بأقوالهم. وقوفك مع الخلق حجبك عنهم، حبّك للجاه في الدنيا وطلب الرياسة حجباك عنهم لو كان لك صدق في طلبهم لرأيتهم، وانتفعت بكلامهم.

ويحك لا تحضر هؤلاء العلماء الذين لا يعملون بعلمهم: لا ترمي الذي [١٨٣/ب] تشرب عندي عندهم، فلا يعمل الشراب فيك، كلهم عوام بإضافة إلى العمال. العامي منهم من لا يعمل بعلمه وإن كان قد حفظ كل العلوم. كل من لا يعرف الله عزّ وجلّ فهو عامي. كل من لا يخاف الله عزّ وجلّ و يرجوه فهو عامي. كل من لا يتقيه في خلواته وجلواته فهو عامي. أحوالكم[١٥] عندي بينة كهذه الشمس لا تهتدون، أنتم صبيان تلعبون، تطلبون شهواتكم. أنتم عبّاد الخلق، وعبيد عطائهم ومنعهم، عبيد حمدهم وذمهم.

لا تدلّوا عليّ فما بقي عندي شك. خارج الباب وداخل الدار عندي واحد. جميع ما في قلوبكم على وجوهكم أثره، وعليه علامة. سبحان من أوقفني بينكم وابتلاني بالكلام عليكم. إني زاهد فيكم وفي نفسي وفي أقسامي / ، طوباي لا آكل [١٨٤/أ] ولا أشرب ولا ألبس ولا أنكح ولا أرى ولا أري. طوباي أوقفت ناحية عنكم واتعظت بالإشارة دون المقال، إني أكره رؤية المنافقين والعاصين والمشركين ولا بدّ لي منهم. هم مرضى وقد جعلت ساعورهم[١٦].

يا غلام: المؤمن المبتديء في الإيمان لا يقدر أن يرى واحداً من هؤلاء ولا يقاسيه لحظة. إذا رأى منافقا أو عاصياً أو مشركاً غضب عليه ولو أمكنه قتله.

---

(١٥) في (أ): أحوالي عندكم.

(١٦) الساعور: متفقّد المرضى، والسّاعور مقدَّم النصارى في معرفة علم الطبّ وأدواته، وأصله في السريانية «ساعورا».

انظر تاج العروس للزبيدي مادة «سَعَرَ».

كان بعضهم رحمة الله عليه إذا رأى كافراً وقع على الأرض من شدّة غضبه. كان يتمّ عليهِ ذلك من شدّة غيرته لله عزّ وجلّ، وغضباً له. كيف يكفر به عبد من عبيده، ولا شكّ أنه قد كان مبتديا، لأنّ البداية ضعف الإيمان والنهاية قوته. عن [١٨٤/ب] بعضهم أنّه قال لا يضحك في وجه المنافق/ إلا العارف، كثر علمه ودقت حيلته، وتمكّن طبّه فتبسّم في وجهه: أي عندي دواؤك، تعالى، يطيب له الكلام حتى يأخذه إليه، ويشغله معه، ويؤنسه حتى يأنس إليه، فإذا تمكّن منه عالج مرضه، يعرض عليه الإسلام والإيمان، ويصف له حديثهما وصفاتهما. يعرض عليه حديث ربه عزّ وجلّ، ويَضْمن له الصّلح معه. فكلما جاء يوم بعد يوم ذاب كفره ونفاقه ومعصيته، يذوب مرض قلبه، وتنصلح جراحة نفسه، ينصلح ظاهره وباطنه من غير خصومة ولا منازعة، من غير طعنة ولا ضربة. كان عيسى بن مريم عليهما السلام ويحيى بن زكريا عليهما السلام يسبّحان في البريّة، فإذا جنّهما الليل، ذهب يحيى إلى قرية المؤمنين، وذهب عيسى إلى قرية الفساق. كان يحيى يهرب [١٨٥/أ] إلى/ المؤمنين لضعف حاله، وعيسى إلى الفساق لقوة حاله حتى يعظهم ويحذّرهم ويأخذ بأيديهم إلى باب ربّهم عزّ وجلّ. ذاك كان يريد يصلي ويصوم بين المؤمنين، وهذا كان يريد يدعو الناس إلى الله عزّ وجلّ وعبادته.

العارف قد كاري وعبادته دعوة الخلق إلى الله عزّ وجلّ، فهو لا يزال مع الله على هذا المقام. المؤمن رزكاري والمؤمن بشكار والعارف بناء والعالم بالله عزّ وجلّ مهندس ومطرق.(١٧)

ويلك أنتِ ما صح الإسلام لك! كيف تصعد إلى هذا المقام وتعلم الخلق. اِنْزل، وإلا أُنْزِلت منكسا على رأسك، لا بدّ أن يغار الحق عزّ وجلّ لدينه، ويعزل كل منافق عن ولايته ويحطّه عن صنبره، ويخرسه عن الكلام على الناس.

---

(١٧) تذكاري ورزكاري وبيشكار كلمات فارسية وتعني العمل اليومي ومقدماته.

يا منافقين/ أما علمتم أنّ لي شجنكية عامة وولاية على الدين. [١٨٥/ب]

يا جميع الخلق: إني غني عنكم بالله عزّ وجلّ. الغنى بيدي وإن كنت لا أملك ذرّة من الدنيا. إن أعطاني من الخلق أحد شيئا ومَنّ علي أخذت ذلك الشيء من يد الله عزّ وجلّ، ورأيت منّته هذيانا منه وجهلاً بربّه عزّ وجلّ وبعداً منه، وإن أعطيت أحد شيئا فأرى توفيق الله عزّ وجلّ. كيف أجْرى على يدي عطيته فأرى أنّ الله تعالى هو المعطي لا أنا، على قدر همِّك تعطى، على قدر همّك تمنع؛ ولهذا قال النّبي صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم: «إنّ الله يحبّ معالي الأمور ويكره سفاسفها»[١٨].

يا قوم: أدّبوا أولادكم وأهاليكم، وعلموهم عبادة الله عزّ وجلّ، وحسن الأدب معه والرضا عنه، ولا تهتموا بأرزاقكم/ ومن حيث قلوبكم بل اهتمّوا بها [١٨٦/أ] من حيث كسبكم وسعيكم، إني أرى الأكثر منكم قد تركوا تأديب أولادهم، واهتموا بأرزاقهم، اعكسوا تصيبوا. عن النّبيّ صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم أنّه قال: «كلّكم راعٍ وكلّكم مسؤول عن رعيته»[١٩]. يسأل الأب عن أولاده وزوجته، ويسألون الأولاد والزوجة عنه. يسأل كلّ سيّد عن مملوكه. وكلّ مملوك عن سيّده، ويسأل المعلم عن صبيانه، والرئيس عن أهل قريته، والملك عن أهل مملكته، ويسأل أمير المؤمنين الذي هو راع الخلق كلّهم عن رعيته. ما منكم إلا مَنْ يسأل. كل واحد على حدة.

اجتهدوا أنكم لا تظلمون. اجتهدوا في أداء الحقوق إلى مستحقيها. تواهبوا فيما بينكم. تراحموا فيما بينكم. لا يلعن بعضكم بعضا. ولا يقهر بعضكم بعضا،

---

(١٨) رواه الطبراني في المعجم الكبير، عن الحسين بن علي رضي الله عنهما، ٢٨٩٤ . بزيادة (الأمور وأشرافها). كما رواه ابن عدي في الكامل، ج ٣/٨٧٩ . والعراقي في تخريج أحاديث الإحياء ج ٢/٣٥٨ .

(١٩) انظر تخريجه ص **٣٨** .

[١٨٦/ب] تحاسنوا/ وتجاملوا ولا تكاشفوا. تجاوزوا عن زلات بعضكم مع بعض. دعوا النّاس تحت ستر الله عزّ وجلّ، مُروا بالمعروف وانهوا عن المنكر من غير تفتيش ولا تجسّس، وأنكروا ما ظهر، وما عليكم مما بطن. استروا، يستر الله عزّ وجلّ عليكم. كان النبي ﷺ يحبّ الستر على الخلق، ويكره تتبّع العثرات ولهذا قال: «ادرؤوا الحدود بالشبهات»[٢٠]. وقال لعليّ بن أبي طالب كرم الله وجهه: «يا علي على مثلها فاشهد وأشار إلى الشمس»[٢١].

يا غلام: الإحسان أن تعطي الحقّ وتأخذ بعض الحقّ، وإن قدرت فهب حقّك كله وزد عليه شيئا آخر. هذا يرجع إلى قوة إيمانك ويقينك بربك عزّ وجلّ. إذا وزنت فأرجح يرجح الله لك ميزانك يوم القيامة. يا وزان أرجح حتى يُرْجح [١٨٧/أ] لك، ما تغلظ بشيء. عن النبي ﷺ/ أنّه استقرض من رجل شيئا من الدراهم فقال للوزان عند القضاء: «زن وأرجح»[٢٢].

إذا استقرض أحدكم من إنسان شيئا فليعطه خير ممّا أخذ منه ويزيد عليه من غير مشارطة في الأول.

يا قوم: اشتروا من الله قرب الله. اشتروا من الله الله، وأمّا الأقسام فإنّها مكتوبة مؤرّخة، ما تزيد ولا تنقص، إن طلبتموها أو لمْ تطلبوها، إن عبدتم ربّكم عزّ وجلّ أو عصيتموه، إنْ أحسنتم أو أسأتم، ما يتقدم مُؤَخَّرُها، ولا يتأخر مُقَدَّمها. عليكم بالخروج عن الخلق من حيث قلوبكم والقيام مع الخالق على

---

(٢٠) ذكره العجلوني في الكشف، ١٦٦ . والزيلعي في نصب الراية، كتاب الحدود، باب الوطء الذي يوجب الحدّ، ج ٣/٣٣٣ . وذكره الهندي في الكنز، ١٢٩٥٧ .

(٢١) لم نعثر عليه.

(٢٢) أخرجه أبو داود بالسنن، كتاب البيوع والإيجارات، باب في الرجحان في الوزن، ٣٣٣٦ . والترمذي في البيوع، باب ما جاء في الرجحان ١٣٠٥ . والنسائي في البيوع، ٤٥٩٦ . والحاكم في المستدرك، كتاب البيوع ج ٢/٣ .

أقدام أسراركم. إنّ الله هو الرزاق، وغيره المرزوق، هو الغني وغيره الفقير، هو القادر وغيره العاجز، هو المحرّك والمسكّن والمسلّط والمسخّر كل الخلق أسباب بين يديه. جعل لكل شيء سببا. انسوا الخلق والأسباب/ والدنيا من حيث قلوبكم [١٨٧/ب] من حيث خلواتكم ومعانيكم وأسراركم، أخرجوا ما سواه من قلوبكم. احذروا أن ينظر إلى قلوبكم وفيها طلب غيره وإرادة غيره[٢٣]. اسلموا واستسلموا. وحدّوا وتوحدوا. وارضوا بالقضاء وافنوا في المقضي. اسمعوا من ربّكم عزّ وجلّ وتطارشوا عن السماع من خلقه. تطارشوا عن الخلق وتعاموا عنهم ساعة. الشجاعة صبر ساعة. توبوا في هذه الساعة بكل قلوبكم. اذكروا الموت وما وراءه. كان النبي ﷺ يقول: «أكثروا من ذكر هادم اللّذّات فما ذكر في كثير إلا قلّله ولا في قليل إلا كثّره»[٢٤]. ذكر الموت دواء لمرضى النفوس، وشحنة ومنفعة على القلوب. نسيان الموت يقسيّ القلب ويكسّله عن الطاعات، والنظر إلى الخلق وإضافة الضرّ والنفع/ إليهم يكفّره ويسوّده ويَحْجِبُه عن ربّه عزّ وجلّ. الاعتماد على [١٨٨/أ] الأسباب ينقص الإيمان، ويطفي نور الإيقان، ويحجب القلب عن ربّه عزّ وجلّ، ويستدعي المقت منه ويسقط من عينيه، ويسدّ بابه قربه.

واحسرتاه عليكم! كيف تموتون وأنتم على ما أنتم عليه وقلوبكم فارغة من الإيمان والإيقان والتوحيد والإخلاص والمعرفة لربّكم عزّ وجلّ؟ ما أكثر اعتراضكم على ربّكم عزّ وجلّ.

ويحكم مَنْ أنتم؟! ما أكثر وقاحتكم! قد جعلتم الاعتراض على ربّكم

---

(٢٣) «إرادة غيره»: نقص من «أ».

(٢٤) أخرجه الترمذي في السنن، كتاب الزهد، باب ما جاء في ذكر الموت، ٣٣٠٨، بلفظ: (أكثر ذكر هاذم اللذات (يعني الموت). كما أخرجه النسائي في السنن، كتاب الجنائز، باب كثرة ذكر الموت، ١٨٢٤ . والحاكم في المستدرك، كتاب الرِّقاق ج ٤/ ٣٢١ . والهيثمي في المجمع، باب ذكر الموت ج ١٠/ ٣٠٩ .

عزّ وجلّ دأْبكم في ليلكم ونهاركم. المعترض لا يجد نسيم القرب. لا يقع بيده منه ذرة. اتركوا الاعتراض على ربّكم عزّ وجلّ. يا فقداء القلوب يا دبري الإيمان. [١٨٨/ب]اللهم اجمع بيننا وبين ما تحبّ، وفرّق بيننا وبين ما تكره، وآتنا في الدنيا/ حسنة، وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار، آمين.

❊ ❊ ❊

مجلس

عن بعض الصّالحين أنّه قال: (المنافق يبقى على حالة واحدة أربعين سنة. والصّديق يتغيّر في كلّ يوم أربعين مرة). المنافق قائم مع نفسه وهواه وطبعه وشيطانه ودنياه في خدمتهم، لا يخرج لهم عن رأي، ولا يخالف لهم قولا، كل همّه الأكل والشرب واللبس والنكاح والجمع، لا يبالي من أيّ طريق حصّل ذلك. يعمّر جسده ودنياه، ويخرّب قلبه ودينه. يُرضي الخلق ويسخط الخالق. كلّما دام نفاقه قسا قلبه واسود؛ فلا يتحرّك ولا ينزعج بموعظة ولا يتعظ من عظة، ولا يتذكر من تذكرة، فلا جرم يبقى على حالة واحدة أربعين سنة. وأما الصّديق يتغيّر في كل يوم أربعين مرّة؛ لأنه قائم مع مقلّب القلوب، غائص في بحر/ قدرته، ترفعه [١٨٩/أ] موجة وتحطّه أخرى، هو في تصاريف الحقّ عزّ وجلّ وتقاليبه كالريشة في الفلاة، وكحامة الزرع وكالميت بين يدي الغاسل، والطفل في حجر الظئر(٢٥)، وكالكرة بين يدي صولجان(٢٦) الفارس، قد سلّم ظاهره وباطنه إليه ورضي بتدبيره وتوليه له، لا يهتم في أكله ونومه وشهواته؛ بل همّه خدمة ربّه عزّ وجلّ ورضاه عنه؛ ولهذا قال بعضهم: (القوم أكلهم أكل المرضى، ونومهم نوم الغرقى، وكلامهم ضرورة). كيف لا يكونون هكذا وقد شاهدوا بقلوبهم ما لا يشاهده غيرهم. نسوا ما سوى ربّهم عزّ وجلّ. غابوا عن الدنيا والآخرة وما سواه. خيموا على بابه،

---

(٢٥) الظئر: المرأة العاطفة على غير ولدها، والمرضعة له من الإنسان ومن الحيوان. انظر التاج مادة (ظئر).

(٢٦) هي خشبة معكوفة الآخر يمسك الفارس بطرفها ويضرب الكرة وهو راكب الخيل بطرفها المعكوف، وتسمى هذه اللعبة لعبة الكرة والصولجان وقد اعتنى بها العرب نظراً لما فيها من تدريب للفارس والفرس.

توسدوا عتبة بابه بالموافقة، والتحفوا بالرضا والفناء. القضاء والقدر يخدمانهم، ويقبّلان بين أعينهم، ويحملانهم على رؤوسهم/ [١٨٩/ب] إنْ لم تكونوا من القوم فاخدموا القوم. اصحبوهم وجالسوهم. تقربوا إليهم. ابذلوا لهم أموالكم. اتبعوهم في أفعالهم لا في حكاية كلامهم والاستحسان له والتعجب منه. اجعل صلاحك في قلبك لا في ثيابك. البس ما يلبس العوام، واعمل غير ما يعملون، ما تعرف الرهبانية في الطعام واللباس والنكاح. قال الله عزّ وجلّ: ﴿. . . ورهبانية ابتدعوها ما كتبناها عليهم . . .﴾ [سورة الحديد: ٥٧/٢٧] وقال النبي ﷺ: «لا رهبانية في الإسلام»(٢٧).

الموحدون المخلصون صوامعهم قلوبهم، وخشونتهم على نفوسهم وأهويتهم وطبائعهم، فاكهتهم في خلواتهم، مشاهدتهم الأنس بربّهم عزّ وجلّ والمناجاة له. الحق عزّ وجلّ إذَنْ يخبركم بحال الصالحين على لساني لتدخلوا فيها/ [١٩٠/أ] وتقتدوا بهم، فلا تجعلوا حظكم من ذلك السماع فحسب. يخبركم على لساني؛ لتخبروا بعضكم على لساني، لتتعظوا فاتعظوا، يدعوكم على لساني فأجيبوا داعيه. يدعوكم إلى الصفا. يدعوكم إلى الزهد في خلقه، والرغبة فيه. يدعوكم إلى أن تكونوا ذاكرين له حتى تصيروا مذكورين عنده. العبد الصادق في طلب مولاه عزّ وجلّ لا يزال يذكره ظاهرا وباطنا، وخلوة وجلوة، وليلا ونهارا، عند الشدّة والرخاء، عند النعمة والنقمة، حتى يصير مذكوراً له يسمع ذكره له حواليه وفي قلبه، أنتم تنامون عن نعيم القوم: يا غافلين عن النعيم، أنتم غافلون. أنتم غائبون. أنتم مغمى

---

(٢٧) لم نجده بهذا اللفظ. وقد روى البيهقي في الشعب، باب الصبر على المصائب، ٩٧٦١، عن أنس بن مالك رضي الله عنه، أنّه قال: توفي ابن لعثمان بن مظعون، فاشتدّ حزنه عليه حتى اتخذ في داره مسجداً يتعبّد فيه، فبلغ ذلك النبي صلى الله عليه [وآله وصحبه] وسلم، فقال: «يا عثمان: إنّالله عزوجل لم يكتب علينا الرهبانية، إنّما رهبانية أمتي الجهاد في سبيل الله . . .».

عليكم. أنتم عقلاء في الدنيا مجانين في الأمور الآخرة. أنتم في الطين كلّما تحركتم نزلتم. مدّوا أيديكم إلى الله عزّ وجلّ/ بصدق اللجوء والتوبة والاعتذار حتى [١٩٠/ب] يخلّصكم مما أنتم فيه. ألا إنّي داعيكم إلى مخالفة نفوسكم وأهويتكم وطباعكم وشهواتكم، والصبر على كَثْر إعراضكم. أجيبوا دعوتي وقد رأيتم ثمرة ذلك عاجلا وآجلا. ألا إنّي داعيكم إلى الموت الأحمر. بسم الله مَن يهجم، من يتقدم، من يتجاسر، من يخاطر، هو موت ثم حياة الأبد. لا تهربوا. تصبّروا ثم اصبروا. الشجاعة صبر ساعة. اصبروا على موافقة ربّكم عزّ وجلّ. من حمل فيكم الرضا بالقضاء حمل الله عزّ وجلّ عنه وكتبه في ديوان الشجعان. من خاطر بنفسه ملك نفيسا. من علم ما يطلب هان عليه ما يبذل.

يا عباد الله: اثبتوا مكانكم، ولا تستعجلوا. تعالوا بأقدام الصدق حتى ندق باب الحقّ عزّ وجلّ/ ولا نبرح حتى يفتح لنا الباب، وتخرج إلينا المواكب. تواقحوا [١٩١/أ] في طلب حوائجكم منه؛ فهو أحب إليكم من تواقحكم على ملوككم وسلاطينكم وأغنيائكم. اقتدوا بمن تقدّمكم في طلبهم لربهم عزّ وجلّ، وفنائهم فيه. اللهم إنّك ربنا وربهم، وخالقنا، وخالقهم، ورازقنا ورازقهم، فعاملنا بما عاملتهم به. أخرجنا منا عنا إليك، أَنْسِنا الملوك والمماليك، السلاطين والمسلطين عليهم: الأغنياء والفقراء والخواص والعوام، الغلاء والرخص، الكثرة والقلة، ذكِّرنا ذِكرك، الطف بنا في أفعالك، قرّبنا إلى قربك، وآنس قلوبنا بأنسك، اكفنا شرّ عبادك وبلادك، وشرّ كلّ دابّة، أنت الآخذ بناصيتها. اكفنا شرّ الأشرار. وكيد الفجّار. اجعلنا من حزبك المشيرين إليك، المستدلين عليك الداعين إليك، المتواضعين إليك/ المتكبرين على المتكبرين عليك وعلى المؤمنين من خلقك، آمين. [١٩١/ب]

يا غلام: جز سوق الخلق جوازا. ادخل من باب واخرج من باب. اخرج عنهم بقلبك وبنيّتك، وكنْ كالطّير الوحداني، لا تأنس ولا تؤنس، لا تَرَى ولا تُرَ. كنْ كذلك إلى أن يبلغ الكتاب أجله، ويدنو قلبك من باب ربّك عزّ وجلّ؛ فترى

قلوب القوم هناك، فيستقبلونك ويقولون لك: يهنيك سلامتك ويقبّلون بين عينيك، ثم تخرج يد اللطف من داخل الباب فتستقبلك، وتحملك حملاً وتزقك زقا، وتقبل عليك، وتطعمك وتسقيك وتطيّبك، ثمّ تخرجك وتقعدك على الباب متفرّجاً منتظراً لمن يأتي من المريدين الطالبين، فيأخذ بيدك ويسلمك إلى اليد التي تَسَلّمتْك في حال قدومك/ [١٩٢/أ] فإذا صحّ لك هذا فابرز إلى الخلق وكن بينهم كالطبيب بين المرضى، وكالعاقل بين المجانين، وكالأب الشفيق بين أولاده. قبل هذا لا كرامة لك، تكون منافقا لهم، عبدا لهم، تابعاً لأغراضهم، تظنّ أنّك تداويهم وأنت مشرك بهم، تصير مداواتك لهم عقوبة لك؛ لأنّها بالجهل وعدم الصنعة. قال النبي ﷺ: «مَنْ عبد الله بالجهل كان ما يفسد أكثر مما يصلح»(٢٨).

يا غلام: تكلم فيما يعنيك ودع الكلام فيما لا يعنيك. لو عرفت الله عزّ وجلّ كثُر خوفك منه، وقلّ كلامك بين يديه؛ ولهذا قال النبي ﷺ: «من عرف الله عزّ وجلّ كلَّ لسانه»(٢٩) يعني: يخرس لسان نفسه وهواه وطبعه وعاداته وكذبه وبهتانه وزوره، وينطق/ [١٩٢/ب] لسان قلبه وسرّه ومعانيه وصدقه وصفائه، يخرس لسان باطله، ويتكلم لسان حقه، يخرس لسان كلامه فيما لا يعنيه، وينطق لسان قلبه فيما يعنيه. يخرس لسان طلبه لنفسه وينطق لسان طلبه للحقِّ. في بداية المعرفة ينقطع

---

(٢٨) ذكره الدارمي في السنن، باب من قال العلم الخشية وتقوى الله، ١/ ٩١، وقال: كتب عمر بن عبد العزيز إلى أهل المدينة أنّه من تعبّد بغير علم كان ما يفسد أكثر مما يصلح. ومن عدّ كلامه من عمله قلّ كلامه إلاّ في ما يعنيه، ومن جعل دينه غرضا للخصومة كثر تنقله.

وقد ذكره القاري، ٥٠٥ وقال: من كلام ضرار بن الأزور. وذكره العجلوني في الكشف، ٢٥٣٠ .

(٢٩) ذكره العجلوني في الكشف، ٢٥٣٣، بلفظ (من عرف نفسه كلّ لسانه). وقال: قال القاري نقلا عن السيوطي: ليس بثابت.

كلامه، ويذوب وجوده جملة. يصير فانيا عنه وعن غيره، ثم إذا شاء الحقّ أنشره، إذا أراد منه الكلام خلق له لسانا وأنطقه به. ينطقه بما يريد من الحِكَم والأسرار. يصير كلامه دواء في دواء، نورا في نور، حقاً في حقّ، صوابا في صواب، صفاء في صفاء؛ لأنّه لا يتكلم إلاّ عن أمر من الله عزّ وجلّ حيث قلبه، فإذا تكلّم من غير أمر هلك. لا يتكلم إلاّ عن أمر أو فعل غالب يقهره، وإذا كان هكذا فالحقّ عزّ وجلّ أكرم من أنْ يؤاخذ على فعله. الغالب الذي/ ليس فيه نفس ولا هوى [١٩٣/أ] ولا طبع ولا شيطان ولا إرادة، كما لا يؤاخذ الميت بنطقه ولا النائم باحتلامه، وما يراه أو يعلمه في نومه. وسماع(٣٠) الكلام من جماعة الموتى بعد موتهم. من تكلم على الخلق على غير هذه الصفة فسكوته خير من كلامه. لا يبرز إلى الصف الأوّل إلاّ الشجعان. من يبرز من غير شجاعة وصنعة هلك. ويلك تدّعي محبّة الحقّ عزّ وجلّ وأنت تحبّ غيره، تكون دعواك سبب هلاكك. كيف تدّعي المحبّة ولا تُرى علامتها عندك. المحبّة كنار في بيت بلا باب ولا مفتاح، يخرج لهبها من فوقه. المحبّ يغلق باب محبّته ويكتمها، وهي تظهر عليه. له لسان يخصّه وكلام يخصّه، ولا يريد مع محبوبه غيره، وهو من أكبر علاماته وصدقه. يا كذاب، يا هذا، اسكت فما أنت منهم/ ما أنت محبّ ولا محبوب، المحبّ على الباب، [١٩٣/ب] والمحبوب داخل الدّار. المحبّ له حركة وهيجان وانزعاج، والمحبوب له سكون، ساكن في حجر اللطف، نائم فيه. المحبّ له تعب، والمحبوب له راحة. المحبّ متعلّم، والمحبوب عالم. المحبّ مسجون والمحبوب مطلق. المحبّة تجنّن المحبوبية تعقّلُ. الصبي إذا رأى حيّة صرخ. الحوّاس إذا رأى حيّة سكت. من رأى سبعا صرخ وهرب، والسّبّاع يلعب مع السبع وينام عنده. لكل داخل دهشته. قال الله تعالى: ﴿... واتقوا الله ويعلمكم الله ...﴾ [سورة البقرة ٢/٢٨٢].

المحبّ متىٍ يتهذب على الباب، يهذب جوارحه وقلبه، فإذا تهذّب دخل

---

(٣٠) في (أ) و(ب): قد سمع.

كتّاب القرب. الحكم يهذب على الباب، والعلم يهذب داخل الباب. من تهذّب [١٩٤/أ] بالحكم فأُنْسُه العلم، وولّاه وأمّره وأغناه/، الحكم باب مشترك، والعلم باب خاص. من أحسن أدبه وطاعته على الباب المشترك صار مستأنساً مقرّبا وراء الباب الخاص. يصير في زمرة المحبوبين. لا كلام حتى يطول مقامك على الباب مع ملازمة الإطراق والحياء، وتحقيق العبودية، والنظر إلى نفسك بعين النقص والتقصير.

من نظر إلى نقصانه كان له الكمال، ومن نظر إلى كماله كان له النقصان. اعكسوا تصيبوا، استشيروا ترشدوا. اصبروا تظفروا وتملكوا وتجدوا وتحملوا. اصبروا يُصْبر عليكم. ارضوا يرضا عنكم. احملوا يحمل عنكم. سلموا وقد سلمتم، وافقوا فقد وفقتم. اخدموا وقد خدمتم. لازموا الباب وقد فتح لكم. لا تستعجلوا وقد أعطيتم. تكرموا يتكرّم عليكم. تقرّبوا وقد قرّبتم. جدّوا وقد [١٩٤/ب] وجدتم. القلب/ إذا سار بأقدام المجاهدات والمكابدات وقطع المسافات إلى ربّه عزّ وجلّ ووصل إليه ثبت عنده، لا يبقى له رجوع. ينتقل من الحكمة إلى القدرة، من الآلات والأسباب إلى الصّانع المسبّب. ينتقل من مشيته[٣١] إلى مشية ربّه عزّ وجلّ. من سكونه وحركته بربّه عزّ وجلّ. يا طالبي الدنيا: ما دمتم في طلبها أنتم في تعب. هي تطلب الهارب عنها، تختبر الهارب منها بِعَدْوها خلفه؛ فإن التفت إليها استدلّت على كذبه، ومسكتْه ووصلته واستخدمته ثم قتلته، فإنْ لم يلتفت إليها استدلّت على صدقه وَخَدَمَتْهُ. ما يُنْتَفَعُ بها إلا بعد الزهد فيها [١٩٥/أ] والهرب منها. اهربوا منها فهي قتّالة مكّارة سحّارة. فارقوها بقلوبكم قبل أن تفارقكم. ازهدوا فيها قبل أن تزهد فيكم. لا تتزوجوها؛ فإنْ تزوجتم/ بها فلا تجعلوا صَدَاقها أديانكم. هي تُزوّج ثم تُطلِّق. ما أسرع تزويجها وتطليقها. إن طلبتها بدينك فدينك صداقها؛ لأن دين المنافق صداق الدنيا، ودم المؤمن الشهيد

(٣١) لعلها مشيئته.

صداق الآخرة، ودم المحبّ صداق قرب المولى.

ويحك ما دمت تخدم الدنيا فهي تضرّك ولا تنفعك؛ فإذا صارت هي تخدمك تنفعك ولا تضرّك. اطردها عن قلبك وقد رأيت خيرها وخدمتها وذلّها. تظهر إلى قلبك المؤمن في أحسن صورة عليها من كل زينة، فيقول: من أنت، فتقول: أنا الدنيا، فيعرض عنها، فيتبينّ له في الحال عيوبها، وتنقلب تلك الصورة الحسنة صورة قبيحة.

ويلك تدّعي الزهد في الدنيا وأنت تحبّ الدّراهم والدنانير، وتعدو خلفهما، وتَذِلّ للملوك والأغنياء من أجلهما، كذبت في زهدك. عن بعض الصالحين رحمة الله/ عليه أنّه قال: رأيت في النوم امرأة مستحسنة، فقلت لها: من تكوني؟ [١٩٥/ب] فقالت: أنا الدنيا. فقلت لها: أعوذ بالله عزّ وجلّ منك ومن شرّك. قالت: أبغضِ الدراهم والدنانير وقد كفيت شرّي.

يا كذابين: من شرط كل صادق في إرادة ربّه عزّ وجلّ أن يبغض ما سواه في الظاهر والباطن: الظاهر الدنيا وشهواتها وأبناؤها وما في أيديهم، وحمْد الخلق وثناؤهم وقبولهم وإقبالهم، والباطن الجنّة وما فيها من النعيم. مَنْ صحّ له هذا صحّت له الإرادة. وقرب قلبه من ربّه عزّ وجلّ، وصار جليس قربه، وضيفاً له. فحينئذ تجيء الدنيا بطبقها والأخرى بطبقها. تجيء هذه بزينتها وهذه بحشمتها. تصيران خادمتان تخدمانه، فيكون طبقها للنفس لا للقلب. طعامُ الدنيا والآخرة للنفس. وطعام القرب للقلب. وهذا الذي أدعو إليه/، هو إرادة الله عزّ وجلّ من [١٩٦/أ] خلقه لا الذي تدعون إليه.

يا منافقين: العاقل من ينظر في العواقب ولا يغتر ببداية الأمور. العاقل من استعرض الدنيا والآخرة اللتين هما جاريتان للقوم، يختبرهما ويسمع كلامهما. يسمع من الدنيا وصفتها لنفسها، فيشتري منها ما يصْلح له، ويزهد في الدنيا لكونها فانية، ويعرض عن الآخرة لكونها محدثة مخلوقة، حاجبة عن ربّها عزّ وجلّ

لمن تقيّد[٣٢] بها، ورغب فيها دونه. فتقول له الدنيا/ لا تطلبني ولا تتزوج بي فإنّي أنتقل من دار إلى دار، من ملك إلى ملك، كلّما ربيْت وتزوجت واحدا قتلته، وأخذت ماله. احذرني فإنّي ذوّاقة قتّالة غدّارة، لا أوفي بعهد لمن عاهدني، وأعاهده.

[١٩٦/ب] وتقول له الأخرى: على وسم البيع والشراء؛ لقوله تعالى: ﴿إن/ الله اشترى من المؤمنين أنفسهم وأموالهم بأن لهم الجنّة﴾ [سورة التوبة ١١١/٩]. إنّي أرى على وجهك وسم القرب فاشتريني[٣٣]؛ فإن الحقّ عزّ وجلّ يَدَعك معي[٣٤].

فإذا تحقق هذا عنده وتركهما وولّى عنهما، طالباً قرب ربّه عزّ وجلّ، ردّ الدنيا إليه فيستوفي أقسامه منها من غير ضَرر، وردُّ الآخرة إليه. تكون قهرمانة[٣٥] له، اسمعوا يا طالبين لهذه ولهذه. يا مرضى بهذه وبهذه، هذا الذي شرحته دواء لكم فاستعملوه. كلّ من زهد في شيء طلبه ذلك الشيء. ازهدوا في المخلوقات حتى يحبّكم الخالق. مَثَلُ المحبوب عند الله عزّ وجلّ كمثل المريض في حجر طبيب شفيق، يتولاه بنفسه.

يا قوم: اقبلوا مني وازهدوا في الدنيا؛ فإنّ رغبتكم فيها ومحبّتكم لها تحجبكم عن الآخرة، وعن قرب ربكم عزّ وجلّ، وتعمى عيون قلوبكم، القعود/ مع [١٩٧/أ] الدنيا يحجبكم عن الآخرة، والقعود مع النفس يحجبكم عن الحقّ عزّ وجلّ.

يا جهّال: لا تأكلوا الدنيا بعمل الآخرة فتخسرونهما. الآخرة سيّد، والدنيا مملوكة لها؛ فالمملوك يتبع المالك. هي دنيّة وتلك عليّة، والدّني يتبع العالي.

---

(٣٢) في (أ): يقتد بها.

(٣٣) في (أ): فلا تشتريني، والصواب ما رجحناه من (ب).

(٣٤) في (أ): لا يدعك.

(٣٥) قهرمانة: كلمة فارسية، ومعناها مدبرة البيت، ومتولية شؤونه، ومنه القول المأثور (المرأة ريحانة وليست بقهرمانة). المعجم الوسيط/ ٧٧٠.

لا تأكلوا من طعام الدنيا قبل أكل الترياق؛ فإنّ طعامها مسموم. ما هذا الترياق؟!
هو الزهد فيها، والخروج عنها من حيث قلبك من بحر الحكمة إلى بحر القدرة،
من الطبّ إلى الطبيب الذي يميِّز لك بين سمّها ولحمها، أمَا رأيت وسمعت أن
يأخذ الحيّة فيذبحها ويطبخها ويستخرج سمّها ثم يأكل لحمها. الحقّ عزّ وجلّ
يجعل سمّ الدنيا للكفّار المتجبّرين عليه، الناسين له. ولحمها المصفّى من السمّ
للمؤمنين به، المتذلّلين له، الذاكرين له، الناسين لغيره. كيف لا يصفّى/ لهم [١٩٧/ب]
وهم أضيافه يفعل معهم كفعل المحبّ في حقّ الحبيب، يصفّي لهم الحلاوة من بين
المرارة، والصفاء من بين الكدر. المرادون يصفى لهم الطعام والشراب واللباس
وجميع ما يحتاجون إليه. المتزهد مجتهد، تارة يصفو وتارة لا يصفو، تارة يقوم وتارة
يقعد. الزاهد قد انكشف له معظم الأمر. صوابه أكثر من أخطائه، والعارف قد
انكشف له الأمر كله. يعرف الصّافي من الكدر. الصافي يناديه، والكدر يناديه.

القوم اتحدت جهاتهم، بقيت لهم جهة واحدة. ضاقت جهات الخلق في
وجوههم، واتسعت جهة الحق عزّ وجلّ لهم. سدوا جهات الخلق بأيدي صدقهم
وفتحوا جهات الخالق بأيدي قلوبهم. فلا جرم اتسعت قلوبهم وكبرت وعظمت
ووقفت الغيرة على أبواب قلوبهم/ فلم تمكن أحدا من الدخول إليها سوى مالكها [١٩٨/أ]
وخالقها. كل واحد من هؤلاء القوم كالشمس والقمر في الدنيا، هم سبب لنور
الدنيا، وجوههم إلى الحق عزّ وجلّ وظهورهم إلى الخلق، لو كانت وجوههم إلى
الدنيا لاحترق كل ما عليها. أنتم موتى تمشون على وجه الأرض. كن عاقلاً،
فمالك عقل. لست من الرجال، ولا تعرف الرجال. ما تعرف رؤساء الخلق
ولا كبراءهم. كلامك يدل على ما في قلبك. اللسان ترجمان القلب. إذا وقع لك
حبّ رجل وبغض آخر فلا تحبّ ذاك ولا تبغض هذا لنفسك وطبعك، بل
حكمهما كليهما على الكتاب والسنّة، فإذا وافقا على الذي أحببته فدم على محبته وإذا
خالفاه فارجع عن محبته. وإن وافقا الذي أبغضته فارجع عن بغضه. وإن خالفاه
فدم على بغضه/. [١٩٨/ب]

ويلك تبغضني لأنّي أقول الحقّ وأحاققك. ما يبغضني ويجهلني إلا الجاهل بالله، كثير القول، قليل العمل. وما يحبّني إلا العالم بالله عزّ وجلّ، كثير العمل، قليل القول. قرب الحقّ عزّ وجلّ قد أغناني عن الكلّ، الماء كثير حولي، وأنا كضفدع. ما أقدر أن أتكلّم بما عندي، أنتظر نضب الماء، وأتكلم. فحينئذٍ تسمع خبرك وخبر غيرك. متى تتوبوا يا دبراء[٣٦]، يا عصاة. صالحوا ربّكم عزّ وجلّ بواسطة التوبة. لولا حيائي من الله عزّ وجلّ ومن حلمه لنزلت وأخذت بيد واحد واحد منكم، وقلت له: أنت فعلت كذا وكذا، تب إلى الله عزّ وجلّ، لا كلام لك ومعك حتى يقوى إيمانك وإيقانك ومعرفتك لمولاك، فحينئذٍ تتعلق بالعروة الوثقى وهي وصول قلبك إليه، فيباهي بك النبيّ ﷺ/ جميع الأمم.. [١٩٩/أ]

يا مَنْ آمن بلسانه متى تؤمن بقلبك؟ يا مؤمنا في جلوته متى تكون مؤمنا في خلوتك. إيمان القلب مع الخلوة هو الشيء النافع. إيمان اللسان مع كفر القلب لا فائدة فيه. إيمان المنافق إيمان الذين يخافون من السيف. يا عصاة: توبوا ولا تقنطوا من رحمة ربّكم عزّ وجلّ، ولا تيأسوا من روح الله. يا موتى القلوب: دوموا على ذكر ربّكم عزّ وجلّ، وتلاوة كتابه وسنّة نبيّه، وحضور مجالس الذكر وقد حييت قلوبكم كما تحي الأرض الميتة بنزول الغيث عليها. إذا دام القلب على ذكر الحقّ عزّ وجلّ جاءت إليه المعرفة والعلم والتوحيد والتوكل والإعراض عمّا سواه في الجملة. دوام الذكر سبب دوام الخير في الدنيا والآخرة. ما دمت مع الخلق والدنيا/ فأنت متأثر بالحمد والذم؛ لأنّك موجود بنفسك وهواك وطبعك، فإذا [١٩٩/ب] وصل قلبك إلى ربّك عزّ وجلّ وصار أمرك إليه زال تأثّرك بهما، واسترحت من ثقل عظيم. إذا اشتغلت بالدنيا مع اعتمادك على حولك وقوتك انقطعت وتمزقت وتعبت وتسخطت، وكذا إذا اشتغلت بالآخرة بقوتك تنقطع، وإذا اشتغلت بالحقّ عزّ وجلّ استفتح باب المعاش بيد قوّته والتوكل عليه، واستفتح بابَ الطاعات بيد

---

(٣٦) في (أ): بادروا.

توفيقه. فإذا وصلت إلى مقام طلبه فاطلب منه القوة والصّدق في طلب قوته ومعونته. يثبّت أقدام قلبك وسرّك بين يديه مع الفراغ من شغل الدنيا والآخرة.

ويحك نفسك مريضة فاحمها عن التخليط في المواكيل حتى تأتيها/ عافية [٢٠٠/أ] القرب من ربّها عزّ وجلّ.

ويحك كيف تطمع في قرب الله عزّ وجلّ والحرام على جسدك وفي مأكولك ومشروبك ومنكوحك وجميع تصرّفاتك. كيف تطمع في قرب الله عزّ وجلّ ونفسك مستولية عليك، وهواك يقودك، ويميل بك إلى الشهوات واللذات. ونار طبعك تحرق تقواك ودينك. كن عاقلاً ما هذا عمل من يؤمن بالموت، ويوقن به. ما هذا عمل من يرتقب لقاء الحقعزّ وجلّ ويخاف من محاسبته ومناقشته. لا فكرة لك. لا تروّي لك، لا تقوى لك، لا تدبير لك، لا سكون لك الليل والنهار. وإنّك غائص في جَمْعِ الدنيا والتفكير فيها ومصاحبة أهلها والذلّ بين أيديهم. القوم يستقيلون من الدنيا والحياة ومقاساة الخلق. أحدهم كرجل بعث رحله إلى خراسان/ وقعد ها هنا على خيل جريدة، ينتظر سير القافلة وخروج الأمير. [٢٠٠/ب] فجسده حاضر وقلبه إلى بيته.

المؤمن بعث ماله إلى الآخرة قد بنى هناك قصراً وقد اقتنى فيه كل ما يحتاج إليه[٣٧]. كلّ قلبه إلى قرب الله عزّ وجلّ؛ ولهذا قال النّبي ﷺ: «الدنيا سجن المؤمن»[٣٨] لا يزال المؤمن يتحقق في إيمانه حتى يصير عارفاًبالله عزّ وجلّ، وعالما به، قريبا منه، واصلاًإليه. فحينئذ يؤْثره على كلّ شيء، يفرّق ماله على الحواشي الوقوفِ على الباب. فيبقى كلّ همّه الدخول إلى دار القرب. يردّ[٣٩] مفتاح قصره الذي في الجنة على خازنها يجيء سرّه إلى أبواب الجنان فيغلقها ويسدّ أبواب الخلق

---

(٣٧) كل ما يحتاج إليه: نقص من (أ).

(٣٨) انظر تخريجه ص **١٦٧**.

(٣٩) يردّ: نقص من «أ».

والوجود، ويرمي بنفسه بباب الملك، يتمارض هناك، ويقع كأنّه قطعة لحم ملقاة.

[٢٠١/أ] ينتظر أن تمرّ به أقدام اللطف فتدوسه، ينتظر لمحة من عين/ الرحمة، وامتداد يد المنّة والكرم. فبينما هوَ كذلك إذا هو في مخدع القرب، في حجر اللطف، بين يديّ الطبيب الخبير، فيمرضه ويردّ إليه قوته، ويؤنسه ويخلع عليه الحلل والحليّ والتيحان، ويطعمه من طعام الفضل، ويسقيه من شراب الأنس، فحينئذ جاءت الراحة في دار القرب، جاء الفرج على شرفات القرب[٤٠]، صارت الخليقة كلهم تحته، ينظر إليهم بعين الرحمة والرأفة، يتخلّق بأخلاق الحقّ عزّ وجلّ؛ لأنّالواصلين إليه تمتليء قلوبهم رحمة للخلق، ينظرون إلى المسلمين والكافرين، وإلى العوام والخواص بعين الرحمة، يرحمون الكلّ[٤١] مع مطالبتهم لهم بحدود الشرع. المطالبة ظاهرا والرحمة باطنا.

يا عباد الله: إذا رأيتم واحدا من هؤلاء القوم فاخدموه، واقْبلوا منه؛ فإنّه [٢٠١/ب] ناصح لكم. يا قعوداً في البيوت والصوامع مع النفس والطبع والهوى/ وقلة العلم، عليكم بصحبة الشيوخ العمّال بالعلم، اتبعوهم واتركو أقدامكم خلف أقدامهم، ذلّوا لهم، واصبروا على كسرهم حتى تزول أهويتكم، وتنكسر نفوسكم، وتنطفيء ثائرة[٤٢] طباعكم. فحينئذ تعرفون الدنيا فتجتنبونها، تصير خادمتكم، تعطيكم ما فرض عليها؛ وهي أقسامكم المقسومة. عندها تأتيكم بها وأنتم على باب قربكم من ربّكم عزّ وجلّ. هي والآخرة خادمتان لمن خدم الحقّ عزّ وجلّ.

القلب إذا تربّى فيه التّوحيد والقرب كان كلّ يوم في زيادة. كلّما جاء كبر

---

(٤٠) في (أ): الوصول.

(٤١) الكلّ: نقص من «أ».

(٤٢) في (أ): نارية.

وعظم وارتفع، لا يَرى على وجه الأرض ولا في السماء غير الله، تصير كل[43] الخلائق في أسْره[44]، يقوم سرّ بينه وبين ربّه عزّ وجلّ، فحينئذ يتمكّن منه، ويتصل به، يصير سلطان زمانه، يتمكّن من القضاء والقدرة، والحكم والعلم، تخدمه/ صفات الملك، وتقربه ذاته. [٢٠٢/أ]

يا قوم: صدّقوا الله عزّ وجلّ ورسوله والصالحين من خلقه، هو صادق لأنّه قال: ﴿. . . ومن أصدق من الله قيلا﴾ [سورة النساء: ٤/١٢٢] صدْق الصالحين، وصدْق الرسول، مشتق من صدقه.

يا غلام: إذا طال قيام قلبك على باب الحقّ عزّ وجلّ زال شرهك وطلبك، وكثُر حسن أدبك. الصبر يزيل الشهوات، الصبر يُفني العادات، ويقطع الأسباب، ويخلع الأرباب، أنت مهوس! أنت جاهل بالله عزّ وجلّ وبرسوله وأوليائه وخواصّه من خلقه! تدّعي الزهد وأنت راغب. زهدك زمن الإقدام، وكل رغبتك في الدنيا. لا رغبة لك في ربّك عزّ وجلّ، دونك والقيام بين يديّ ربّك عزّ وجلّ. حسِّن الظنّ والأدب حتى أدلّك على ربّك عزّ وجلّ، وأعرفك الطريق إليه. انزع/ عنك لباس الكبر والبس لباس التواضع حتى ترتفع. ما أنت فيه هوس في هوس. إذا أعرضت عن خاطر النفس، وخاطر الهوى، وخاطر الشيطان، وخاطر الدنيا جاءتك الآخرة: خاطر الملك، ثمّ خاطر الحق عزّ وجلّ أخيرا وهو الغاية. إذا صحّ قلبك وقف عند الخاطر، وقال له: أيّخاطر أنت؟! من أنت؟! فيقول: أنا خاطر كذا وكذا. [٢٠٢/ب]

ويحكم، الأكثر منكم هوس في هوس، يعبدون الحقّ [عزّ وجلّ] في صوامعكم. هذا الأمر لا يجيء بمجرد الصعود في الخلوات مع الجهل. ويلك اِمْش

---

(٤٣) كلّ: نقص من (أ).

(٤٤) في (أ): في أثره.

في طلب العلم والعلماء العاملين حتى لا يبقى مشي، امش حتى لا يطاوعك شيء، فإذا عجزت فاقعد عن ظاهر، ثم بقلبك ومعناك، فإذا غبت ظاهراً وباطنا وقعدت [٢٠٣/أ] جاءك القرب من الله عزّ وجلّ والوصول إليه. إذا انقطعت/ خطرات قلبك وذهبت قواك في السير إليه كان ذلك علامة قربك منه. سلّم واستطرح. إمّا [أنْ] نبني لك صومعة في البريّة، ونقعدك في الخراب، أو نردّك إلى العمران، ونوقف الدنيا والآخرة والجنّ والإنس والملك والأرواح في خدمتك. إذا وقفت على باب الحق عزّ وجلّ رأيت عجبا، بل عجايبا، أنس طعامك وشرابك ولباسك وجودك وحمد القوم وذمهم، هذه الأشياء كلها أعمال القلوب، يصير هذا القلب بستاناً فيه أشجار وثمار، يصير فيه فيافي وقفار وبحار وجبال. يصير مجمع الجنّ والإنس والملائكة والأرواح. هذا شيء وراء العقول، اللهم إن كان ما أنا فيه حقّ فحققه للسالكين. وإن كان باطلا فامحقه. إن كنتُ على حق فارفع شأني وشيده. وعجّل [٢٠٣/ب] بهداية الخلق على يدي، ارفع قلوبنا/ إليك. إلى متى هذا التعب؟! متى تنتهي خطرات قلوبنا؟! متى نأكل الدعوة على سطح قصر القلب ونتفرّج من شرفاتها على خلقك؟ ونضرب إليه الأمثال. إذا صحّ القلب نسي ما سوى الحقّ عزّ وجلّ القديم الأزلي الدائم الأبدي، كل ما سواه محدث. إذا صحّ القلب صار الكلام الذي يخرج منه صوابا، حقا لا يُردّ، وإذا خاطب القلبُ القلبَ، السرُّالسرَّ، الخلوةُ الخلوةَ، المعنى المعنى، اللبُّ اللبَّ، الصوابُ الصوابَ، فحينئذ يكون الكلام منه إلى القلب كالبذرة في الأرض لينة طيّبة غير سبخة، تنبت وتغصن، إذا تعلمت للدنيا عملت للدنيا، وإذا تعلمت للآخرة عملت للآخرة. الفرع يبنى على الأصل. كما تدين تدان. كل إناء بما فيه ينضح. تضع في إنائك قطران وتريد أن [٢٠٤/أ] ينضح منه ماء الورد. لا كرامة/ لك! تعمل في الدنيا للدنيا لبنائها، وتريد أن تكون للآخرة غدا! لا كرامة. عملت للخلق تريد أن يكون لك الخالق غدا والقرب منه والنظر إليه، لا كرامة لك. هذا هو الظاهر والأغلب، وإن أعطاك تفضلاً بغير عمل فذاك إليه.

اسمعوا مني واعقلوا ما أقول؛ فإنّي غلام من يقدم(٤٥)، أحضر بين أيديهم، وأنشر أمتعتهم، وأنادي عليها ولا أخونهم فيها، ولا أدعي ملكا أبدا. بكلامهم أثني عليه. أهلني الله عزّ وجلّ ببركة متابعتي للرسول ﷺ، وبرّي بوالدي وبوالدتي رحمهما الله، والدي زاهد في الدنيا مع القدرة عليها، ووالدتي وافقته على ذلك ورضيت بفعله. كانا من أهل الصلاح والديانة، والشفقة على الخلق، وما علي منهما ولا من الخلق، أتيت إلى الرسول والمرسل بهما/ [٢٠٤/ب] أمتنح كل خيري معهما أو عندهما. ما أريد من الخلق سوى محمد صلى الله عليه [وآله وصحبه] وسلم، ولا من الأرباب غير ربّي عزّ وجلّ.

يا غلام: كلامك من لسانك لا من قلبك، من صورتك لا من معناك. القلب الصحيح يهرب من الكلام الذي يخرج من اللسان دون القلب، يصير وقت سماعه كالطير في القفص، وكالمنافق في المسجد. إذا التقى واحد من الصديقين في مجلس واحد من العلماء المنافقين كانت أمنيته الخروج منه.

للقوم علامات في وجوه المرائين المنافقين الدجالين البدعيّين أعداء الله عزّ وجلّ وأعداء رسوله ﷺ. علامتهم في وجوههم وفي كلامهم، يفرّون من الصدِّيقين كفرارهم من الأسد، يخافون أنْ يحترقوا بنار قلوبهم. الملائكة/ [٢٠٥/أ] تدفعهم عن الصدّيقين والصالحين. أحدهم عند العوام كبير وعند الصدِّيقين حقير، عند العوام آدميّ وعند الصديقين سنّور(٤٦) لا وزن لهم عندهم.

---

(٤٥) أي ربيب السلف الصالح، فهو يقوم على خدمتهم والثناء عليهم بكل خير.

(٤٦) السنور: حيوان ألوف، خلقه الله تعالى لدفع الفأر، يشبه الهرة، روى الحاكم في المستدرك، ١/ ١٨٣، والدارقطني في السنن، ١/ ٦٣، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: كان النبي صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم يأتي دار قوم من الأنصار ودونهم دور لا يأتيها. فشُقّ عليهم ذلك، فكلموه، فقال: إن في داركم كلباً. قالوا: فإن في دراهم سنوراً. فقال: النبي صلى الله عليه و[آله وصحبه] وسلم: السنّور سبع.

يا قوم: عليكم بطبيب الحكم. فإنّه يداويكم من أمراضكم، واتبعوه واقبلوا منه وقد عوفيتم. اتبعوا الغلام وقد حملكم إلى الأستاذ الحكيم. غلام العلم اتبعوه ولاتنظروا أين يدخل، ادخلوا خلفه، اطلبوا باب ربكم، وأحسنوا العشرة مع الحكم الذي هو غلام الباب. إذا لم تتبعوا الحكم فلا وصول لكم إلى العلم. أما سمعتم قو ربّكم عزّ وجلّ ﴿... وما آتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا ...﴾ [سورة الحشر ٥٩/٧]. إذا أحسنتم العشرة مع الحكم على باب ربّكم عزّ وجلّ، وتأدّبتم معه أحبّكم، وفتح لكم باب قربه، وأقعدكم على مائدة فضّله وإكرامه، تصيرون/ ضيفان له، يحادث قلوبكم، ويؤانس [٢٠٥/ب] أسراركم، ويعلمها العلم الذي يعلمه خواصّكم من خلقه، فيصير حكمه بينه وبين الخلق، وعلمه بينه وبينكم؛ لأنّ الحكم مشترك، والعلم خاص. الحكم إيمان، والعلم عيان.

(دعاء)

أيها العبد ألق سمعك وأنت شهيد بأنّك مني مريد. وأصغ بسمع قلبك وأنا عنك لست ببعيد. أيّها العبد كنت تدبيري لك من قبل أنْ تكون لنفسك؛ فكن لنفسك بأن لا تكون لها، وتوليتُ رعايتها قبل ظهورك وأنا الآن عليّ الرعاية لها.

أيّها العبد أنا المنفرد بالخلق والتصوير وأنا المنفرد بالحكم والتدبير/، لمَ [٢٠٦/أ] يشاركني في خلقي وتصويري ولا تشاركني في حكمي وتدبيري، أنا المالك لملكي وليس فيه نظير، وأنا المنفرد بحكمي فلا احتياج فيه إلى وزير.

أيها العبد من كان بتدبيره لك قبل الإيجاد فلا تنازعه في المراد مَنْ عوّدك حسن المنظر منه لك فلا تقابله بالعناد.

عوّدتك حسن النظر مني لك فعودني ساقط التدبير منك مني.

ايها العبد: أشكاً بعد وجود التجربة، وحيرة بعد وجود البيان، وخللاً بعد وضوح الهدي. أمّا يجليك إليّ علمك بأنّه لا مراد لك غيري، أما [يخيفك[٤٧]] من المنازعة بي ما سبق من وجود الخير.

أيّها العبد، انظر نسبة وجودك من أكواني ترى أنك متلاش في الفاني، فما ظنّك بما ليس بفاني؟ اقعد وقد سلّمت/ إليّ قيامي بمملكتي وأنت من مملكتي فلا [٢٠٦/ب] تنازع ربوبيتي ولا تضاد بتدبيرك مع وجود الإلهي.

أيها العبد، أما يكفيك أنّي أكفيك؟! أما يوجب سكونك إليّ سوائق عوايدي فيك.

---

(٤٧) في (أ): يحنيك.

أيها العبد متى أحوجتك إليك حتى تحتال عليّ، ومتى وكلت شيئاً من مملكتي لغيري حتى أكِلَ إليك ذلك. أيها العبد أعددْتُ لكَ جودي من قبل أن أظهرك لوجودي، وظهرت بقدرتي في كل شيء، فكيف تملك حجودي.

أيها العبد متى خاب من كنتُ له مريدا؟ ومتى خُذِل من كنتُ له منتصرا؟. أيها العبد لتشغلْك خدمتي عن طلب قسمتي، وليمنعْك حسن الظَّنّ بي عن إبهام ربوبيتي.

[٢٠٧/أ] أيها العبد: لا ينبغي أن تتّهم محسناً، ولا أن تنازع/ مقتدرا، ولا أن تصادد قهّارا، ولا أن تعرض عن حكم حكيم، ولا أن [تَعْيا لهمٍّ[٤٨]] مع لطيف.

أيّها العبد لقد فاز بالنجاح من خرج عن الإرادة معي، ولقد دلّ على سير الأمر من احتال عليّ، ولقد ظفر بكنز الغنا من صَدق في الفاقة إليّ. ولقد استوجب النصر مني من عبْدٍ إذا تحرك تحرك بي، ولقد استمسك بأقوى الأسباب من استمسك بسببي. إني آليت على نفسي أن أجازي أهل التدبير بوجود التكدير، وأنْ أهدم ما شيّدوا وأحل ما عقدوا. وأن أكلهم إليهم وأن أحيلهم عليهم ممنوعين من روح الرضا ونعيم التفويض فلو وثقوا بي[٤٩] لاقتنعوا بتدبيري لهم عن تدبيري لأنفسهم، وبرعايتي لهم/ عن رعايتهم إياها؛ فإذن كنتُ أسلك بهم عن سبيل [٢٠٧/ب] الرضا، وأنهج بهم منهج أهل الهدى، وأسعى بهم في طريق بيضاء، وأجعل عنايتي بهم وافية لهم من كل ما يخافونه، وجالبة لهم من جميع ما يرجونه، وذلك على يسير.

أيها العبد نريد منك أن تريدنا ولا تريد معنا، ونختار لك أنْ تختارنا ولا تختار معنا، ونرضى لك أن ترضانا ولا نرضى أن ترضى سوانا.

---

(٤٨) في (أ): يعالهم.

(٤٩) في (أ): عني.

أيها العبد: إن قضيتُ لك [فإرادتي[٥٠]] فضلي عليك، وإن قضيت عليك بلائي أريد أن أورد في قضائي أسرار لطفي إليك.

أيّها العبد لا تجعل جزاء ما أظْهَرْت فيك من نعمي وجود منازعتي، ولا عوض ما أحسنت لك بالعقل الذي ميزتك به وجود مضادتي.

أيها العبد كما سلّمت لي: تدبيري في أرضي وسمائي وانفرادي فيهما بحكمي [٢٠٨/أ] وقضائي سلّمْ وجودَك لي؛ فإنك لي ولا تدبير معي؛ فإنّك معي واتخذني وكيلا، وثق بي كفيلا. أعطيك عطاء جزيلا ووهبتك فخرا جليلا.

أيها العبد إني حكمت في أزلي أنّه لا يجتمع في قلب عبدي ضياء التسليم بي وظلمة المنازعة معي. [فإن] كان واحد منهما لم يكن الآخر معه فاختر لنفسك.

ويحك إنّا أجللنا قَدْرَك أن تشتغل بأمر نفسك فلا تَضَعَنّ قدرك يا من رفعناه، ولا تدللن بحوالتك على غيري يا من أعززناه. ويحك أنت أجلّعندنا من أنْ تشتغل بغيرنا، لِحَضرتي خلقتك وإليها خطبتك، وبجواذب عنايتي بها جذبتك؛ فإن اشتغلت بنفسك حجبتك، وإن اتبعت هواها طردتك، وإنْ/ خرجت عنها [٢٠٨/ب] قويتك، وإن تتودّد إليّ بإعراضك عما سواي أجبتك.

أيها العبد: أما كفاك لو اكتفيت وهداك لو اهتديت أني أنا الذي خلقتُ فسوّيت وتصدّيت فأعطيت، أما يمنعك من منازعتي فيما قضيت ومعارضتي فيما أتيت.

أيها العبد ما آمن بي من نازعني، ولا وحّدني من دبّر معي، ولا رضي بي من شكا ما أنزلتُهُ به إلى غيري، ولا اختارني من اختار معي، وما امتثل أمري من لم يتسلسل القهر، ولا عرفني من لم يفوّض أمره إليّ ولقد جهلني من لم يتوكّل عليّ.

---

(٥٠) في (أ): بل إرادتي.

أيها العبد: يكفيك من الجهل أنْ تسكن لما في يديك ولا تسكن لما في يديّ، وأنا أختار لك أن تختارني فتختار عليّ، ويحك لا يجتمع عبودية ولا اختيار [٢٠٩/أ] ولا ظلم. ولا توجهك إليّ وتوجهك/ للآثار؛ فإمّا أنا لك أو أنت لنفسك، فاختر على بيان ولا تتبدل الهوى بالخيرات.

أيها العبد: لو طلبت مني التدبير لنفسك جهلت فكيف إذا دبرتَ لها ولو اخترت معي ما أنصفت فكيف إذا اخترت علي؟!

أيها العبد: لو أذنتُ لك أن تدبّر كان يجب عليك أن تستحي منّي من أن تدبر، فكيف وقد أمرتك أن لا تدبر. يا مهموما بنفسه لو ألقيتَه إلينا لاسترحت.

ويحك أعباء التدبير لا تحملها إلا الربوبيّة، وليس يقوى بها ضعف البشرية.

ويحك أنت محمول فلا تكن حاملا، أردنا راحتك فلا تكن متعبا لنفسك. مَنْ دبّرك في ظلمات الأحشاء وأعطاك بعد الوجود ما تشاء لا ينبغي لك أن تنازعه فيما يشاء.

[٢٠٩/ب] أيها العبد: أمرتك/ بخدمتي وضمنت لك قسمتي فأهملتَ ما أمرتُ وشككتَ فيما ضمنتُ، ولم أكتف بالضمان حتى أقسمْتُ، وما اكتفيتُ بالقسم حتى مثّلْتُ فخاطبت عبادا يفهمون، فقلت: ﴿وفي السماء رزقكم وما توعدون، فوربّ السماء والأرض إنه لحق مثل ما أنكم تنطقون﴾ [سورة الذاريات ٥١/٢٢-٢٣].

ولقد اكتفى بوصفي العارفون واحتال على كرمي الموقنون فلو لم يكن وعدي لعلموا أني لا أقطع عنهم واردات رفدي، فلو لم يكن ضماني لوثقوا بوجود إحساني وقد رزقت من غفل عني وعصاني فكيف لا أرزق من أطاعني(٥١) ودعاني.

ويحك الغارس لشجرة هو ساقيها، والممد للخليقة هو باريها، يكفيها أنه

---

(٥١) في (أ): أعطاني.

كافيها ومكافيها. متى كان الإيجاد فعليّ دوام الإمداد. متى كان/الخلق فعليّ دوام [٢١٠/أ] الرزق.

ويحك هل تدعو لدارك إلا من تريد أن تطعمه، وهل تنسب لنفسك إلا من تحبّ أن تكرمه.

أيها العبد: اجعل همّك بي مكان همّك برزق فانٍ، ما حمّلْتُهُ عنك فلا تتعبنّ به، وما تحمله لك فكن أنت به. أندخلك داري ونمنعك جودي. أطالبك بحقي وأمنعك جودي. أقتضي منك خدمتي ولا أقضي لك قسمتي، لك قسمة عندي. لا يبقى عندي[٥٢]. لك هيّأت منّي وفيك أظهرت رحمتي، وما قنعتُ لك بالدنيا حتى أزهرت لك جنتي، وما اكتفيت بذلك حتى ألحقتك برؤيتي فإذا كانت هذه أفعالي فكيف تشك في أفضالي.

أيها العبد: لا بد لنعمتي من آخذ ولفضلي من قابلٍ ،وأنا الغني عن الانتفاع بالمنافع لما دلّ/ عليه الدليل القاطع، فلو سألتني أن أمنعك رزقي ما أجبتك، ولو [٢١٠/ب] سألتني أنْ أحرمك من فضلي ما حرمتك. فكيف وأنت دائما تسألني، وكثيرا ما تطلب مني، فاستحِ مني إنْ كنت لا تستحي، وافهم عني. ولقد أُعطيَ كل العطاء من فهم عني.

أيها العبد: تَخَيّرني ولا تتخيّر عليّ، ووجّه قلبك بالصدق إليّ فإنّك إنْ تفعل أريك غرائب لطفي، وبدائع جودي، وامنع سرّك. بشهودي أظهرت الطريق لأهل التحقيق، وبيّنت معالم الهدى لذوي التوفيق. فبحقٍ سلّم إليَّ الموقنون، وبتبيانٍ توكّل عليّ المؤمنون. علموا أنّي لهم خير من أنفسهم وأنّ تدبيري لهم أجدى عليهم من تدبيرهم لها فَدَعوا ربوبيتي مستسلمين/، وطرحوا أنفسهم بين يدي [٢١١/أ] مفوضين، فعوضتهم عنه ذلك راحة في نفوسهم، ونورا في عقولهم، ومعرفة في

---

(٥٢) أي أن العبد لا يموت حتى يستكمل رزقه المقدر له كاملاً.

قلوبهم، فحقّاً عليّ أنْ أجلّ [من[٥٣]] منصبهم وأعلي محلّهم، وأنشر ألوية المجد عليهم، ولهم إذا أدخلتهم داري ما لا عين رأت ولا أذن سمعت ولا خطر على قلب بشر.

أيها العبد: الوقت الذي أنت تستقبله له، أطالبك فيه بالخدمة فلا تطالبني بالقسمة، فإذا تكفّلتُ لك، وإذا استخدمتك أطعمتك. واعْلم بأنّي لا أنساك وإنْ نسيتني، وإني ذكرتك من قبل أن تذكرني، وإنّ رزقي عليك دائم وإنْ عصيتني، وإذا كنتَ كذلك في إعراضك عني فكيف ترى أكون في إقبالك عليّ، ما قَدّرْتَني حق / قدري، إن لم تستسلم لقهري ولا رغبت حتى ترى. إن لم تتمثل أمري فلا تعرض عني فإنّك لا تجد من تستند [إليه] مني، ولا تغتن بغيري فإنّ أحداً لا يغنيك عني. أنا الخالقّ لك بقدرتي، وأنا الباسط منّتي، فكما أنّه لا خالق غيري كذلك لا رازق غيري، أخلق وأحيل على غيري، وأنا المتفضّل، وأمنع العباد وجود خيري فثق أيها العبد وأنا ربّ العباد، واخرج عن مرادك معي أبلغك عين المراد، أذكر سوابق لطفي ولا تنسَ حقّ الوداد. [٢١١/ب]

وقد أردنا أن نختم هذا الكتاب بدعاء مناسب لما الكتاب موضوع له وهو: أنّا نسألك أنْ تصلي على [سيِّدنا] محمد وعلى آل [سيدنا] محمد كما صليت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم في العالمين إنّك / حميد مجيد. اللهم اجعلنا من المستسلمين إليك ومن الدائمين بين يديك، وأخرجنا من التدبير معك أو عليك واجعلنا من المفوضين إليك، إنّك قد كنت لنا من قبل أن نكون لأنفسنا، فكن لنا بعد وجودنا كما كنت لنا من قبل وجودنا، وألبسنا ملابس لطفك وأقبل علينا بحيائك، وأخرج ظلمات التدبير من قلوبنا، وأشرق أنوار التفويض في أسرارنا، وأشهدنا حسن اختيارك لنا حتى يكون ما تقتضيه فينا وتختاره أحب إلينا من مختارنا. [٢١٢/أ]

اللهم لأنفسنا لا تشغلنا بما ضمنت لنا عن ما أمرتنا، ولا بشيء أنت طالبتنا به

---

(٥٣) في (أ): أنّ.

عن شيء أنت طالبه منا. اللهم إنّك دعوتنا إلى الانقياد إليك والدّوام / بين يديك [٢١٢/ب] وإنّا عن ذلك عاجزون إلّا أن تعنّا، وضعفاء إلّا أنْ تقوينا، ومن أين لنا أن نكون في شيء إلا إنْ كونتنا؟ وكيف لنا [أن] نصل إلى شيء إلّا إن وصلْتنا؟ ومن أين لنا أنْ نقوى على شيء إلا إنْ أعنتنا، فوفقنا لما به أمرتنا، وأعنّا على الانكفاف عمّا عنه زجرتنا.

اللهم أدخلنا رياض التفويض، وجنات التسليم، ونعمنا بها وفيها، واجعل أسرارنا معك لا مع نعيمها ولذاتها، وبك لا بزينتها وبهجتها.

اللهم أشرق علينا من نور الإسلام إليك والإقبال عليك ما تبتهج به أسرارنا وتتكمل به أنوارنا. إنّك قد دبرت كلّ شيء قبل وجود كل شيء، وقد علمنا أنه لا يكون [إلا] ما تريد، وليس هذا العلم نافعاً لنا إلا أن تريد فأردنا / بخيرك، [٢١٣/أ] وسلمنا بفضلك، واقصدنا بعنايتك، وحُفّنا برعايتك، واكسنا من ملابس أهل ولايتك، وأدخلنا في وجود حمايتك إنّك على كل شيء قدير.

اللهم إنا قد علمنا أن حكمك لا يعاند، وقضاءك لا يضاد، وقد عجزنا عن ردّ ما أمضيت فنسألك لطفاً فيما قضيت، وتأييداً فيما أمضيت، واجعلنا في ذلك ممّن رعيت يا ربّ العالمين.

اللهم إنك قد قَسَمْتَ لنا قسمة أنت موصلها لنا فوصلها إلينا بالهناء والسلامة من العناء، مصونين فيها من الجحيم، محفوفين بأنوار الوصل، نشهدها منك فنكون لك من الشاكرين ونضيفها لك ولا نضيفها إلى أحد من العالمين.

اللهم إنّ الرزق بيدك رزق الدنيا/ ورزق الآخرة فارزقنا منها ما علمت فيها [٢١٣/ب] المصلحة لنا، والعود بالخير لنا.

اللهم اجعلنا من المختارين لك ولا تجعلنا من المختارين عليك، ومن المفوضين لك لا من المعترضين عليك.

اللهم إنا إليك محتاجون فأعطنا، وعن الطاعة عاجزون فاقدرنا، وهب لنا قدرة على طاعتك، وعجزا عن معصيتك، واستسلاما لربوبيتك/ [٢١٤/أ] وصبراً على أحكام ألوهيتك، وعزّاً بالانتساب إليك، وراحة في قلوبنا بالتوكل عليك، واجعلنا ممن دخل ميادين الرضا وكرع من تنسّم التسليم وجنى من ثمار المعارف، وأُلبس خِلع التخصيص، وأُتحف بتحف القرب، وفَتْح من حضرة الحبّ، دائمين على خدمتك متحققين بمعرفتك/ [٢١٤/ب] متبعين لرسولك، وارثين عنه، آخذين منه، ومحققين به، وقائمين بالنيابة، واختم لنا منك بخير يا رب العالمين، وصلى الله على سيدنا محمد [وآله وصحبه] وسلم، ورضي الله عن أصحاب رسوله أجمعين.

اللهم هب لنا العمل والإخلاص في أعمالنا وهب لنا الاطلاع على علمك والثبات في إطلاعنا، وآتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار. والحمد لله ربّ العالمين وصلى الله على سيدنا محمد وعلى آله وأصحابه وسلم. حسبنا الله ونعم الوكيل، نعم المولى ونعم النصير ولا حول ولا قوة إلاّ بالله العلي العظيم، وصلّى الله على سيدنا محمد وعلى آله وأصحابه وسلم تسليما كثيراً كثيراً إلى يوم الدين.

* * *

المصادر والمراجع

- أساس البلاغة للزمخشري دار صادر بيروت.
- إتحاف السّادة المتّقين بشرح إحياء علوم الدّين، محمّد بن محمّد بن محمّد بن عبد الرّزاق الحسيني الزّبيديّ، دار الفكر، لبنان.
- الإتحافات السّنيّة في الأحاديث القدسية، محمّد المدني، صححه وعلق عليه محمود أمين النّواوي، دار الجيل، لبنان.
- الآثار الخطيّة في المكتبة القادريّة (في جامع الشّيخ عبد القادر الكيلاني ببغداد)، عماد عبد السّلام رؤوف، مطبعة الإرشاد، العراق.
- الأحاديث القدسيّة، لجنة من العلماء، دار النّصر، سورية.
- الإحسان بترتيب صحيح ابن حبّان، ترتيب الأمير علاء الدّين عليّ بن بلبان الفارسي، قدّم له وضبط نصّه كمال يوسف الحوت، دار الكتب العلميّة، لبنان.
- إحياء علوم الدين أبي حامد الغزالي، ط دار الشعب.

  إحياء علوم الدين أبي حامد الغزالي، ط دار المعرفة لبنان.
- الأدب المفرد، أبي عبدالله محمّد بن إسماعيل البخاريّ.
- الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة (الموضوعات الكبرى)، نور الدّين ملا عليّ بن سلطان بن الهروي المعروف بالقاري، حقّقه وعلّق عليه محمد الصّبّاغ، دار الأمانة، مؤسسة الرسالة، لبنان.
- الأسماء والصفات للبيهقي، دار التراث العربي، بيروت.
- أسنى المطالب في أحاديث مختلفة المراتب، محمّد درويش الحوت، دار الكتاب العربي، لبنان.
- إصطلاحات الصّوفيّة، كمال الدّين عبد الرّزّاق القاشاني، تحقيق وتعليق الدّكتور

محمّد كمال إبراهيم جعفر، الهيئة المصريّة العامّة للكتاب، مصر.
- الأعلام (قاموس تراجم لأشهر الرّجال والنّساء من العرب والمستعربين والمستشرقين)، خير الدّين الزركلي، دار العلم للملايين، لبنان.
- الأغاني لأبي الفرج الأصفهاني مؤسسة جمّال للطباعة والنشر بيروت.
- إيضاح المكنون في الذّيل على كشف الظّنون عن أسامي الكتب والفنون، إسماعيل باشا بن محمّد أمين بن مير سليم البابانى البغداديّ، دار الفكر، لبنان.

- ب -

- البداية والنهاية لابن كثير، مكتبة المعارف بيروت.
- بذل المجهود في حلّ ألفاظ أبي داود، خليل أحمد السّهارنفوري، دار الكتب العلميّة، لبنان.

- ت -

- تاريخ بغداد أو (مدينة السّلام)، أبي بكر أحمد بن عليّ بن ثابت بن أحمد بن مهدي الخطيب البغداديّ، دار الكتاب العربي، لبنان.
- التاريخ الكبير للبخاري دار الكتب العلمية بيروت.
- تذكرة الموضوعات، محمد طاهر بن علي الهندي الفتى، نشر أمين دمج، لبنان.
- الترغيب والترهيب من الحديث الشّريف، أبي محمّد زكي الدّين عبد العظيم بن عبد القوي المنذريّ، ضبط أحاديثه وعلّق عليه مصطفى محمّد عمارة، دار إحياء التّراث، لبنان.
- تفسير الخازن - دار المعرفة بيروت.
- تلخيص الحبير لابن حجر العسقلاني دار المعرفة بيروت.
- تنزيه الشّريعة المرفوعة عن الأخبار الشّنيعة الموضوعة، أبي الحسن عليّ بن محمّد بن عراق الكتّاني، حقّقه وراجع أصوله وعلّق عليه عبد الوهّاب عبد اللّطيف - عبدالله بن محمّد الصّدّيق، دار الكتب العلميّة، لبنان.

- ج -

- جامع الأصول في أحاديث الرّسول ﷺ، مجد الدّين أبي السّعادات المبارك محمّد بن الأثير الجزري، تحقيق الشّيخ عبد القادر الأرناؤوط، مكتبة دار البيان، سورية.
- الجامع الصّحيح (سنن التّرمذيّ)، أبي عيسى محمّد بن عيسى بن سَوْرة التّرمذيّ، تحقيق وشرح أحمد محمّد شاكر وغيره، دار إحياء التّراث العربي، لبنان.
- الجامع الصّغير من أحاديث البشير النّذير، جلال الدّين عبد الرحمن بن أبي بكر السّيوطيّ، دار الكتب العلميّة، لبنان.
- جمهرة الأولياء وأعلام أهل التّصوّف، السّيد محمود أبو الفيض المنوفي الحسيني، مؤسسة الحلبي وشركاه، مصر.

- ح -

- الحاوي للفتاوي (في الفقه وعلوم التّفسير والحديث والأصول والنّحو والإعراب وسائر الفنون)، جلال الدين عبد الرّحمن بن أبي بكر السّيوطيّ، دار الكتب العلميّة، لبنان.
- حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، أبي نعيم أحمد بن عبدالله الأصفهاني، دار الفكر، لبنان.

- د -

- الدّرر المنتثرة في الأحاديث المشتهرة، جلال الدّين عبد الرّحمن بن أبي بكر السّيوطيّ، تحقيق الدّكتور محمّد بن لطفي الصّبّاغ، جامعة الملك سعود، السّعوديّة.
- ديوان أبي الأسود الدؤلي لابن سعيد العسكري بتحقيق محمد حسن آل ياسين مؤسسة إيف بيروت.
- الرّسالة القشيريّة في علم التّصوّف مع شرح شيخ الإسلام زكريا الأنصاري، أبي القاسم عبد الكريم بن هوزان القشيريّ، دار أسامة، لبنان.

- الروض الداني إلى المعجم الصغير للطبراني، المكتب الإسلامي - دار عمّار.

- ز -

- الزّهد، أبي عبدالله أحمد بن محمد بن حنبل الشّيباني، دار الكتب العلميّة، لبنان.

- س -

- سلسلة الأحاديث الصحيحة للألباني مكتبة المعارف، الرياض.
- سلسلة الأحاديث الضعيفة. للألباني مكتبة المعارف الرياض.
- سنن الدّار قطني، تأليف عليّ بن عمر الدّارقطني، عني بتصحيحه السّيد عبدالله هاشم يماني المدني، دار المحاسن للطباعة، مصر.
- سنن الدّارمي، أبو محمّد عبدالله بن عبد الرّحمن بن الفضل بن بهرام الدّارمي، عناية محمّد أحمد دهمان، دار إيحاء السّنّة النّبويّة، سورية.
- سير أعلام النّبلاء، شمس الدّين محمّد بن أحمد بن عثمان الذّهبيّ، تحقيق عدد من الباحثين بإشراف الشّيخ شعيب الأرناؤوط، مؤسسة الرّسالة، لبنان.

- ص -

- صحيح البخاريّ، أبي عبدالله محمّد بن إسماعيل البخاريّ الجعفيّ، ضبطه الدّكتور مصطفى ديب البغا، دار العلوم، سورية.
- صحيح مسلم بشرح النّوويّ، محيي الدّين أبو زكريا يحيى بن شرف بن مري الخرامي الحوراني الشّافعيّ، المطبعة المصريّة، مصر.

- ط -

- طبقات الأولياء، سراج الدّين أبي حفص عمر بن عليّ بن أحمد المصري المعروف بابن الملقن، حقّقه وخرّجه نور الدّين شريبه، دار المعرفة، لبنان.
- طبقات الصّوفيّة، أبي عبد الرّحمن السّلمي، تحقيق نور الدّين شريبه، دار الكتاب النّفيس، سورية.

ـ الطّبقات الكبرى (لواقح الأنوار في طبقات الأخيار)، أبي المواهب عبد الوهاب بن أحمد بن عليّ الأنصاري الشّعراني، مكتبة مصطفى البابي الحلبي، مصر.

ـ ع ـ

ـ العبر في خبر من غبر، شمس الدّين محمّد بن أحمد بن عثمان الذّهبيّ، حقّقه وضبطه محمّد السّعيد بن بسيوني زغلول، دار الكتب العلميّة، لبنان.
ـ عوارف المعارف في التّصوّف (مع الإحياء)، شهاب الدين أبي حفص محمّد بن محمّد بن عبدالله السّهرورديّ، بدون تاريخ، دار المعرفة، لبنان.

ـ ف ـ

ـ الفتح الكبير في ضم الزّيادة إلى الجامع الصّغير، تأليف جلال الدّين عبد الرحمن بن أبي بكر السّيوطيّ، ترتيب يوسف النّبهاني، دار الكتب، مصر.
ـ الفردوس بمأثور الخطاب، أبي شجاع شيرويه بن شهرزاد بن شيرويه الدّيلميّ، تحقيق محمّد السّعيد بن بسيوني زغلول، دار الكتب العلميّة، لبنان.
ـ فهارس التّرغيب والتّرهيب في الحديث الشّريف، إعداد خالد عبد الرحمن العكّ وغيره، دار الإيمان، سورية.
ـ فهارس جامع الأصول في أحاديث الرّسول ﷺ، صنعة يوسف الزّبيبي، دار المأمون للتراث، سورية.
ـ فهارس صحيح البخاريّ، إعداد الدّكتور مصطفى ديب البغا، دار العلوم، سورية.
ـ فهارس كشف الأستار، أحمد الكويتي، دار عمّار، الأردن.
ـ فهارس مسند أبي يعلى الموصلي، القسم الأوّل، دار المأمون للتراث، سورية.
ـ فهرس مخطوطات دار الكتب الظّاهريّة (التّصوّف)، وضع محمّد رياض المالح، مطبوعات مجمع اللغة العربية، سورية.

ـ فيض القدير شرح الجامع الصّغير، محمّد المدعو بعبد الرّؤوف المناوي، دار المعرفة، لبنان.

ـ ك ـ

ـ الكامل لابن عدي. دار الفكر.
ـ كشف الخفاء ومزيل الإلباس عمّا اشتهر من الأحاديث على ألسنة الناس، إسماعيل بن محمّد العجلوني، تحقيق أحمد القلاش، مؤسسة الرّسالة، لبنان.
ـ كشف الظّنون عن أسامي الكتب والفنون، مصطفى بن عبدالله القسطنطينيّ الرّومي المعروف بـ ـ حاجي خليفة، دار الفكر، لبنان.
ـ كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال، علاء الدين علي بن حسام الدين الهندي، مكتبة التراث الإسلامي، حلب.
ـ اللآلىء المنثورة في الأحاديث المشهورة (التّذكرة في الأحاديث المشتهرة)، بدر الدّين أبي عبدالله محمّد بن عبدالله الزّركشي، دراسة وتحقيق مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلميّة، لبنان.
ـ لسان العرب، أبي الفضل جمال الدّين محمّد بن مكرّم بن منظور، دار صادر، لبنان.

ـ م ـ

ـ مجمع الزّوائد ومنبع الفرائد، نور الدّين عليّ بن أبي بكر الهيثميّ، دار الكتاب العربي، لبنان.
ـ مجمع الأمثال للميداني.
ـ مختصر تاريخ مدينة دمشق (لابن عساكر) محمّد بن مكرّم المعروف بابن منظور، تحقيق جماعة من الباحثين، دار الفكر، سورية.
ـ المستدرك على الصّحيحين، للإمام أبي عبد الله الحاكم النيسابوري، مكتب المطبوعات الإسلاميّة، سورية.
ـ مسند أبي يعلى الموصلي، أحمد بن عليّ بن المثنى التّميميّ، حقّقه وخرّج أحاديثه

حسين سليم أسد الدّاراني، دار المأمون للتراث، سورية.
- مسند أحمد بن حنبل، تحقيق محمد شاكر مصر.
- مسند أحمد بن حنبل تحقيق عبد الله درويش دار الفكر.
- مسند الشّهاب، أبي عبد الله محمّد بن سلامه القضاعي، حقّقه وخرّج أحاديثه حمدي عبد المجيد السّلفي، مؤسسة الرّسالة، لبنان.
- المصنف لابن أبي شيبة، الحافظ أبي بكر بن أبي شيبة، الدار السلفية.
- مصنف عبد الرزاق، أبي بكر عبد الرزاق بن همام الصنعاني تحقيق حبيب الأعظمي.
- المعجم الصّوفيّ، الدّكتورة سعاد الحكيم، دار دندرة، لبنان.
- معجم مصطلحات الصّوفيّة، الدّكتور عبد المنعم الحفني، دار المسيرة، لبنان.
- معجم المؤلفين (تراجم مصنّفي الكتب العربيّة)، عمر رضا كحالة، مكتبة المثنى، لبنان.
- المعجم الوسيط، دار إحياء التراث العربي بيروت.
- المقاصد الحسنة في بيان كثير من الأحاديث المشتهرة على الألسنة، محمّد بن عبد الرّحمن السّخاويّ، دراسة وتحقيق محمّد عثمان الخشت، دار الكتاب العربي، لبنان.
- موسوعة أطراف الحديث النّبويّ الشّريف، إعداد محمّد السّعيد بن بسيوني زغلول، عالم التّراث، لبنان.
- الموطّأ، مالك بن أنس، صحّحه وخرّج أحاديثه وعلّق عليه محمّد فؤاد عبد الباقي، .دار إحياء التّراث العربي، لبنان.

- ن -

- نصب الراية للزيلعي، المكتبة الإسلامية.
- نيل الأوطار للشوكاني، دار القلم بيروت.
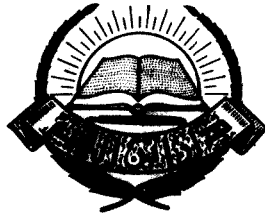
هذا الكتاب

إمّا أن يكون المرء مّحباً أو محبوباً ، فإن كان مّحباً أفنى نفسه وأتعبها في خدمة المحبوب . وإن كان محبوباً استراح من المشقة والتعب ؛ فلقد وصل .

وكذلك حال الولي الذي تخلّص من عناء العمل والعبادة إلى فيء الراحة بقرب المحبوب عزّ وجلّ .

ومابين عناء العمل واصطفاء المحبة رحلةٌ طويلة من الصبر والصدق والإخلاص والقناعة وحسن العبادة وحسن العمل وحسن معاشرة الخلق والصدق مع الحقّ والخلق والرضا والتسليم والاستقامة .

ودروس الشيخ الجيلاني في هذا الكتاب تعلّم هذه الصفات ليصل المرء إلى المحبوبية ؛ فينعم بدرجة القرب .